

# جلاء العميون

جلد اول

سوانح چہارده معصومين عليهم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسی بن علامہ محمد تقی مجلسی

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر - 260756, 269598

ہدیہ - 1

مارچ 2001

# فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۹	حضرت ایوب علیہ السلام		
۱۹	حضرت ذوالنفل علیہ السلام		
۱۹	حضرت شعیب علیہ السلام		
۲۰	حضرت یعقوب علیہ السلام		
۲۰	حضرت یوسف علیہ السلام		
۲۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام		
۲۱	حضرت یوشع علیہ السلام		
۲۱	جناب حزقیل علیہ السلام		
۲۲	جناب الیاس علیہ السلام		
۲۲	جناب شمشیر علیہ السلام		
۲۲	حضرت طاہر علیہ السلام		
۲۲	حضرت داؤد علیہ السلام		
۲۳	حضرت سلیمان علیہ السلام		
۲۳	حضرت عزیر علیہ السلام		
۲۴	حضرت زکریا علیہ السلام		
۲۴	حضرت یحییٰ علیہ السلام	۷	حرف اول
۲۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۷	تاریخ
۲۶	ایک نظر	۸	تاریخ کی ابتدا
۲۷	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۹	دنیا کی ابتدا
۲۹	حضرت ادنیٰ الامر علیہ السلام	۱۰	دیہی حق
۳۶	دوٹ	۱۳	آئین الہی
۳۷	اسلام حکومت کا طریقہ انتخاب	۱۵	حضرت شیث علیہ السلام
۳۸	اسلامی حکومت کا حکمران کون	۱۵	حضرت ادریس علیہ السلام
۵۳	رائے	۱۶	حضرت نوح علیہ السلام
۵۵	بیعت اور دوٹ ایک نہیں	۱۷	حضرت صالح علیہ السلام
۵۷	حکمران کا انتخاب	۱۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام
۶۰	مجلس مشاورت	۱۸	حضرت اسماعیل علیہ السلام

۱۲۷	بیان وصیائے حضرت رسول مقبولؐ	۶۱	نظام ارتضیٰ علیہ السلام
۱۲۸	بیان سپردگی میراث	۶۲	حضرت علی علیہ السلام کی گرفتاری
۱۳۰	وصیایا حضرت در حق حسینؑ	۶۸	اصل و بیاض کتاب فارسی
۱۳۲	بیان خطبہ حضرت رسول مقبولؐ	۷۰	مقدمہ کتاب از قلم مصنفؑ
۱۳۴	فضائل جناب امیرؑ زبانی حضرت رسول مقبولؐ	۷۲	باب اول فصل اول
۱۳۵	بیان فضائل اہل بیت زبانی رسولؐ	۷۲	ولادت و وفات اشرف کائنات و بعض
	فصل پانچویں		احوال کریمہ و مناقب شریفہ
۱۳۸	در بیان حضرت رسولؐ کی رحلت		فصل دوم
۱۳۹	بیان تعیین تاریخ وفات حضرت رسولؐ	۷۵	رسالت پناہ کے نور مبارک کے اذکار عالیہ
۱۴۰	بیان غسل و کفن حضرت رسولؐ		فصل تیسری
۱۴۲	بیان کفن حضرت رسولؐ	۹۵	بیان تاریخ ولادت باسعادت
۱۴۲	تقریرت حضرت خضر علیہ السلام	۱۰۱	واقعہ یرث بن سعد و کعب الاحبار
۱۴۴	بیان قصص حضرت رسولؐ	۱۰۷	تعبیر خواب زبانی سیطخ نبوی
۱۴۵	ملاقات حضرت رسولؐ در محشر		فصل چہارم
۱۴۷	بیان رحلت حضرت رسولؐ	۱۰۹	بیان وصیائے حضرت رسول مقبولؐ
۱۴۸	اذن ملک الموت در خانہ رسولؐ	۱۱۲	بیان حدیث قرطاس
۱۴۹	وصیت غسل و کفن	۱۱۳	خطبہ آخری رسول مقبولؐ
۱۵۱	مدائے شیطان بعد وفات رسولؐ	۱۱۵	وصیائے رسولؐ از انصار
۱۵۱	بیان شرکت ملائکہ در تجسیم و تکفین حضرت رسولؐ	۱۱۵	وصیائے رسولؐ در حق اہل بیتؑ
	وائمہ طاہرین	۱۱۶	وصیائے رسولؐ از مجاہدین
۱۵۲	بیان نماز جنازہ حضرت رسولؐ	۱۱۷	بیان عہد نامہ حضرت رسول مقبولؐ
۱۵۴	بیان ذن رسول مقبولؐ	۱۱۸	بیان سپردگی وصیت نامہ
۱۵۴	بیان در زہر کف گر سفند	۱۱۹	مصنوع وصیت نامہ
۱۵۷	کلام حضرت امیر المومنینؑ	۱۲۰	بیان قبول وصیت نامہ
۱۵۸	ذکر مصحف فاطمہؑ	۱۲۱	وصیت مخصوص بحق جناب فاطمہؑ
	فصل چہٹی	۱۲۱	بیان رخصت رسولؐ لہر اہل بیتؑ
۱۵۸	بیان بعد ذن رسول مقبولؐ	۱۲۲	وصیت از جناب فاطمہؑ
۱۵۹	بیان نعت مجزئ حکم معاویہ	۱۲۳	وصیت رسولؐ بجناب فاطمہؑ
۱۵۹	بیان احتجاج جناب امیرؑ	۱۲۵	بیان اخبار آئندہ رسولؐ
	باب دوم فصل اول	۱۲۶	وصیایا حضرت رسولؐ در باب ذن

۱۹۱	قصہ محمود فرشتہ		بیان تاریخ ولادت و وفات اور بعض احوال کریمہ
۱۹۲	ترویج جناب فاطمہ	۱۹۱	و مناقب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا
۱۹۵	بیان سامان ترویج جناب فاطمہ بلائے آسمان	۱۹۳	بیان نور شریف جناب سیدہ
۱۹۵	خطبہ ملک	۱۹۵	بیان ولادت جناب فاطمہ
۱۹۶	بیان ترویج فاطمہ بر زمین		فصل دوم
۱۹۷	تفصیل شادی جناب فاطمہ	۱۹۶	بیان اسمائے شریفہ سیدہ
۱۹۸	بیان ترویج فاطمہ زہراء	۱۹۷	بیان معنی فاطمہ
۲۰۴	فضائل علی زبانی رسول	۱۹۸	تفسیر فاطمہ و بتول زہراء
۲۰۷	کلام راحیل فرشتہ	۱۹۹	بیان کینت ہائے جناب سیدہ
۲۰۸	بیان زفاق فاطمہ		فصل تیسری
۲۰۸	بیان مہر فاطمہ زہراء	۱۷۰	بیان فضائل و مناقب جناب سیدہ
۲۰۹	کلام زمین از جناب امیر	۱۷۰	سیدہ کا راہ خدا میں زیور دنیا
۲۱۰	بیان نثار فاطمہ در بہشت	۱۷۱	سیدہ کا گردن بند دنیا
۲۱۱	فاطمہ و علی کا آپس میں سلوک	۱۷۱	فضیلت زہراء بر عالمین
۲۱۳	بیان پانچ افراد کے گریہ و بکا کا	۱۷۵	حال امّ امین خادمہ سیدہ
	فصل چھٹی	۱۷۵	بیان آسیہ گردانی جناب سیدہ
۲۱۷	بیان کیفیت معاشرت جناب امیر	۱۷۸	منزلت و بزرگی جناب سیدہ
	جناب فاطمہ زہراء	۱۷۸	تفسیر آیات سورہ رحمن
	فصل ساتویں	۱۷۹	وصف بہشت جناب سیدہ
	بیان کیفیت شہادت فاطمہ اور بیان انظم و	۱۸۰	گہوارہ جنبانی جناب ملائکہ
۲۱۶	جور کا جو منافقان امت سے پہنچے	۱۸۳	غلام کا آزاد ہونا بکرت گردن بند
۲۱۷	بیان مصحف جناب فاطمہ	۱۸۴	تواب تسبیح جناب فاطمہ
۲۲۰	اخبار مصائب زبانی حضرت رسول	۱۸۵	قصہ رسول مع مہاجرین و انصار
۲۲۳	بیان فضائل اہل بیت		فصل چہارم
۲۲۴	بیان حدیث قرطاس	۱۸۶	بیان مکارم و اخلاق جناب سیدہ
۲۲۶	جناب امیر کو برائے بیعت بلانا	۱۸۷	بیان امور خانہ داری جناب سیدہ
۲۲۶	خشم و غضب فاطمہ براشتقیائے امت	۱۸۸	بیان تقسیم پارچہ لمبے وغیرہ
۲۳۴	استحاج اصحاب کبار احمد مختار	۱۸۹	بیان خواب جناب سیدہ
۲۳۵	بیان غصب فدک		فصل پانچویں
۲۳۶	برائے شیخین وصیت فاطمہ زہراء	۱۹۰	بیان ترویج جناب فاطمہ



	فصل دوسری	۲۳۷	شخصین کا ارادہ نقل جناب امیر المومنین علیہ السلام
۲۸۰	خبر دینا خدا و رسول و پیغمبران گزشتہ بہ جناب امیر علیہ السلام	۲۳۸	روایت محمد بن جریر طبری
۲۸۰	حکایت یہودی در خبر شہادت امیر علیہ السلام	۲۴۰	بیان وفات جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
۲۸۲	بیان قبض اوداح مومنان	۲۴۳	بیان دوگردانی فاطمہ از ابو بکر و عمر
۲۸۳	خبر شہادت امیر زبانی جناب امیر علیہ السلام	۲۴۵	بیان وصیائے جناب فاطمہ زہرا
	فصل تیسری	۲۴۷	ترجمہ اشعار جناب فاطمہ زہرا
۲۸۶	جناب امیر در شہادت	۲۴۹	ترکیب نقش زبانی اسماء بنت عمیس
۲۸۷	مشورہ شہادت جناب امیر علیہ السلام	۲۴۹	وصیائے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
۲۸۷	قصہ شہادت جناب امیر علیہ السلام	۲۵۰	وفات جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
۲۹۱	بیان نصائح و وصیائے جناب امیر علیہ السلام	۲۵۲	کلام عباس غم حضرت رسول اکرم
۲۹۷	شہادت جناب امیر علیہ السلام	۲۵۲	حون داندوہ جناب امیر علیہ السلام
۲۹۹	بیان قناعت جناب امیر علیہ السلام	۲۵۴	بیان وفات و دفن جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
۳۰۳	بیان شہادت		فصل آٹھویں
۳۱۱	روایت زائدہ بن قدامہ	۲۵۶	بیان وادخواستی فاطمہ زہرا بروز قیامت
	فصل چوتھی	۲۵۷	بیان غراب دشمنان اہل بیت علیہم السلام
۳۱۶	واقعی جو بعد از امیر واقع ہوئے	۲۵۸	بیان تشریف فاطمہ میدان محشر
۳۱۸	حکایت ارون رشید		باب تیسرا - فصل اول
۳۱۹	بیان گفتن دفن جناب امیر علیہ السلام	۲۶۲	تاریخ ولادت و شہادت سیدہ و صیبا و امام الاتقیاء حضرت علی علیہ السلام
۳۲۱	سلام صعصعہ بن صوحان عبدی		بیان فضائل جناب امیر المومنین زبانی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
۳۲۲	علاات دفن جناب امیر علیہ السلام	۲۶۳	روایت الس بن مالک
۳۲۴	بیان تعزیت جناب خضر علیہ السلام	۲۶۴	روایت جابر بن عبداللہ انصاری
۳۲۶	خطبہ امام حسن علیہ السلام	۲۶۴	فضائل ابوطالب زبانی حضرت رسول
	فصل پانچویں	۲۷۱	روایت ولادت جناب فاطمہ در کعبہ
۳۲۶	قصہ قتل ابن ہجم ملعون	۲۷۲	بیان اسلام ابوطالب و فاطمہ بنت اسد
۳۲۸	روایت شبیبہ جناب امیر بر آسمان پنجم	۲۷۵	حکایت شیر
	باب چہارم - فصل اول	۲۷۶	ترجمہ اشعار ابوطالب و مضمون نوح علیہ السلام
۳۳۰	بیان تاریخ ولادت و شہادت ثانی ائمہ ہدی و قرۃ لعین محمد مصطفیٰ امام حسن مجتبیٰ	۲۷۶	بیان سبقت الاسلام جناب امیر علیہ السلام
۳۳۲	نقش نگین حضرت امام حسن علیہ السلام	۲۷۸	تہنیت ولادت امیر زبانی جبرائیل علیہ السلام

۳۶۰	معجزہ امام حسنؑ در طفولیت	۳۳۳	بیان عمیقہ حضرت امام حسن علیہ السلام
۳۶۰	معجزہ امام حسن علیہ السلام فصل پانچویں	۳۳۳	بیان علیہ مبارک حضرت امام حسن علیہ السلام فصل دوسری
۳۶۶	احوال امام حسنؑ بعد شہادت امیرؑ و صلح معاویہ	۳۳۴	بیان فضائل و مناقب امام حسن علیہ السلام
۳۶۶	خطبہ امام حسنؑ علیہ السلام	۳۳۸	بیان سبیح انگور و انار
۳۶۷	بیان خلافت و بیعت	۳۳۹	جامہ ہائے بہشت تحفہ حسنینؑ
۳۷۱	مضمون صلح نامہ با معاویہ	۳۳۹	قصہ جام بلور سرخ لبریز مشک و غیر
۳۷۲	معاویہ کا امام حسین علیہ السلام سے اصرار بیعت	۳۴۰	طول وادوں سجدہ و سبب امام حسن علیہ السلام
۳۷۳	خطبہ معاویہ برائے بیعت امام حسنؑ کا خطبہ بطیفہ	۳۴۱	نشان وادوں جبرائیل بارخ نبی بخار
۳۷۷	مصالح صلح با معاویہ	۳۴۱	خطبہ رسول مشتق فضائل حسنین علیہ السلام
۳۸۳	مکالمہ عبدالبن عباس با معاویہ	۳۴۲	بیان محبت رسول با حسن علیہ السلام
۳۸۵	بیان بدعت ہائے معاویہ	۳۴۲	بیان سبب بہشت و دوسطر عبادت
۳۸۸	حدیث عمرو بن حق فزاعی		فصل تیسری
۳۸۹	شہادت حمزہ بن عبد فصل چھٹی	۳۴۷	بیان مکارم و اخلاق و محاسن امام حسن علیہ السلام
۳۹۰	بیان کیفیت شہادت امام حسن علیہ السلام	۳۴۸	بیان اخلاق و آداب امام حسن علیہ السلام
۳۹۰	اخبار شہادت امام حسن علیہ السلام کی زبانی	۳۴۹	سخاوت امام حسن علیہ السلام
۳۹۱	بیان زہر وادوں امام حسن علیہ السلام	۳۴۹	خطبہ مبارک امام حسنؑ مشتمل پر موعظہ
۳۹۳	بیان و صحابہ امام حسن علیہ السلام	۳۵۰	بیان خضوع و خشوع امام حسن علیہ السلام
۳۹۷	بیان دفن امام حسن علیہ السلام	۳۵۱	حکایات زن بدویہ
۳۹۷	مرانعت عائشہ از دفن امام حسن علیہ السلام	۳۵۲	بیان سخاوت امام حسن علیہ السلام
۳۹۸	بیان وفات امام حسنؑ زبانی آئمہ اہل بیت	۳۵۳	حکایت ابن ابی عقیق
		۳۵۴	قصہ مرد شامی
		۳۵۴	حکایت مرد پیر سیود
		۳۵۶	بیان تراضع و فروتنی امام حسن علیہ السلام فصل چہارم
		۳۵۷	بیان نصوص امامت امام حسن علیہ السلام
		۳۵۸	بیان معجزات امام حسنؑ علیہ السلام
		۳۵۸	بیان معجزہ و غیرہ موافق ارشاد امام حسن
		۳۵۸	خبر وادوں امام حسنؑ پر نزول جیشی
		۳۵۹	معجزہ امام حسنؑ بابت سوالات با قاصد معاویہ

# حرفِ اول

دُنیا میں مقدس ترین خدمت یہ ہے کہ بنی آدم کے اخلاق کی اصلاح کی جائے۔ اس مقصد کے حصول کے کئی طریقے ہیں۔ مثلاً وعظ و نصیحت (لیکچر) کے ذریعہ فنِ اخلاق میں کت میں لکھی جائیں۔ لوگوں کو نیکی کرنے پر مجبور کیا جائے اور بدکاروں کو مزادی جائے لیکن ان تمام راستوں میں موثر ترین طریقہ یہ ہے کہ کسی انسان کو یا اس کے حالات کو انسانوں کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ جو اخلاقی اعتبار سے کامل ہو اور جو کچھ اپنی زبان سے کہے اس پر خود بھی عمل کرے۔ یہی اصول قرآن نے پیش فرمایا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ“ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر و ذکرا اللہ کثیرا ھو تحقیق تمہارے واسطے حیات رسول میں اچھی متابعت یعنی آپ کی ذات مبارک پیروی کرنے کے واسطے۔ جو امید رکھتا ہے بقائے الٰہی کی اور روزِ آخرت کی اور جس نے ذکرِ خدا کیا کثرت سے۔ نیز یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ دن کی قدر نہیں ہوتی اگر رات نہ ہوتی۔ دھوپ اچھی نہ لگتی اگر سردی نہ ہوتی۔ آرام کی عزت نہ ہوتی اگر تکلیف نہ ہوتی۔ کھرے کا پتہ نہ چلتا۔ اگر کھوٹا نہ ہوتا۔ نیکی کی قیمت نہ ہوتی اگر بدی نہ ہوتی۔ نیکیوں کی تیز نہ ہوتی اگر بدنہ ہوتے۔ سچوں کی پیروی نہ کی جاتی اگر جھوٹے نہ ہوتے۔ پس معلوم ہو گیا کہ ضدین کا پایا جانا ضروری ہے۔ لہذا جہاں نیک اور صالح شخصیتوں کے حالات سے عوام کو آگاہ کیا جائے پیروی کرنے کے واسطے وہاں بُرے اور جھوٹے لوگوں کے حالات سے بھی عوام کو آگاہ کیا جائے ان سے بچنے کے واسطے اس لئے دونوں فوری نیک و بد کے حالات کا قلمبند ہونا ضروری ہے۔ اس طریق کار کو کہا جاتا ہے تاریخ۔ لہذا میں پہلے آپ کو تاریخ سے واقفیت کراتا ہوں۔

## تاریخ

تاریخ وہ مشعل ہے راہِ دُنیا طے کرنے والوں کے لئے جس کی روشنی میں یہ روزِ روشن کی طرح صاف نظر آتا ہے کہ ایک قوم بد لوگوں کی پیروی کر کے نیکیوں کی روایات کو بھول کر کے پستی کے گڑھے میں کس طرح گری اور ایسی گری کہ پھر اُٹھ نہ سکی۔ اور دوسری قوم نیک لوگوں کی اتباع کر کے کس طرح عورت و

شمت کے آسمان پر آفتاب بن کے چمکی لہذا تاریخ یہ سبق دیتی ہے ان غلطیوں سے بچو جو ان کی تباہی کا باعث ہوئیں تاریخ ہی فقط ایک ایسی مشعل ہے جس کی روشنی میں انسان مختلف شاہراؤں سے ہوتا ہوا آخر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ تعصب اور طرفداری کے جذبہ سے کام نہ لے۔ مثلاً ایک انسان کی زندگی خوبیوں سے بھری ہوئی ہے اور کامیاب زندگی ہے لیکن اس کا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جس کے دعویٰ تمہارے لئے قابل قبول نہیں۔ اس لئے تم اس کی زندگی کے اہم اور سبق آموز واقعات کو ازراہ تعصب نظر انداز کر دیتے ہو۔ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے دوسرا شخص تمہارا اہم مذہب ہے دولت مند ہے لیکن فیاض نہیں۔ یتیموں کو نہیں دیتا۔ غریبوں سے ہمدردی نہیں کرتا۔ لوگ اس کی بجنیلی کی شکایت کرتے ہیں۔ آپ فوراً اس کی طرفداری کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ آپ کا مقصد ہے وہ اپنی کمائی کٹا دے۔ طرفداری کا یہ جذبہ انسان کے دل میں فیاضی کے خیالات پیدا ہونے نہیں دیتا۔ اس لئے تاریخ کے لئے لازمی ہے غیر جانبدار ہونا تاکہ خوبیوں کو اپنایا جاسکے اور زندگی کو بہتر بنایا جاسکے۔

## تاریخ کی ابتدا

یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اس فن تاریخ کی ابتدا کب سے ہوئی۔ کیونکہ ابتدا میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ اس لئے عہد قدیم کے حالات تاریخی میں ہیں۔ مورخوں نے عہد قدیم کی تاریخ مرتب کرتے وقت ان چیزوں کی طرف توجہ کر کے تاریخ مرتب کی ہے۔ (ذکریمہ) یعنی شہروں۔ قلعوں۔ شاہی عمارتوں، مقدس مذہبی عمارات کے کھنڈرات کے آثار۔ مجسمے۔ کتبے۔ سکے۔ اسلحہ۔ کپڑے اور اسباب زرعیہ وغیرہ وغیرہ۔ (منقولہ) یعنی وہ قصے۔ اشعار اور امثال جو آباد اجداد سے منقول چلے آتے تھے۔ اور ہر زمانے میں اس کو یاد رکھا جاتا تھا۔ (آثار مطبوعہ) یعنی کتابیں۔ اوراق۔ دفاتر کے کاغذات۔ قوانین۔ معاہدات۔ مذہبی رسوم وغیرہ۔ ان چیزوں سے تاریخ اور واقعات کا ذکر دُنیا کی پیدائش سے نسبت دے کر کیا جاتا تھا۔ مثلاً یہ واقعہ پیدائش دُنیا کے اتنا عرصہ پہلے یا اتنے سال بعد ظہور میں آیا۔ جب طوفان نوح آیا۔ تو لوگوں نے پیدائش دُنیا کو چھوڑ کر اس واقعہ کی طرف نسبت دے کر اس طرح تاریخ مرتب کی۔ کہ فلاں شخص نے فلاں شخص کو طوفان نوح سے اتنے سال پہلے قتل کیا تھا۔ فلاں بادشاہ نے فلاں سلطنت کو طوفان نوح کے اتنے سال بعد اپنے قبضہ میں کیا۔ اس کے بعد سلاطین کا دور آیا۔ اور ان کی حکومت کے عہد کی طرف واقعات کو نسبت دے کر تاریخ مرتب

کی جانے لگی۔ اس طرح مورخین اپنا کام کرتے رہے اور دنیا آگے بڑھتی رہی۔ آخر وہ زمانہ آ گیا۔ جب تین اہم واقعات کو تاریخ کا میدان قرار دے دیا۔ (۱) پیدائش عالم (۲) ولادت مسیح (۳) ہجرت نبوی صلعم پیدائش عالم سے جن واقعات کا شمار ہوتا ہے وہ دنیا کی پیدائش سے غالباً تین ہزار سال بعد کے واقعات ہیں۔ اور ولادت مسیح کے زمانہ پر یہ حساب پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے اور ولادت مسیح سے تاریخ کا سلسلہ پھرنے سے شروع ہو جاتا ہے۔ جس کا رواج اب بھی ہے اور ہجرت نبوی صلعم کی ابتدا حضور کی مدینہ میں تشریف آوری سے شروع ہوتی ہے۔ جس کا سلسلہ اسلامی دنیا میں جاری ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔

## دنیا کی ابتدا

دور رس القاریخ میں دنیا کی ابتدا کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے انسان (آدم علیہ السلام) پیدا ہوا۔ اور بعض کا خیال ہے چھ ہزار سال پہلے اور یہ بھی خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ لاکھوں سال پہلے اور جب تاجدار منیر سلونی حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے پوچھا گیا۔ کہ دنیا کی ابتدا کب ہوئی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ شاید تم لوگ یہ ہی خیال کرتے ہو کہ خلاق عالم نے صرف اسی عالم اور آدم کو پیدا کیا۔ نہیں بلکہ خلاق عالم نے اسی طرح کے دس لاکھ عالم اور دس لاکھ آدم پیدا کئے ہیں۔ تم سب سے آخر عالم اور سب سے آخر آدم کی اولاد ہو۔ لہذا اب یہ تعین کرنا دشوار ہے کہ دنیا کی ابتدا کب سے ہوئی اور یقین کے ساتھ دنیا کی ابتدا کے متعلق وہ حصہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن ہر ایک تاریخ لکھنے والے نے دنیا کی ابتدا کے متعلق اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے جو کہ دنیا کی ابتدا کی تاریخ معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے فکر کی حد بندی کی تاریخ ہے۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک تاریخ دان نے تسلیم کیا ہے کہ دنیا کی پرانی قومیں چینی۔ ہندوستانی اور مصری ہیں۔ اور یہ دنیا میں آج سے چھ ہزار سال یا دس ہزار سال پہلے سے پائی جاتی ہیں۔ اقوام عالم کے مورخین نے صحت تاریخ کے لئے کوئی اصول وضع نہ کئے۔ اس لئے جو واقعہ ان کو ملا یا کسی سے سنا انہوں نے اس کو ریح اور جھوٹ۔ بنا دئی نہ دیکھا۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی اصول نہ تھا۔ لہذا آج ان کی مرتبہ تاریخ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ وہ لغویات سے پُر ہے۔ ثبوت کے طور پر ایک واقعہ ایک انسان سے یا قوم سے نسبت دے کر ایک مورخ نے لکھا تو دوسرے نے اس کی تردید کی ہے بلکہ وہ واقعہ اور عجیب عجیب الفاظ میں پیش کیا۔ اس کے علاوہ اکثر مورخین ایک واقعہ نقل کرتے ہیں دوسرے اس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ تاریخ کا طالب علم متاخرین مورخین سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ ایک واقعہ جو ایک تاریخ میں دیکھتا ہے اسے دوسرا اپنی تاریخ میں جھوٹ لکھ دیتا ہے۔ دونوں کے پاس صحیح اور جھوٹ کے جانچنے کا کوئی اصول نہیں فقط اپنی عقل کے پیمانہ کے مطابق صحیح اور جھوٹ قرار دیا۔ لہذا متلاشی حق کو ان تاریخ سے فائدہ نہ ہو سکا۔

## مقدمہ ثانی

# دینِ حق

پارٹی۔ جماعت۔ گردہ بنانے والا۔ پارٹی اور جماعت تشکیل دینے سے قبل آئین۔ دستور تیار کرتا ہے۔ جس پر پارٹی۔ جماعت۔ گردہ نے عمل پیرا ہونا ہے اور ایک مقصد (منزل) پیش نظر ہوتی ہے جس پر افراد جماعت نے دستور پر عمل کر کے پہنچنا ہوتا ہے۔ ایسے ہی زمین و آسمان۔ عرش و کرسی۔ لوح و قلم۔ سیارے۔ ستارے۔ کوکب شمس و قمر۔ حور۔ ملک۔ جن و بشر نباتات و جمادات۔ حیوانات و معدنیات۔ دوحش و طیور۔ مکان و لامکان۔ زمان و لازمال تخلیق فرمانے سے قبل خالق نے ان کی منزل قرار دی۔ اور ایک دستور۔ آئین بنایا جس کا نام اسلام رکھا اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ اللہ کا مقبول۔ پسندیدہ دستور آئین۔ دین۔ اسلام ہے یہ اصول خالق سے تحریر فرما کر کتابی شکل میں عالمین کے سامنے پیش فرمائے تو اس کتاب کا نام قرآن رکھا۔ تَبَارَكَ الَّذِي نَشْرِكُ لَكَ الْفِرْعَوْنَ عَلٰى عَجْبِهِ لِيَكُوْنُ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۗ (فرقان) صاحب خیر و برکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان کو نازل فرمایا تاکہ فرقان عالمین کے لئے نذیر ہو۔ اس نظام۔ آئین۔ دستور کو مختلف ادوار میں چلانے والے سیاسیہ نمائندگان کہریا۔ خاصانِ خدا لفظ نبی۔ رسول۔ خلیفہ۔ امام کے نام سے یاد کئے گئے اور یہ سب کے سب اللہ نے بھیجے یہ مسلمہ امر ہے یہ تمام ہستیاں نمائندہ خالق عالمین تھیں اور سب ایک دستور۔ آئین۔ دین دُنیا میں نافذ کرنے قائم کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو یہ سب اسی آئین دستور اور دین کے پابند تھے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَّ الَّذِي اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَّ مَا وَصَّيْنَا بِهِ اِبْرٰهِيْمَ وَّ مُوسٰى وَّ عِيسٰى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَّمَرَّقُوْا فِيْهِ ط (شوری) حبیب آئین دستور۔ دین دیا وہی تم کو جو دیا تھا نوح کو اور جو دیا ہم نے ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ علیہم السلام کو یہ کہ اس دین کو قائم کر دو اور اس میں افتراق پیدا نہ ہو۔

تو انہوں نے اپنی جماعت پارٹی کا کیا نام رکھا۔ لہذا قرآن پاک اس امر کے متعلق ارشاد فرماتا ہے وَ اِنَّ مِنْ شَيْعَلِنٰمْ لَا يُرٰٓءِىْ اٰهِيْمَ (الصّٰفّٰت) حضرت نوح کے بارے میں اور

جناب ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام جناب نوح علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھا۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب نوح علیہ السلام تک ان تمام ہستیوں نے اپنے آپ کو شیعہ کہلایا اور ان ہی کے شیعوں میں سے جناب ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اس پارٹی کا ایک اور نام رکھا۔

مسلماں - مَلَّتْ اَبْرٰهِيْمٌ هُوَ سَمُّكُمْ الْمُسْتَبِيْمِيْنَ مِنْ قَبْلِ ذٰلِكَ هٰذَا (رج) ملت تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ہے اُس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پہلے سے اور اس آئین (قرآن) میں بھی آیت سے ظاہر ہے ابراہیم علیہ السلام اُمتِ مُحَمَّدِيَّة کے باپ ہیں اور ہمیشہ شریف لائق باپ اچھے پیارے بیٹے کو اصل نام کے علاوہ دوسرے نام پکارتے ہیں جیسے پتو گڈو حالانکہ یہ اصل نام نہیں اور ان کے پکارنے میں گناہ جرح بھی ہیں۔ ایسے باپ ابراہیم نے شیعہ کا پیار میں مسلمان نام رکھا۔ چنانچہ یہ دونوں نام ایک کے ہی ہیں۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو دستور تھا اُس کا نام اسلام تھا اور ملت کا نام شیعیت تھا افرادِ ملتِ شیعیت کو مسلمان کہلانے کا حکم دیا حضرت اسماعیل اور جناب اسحاق بھی اسی ملت کے پابند تھے۔ آگے یہ سلسلہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا سلسلہ اسماعیلیہ اور سلسلہ اسحاقیہ تمام انبیاء بنی اسرائیل سلسلہ اسماعیلیہ میں آئے اور جناب اسحاق کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام نے وقت وفات اپنے بیٹوں سے فرمایا۔ اِذْ حَضَرَ يٰعَقُوْبُ الْمَوْتَ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا كَتَبْتُ وَاَنْتُمْ لَكُمْ نِعْمَةُ الْمَلِكِ وَرَاٰلِهٖ اَبْرٰهِيْمٌ وَاِسْمٰعِيْلٌ وَاِسْحٰقُ اِلٰهًا وَاَحَدًا وَاَنْتُمْ لَكُمْ الْمُسْلِمُوْنَ (بقرہ) جب قریب آئی یعقوب کے موت تو فرمایا اپنے بیٹوں سے میرے بعد کسی کی عبادت کر دو گے۔ بولے ہم عبادت کریں گے تیرے معبود اور تیرے باپ دادا ابراہیم اسماعیل اسحق کے معبود کی جو واحد ہے اور ہم مسلمان ہیں اُس کے اور جناب یوسف علیہ السلام نے زندان میں اپنے قیدی ساتھیوں اور زندان کے عملے سے اپنی ملت کے بارے میں فرمایا۔ وَاَتَّبَعْتُ مِلَّتَ الْاَبْرٰهِيْمِ وَاِسْحٰقُ وَاِيَعْقُوْبُ (یوسف) اور میں نے اتباع کی ہوئی ہے اپنے آباؤ اجداد جناب ابراہیم اسماعیل اور یعقوب علیہ السلام کی ملت کی۔

آگے سلسلہ یوسف علیہ السلام میں اولادِ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے جناب





ایسے ہوں گے خدا اور رسولؐ ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں گے۔ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر ڈرمنشور جلد دوم ص ۳۹۹ ابن عساکر سے جناب جابر بن عبد اللہ انصاری سے مذکورہ آیت کے شان نزول میں ہدایت درج کرتے ہیں۔ جناب جابر فرماتے ہیں میں رسول پاکؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ جناب علیؑ علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا۔ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنَّ هَذَا اَوْ شِيعَتَهُ هُمْ الْفَارُوقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اسے علیؑ مجھے قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ نجات پاگئے ابن صباغ ساکلی اپنی کتاب فصول المہمہ ص ۱۲۲ پر جناب عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتا ہے جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول پاکؐ نے جناب علیؑ سے فرمایا هُوَ اَنْتَ وَشِيعَتُكَ تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْتَ وَهُمْ رَاهِبِيْنَ مَسْرِحِيْنَ وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں اور قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ اس حال میں ہوں گے خدا اور رسولؐ ان سے راضی ہوگا۔ اور یہ خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں گے کتب اہل سنت و الجماعت میں کثرت سے ایسی روایات درج ہیں تذکرہ علامہ سبط ابن جوزی ص ۳۱ مودۃ القربی ص ۳۳ حافظ گنجی شافعی ص ۹۱ ابن اثیر مٹھابہ میں اور سمعودی نے جواہر العقودہ میں اور ابو جعفر طبری نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا اور نسیم کیا ہے کہ تاجدار مدینہ وحی ترجمان سے لفظ شیعہ جناب علیؑ علیہ السلام کی پارٹی۔ جماعت اور تابعداروں سے منسوب کیا اور استغفال فرمایا ہے اور قلابان علیؑ کا نام شیعہ رکھا ہے۔

## آئین الہی کے لئے نمائندوں کا قیام

جس گھڑی اور لمحہ سببہٴ الرضی پر انسان کا قدم آیا اُسی کے ساتھ ساتھ خداوند کریم سے خطہٴ الرضی پر اپنا دستور۔ آئین۔ دین۔ (اسلام) نافذ فرمایا۔ تو اس دستور پر اہالیان الرضی سے عمل کرنے کے لئے جو ہستی منتخب ہوئی اُس کا انتخاب کیسے عمل میں آیا۔ کیا اہالیان الرضی نے اپنی کثرت سے منتخب کیا اور یا خالق نے خود مقرر فرمایا۔ تو یہ معلوم کرنے کے لئے عالمین کی سب سے معتبر تاریخ اور آئینی کبریٰ کی کتاب جس کا نام قرآن پاک ہے اس میں مرقوم ہے کہ اہالیان الرضی کو خداوند کریم نے دستور تیار فرمایا کہ ارشاد فرمایا وَ اِذْ قَالُا سُبْحٰنَكَ رَبَّنَا لَمَّا كَلَمْنَا رَبَّنَا فَتَوَلَّوْنَا الْاَرْضَ مِنْ خَلْفَتِنَا ط (بقرہ ۷۵) اور جب فرمایا تیرے رب نے تمام عالمین کی طاقتوں کو

میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تمام طاقتیں خاموش ہیں کہ تمہیں ہم بنائیں گے۔ فرشتے تھوڑے سے بولے مگر قدرت نے چند نام پیش کر کے فرمایا اچھا میرا خلیفہ مگر دو نابل یہ بتاؤ یہ نام کن کے ہیں فرشتے بتانہ سکے۔ اور جناب آدمؑ نے بتا دیا یہ نام اس کا ہے۔ اور یہ نام اسکا خداوند کریم نے خلافت کا تاج حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر رکھ دیا اور یہ بھی اصول بنا دیا خلیفہ عالم ہوتا ہے ساتھ یہ مسئلہ حضرت آدم علیہ السلام تک نہیں رکھا گیا بلکہ آیت میں لفظ استعمال ہوا ہے رَاقِي جَاعِلٌ۔ رَاقِي لفظ استمرار ہے اور جَاعِلٌ قاعِل کا صیغہ ہے استمرار کا معنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور جَاعِلٌ کا معنی بنانے والا جیسے رَاقِي اس اثر قی میں ہی ہمیشہ ہمیشہ رزق دینے والا ہوں اسی طرح میں ہی ہمیشہ ہمیشہ بنانے والا ہوں خلیفہ کا اور جیسے میرے ہو کسی کو رزق دینے والا ماننا شرک ہے اسی طرح کسی کو میرے سوا خلیفہ بنانے والا ماننا شرک ہے لہذا جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا اُس وقت زمین پر اولاد حضرت آدم علیہ السلام آدمیوں کی آبادی چالیس ہزار افراد پر مشتمل تھی تو جناب آدم علیہ السلام نے چالیس ہزار پوتوں نواسوا کو نہیں فرمایا کہ تم میرے بعد خلیفہ بنا لینا بلکہ ان کے لئے حکم خداوند کریم خود بنایا اور نام بتایا کہ یہ میرے بعد تمہارا خلیفہ ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو اپنے بیٹے حضرت شیت علیہ السلام کو قریب بلایا ان کو اپنا ولی عہد مقرر فرمایا اور یہ وصیت نامہ بھی لکھ دیا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات سے گیارہ دن پہلے بیٹے شیت علیہ السلام کو ولی عہد اور وصی مقرر کیا دیا اور وصی ہونے کا مضمون لکھ دیا اور اُس تحریر کو جناب شیت علیہ السلام کے حوالے کر دیا اور ان کو حکم دیا اس تحریر کو قابیل اور اس کی ادا سے چھپا لینا کیونکہ اس نے حد سے بائیل کو قتل کر دیا تھا۔

نَمَّا حَضَرَتْ آدَمَ الْوَفَاةَ دَعَا  
ابْنَهُ شَيْثًا فَحَمِدَ اِكْبَهُ وَكَتَبَ  
وَصِيَّتَهُ اِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَضَ  
قَبْلَ مَوْتِهِ اَحَدَ عَشْرَ يَوْمًا وَ اَوْصَى  
اِلَى ابْنِهِ شَيْثَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَتَبَ  
وَصِيَّتَهُ ثُمَّ دَفَعَ كِتَابَ وَصِيَّتِهِ اِلَى  
شَيْثًا وَ اَمْرَهُ اَنْ يَخْفِيَهُ مِنْ قَابِلِ  
وَ وَكَلَهُ لِقَاتِ قَارِيئِ قَد كَات  
قَتَلَ هَابِيئِ حُسْدًا مِثْلَهُ -  
تاریخ طبری جلد اول ص ۸۷ تاریخ کامل  
جلد اول ص ۸۱

## حضرت شہید علیہ السلام

حضرت شہید علیہ السلام جناب آدم علیہ السلام کے ۲۳۰ سال کی عمر میں پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کے جانشین خلیفہ۔ وصی مقرر ہوئے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام آپ کی زندگی میں اولاد آدم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی ایک قبیل کی پیرو جنہوں نے حضور کو حضرت آدم کا خلیفہ تسلیم نہ کیا اور وہ بت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت شہید علیہ السلام نے ۹۱۲ سال عمر مبارک پائی جب آپ کا وقت وفات قریب آیا اوصیٰ الیٰ ابنہ انوش و مات جناب شہید علیہ السلام بیماری میں جب مبتلا ہوئے تو اپنے بیٹے جناب انوش کو اپنا وصی مقرر فرمانے کے بعد انتقال فرما گئے۔ تاریخ کامل جلد اول ص ۲۱

جناب انوش کے ہاں بہت سے لڑکے پیدا ہوئے مگر جناب نے اپنا وصی حضرت قینان کو مقرر فرمایا پھر قینان کے ہاں جناب مھلائیل اور بہت سے لڑکے پیدا ہوئے مگر جناب قینان نے اپنا وصی مھلائیل کو مقرر فرمایا پھر جناب مھلائیل کے ہاں یارو اور کئی لڑکے پیدا ہوئے۔ مگر جناب مھلائیل نے اپنا وصی یارو کو مقرر فرمایا پھر یارو کے ہاں جناب خونخ پیدا ہوئے اور یہی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ پس جناب ادریس اپنے باپ یارو کی وفات کے بعد ان کل امور میں جن میں مھلائیل کے والد نے مھلائیل کو وصی مقرر کیا تھا اپنے باپ یارو کے وصی اور خلیفہ مقرر ہوئے۔

ولد انوش قینان و نورا بشر اذ  
اکیہ الوصیتہ فولد قینان مھلائیل  
و نورا معہ و اکیہ الوصیتہ توکد  
مھلائیل میرد و هو الیارو و  
نورا معہ و اکیہ الوصیتہ  
فولد میرد خونخ و هو  
ادریس

تاریخ طبری جلد اول ص ۲۱

فکان وصی ابیہ و خلیفتہ فی ما  
کان والد مھلائیل ارضی الی مھلائیل  
و استخلفہ علیہ بعد وفاتہ  
تاریخ طبری جلد اول ص ۲۱

## حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام جناب آدم علیہ السلام کی ستائیس پشت میں پیدا ہوئے۔ لکھنا پڑھنا اور علم نجوم کپڑا سینا یہ امور جناب ہی کی ایجاد ہیں۔ ۲۶۵ سال جناب نے عمر مبارک پائی۔

ہے۔ آپ کے اوپر ۳۰ صحیفے نازل ہوئے ہیں۔ جب آپ کا وقت وفات

امور خداوندی معاملات دین میں خود اپنا خلیفہ اور  
جانشین بنا گئے اپنے بیٹے جناب متوشلخ علیہ  
السلام کو۔

جب جناب متوشلخ علیہ السلام کی وفات کا وقت  
آیا تو آپ نے اپنے آباء و اجداد کے طریقے کے  
مطابق اپنے بیٹے ملک کو اپنا جانشین مقرر فرمایا  
اور ان کل باتوں میں ان کو وصیت کر دی جو بزرگوں  
نے آپ کو وصیت کی تھی۔

فَأَسْخَلْنَا خَنُوحَ عَلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ وَ

أَوْصَاهُ

تاریخ طبری جلد اول ص ۸۷

فَلَمَّا حَضَرَتْ مَتَوْشَلَخَ الْوَفَاةَ

اسْتَخْلَفَهُ مَلِكًا وَعَلَىٰ أَمْرِهِ وَ

أَوْصَاهُ بِمِثْلِ مَا كَانَ الْبِائِتُ

بِوَصْوَتِهِ

تاریخ طبری جلد اول ص ۸۷

## حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام جناب ملک علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ جناب ملک علیہ السلام

کی عمر ۸۲ سال کی تھی جب نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جناب لایح یعنی ملک نے آپ کو اپنا

وصی مقرر فرمایا جب آپ کی عمر مبارک ۸۰ سال تھی۔ ۱۲۰ سال تک آپ نے تبلیغ فرمائی

پھر بکر دار لوگوں پر عذاب کا حکم ہوا۔ جناب نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ہوا آپ

نے کشتی بنا کر ہر جاندار کا جوڑا کشتی میں بٹھالیا پھر بانی کا عذاب آگیا بارش شروع ہو گئی۔

اور نور سے پانی نکلنے شروع ہو گئے اور انہی آدمیوں کو جو مومن تھے کشتی میں سوار کئے یہ

عذاب سے بچ گئے جناب آدم اور نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار پانچ سو سال

کا عرصہ گذرا ہے جب عذاب ختم ہوا اور پانی زمین سے ختم ہو گیا اور حضرت نوح علیہ السلام

زمین پر تشریف لائے تو آپ نے خطہ زمین اپنے تین بیٹوں جناب حام۔ سام۔ یافت

میں تقسیم کر دیا۔ حام کو دریائے نیل کے مغرب کا کل حصہ دیا اور یافت کو فیشون اور اس

کے اطراف کا حصہ دیا اور یوں ملک عرب ایران۔ روم۔ شام وغیرہ کے باشندے سام

کی اولاد ہوئے کیونکہ ان کے حصہ میں زمین کا وسطی دیا دریائے نیل فرات و دجلہ و سینان

و فیشون وغیرہ کے اطراف و جوانب کے علاقے تھے۔ دریائے نیل کے مغربی حصوں کے لوگ

حام کی اولاد ہوئے۔ یورپ اور ترک علاقے کے لوگ یافت کی اولاد ہیں اس طرح تمام

زمین پر ان کی اولاد پھیل گئی اور ۷۰۰ زبانیں یہ بولنے لگ گئے۔ اور یوں جناب نوح علیہ السلام نے اپنی زندگی میں حام سام یافت کو وحی۔ جانشین مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۱۱ اور جناب سام نے اپنے بیٹے ارفخشذ کو اپنا وحی وقت وفات مقرر کیا اور ارفخشذ نے اپنے بیٹے شالخ کو وحی مقرر کیا وفات کے وقت مقرر کیا اور شالخ نے اپنے بیٹے عابر کو مقرر کیا اور ان ہی کو ہود علیہ السلام کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے حضرت موت میں علاقہ احتفات کی طرف ایک قوم آباد تھی حضرت ہود اسی قوم کی طرف بیغیر مبعوث ہوئے یہاں ہی جناب کا انتقال ہوا اور مکہ معظمہ کے نزدیک مقام حجر یہ دفن ہوئے اور وقت وفات جناب ہود علیہ السلام نے اپنے بیٹے قانع کو اپنا جانشین اور وحی مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۱۱

## حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام آپ ثمود بن غاثر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام سے ہیں۔ قوم ثمود کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں قوم کے معجزہ طلب کرنے پر پہاڑ سے اونٹنی معہ بچہ کے نکلی افراد قوم بہت کم تعداد میں ایمان لائے۔ کثرت گمراہ رہی گمراہ لوگوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں جس سے قوم پر عذاب آیا آپ فلسطین کی طرف چلے گئے آخر وقت مکہ معظمہ تشریف لائے یہاں انتقال ہوا اور مقام حجر میں دفن ہوئے۔ جو لوگ صاحبان ایمان تھے جناب صالح علیہ السلام نے وقت وفات ان پر اپنے بیٹے کو وحی اور جانشین مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۱۹

## حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن ارغوبن قانع بن عابر بن شافع بن قینان بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام طبری جلد اول ص ۱۱۹ آذر آپ کا والد تھا۔ بلکہ چچا تھا جناب ابراہیم علیہ السلام یتیم ہو گئے تھے آذر چھانے پرورش کی تھی مال والد ابراہیم کا نگران یہ کرتا تھا ورنہ جناب ابراہیم علیہ السلام آذر کے گھر نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے عربی زبان میں پرورش کرنے والے کو آب کہتے ہیں اور جس سے بچہ پیدا ہو اُس کو والد کہتے تھے اور ہیں چنانچہ اذ قال ابراهیم لا اربیہ چاع ۵) جب ابراہیم

علیہ السلام عالم اسلام جن کی تلت پر ہے حضور نے ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضور نے وقت وفات جناب اسماعیل علیہ السلام اور جناب اسحاق علیہ السلام کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا۔ تاریخ ابوالفداء جلد اول ص ۱۵۱ حضرت لوط علیہ السلام جناب کے صرف دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور کوئی بیٹا نہ تھا آپ جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے ان میں ایک آدمی بھی مسلمان نہ ہوا۔ یہاں تک آپ کی بیوی بھی مسلمان نہ تھی عذاب آیا تمام قوم اور بیوی صاحبہ ہلاک ہو گئے نہ کوئی بچا اور نہ وصی بنانے کا کسی کے لئے سوال پیدا ہوا۔ قرآن مجید پ ۱۷۷ اور تاریخ طبری جلد اول ص ۱۵۱

## حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیلؑ جناب ہاجرہ سے تھے اور جناب اسحاقؑ سارہ سے تھے دونوں بھائیوں میں انتہائی محبت اور پیار تھا جناب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی دی جن کی یاد میں عید قربان منائی جاتی ہے جناب اسماعیل علیہ السلام نے ۱۳۷ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور وفات آپ نے اپنے بھائی جناب اسحاق علیہ السلام کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا اور تحریر بھی کر کے جناب اسحاق علیہ السلام کو دی۔

ان اسمعيلين لما حضرت الوفاة	جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وقت وفات
ادعی انی اخیہ اسحاق ان و اچ	قرب آ یا تو آپ نے اپنا وصی اپنے بھائی اسحاقؑ
انبتہ من العیصر ابن اسحاق	کو مقرر کیا اور اپنی بیٹی کا نکاح جناب اسحاق علیہ
روضۃ الصفا جلد اول ص ۱۵۱	السلام کے بیٹے عیصر سے کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام میں اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ جناب اسحاق علیہ السلام کو اور حجاز میں مقرر فرمایا تھا جانشین اور خلیفہ جناب اسماعیل علیہ السلام کو تاریخ کامل جلد اول ص ۱۲۱ جناب اسماعیل علیہ السلام بڑے تھے اور جناب اسحاق علیہ السلام چھوٹے لہذا جناب اسماعیل علیہ السلام کا جب وقت وفات قریب آیا تو آپ نے بڑے ہونے کے سبب شام میں اپنا خلیفہ اور وصی جناب اسحاق علیہ السلام کو مقرر فرمایا اور حجاز میں اپنے بیٹے قیدار کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ روضۃ الصفا جلد اول ص ۱۵۱ جناب اسماعیل مکہ معظمہ میں مقام حجر اسماعیل میں دفن کئے گئے۔

## حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام آپ مقام دمشق میں رہتے تھے آپ کا شجرہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ ایوب بن موس بن دازح بن حمیس بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام جناب کی بیوی بہت مالدار تھی۔ رحمہ اُن کا اسم مبارک تھا آپ کے ۲۶ لڑکے پیدا ہوئے۔

<p>جناب ایوب علیہ السلام کی عمر مبارک ۹۳ سال کی ہوئی ہے جب آپ کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے حوصل کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔</p>	<p>اِنَّ اَيُّوبَ كَانَ تَلَاتًا وَتَسْعِيْنَ سَنَةً وَاِنَّهُ اَوْصٰى عِنْدَ مَوْتِهِ اِلٰى ابْنِهِ حَوْصَل تاریخ طبری جلد اول ص ۱۶۷</p>
---	---

## حضرت ذوالکفل علیہ السلام

حضرت ذوالکفل پیغمبر جناب کا اصل نام بشر تھا اور لقب ذوالکفل تھا۔ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے خداوند کریم نے جناب ایوب علیہ السلام کے بعد حضور کو نبی مبعوث فرمایا آپ تمام عمر ملک شام میں رہے اور ۷۵ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور جناب نے وقت وفات اپنے بیٹے عبدان کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۶۷

## حضرت شعیب علیہ السلام

جناب شعیب علیہ السلام جناب مدین کے بیٹے تھے جناب مدین نے جو شہر آباد فرمایا اس کا نام اپنے نام پر ہی رکھا جناب شعیب علیہ السلام اسی شہر مدین کے لوگوں کی طرف بنی مبعوث ہوئے جناب نے اپنی بیٹی جناب صفورہ کا عقد جناب موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ آپ کے کوئی بیٹا نہ تھا جناب نے وقت وفات اپنا وصی اپنے داماد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے جو جرہواں پیدا ہوئے تھے جناب یعقوب علیہ السلام اور عمیس حضرت اسحاق علیہ السلام ۱۰۰ سال زندہ رہے آپ کی وفات ملک شام دمشق کے علاقہ میں ہوئی جناب نے وقت وفات اپنا وصی اور جانشین اپنے بیٹے جناب یعقوب علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ روضۃ الصفا جلد اول ص ۶۱-۶۲

## حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام کے ۱۲ بیٹے تھے جناب کا اصلی نام اسرائیل ہے اور جناب کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں ۹۱ سال کی عمر میں جناب یوسفؑ آپ سے جدا ہو گئے۔ فراق یوسفؑ میں رور و کرا نکھیں سفید ہو گئیں ۱۲۷ سال کی عمر میں جناب نے وفات پائی۔ اور وقت وفات اپنا جانشین اور وصی اپنے بیٹے جناب یوسفؑ کو مقرر فرمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات ملک مصر میں ہوئی ہے۔

## حضرت یوسف علیہ السلام

جناب یوسف علیہ السلام حسن و جمال میں ثانی نہ رکھتے تھے والد آپ سے بہت محبت کرتے تھے اسی وجہ سے بھائیوں نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا آخر قتل نہ کیا کنویں میں ڈال دیا۔ وہاں سے قافلہ نکال لے گیا مصر میں بکے شاہ مصر سے خرید کئے ان کی بیوی زلیخا عاشق ہو گئی جب آپ نے اُس کی بات نہ مانی تو رانیل (زلیخا) نے آپ پر تہمت لگا کر اپنے شوہر سے شکایت کر کے قید کرا دیا۔ سات سال آپ قید رہے۔ قید میں دو قیدیوں کو خواب تعبیر دی۔ جب وہ رہا ہوئے تو انہوں نے عزیز سے آپ کا ذکر کیا عزیز مصر کو خواب لایا آپ نے اس کو تعبیر بتائی۔ عزیز مصر خوش ہوا اس نے رہا کر کے دربار میں جگہ دیدی پھر اُس نے آپ کو وزیر خزانہ مقرر کر دیا۔ جب عزیز مصر مر گیا تو تمام مصر پر آپ کی حکومت ہو گئی دُنیا میں قحط پڑ گیا مصر کے علاوہ دُور دراز سے لوگ غلہ کے لئے مصر آئے آپ کے بھائی بھی آئے آپ نے اُن کو پہچان لیا مگر بھائیوں نے غلہ لیا آپ نے چوری کے الزام میں حقیقی بھائی بن یامین کو رکھ لیا اس طرح سے باپ ماں اور دیگر بھائی جناب سے جا ملے جناب یعقوبؑ مصر میں آنے کے ۷۱ سال بعد انتقال کر گئے جناب یوسف علیہ السلام کی ۱۱۰ سال عمر ہوئی وقت وفات جناب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی یہود کو اپنا وصی مقرر کیا۔ تاریخ طبری جلد اول ص ۱۷۱

## حضرت موسیٰ بن عمران

حضرت موسیٰ علیہ السلام جناب عمران کے بیٹے اور جناب یعقوبؑ کے پوتے قاہرستان



کے پوتے تھے۔ فرعون مصر کے عہد میں آپ مبعوث برسات ہوئے آپ مصر سے بھاگ کر مدائن چلے گئے تھے وہاں جناب شعیب علیہ السلام کی ۲۰ سال بکریاں چرائیں جناب شعیب نے اپنی بیٹی صفورا سے نکاح کر دیا آپ نے واپس آکر فرعون کو تبلیغ کی۔ فرعون معہ لشکر دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور مصر پر اسرائیل کا قبضہ ہو گیا۔ جناب موسیٰ کا ذکر کثرت سے قرآن میں ہے۔ جناب نے اپنی زندگی میں اپنا دھی جناب ہارون کو مقرر فرمایا جناب ہارون موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں انتقال کر گئے تو جناب یوشع بن نون کو دھی کر دیا۔  
روضۃ الصفا جلد اول ص ۱۲۸ حضرت موسیٰ نے ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

## جناب یوشع بن نون

جناب یوشع بن نون اریحا میں نبی مبعوث ہوئے جناب موسیٰ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا بنی اسرائیل کی ہدایت و سرمداری آپ کے ذمہ تھی۔ حضرت موسیٰ کی زوجہ جناب صفورا نے آپ سے لوگوں کو جمع کر کے اپنے ساتھ ملا کر جنگ کی جس میں ۷۰ ہزار آدمی مارے گئے آخر میں جناب صفورا کو شکست ہوئی۔ اور جنگ میں گرفتار ہوئیں۔ جناب یوشع بن نون نے آپ کو باعزت و احترام رہا کیا اور گھر پہنچایا۔ جناب یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کے ۲۸ سال بعد ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ وفات سے قبل جناب نے تبرکات اور تابوت سکینہ اولاد ہارون کے سپرد کر دیئے۔ ثُمَّ تَوَفَّاهُ اللهُ فَاسْتَخْلَفَ عَلَيَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَالْبَنِي يُوْفَا تَارِيخ طبری جلد اول ص ۱۲۸ تاربخ کامل جلد اول ص ۱۲۸ جب یوشع بن نون کا وقت وفات آیا تو آپ نے اپنا خلیفہ بنی اسرائیل پر کالب بن یوفا کو مقرر کر دیا۔

## جناب حزقیل

جناب یوشع بن نون نے اپنا خلیفہ کالب بن یوفا کو بنی اسرائیل پر مقرر فرمایا جناب کالب بن یوفا نے اپنا خلیفہ جناب حزقیل کو مقرر فرمایا ۶۰ ہزار آدمی جناب حزقیل بن بوڈی کی زندگی میں مرض طاعون میں ہلاک ہو گئے۔ جناب حزقیل نے مقام کوفہ پر انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

## جناب الیاس

جناب حزقیل کی وفات کے بعد خداوند کریم نے جناب الیاس کو پیغمبر مبعوث فرمایا آپ علاقہ لعل بک پر مبعوث ہوئے بنی اسرائیل اس زمانہ میں بت پرستی میں مبتلا تھے اور خرافات میں لوگوں نے آپ کی ہدایت قبول نہ کی۔ آپ پہاڑی پر چلے گئے آپ نے بددعا کی سخت قحط پڑا تین سال تک بارش نہ ہوئی۔ وقت کے بادشاہ نے آپ کو گرفتار کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔ آگ ظاہر ہوئی جس نے تمام کو ہلاک کر دیا اور جناب الیاس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا۔ جناب الیسع حضرت الیاس کے چچا زاد بھائی تھے آپ جناب الیاس کے وصی اور حضور کے بعد پیغمبر ہوئے۔ روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۱۴۵۔ آپ اندھوں کو ٹھیک کر دیتے اور کوڑھوں کا علاج کرتے جناب الیاس کے بعد ۸ سال تبلیغ کی جناب عیسیٰ سے ۸۸۱ سال پہلے کا زمانہ ہوا ہے۔ جناب الیسع نے اپنا خلیفہ ذوالکفل کو مقرر کیا۔ روضۃ الصفا جلد اول ص ۱۴۴

## حضرت شموئیل

حضرت شموئیل حضرت موسیٰ کی شریعت پر تھے علاقہ غزہ۔ عسقلان میں قوم عمالقمہ پر آپ مبعوث ہوئے۔ آپ نے وصی الہی کے مطابق اپنا وصی اور بنی اسرائیل کا سردار طاوت کو مقرر فرمایا سورہ بقرہ پ ۱ آخری رکوع ۲۵ سال مبعوث نبوت ہونے کے بعد آپ نے انتقال فرمایا۔

## حضرت طاوت

### جناب داؤد

جناب طاوت نے بادشاہ جالوت سے لڑنے کے لئے جناب داؤد کو اپنا جانشین مقرر کر کے لڑنے کے لئے بھیجا جناب داؤد علیہ السلام غالب آئے جالوت کو قتل کر لیا اس وقت جناب داؤد کی عمر ۳۵ سال تھی اس کے بعد آپ مبعوث برسات ہوئے خداوند کریم نے آپ کو زبور کتاب عطا فرمائی آپ صاحب کتاب اور شریعت نبی ہوئے ۴۵ سال

آپ نے نبوت فرمائی ہے ۷۰ سال کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ فَكَلِمَاتٍ  
وَدَوْرٍ مِّنْ سَيِّئَاتِنَ مُلْكُهُ وَعِلْمُهُ وَنُبُوَّتُهُ تَارِيخٌ كَامِلٌ جِلْدٍ اَوَّلٍ ص ۷۰ جب  
حضرت داؤد علیہ السلام نے انتقال فرمایا تو آپ کے وارث آپ کے بیٹے جناب سلیمان  
ہوئے حکومت کے بھی اور علم کے نبوت کے بھی۔

## جناب سلیمان

جناب داؤد علیہ السلام کے ۱۹ لڑکے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے جناب سلیمان علیہ السلام  
تھے ۱۹ سال کی عمر میں جناب داؤد نے آپ کو اپنا وصی۔ جانشین مقرر کیا تمام روئے زمین  
پر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک تمام وحوش و طیور انس و جن پر آپ کی  
حکومت تھی۔ بادل۔ ہوا۔ پانی تمام حشرات الارض وغیرہ آپ کے زیر فرمان تھے آپ نے  
چالیس سال تک حکومت کی آخری عمر میں چار سال بیت المقدس کی تعمیر شروع ہوئی۔  
آپ خود نگرانی فرمایا کرتے تھے اور لاکھوں کھمارے کھڑے تھے ٹھوڑی کے نیچے آپ  
کی وفات ہو گئی اور جناب ایسے ہی کھڑے رہے ایک سال بعد دیمک نے لاکھی کو  
نیچے سے کھا لیا لاکھی گری جناب سلیمان گر گئے۔ اب آپ کی وفات کا علم ہوا جناب  
نے ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اور وفات سے پہلے جناب نے اپنا وصی آصف بن  
برخیا کو مقرر فرمایا۔

## جناب عمر بن

جناب عمر بن اسراہیل تھے جناب عمر بن فرقہ ایلبا کی ایک بستی کے پاس سے گزرے تمام  
لوگ مرض طاؤن سے مرے پڑے تھے آپ نے دیکھ کر تعجب کیا فرمایا خالق یہ کیسے زندہ  
ہوں گے وہاں آپ اسی خیال میں کچھ دیر آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے سواری (گدھا)  
کھڑا کر دیا قدرت نے موت دیدی ۱۰۰ سال تک وہاں رہے اس وقت آپ کی عمر ۳۰ سال  
تھی ۱۰۰ سال بعد قدرت نے زندہ کر دیا ۲۰ سال مزید زندہ رہے ۱۵۰ سال کی عمر میں  
وفات پائی اور آپ نے اپنا خلیفہ اپنے بیٹے عزیز کو مقرر فرمایا جناب عزیز کے بعد دانیال  
پیغمبر ہوئے بخت نصر بادشاہ نے آپ کو کنویں میں ایک شیرنی کے ساتھ قید کر دیا وہ شیرنی

آپ کو دودھ بلاتی رہی۔ مدت بعد بخت نصر نے دیکھا اور آپ کو زندہ پایا باہر نکال لیا۔ اپنا وزیر بنا لیا۔ علم رمل آپ کی اسجاد ہے ان کے بعد جناب یونس بن علی ہوئے ہیں جن کو قرآن پاک سے صاحب الحوت بھی فرمایا ہے ذوالنون بھی آپ کا لقب ہے ۱۲۷ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور جناب زکریا آپ کے جانشین ہوئے۔

## جناب زکریا

حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں اور جناب سلیمان کی اولاد سے ہیں آپ نے اولاد رہے۔ آخری عمر میں آپ نے دعا فرمائی جس کا ذکر قرآن سے یوں فرمایا ہے۔

عرض کیا زکریا نے اے رب میرے بوڑھی ہو گئیں میری ہڈیاں اور بال سر کے سفید ہو گئے بوجہ بوڑھاپے کے۔ اور مجھ سے مانگ کر میں کبھی محروم بھی نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں اپنے عزیز و قارب سے سسرال وغیرہ کہ میرے بچے میری جائداد پر قابض ہو جائیں گے اور عورت بھی میری بانجھ ہے۔ سو تو مجھ کو اپنے پاس سے وارث عطا فرما جو میرا در آل یعقوب کا وارث ہو۔

قَالَ رَبِّ اِنِّي وَهِنُ الْعَظْمِ مِنِّي  
وَاشْتَعَلَ النَّارَ اَسْمًا شَيْبًا وَاكُنَّا  
بِدُعَاؤِكَ رَبِّ مَسْقِيًا وَاِنِّي  
خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَاِنِّي  
كَانَتِ امْرَاَتِي عَاقِرًا فَهَبْ  
لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا هِيَ ثَمِي  
وَيَسِّرْ لِي مِنَ الْاٰلِ يٰعَقُوْبُ  
(سورہ مریم)

پروردگار عالم نے جناب یحییٰ کو پیدا فرمایا جو از روئے قرآن وارث زکریا ہوئے ۱۰۰ سال کی عمر میں آپ کو شہید کر دیا آپ ظالموں سے ڈر کر بھاگ گئے تھے بچے لوگ تھے جناب نے درخت سے فرمایا مجھے پناہ دے درخت نے پناہ دی لوگوں نے درخت کو آسے سے پیر دیا اور آپ شہید ہو گئے۔

## جناب یحییٰ

جناب یحییٰ جناب زکریا کے وارث۔ وصی۔ جانشین تھے جناب عیسیٰ کی والدہ کے مریم خاندان بھائی تھے بادشاہ وقت اپنی بھتیجی یا بھانجی یا حقیقی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا

جناب نے فرمایا یہ حرام ہے وہ عورت بھی بادشاہ پر عاشق ہو گئی آخر بادشاہ نے نکاح کر لیا۔ اور جناب یحییٰ کو شہید کر دیا جناب یحییٰ حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے۔ جناب عیسیٰ کے آسمان پر جانے سے چند ماہ قبل کا واقعہ ہے۔

## جناب عیسیٰ

جناب عیسیٰ علیہ السلام جناب مریم کے بیٹے ہیں۔ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو روح القدس بھی کہتے ہیں۔ جناب زکریا حضرت مریم کے خالوتھے ایسار اور حنہ دو بہنیں تھیں۔ ایسار کی شادی جناب زکریا سے اور حنہ کی شادی عمران سے ہوئی۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام ۱۴ سال کی عمر میں مریم بی بی تھی تو پیدا ہوئے آپ نے گوارہ میں اپنی والدہ کی عصمت کی گواہی دی۔ آپ صاحب شریعت اور صاحب کتاب رسول ہیں۔ انجیل آپ کے اوپر نازل ہوئی۔ آپ اندھے۔ کوڑھی۔ گونگے ہر مرض اور ہر قسم کے بیمار کو ہاتھ لگا کر درست کر دیتے مردہ کو کھوکھو سے زندہ کرتے۔ مٹی سے بزنہ بنا کر اڑا دیتے۔ غیب کی خبر دیتے پانی پر چلتے۔ یہودی آپ کے دشمن ہو گئے آپ کو پکڑ لیا گیا اور پھانسی دینا چاہی۔ خدا نے چھت کے راستے سے آپ کو آسمان پر اٹھ لیا۔ اور یہود جو آپ کا حواری تھا اور مخبرہ آپ کی شکل ہو گیا اُس کو پکڑ کر سوئی دے دیا گیا۔ جناب عیسیٰ کو جب خداوند کریم نے زمین سے زندہ اٹھا لیا اُس وقت بشری دنیا میں آپ کی عمر ۳۹ سال کی تھی جب آپ پیدا ہوئے تو جناب مریم کی عمر ۱۴ سال کی تھی آپ کے بعد جناب مریم چھ سال زندہ رہی جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس واقعہ سے قبل اپنا خلیفہ خود ہی مقرر فرمایا۔

<p>حضرت عیسیٰ کی وصیتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا مجھے خدا نے تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ شمعوں کو تم لوگوں پر اپنا خلیفہ مقرر کرو اور آپ کے حواریوں نے ان کی خلافت قبول کر لی۔</p>	<p>از جملہ وصایائے عیسیٰ یکے آں بود کہ خدا نے تعالیٰ مرا امر فرمودہ است کہ شمعوں را بر شما خلیفہ گردانم و حواریان او خلافت دے قبول کروند روقتہ الصفا جلد اول ص ۱۸۴</p>
--	--

جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک کتب اہل سنت تاریخ کامل

تاریخ طبری۔ روضۃ الصفا اور قرآن پاک سے ثابت کر دیا ہے کہ ہر ایک رسول اور نبی نے دُنیا سے جانے سے قبل اپنا وصی۔ جانشین۔ خلیفہ خود مقرر فرمایا امت کو دیکھا یا نام بتایا ہے امت کو بغیر خلیفہ کے چھوڑ کر کوئی نبی دُنیا سے نہیں گیا۔ ہر نبی اپنے اپنے دور میں آئین الہیہ کا محافظ نگران جاری کرنے والا تھا اور عند اللہ اسلامی حکومت کا سربراہ تھا۔ اور ان کے بعد وہ ہستیاں جن کو وصی مقرر کیا گیا تو یا حضرت آدمؑ تک عیسیٰؑ ہیں جمہوریت اور اجماع کا نام نہیں ہے۔

## ایک نظر

جناب آدم علیہ السلام سے سلسلہ جناب نوح علیہ السلام کے پاس آیا اور جناب نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ حام۔ سام۔ یاقت۔ طوفانِ نوح کے بعد ان تینوں سے نسل انسانی چلی ہے۔ دیگر کشتی میں سوار آدمیوں سے نسل انسانی نہیں چلی جناب نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے جناب کی اولاد میں سے سام کی نسل میں جناب ابراہیمؑ آئے ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے ابراہیمؑ بن تارخ بن تاحور بن ساروغ بن ارفخا بن فالخ بن عابر بن شالخ بن قنیاں بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام جناب ابراہیمؑ علیہ السلام کے دو بیٹے جناب اسماعیلؑ اور اسحاقؑ دونوں میں نبوت چلی اور دونوں کو جناب ابراہیمؑ نے اپنا وصی۔ جانشین۔ خلیفہ مقرر فرمایا شام میں جناب اسحاقؑ کو اور حجاز میں اسماعیلؑ کو تاریخ کامل جلد اول ص ۲۶ جناب اسحاقؑ نے وقت وفات اپنا خلیفہ اپنے بیٹے جناب یعقوبؑ کو بنایا۔ روضۃ الصفا جلد اول ص ۶۱-۶۲ اور جناب اسماعیلؑ نے وقت وفات اپنا خلیفہ اپنے بیٹے قیدار کو حجاز میں بنایا روضۃ الصفا جلد اول ص ۶۱ یہ دونوں سلسلے چلتے رہے۔ سلسلہ اسحاقیہ کے آخری وصی جناب سلمان قارس میں جو اگر حضرت محمد مصطفیٰؐ سے مل گئے آپ کی غلامی کر لی اور سلسلہ اسحاقیہ کی خلافت۔ وصایت یہاں آکر ختم ہو گئی۔ سلسلہ اسماعیلیہ کے آخری وصی جناب ابوطالب بن عبدالمطلب ہیں یہ وصایت بھی خاتم النبیین پر آکر ختم ہو گئی جناب عبداللہؐ باپ کی زندگی میں وفات پا گئے تو جناب عبدالمطلب کے وصی بڑے بیٹے ابوطالب قرار پائے جناب آدمؑ سے لے کر حضرت عبداللہؐ اور ابوطالب تک کہیں بھی سلسلہ نسب محمدیہ میں کفر اور شرک

نہیں پایا جاتا اور نہ آپ کے آباؤ اجداد کو کافر کہا جاتا ہے کیونکہ خالق نے بھی فرمایا ہے  
 وَتَقَبَّلْكَ فِي الْاَسْبَجِدِيْنَ ۝ ۱۹ سورہ نمل اور ہم نے تجھ کو سجدین سے ساجدین میں ہی  
 منتقل کیا ہے اصلاب اور ارحام میں نیز خواہ دُنیا میں کتنا ہی تاریکی اور گمراہی چھا جائے مگر خطہ  
 حجت خدا یعنی وصی سے خالی نہیں رہ سکتی رسالت مآب کا فرمان ہے اَلْحُجَّةُ قَبْلَ مَعَ الْخَلْقِ  
 وَبَعْدَ الْاَخْلُقِ حجت مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد بھی رہے گی۔ نیز  
 ارشاد خمی مرتبت ہے اگر دُنیا میں صرف دو آدمی رہ گئے تو میں اُن میں ایک حجت خدا  
 ہوگا۔ خداوند کریم نے ہر دور میں اپنے آئین اور دستور کے مطابق سربراہ حکومت اسلامیہ  
 الہیہ بصورت بنی۔ رسول۔ امام۔ وصی۔ جانشین۔ خلیفہ مقرر کیا ہے۔ یہ الگ بات ہے  
 کہ ان توں نے شیطان کی سربراہی قبول کی اور اسلامی حکمران کی اطاعت قبول نہ کی۔  
 لیکن خالق نے اپنے نظام کے مخالفوں کو ہمیشہ ہلاک کر کے زمین کو پاک کر دیا اب بھی  
 نظام اسلام جو خدا اور رسول لائے وہ صحیح معنوں میں رائج نہیں ہوگا تو خداوند کریم  
 تمام کو برباد کرے گا۔ اور وہ ہستی جو امام مہدی کے نام سے دُنیا میں مشہور ہے ظہور  
 فرما کر نظام مصطفیٰ جاری کرے گی اور دُنیا کو عدل و انصاف امن و امان سے ایسے ہی  
 پُر کر دے گی۔ جیسے وہ ظلم و جور سے پُر ہوگی کہیں بھی خطہ الرضی پر کوئی نظام۔ آئین نہ ہوگا  
 سوائے نظام اسلام اور آئین خداوندی کے علاوہ اور نہ کوئی حکومت اسلام کے علاوہ  
 اور نہ کوئی فرمانروا ہوگا۔ قائم آل محمد علیہم السلام کے علاوہ حکومت ہوگی۔

## جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاتم الانبیاء والمرسلین۔ شفیع المذنبین۔ رحمة اللعالمین۔ حبیب کبریا۔ شفیع یوم  
 جزا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن  
 قصى بن كلاب بن مرہ بن كعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ  
 بن مدکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اودین یسح بن یسح بن ہامح بن سلمان  
 بن ثبیت بن حمل بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم پر سلسلہ نبوت ختم ہے آپ جب اس  
 عالم خاک میں قدم رنجہ فرما ہوئے تو باپ کا سایہ نہ تھا چند سال کے بچھے دادا کا سایہ  
 نہ رہا اور پھر والدہ گرامی جناب آمنہ بنت وہب کا سایہ بھی نہ رہا۔ یتیمی میں بے مرد سامانی





کچھ عہدہ سے تم سے کہوں گا۔ کیا تم میری بات مانو گے۔ سب نے کہا ہاں آپ صادق اور امین ہیں۔ آپ نے فرمایا لوگو خدا نے مجھے رسول بنایا ہے اور تمام عالمین کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے اور مجھے حکم ملا ہے سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور اقرباء کو پیغام توحید دوں۔ اور عذاب آخرت سے تم کو ڈراؤں تم میں سے کون ایسا ہے جو سب سے پہلے اٹھ کر میری تصدیق کرے بیعت کرے اور اس امر میں میرا مددگار ہو۔ میں اس کو اپنا بھائی۔

وزیر۔ وحی۔ خلیفہ مقرر کروں گا یہ سن کر سب چپ ہو رہے اور اٹھ کر چلے گئے۔ متواتر تین دن ایسے ہوا تیسرے روز ابوطالب نے راستہ روکا اور فرمایا جاؤ نہیں بات مکمل سن کر ہاں یا انکار کر کے جاؤ۔ آج بھی حسب معمول خاموش نگر جب خاموشی تھی تو جناب علیؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی مدد کروں گا جو آپ حکم کریں گے میں اس کی تعمیل کروں گا۔ آپ کے دشمنوں کی آنکھیں نکال ڈالوں گا۔ ان کے پیٹ پھاڑ ڈالوں گا۔ رسول پاکؐ نے فرمایا علیؑ کھڑ جاؤ بڑے بیٹھے ہیں آپ خاموش ہو گئے۔

رسولؐ نے پھر اعلان فرمایا مگر کوئی نہ بولا۔ حضرت علیؑ نے پھر پہلے والا جواب دیا رسول پاکؐ نے پھر خاموش کر دیا پھر رسالت نے اعلان فرمایا اب کے بھی سوائے علیؑ کوئی نہ بولا آخری بار رسول پاکؐ نے علیؑ کو اپنے پاس بلایا بیعت کی اپنے گلے سے لگایا اور فرمایا لوگو

<p>یہ علیؑ ذنوب اور آخرت میں میرا بھائی ہے اور میرا وحی ہے میرا وزیر ہے۔ اللہ میرا خلیفہ ہے۔</p>	<p>هَذَا عَلِيٌّ عَنِّي فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ أَحْسَبُ وَ وَحِيَّ و خَلِيفَتِي</p>
--	---

اور فرمایا لوگو آج سے تم میرے بھائی میرے وحی میرے وزیر اور میرے خلیفہ کی بات ماننا اور اطاعت کرتا یہ سن کر ابو لہب نے جناب ابوطالب کو طعن بھی دیا کہ بیٹے کی اطاعت کرو اور سب قریشی ہنسنے ہوئے چلے گئے۔ سابقہ انبیاء کی طرح آج رسول پاکؐ نے

جہاں اپنی نبوت کا اعلان کیا وہاں اپنے بعد وصایت ولایت وزارت خلافت علیؑ کا بھی اعلان کر دیا ہے کہ میرے بعد حکومت اسلامیہ کا سربراہ علیؑ ہے تاریخ کامل جلد دوم تاریخ طبری جلد دوم ص ۲۱ تاریخ ابوالفدا جلد اول ص ۱۱۶ تاریخ کتب جلد سوم ص ۴۹ تفسیر معالم التنزیل جلد پنجم ص ۱۵ کتاب کارلائل ص ۶۱ کتاب اوکلی ص ۱۵ کتاب دبرن پورٹ ص رسول اسلام نے اعلانیہ تبلیغ کا کام شروع کر دیا جگہ جگہ پر کفار نے روٹے اٹکانے

ازیتیں دیں ابو لہب اور ابوسفیان بن حرب خاندان بنی امیہ خاص کر دشمن بن گئے آخر قریش نے بائیکاٹ کر دیا اور آپ خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں چلے گئے پورا خاندان تین سال شعب ابی طالب میں رہا جناب ابوطالب رات کو سوتے میں رسول پاکؐ کو اٹھا کر کبھی علیؑ کے بستر اور کبھی جعفر و عقیل کے بستر لٹاتے اور علیؑ کو یا عقیل و جعفر کو بستر رسولؐ پر لٹا دیتے کہ اگر کافر کبھی داخل ہو جائیں ارادہ قتل سے تو میرے بیٹے قتل ہو جائیں اور محمدؐ بچ جائے۔ غالباً ۱۹ھ تک آپ شعب میں رہے۔ پانچ قریشیوں کو اپنے شعب کے عزیزوں پر نرس آیا اور عہد نامہ توڑنے کی سوچنے لگے اور عہد نامہ توڑ دیا گیا۔ یہ بھی رسول پاکؐ کا ایک معجزہ تھا ہاشمی باہر تشریف لے آئے اور رسول پاکؐ بھی دیگر لوگ جو ادھر ادھر چلے گئے تھے وہ بھی واپس مکہ میں آگئے سلسلہ تبلیغ جاری رہا کفار نے انتہائی سختیاں شروع کر دیں چنانچہ لوگ تو جناب جعفر طیار کی ماتحتی میں ہجرت کر کے حکم رسول حبشہ کو چلے گئے۔

اور جب کافروں نے دیکھا دین محمدؐ تو دن بدن پھیل رہا ہے تو آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا چنانچہ دارالندہ میں اجلاس ہوا مختلف آراء کافروں نے دیں۔ جلا وطن کرنے کی اور قید کرنے کی زنجیریں ڈالنے کی مگر بے سود آخر قتل پر سب تیار ہو گئے اور ہر ایک خاندان سے ایک جوان بیا چالیں جوان تیار ہوئے کہ رات کو دروازہ رسولؐ پر کھڑے رہیں جب آپ باہر آئیں تو آپ کو قتل کر دیا جائے خداوند کریم نے بندر یحییٰ فرمایا حبیب تمہارا سر پرست ابوطالب اب نہ رہا وہ وفات پا گئے لہذا ہجرت کر جاؤ آپ نے جناب علی مرتضیٰ کو بلا یا اور فرمایا علیؑ مجھے خداوند کریم نے ہجرت کا حکم دیا ہے۔ میں نے آج رات مکہ سے چلا جانا ہے تم میرے بستر پر سو رہو۔ صبح کو تمام اہل مکہ کی امانتیں اُن کو دے کر مستورات اور ایام ہجرت مسلمان لوگوں کو اور غمخیزوں کو ساتھ لے کر تم بھی چلے آنا میں مدینہ کے قریب تمہارا انتظار کروں گا جب تم آ جاؤ گے تو تمہارے ساتھ مدینہ میں داخل ہوں گا۔ ہاں علیؑ رات کو میرے بستر پر سونے میں قتل کا شدید خطرہ ہے آپ نے عرض کیا میرے سونے سے آپ کی جان تو محفوظ رہے گی۔ آپ نے فرمایا ہاں عرض کیا یا رسول اللہؐ خیر ہے آپ سلامت رہیں میں بستر پر سوؤں گا۔ لہذا جناب علیؑ بستر رسولؐ پر سو گئے اور چالیس کفار ننگی تلواریں لئے تمام رات کھڑے رہے اور دروازوں سے دیکھتے رہے کہ سو رہے ہیں اب نکلے اور قتل ہوئے رسولؐ آرام سے نکلا اور ان کی

آنکھوں میں خاک جھونکتا چلا گیا خداوند کریم نے ملائحتی میں فرشتوں کے ساتھ فرمایا  
دیکھو ملائکہ آج بھائی پر بھائی قربان ہو رہا ہے تم میں بھی ایسا ہے جو اپنی زندگی اپنے بھائی کو  
دیدے اور قرآن میں فرمایا۔

اور لوگوں میں سے بعض ایک ایسے بھی ہیں جو  
بیچ دیتے ہیں اپنی جان کو رضائے خدا کے لئے  
اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر رؤف ہے مہربانی  
کرنے والا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ  
ابْتِغَاءَ مَرْغَاتٍ وَاللَّهُ  
رُؤُوفٌ رَّحِيمٌ ۝  
سورہ بقرہ ۲۱

واقعہ ہجرت نے اور آیت سے بھی یہ بات واضح کر دی ہے کہ کوئی آدمی خواہ وہ کسی  
عظمت و احترام کا مالک ہو اور کتنا ہی نبوت اور رسالت کے قریب ہو مگر وہ آدمی نبی کا  
لباس پہن کر بالکل نبی کی طرح اسی انداز میں لوگوں کے سامنے نہیں آسکتا اگر کوئی ایسا کرے  
تو شرعاً جرم ہے اس کے باوجود رسول پاکؐ نے جناب علی مرتضیٰ کو اپنی چار پائی اور اپنا  
بستر دیا اور اپنی ہی چادر دی اسی طرح بیٹھے اور سونے کو کہا جس طرح آپ خود آرام فرما  
ہوتے۔ جناب علی مرتضیٰ بستر رسولؐ میں رسولؐ کی طرح لیٹ گئے اور ہمیشہ سے محمدؐ اور علیؑ  
کو دیکھنے والے تمام رات اسی شک میں رہے کہ علیؑ نہیں سونے والا محمدؐ ہے۔ جب آپ صبح  
کو بیدار ہوئے اور باہر آئے تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ تمام رات ہم جس کو محمدؐ سمجھتے رہے  
وہ محمدؐ نہیں بلکہ علیؑ ہے جناب رسول پاکؐ نے چلتے ہوئے یہ بھی فرمایا جو امانتیں اہل مکہ  
نے میرے پاس رکھی ہوئی ہیں وہ صبح کو ہر ایک کے سپرد ان کی امانت کر کے چلے آنا واقعہ  
ہجرت بھی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ رسول پاکؐ نے اپنا بستر اور چادر نیز امانتیں سپرد فرما کر یہ  
ثابت کر دیا ہے کہ میری عدم موجودگی میں اگر میرے بستر پر میری ہی صورت میں میری طرح کوئی  
لیٹ سکتا ہے اور امانتوں کی طرح میرے بعد میرے امور انجام دے سکتا ہے تو وہ علیؑ  
علیہ السلام ہے۔ اور دعوت ذوالعشرہ میں وعدہ کے مطابق علیؑ نے تلواروں میں سو کر  
وعدے کی پختگی کا بھی مظاہرہ کر دیا۔ نیز قدرت نے بھی یہ اعلان کر دیا اگر کوئی لباس محمدؐ  
پہن کر محمدؐ کی طرح ہو سکتا ہے تو وہ علیؑ ہے جناب ام حبیبہ ام المومنین نے اپنے باپ  
ابوسفیان کو رسول پاکؐ کے بستر پر بیٹنے سے منع کر دیا اور بستر اکٹھا کر دیا پوچھنے پر فرمایا  
یہ بستر محمدؐ ہے آپ کے لائق نہیں ہے اور قرآن میں آیت نازل فرمادی گئی اور آیت کا نزول

یہ ظاہر کر رہا ہے بستر محمدؐ نہیں تھا بلکہ خلافت کی نیلامی کی دوکان تھی جو کہ تمام موجودہ صحابہ میں علیؑ نے خرید لی ہے اور کوئی خریدار پیدا نہ ہوا اور قرآن میں بطور سند لکھ دیا گیا ہے۔ خدا کا یہ اعلان کہ انسانوں میں اور ان انسانوں میں جو رسول پاکؐ کا کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں خدا کی رضا کے لئے تمام دولت قربان کر دیتے ہیں مگر جان کو قربان نہیں کرتے تو ان انسانوں میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اللہ کی رضا کے لئے اپنی جان تک دے دیتے ہیں خدا اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔ صبح کو جب قاتل ارادہ قتل سے گھریں گئے تو حضرتؑ کی جگہ حضرت علیؑ کو پایا۔ تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۳۶۸۔ اسد النابہ۔ اعیان العلوم۔ روضۃ الاحباب وحبیب الیسر۔ مدارج النبوة حضورؐ غار ثور سے چل کر مقام قبا میں تین دن قیام پذیر رہے حضرت علیؑ تمام امامتیں ان کے وارثوں کے سپرد کر کے عازم مدینہ ہوئے مستورات کو ساتھ لے کر اور مقام قبا پر خدمت رسولؐ میں حاضر ہو گئے رسول پاکؐ اپنے انجی وحی۔ ولی۔ جانشین وزیر کو بہت ہی خوش ہوئے دیکھ کر اور اپنے سینے سے لگا لیا ہجرت کے پانچ یا آٹھ ماہ بعد رسول پاکؐ نے ہاجر اور انصار کا بھائی چارہ قائم کر دیا غالباً پچاس کے قریب ہاجر اور انصار بھائی بھائی بنا دیئے اور اپنا بھائی جناب علیؑ کو بنایا تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۳۹۸۔ ریاض النضرہ جلد دوم صفحہ ۱۲۷۔ الفداء جلد اول صفحہ ۱۲۷ فتح مکہ کے بعد رسول پاکؐ کو معلوم ہوا کہ انصار آئے شام نے ہرقل شاہ روم سے ۴۰ ہزار فوج لے کر مدینہ پر حملے کا ارادہ کر لیا ہے تو جناب تیس ہزار فوج لے کر مدینہ میں جناب علیؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے تبوک کی طرف چل پڑے۔ جو مدینہ سے چودہ منزل کے فاصلے پر مدینہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے یہاں حضورؐ نے بیس روز تک قیام کیا۔ مگر رومی فوج مقابلے پر نہ آئی۔ منافقین کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے جناب علیؑ نے رسول پاکؐ سے عرض کیا حضور مجھے آپ بچوں اور عورتوں میں خلیفہ بنا کر چھوڑے جا رہے ہیں رسول پاکؐ نے یہ سن کر فرمایا الا نتر حنی ان تکون منی بئمنی لکہ ہمارون ہون موسیٰ الا انہ کینس بنی بعدی صحیح بخاری ص ۸۹ کتاب المغازی رسول پاکؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی بنی نہیں ہوگا۔ اور بعض کتب میں اس طرح مرقوم ہے۔

انہ لاینبہ فی ان اذہب الاد | بعض کتب میں ہے حضورؐ نے فرمایا یہ کسی طرح مناسب

نہیں ہے کہ میں جاؤں اور تم میرے خلیفہ نہ ہو۔  
 اے علی! تم اس سے خوش نہیں ہوتے ہو کہ تم کو مجھ  
 سے وہی نسبت ہے جو جناب ہارون کو حضرت  
 موسیٰؑ سے تھی اور میرے خلیفہ تم ہی رہو گے۔ اے  
 علی! میں تم کو چھوڑے جاتا ہوں تاکہ تم ہی میرے خلیفہ  
 رہو اس لئے کہ مدینہ کی حالت یا میرے رہنے سے  
 درست رہے گی یا تمہارے رہنے سے۔

أَنْتَ خَلِيفَتِي إِذَا الْخُلَفَاءُ جُلُودُ مَلَأَتْ  
 أَلَا تَرَى هُنَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ  
 هَارُونَ مِنْ مُوسَى الْآلِ النَّبِيِّ  
 وَأَنْتَ خَلِيفَتِي تَذَكَّرُ خُصَا ۱۳  
 خَلْفَتُكَ لِيَكُونَ خَلِيفَتِي نَبَاتٌ  
 الْمَدِينَةُ لَا تَطْلُعُ الْآبِي أَدْبَتُ  
 كُنْزُ الْعَمَالِ جُلُودُ مَلَأَتْ ۱۴

غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد ذی الحجہ ۹ھ میں رسول پاکؐ نے تین سو مسلمانوں کا  
 ایک قافلہ مدینہ سے مکہ روانہ کیا اور حضرت ابوبکرؓ کو سردار مقرر کیا سورہ برأت دی کہ مکہ میں اس کی  
 تبلیغ بھی کریں الی کے روانہ ہونے کے بعد جبرئیل امین نازل ہوئے اور فرمایا اے رسول پاکؐ  
 یہ کام یعنی تبلیغ قرآن پاک آپ ہی انجام دے سکتے ہیں یا وہ آدمی جو آپ ہی میں سے ہو حضرت  
 رسول پاکؐ نے فوراً جناب علیؓ کو بھیجا اور حضرت ابوبکرؓ کو معزول کر دیا فرمایا اے علی! تم جا کر  
 سورت حضرت ابوبکرؓ سے لے لو ان کو میرے پاس بھیج دو اور مکہ میں تبلیغ تم خود کرنا اور امیر قافلہ  
 بھی تم ہی رہنا حضرت ابوبکرؓ واپس آ کر رونے لگے میرے سے کیا گناہ ہو گیا ہے جو معزول کر دیا۔  
 حضورؐ نے فرمایا مجھے حکم خدا ہوا ہے کہ میں تبلیغ کروں یا وہ آدمی جو مجھ سے ہی ہو۔ صحیح بخاری  
 پ ۲۳۴ فتح الباری پ ۱۹ ص ۱۹ کنز العمال جلد اول ص ۱۴۹ درمنثور جلد سوئم ص ۲۱ تاریخ  
 حمیس جلد دوم ص ۱۵۱۔ شاہ ولی اللہ نے تحریر فرمایا ہے رسول پاکؐ نے ابوبکرؓ کو معزول کر کے  
 امیر مقرر کیا تھا۔ اور دونوں کابرات کا مبلغ مقرر کیا تھا اور دونوں کو معزول کر کے حضرت علیؓ کو  
 مقرر فرما دیا قرۃ العینین ص ۲۳۴ ۲۵ ذیقعدہ رسول پاکؐ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ  
 کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ آپ کا حج آخر ہے ذی الحجہ کو مکہ پہنچ گئے  
 تمام ازدواج اور جناب فاطمہ زہراؓ بھی ہمراہ تھیں حضرت علیؓ علیہ السلام میں تھے  
 حضورؐ بھی تشریف لے آئے۔ حج کیا بعد ازاں واپس مدینہ منورہ ہوئے تو ۱۴ ذی الحجہ  
 کو مکہ سے سفر کیا ۱۸ ذی الحجہ ستلہ قریب جحفہ مقام ضم پر پہنچے۔ جہاں ایک تالاب  
 تھا جس کا نام ضم غدیر ہے یہاں پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔  
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أُشْرِكُ | لَسْتُ رَسُولٌ جُؤْشِمٌ لَكُمْ لِيَكُونَ خَلِيفَتِي نَبَاتٌ

إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْبَشَرِ وَإِنْ كُنْتُ نَذِيرًا  
فَمَا بَلَغْتُ مِنْ سَأَلَتَهُ وَاللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ

من الناس سورہ مائدہ پ

لوگوں کو پہنچا دو اگر آپ نے نہ پہنچایا تو سمجھا یہ  
جائے گا کہ گویا تم نے رسالت کا کوئی کام نہیں کیا  
اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔

رسول پاکؐ رک گئے پالان شتر کا مہر بنوایا اور جناب بلال سے اذان دلو اگر تمام  
ججاج کو واپس بلا لیا مہر پر تشریف لے جا کر حضورؐ نے توجید بیان فرمائی اور ذکر رسالت  
پھر فرمایا صحابہ کیا میں تم سے اولیٰ نہیں ہوں تمام حج سے بالاتفاق آواز اٹھی ہاں آپ  
ہم سے اذنی ہیں تب آپ نے علیؑ کا بازو پکڑ کر بلند فرمایا اور اشد فرمایا۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلِيٌّ  
مَوْلَاهُ أَلْفُهُمْ وَالِ مِنْ دِلَالِهِ وَ  
عَادٍ مَنْ عَادَاهُ وَأَنْصُو مَنْ نَصَوَهُ  
وَاحْذِلْ مَنْ خَذَلَهُ وَأَذْرِ لِحَقِّ  
مَعَهُ حَيْثُ دَا سَ اِمَامِ اَحْمَدِ بْنِ حَنْبَلٍ

جلد سوم ص ۲۸ صحیح مسلم جلد دوم  
ص ۳۲۵ حافظ ابو جعفر محمد بن احمد  
جریر طبری تفسیر کبیر جلد ۱۰ شتم ص ۵۸۳  
در منشور جلد دوم ص ۲۹۸ صواعق محرقة  
ص ۱۲ ریاض النفرہ

حس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علیؑ مولا ہے۔  
اے اللہ جو علیؑ کو اپنا مولا سمجھے تو اس کو  
دوست رکھ اور جو ان کو دشمن رکھے اس کو  
تو بھی دشمن رکھ اور جو ان کی مدد کرے تو بھی اس  
کی مدد کر جو ان کو چھوڑ دے اس کو تو بھی چھوڑ دے  
اور جہدہ علیؑ پھرے اُدھر جی پھرے۔

بعد ازاں حضرت ابو بکر اور عمر دیگر صحابہ نے جناب علیؑ کو ان الفاظ کے ساتھ مبارکباد دی۔

أَمْسَيْتَ يَا بَنَ ابْنِ طَالِبٍ  
مَوْلَايَ وَمَوْلَا كُلِّ مَوْمِنٍ  
وَمُؤْمِنَةٍ

مبارک ہو فرزند ابوطالب آپ نے آج شام یوں  
کی ہے آپ میرے اور ہر مومن مرد اور عورت کے  
مولا بن گئے ہیں۔

بعد ازاں سرکار رسالت نے اپنی دستار مبارک علیؑ کے سر اقدس پر باندھ دی۔

جب پگڑی مکمل ہو گئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

أَلْبَسْتُمْ أَكْمَلْتُمْ كُنْتُمْ دِينَكُمْ وَ  
أَتَمَّمْتُمْ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَحْمَتِي

آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی  
نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور میں دین اسلام

لَكُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ دِينًا يَا مَرْءَ | سے آج تم سے راضی ہو گیا ہوں۔  
 جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آج اسے محمد صلعم میں تمہارے  
 اسلام سے راضی ہو گیا ہوں اور دین کو میں نے آج تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے۔ اپنی  
 نعمت کو آپ کے اوپر تمام کر دیا ہے جناب رسول خدا نے پھر ممبر پر دوبارہ کھڑے ہو کر بلند  
 آواز سے تکبیر فرمائی اور دونوں ہاتھ بلند کر کے باواز بلند فرمایا۔

اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَىٰ أَكْمَالِ السَّيِّئِينَ وَاتِّمَامِ  
 النِّعْمَةِ وَرَحْمَةِ الرَّبِّ بِرِيسَالَتِي  
 وَوَلَايَةِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ  
 بَعْدِي تَفْسِيرٌ فِي كَثِيرٍ جُلْدُ دَوْمٍ ص ۲۵۹  
 جلد دوم ص ۲۵۹ تفسیر روح المعانی جلد دوم

خداوند کریم بزرگ و بزرگے جس نے دین  
 کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمام کر دیا۔  
 اور میری رسالت سے راضی ہو گیا اور علیؑ  
 کے ولی بن جانے سے میرے بعد راضی  
 ہو گیا۔

بعد ازاں رسول پاکؐ نے صحابہ اور ازواج کو حکم دیا کہ خیمے میں جا کر علیؑ کی اُس کے  
 دلی ہونے پر بیعت کریں اور مبارک دیں چنانچہ صحابہ جاتے رہے اور بیعت علیؑ کرتے رہے  
 اور ازواج رسول بھی (امام حاکم صحیح مستدرک) یہاں تک جب جناب عمر بن خطاب نے  
 علیؑ علیہ السلام کی بیعت کی اور مبارک باد دے کر آئے تو ایک اجنبی نے یہ گفتگو جناب  
 عمر سے فرمائی اور جناب عمر نے اُسے رسول پاکؐ سے یوں عرض کیا۔

عن عمر ابی الخطاب قال نصب رسول  
 الله علياً علياً فقال مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ  
 مَوْلَاهُ أَتْلُكُمُ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادَ مَنْ  
 عَادَاهُ وَاحْتَنَنْتُ مِنْ خَدْلِهِ وَانْصُرْ  
 مَنْ نَصَرَهُ أَتْلُكُمُ أَنْتَ شَهِيدِي عَلَيْهِمْ  
 ثم قال عمر وكان في جنبتي شابٌ بخسن  
 الوُجْهِ طَيْبُ السَّرِيحِ فَقَالَ لِي يَا عُمَرُ  
 لَقَدْ عَقَدَ رَسُولُ اللَّهِ لِي بِنِ عِمَّتِهِ  
 عَقْدًا لَا يَحُلُّهُ إِلَّا مَنَافِقٌ فَأَحْذَرُ  
 أَنْ تَحُلُّهُ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ

جناب عمر بن خطاب کہتے ہیں جب رسول  
 پاکؐ نے جناب علیؑ علیہ السلام کو بلند فرمایا  
 اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علیؑ  
 مولا ہے اسے میرے اللہ جو علیؑ کو مولا مانے  
 تو اس سے محبت کر اور جو علیؑ سے دشمنی رکھے  
 تو اس سے دشمنی رکھ اور جو علیؑ کو مولا نہ مانے  
 تو بھی اس کو چھوڑ دے اور جو علیؑ کی نصرت  
 کرے تو بھی اُس کی نصرت کر اسے خدا تو میرے  
 اس کلام پر اور لوگوں کے علیؑ کو مولا تسلیم کرنے  
 پر میرا اور ان کا گواہ رہ جناب عمر کہتے ہیں۔

میں نے مبارک باد دی اور اُس وقت میرے پہلو میں ایک خوبصورت اچھی خوشبو والا جوان کھڑا تھا جس کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اس نے مجھ سے کہا اے عمر رسول پاکؐ نے اپنے چچا زاد کے لئے جو عہدے کر علیؑ اور مومنین اور تم میں گانتھ بانٹ دی ہے اُس کو نہ توڑے گا۔ مگر منافق اے عمر خیر دار تم کہیں اس گانتھ یعنی عہد سے نہ پھر جاتا عمر فرماتے ہیں۔ میں نے اگر رسول پاکؐ سے عرض کیا جناب میرے پہلو میں ایک حسین جوان اچھی خوشبو والا کھڑا میرے ساتھ یہ بات کر گیا ہے تھا وہ اجنبی رسول پاکؐ نے فرمایا ہاں اے عمر وہ آدمی اولاد آدم سے نہ تھا بلکہ وہ جبرئیلؑ تھا اُس نے ارادہ کیا آج جو میں نے اپنے بعد تمام مومنین کا علیؑ کو مولا بنا دیا ہے اس کے بارے میں تم کو تاکید کرے۔

حَيْثُ كُنْتُ فِي عَيْتِ كَانِ فِي جَيْبِي شَابٌ  
حَسَنُ الْوَجْهِ طَيِّبُ الْبَرِيحِ وَقَالَ  
كَلِمًا كَذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نَعْدُ يَا عَمْرُؤُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ  
وَلَدِ آدَمَ لَكِنَّهُ جِبْرِيْلُ ه  
أَسْرَأْدَانُ يُؤَكِّدُ عَلَيْكُمْ  
مَا قُلْتُمْ فِي عَيْتِ  
مودة القرني منه

مدینہ منورہ میں رسول پاکؐ تشریف لے آئے آپ نے بخران کے عیسائیوں کو دعوت اسلام دی۔ اُن کے علما کی ایک جماعت مدینہ منورہ میں آئی اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں وہ لوگ رسول پاکؐ سے مناظرہ کرتے رہے۔ آخر جب وہ لوگ کسی طرح سے نہ مانتے تو حضورؐ نے حکم خداوند کریم اُن کو یہ ارشاد فرمایا۔

پس آپ فرمادیں اُوہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تم بلاؤ اپنے بیٹوں کو ہم اپنی بیٹیوں کو اور تم اپنی بیٹیوں کو ہم اپنے نفوس اور تم اپنے نفوس کو پھر ہم کربیں لعنت کا ذہین پر

قُلْ لَعَالَوْا اسْتَدْعُوا ابْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ  
وَوَسَاءَنَا وَوَسَاءَكُمْ وَالْأَنْفُسَآءُ  
الْأَنْفُسِكُمْ ثُمَّ يَنْهَضُونَ فَتَجْعَلُ لَعْنَتُ  
اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (عمران)



یہ واقعہ ۲۵ ذی الحج سنہ ۶ کا ہے۔ روزِ مباحہ رسولِ پاکؐ نے تمام عالمِ اسلام سے اپنی بیٹی فاطمہؑ اور بیٹوں میں حسنؑ اور حسینؑ کو لیا نفس کی جگہ مولا علیؑ کو لیا تفسیر علامہ محمود الحسن دیوبندی علامہ شبیر احمد عثمانی علامہ ابن اثیر جزری۔ درمستور تاریخ اسلام جلد دوم ص ۱۶۲ مدینہ منورہ میں ماہِ صفر ۱۱ھ میں حضورؐ کی طبیعت علیل ہو گئی آخر مرض بڑھتا رہا تو ایک روز جب جناب کے پاس اہل بیت میں جناب علیؑ امام حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام دیگر صحابہ جن میں ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ وغیرہ بھی تشریف فرما تھے۔ بلا تحقیق فرمایا میرے پاس قلم دوات لاؤ۔

جناب عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں جمعرات کا دن بھی کیا مصیبت کا دن تھا جب رسولِ پاکؐ پر بیماری نے غلبہ کیا تو آپ نے فرمایا مجھے قلم دوات دو۔ تاکہ میں ایک وصیت نامہ لکھ دوں اس پر عمل کرنے کے بعد تم لوگ میرے بعد گمراہ نہ ہو گے پس حاضرین میں نزاع ہو گیا اور رسولؐ کے سامنے کئی طرح نزاع مکرار لازم نہ تھا پس اصحاب نے کہا رسولؐ ہدیان بول رہے ہیں یہ سن کر رسولؐ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو جس حال میں بھی ہوں۔

جب رسولِ پاکؐ کا وصال ہوا تو آپ نے وفات سے قبل فرمایا میرے پاس کاغذ دوات اور قلم لاؤ تاکہ تمہارے لئے خلافت کا مسئلہ حل دوں کہ میرے بعد خلیفہ کون ہو گا مگر حضرت عمرؓ نے اس وقت کہا ان کو چھوڑ دو ان کو ہدیان ہو گیا ہے۔

قال ابن عباس یوم الخمیس و ما یوم الخمیس اشد بمرسول اللہ صلعم وجعہ فقال اُمتونی اکتب لکم کتاباً لن یضلوا بعدہ ابدًا اُفتنازعوا و کلا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شاننا اھم استفسوہ فذھبوا یردون عندہ فقال دعون فالذی انا فیہ صحیح بخاری باب مرض النبی

وَمَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ اُصْتُوفِي بَدَايَةِ وَبِيَاضِ لَا زَيْلَ عَنْكُمْ اشْكَالِ الْاَمْرِ وَاذْكَرْ لَكُمْ مِنَ الْمُسْتَحَقِّ بَعْدِي قَالَ عُمَرُ دَعُوا الرَّجُلَ قِيَّاسًا لِيَهْجَسَ وَقَبْلَ بَعْدِ سَوَالِ الْعَالَمِينَ اِمَام غزالی ص ۹

طراز النبوة جلد چہارم ص ۲۴۲ تاریخ حبیب السید جلد سوم ص ۱۴۲ روضۃ الاحباب جلد اول ص ۵۵

مسلم شریف مع شرح امام نوری جلد دوم ص ۳۴ صحیح بخاری کتاب العلم رسول کو ہدیان کہنے والا عمر تھا اور رسول پاکؐ آخر میں بھی خلافت لکھنا چاہتے تھے چنانچہ قاضی عیاض نے بھی یہی لکھا ہے وَذِكْرُ اِنَّ اَلَّذِي طَلَبَ كِتَابَتَهُ اَمْرَ الْخِلَافَةِ بَعْدَكَ وَتَعْيِينَ الْخِلَافَةِ كِتَابَ شَفَاةٍ فِيهِ ذِكْرُ كَيْفَا يَكُونُ رَسُوْلُ پَاكٍ كَا مَقْصِدِ اِسْ وَوَقْتِ وَصِيَّتِ لَكُنْ مِنْ سِ اَمْرِ خِلَافَةِ كَا يَهْ فَيَصْدُ اَوْ رِخَا ص كَرِ خَلِيْفَةٍ كَا تَعْيِيْنِ وَمَقْرُرْ كَرْنَا تَحْتَا اِپْنِ بَعْدِ كَيْ لَيْءِ -

ابن عباس سے یہ روایت منقول ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا ہے کہ اے ابن عباس تم پر اونٹوں کی قربانی لازم ہو اگر تم جھوٹ بولو۔ بیچ بناؤ کہ کیا اب بھی علیؑ کے دل میں خلافت کا سودا موجود ہے ابن عباس نے کہا ہاں۔ بلکہ زیادہ بات یہ ہے کہ میں نے اپنے باپ عباس سے یہی بات بوجہی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا۔ علیؑ کا دعویٰ خلافت سبھا ہے یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب نے کہا رسول پاکؐ نے بھی علیؑ کے بارے چند بار ایسے کلمات تو کہے ہیں۔ لیکن وہ کچھ ثابت نہیں کرتے اور نہ ہی ان سے قطع حجت ہوتی ہے کیونکہ رسول پاکؐ علیؑ کی محبت کی وجہ سے ایسے کلمات کہہ دیا کرتے تھے اور جب آنحضرتؐ نے اپنے مرض الموت میں حق کو چھوڑ کر (معاذ اللہ) باطل کی طرف جانا چاہا تاکہ علیؑ کے نام کی صراحت کر دیں تو خدا کی قسم میں نے امت کی شفقت اور اسلام کی محبت کی وجہ سے آنحضرتؐ کو قلم دوات نہ دیا اور لکھنے سے منع کر دیا کیونکہ قریش علیؑ کی خلافت پر اتفاق نہ کرتے تھے اگر علیؑ خلافت پا جاتے تو عرب کے لوگ ان میں مخالفت میں کھڑے ہو جاتے۔ پس رسول پاکؐ نے جان بیا کہ میں عمر رسولؐ کے دل کے راز کو جان گیا ہوں پس رسولؐ خاموش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا وہ ہوا تاریخ بغداد مصنفہ احمد بن طاہر خطیب بغداد جلد اول ص ۵۵ شرح ابن ابی الحدید جلد اول ص ۵۵

رسول پاکؐ نے اعلان نبوت دعوت ذوالعشیرہ سے لے کر ۲۸ صفر ۱۱ھ تک بار بار اپنے بعد خلافت۔ ولایت۔ وصایت۔ امارت علیؑ علیہ السلام کا امت اور صحابہ میں اعلان اور بیعت بھی کرائی اب یہ کہنا کہ رسول پاکؐ امت کو ویسے ہی چھوڑ گئے خلیفہ نہ بنایا سزا سزا رسالت پر الزام غلط بیانی اور گناہ ہے بلکہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے بیکر جناب عیسیٰؑ تک ہر ایک نبیؑ کو اپنا وصی۔ خلیفہ بنا کر دیکھا گیا اسی طرح رسول

پاک علی علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر گئے ہیں۔

## اولی الامر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَ  
اطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ  
(سورہ نسا)

اے صاحبان ایمان تم اطاعت کرو اللہ کی  
اور رسول پاک کی اور اولی الامر کی جو تم  
میں سے ہے یعنی جو تم میں ہے۔

اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی تو لازماً بات ہے اُس زمانے میں صحابہ مومنین کو رسول سے  
پوچھا جائیے وہ اولی الامر کون ہے جس کی ہم اطاعت کریں اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اولی الامر  
زمانہ رسالت میں موجود ہے اب زمانہ رسالت میں صحابہ نے تین کی اطاعت کرنی ہے۔ اللہ  
رسول۔ اولی الامر اگر زمانہ رسالت میں صحابہ اطاعت اولی الامر نہ کریں تو ان کا اس آیت  
پر عمل نہیں ہوتا لہذا صحابہ سے قرآن پاک کی ایک آیت چھوٹی ہے مگر وہ صحابہ ہیں انہوں نے  
اس آیت پر عمل کیا ہے لہذا ماننا پڑے گا یہاں اولی الامر سے مراد حضور رسول کا ولی عہد  
وصی۔ خلیفہ۔ جانشین ہے دعوت ذوالعشرہ سے لے کر ۲۸ صفر ۱ھ تک جس کا بار بار اعلان  
حضور نے فرمایا ہے۔ جناب جابر بن عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی  
میں نے صحابہ سے پوچھا حضور فرمائیں آیت میں اولی الامر سے مراد کون ہیں جن کی ہم اطاعت  
کریں۔ تو رسول پاک نے صحابہ سے مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا۔

میں نبیوں کا سردار ہوں اور علی اوصیا کا  
سردار ہے اور میرے اوصیا میرے بعد بارہ  
ہوں گے۔ ان کے پہلے علی علیہ السلام اور  
آخری قائم المہدی ہیں۔

أَنَا سَيِّدُ النَّبِيِّينَ وَ عَلِيٌّ سَيِّدُ الْوَصِيِّينَ  
وَ إِنَّ أَوْصِيَاءِي مِنْ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ  
أَوْ لَحْمَهُمْ عَلِيٌّ وَ آخِرُهُمُ الْقَائِمُ الْمُحَدَّى  
نَبِيَّيْحِ الْمَوَدَّةِ بِكَ صَلَاةً

رسول پاک نے فرمایا میرے بعد یہ خلفا ہوں  
گے اذل علی بن ابی طالب پھر من پھر حسین  
پھر علی بن حسین پھر محمد بن علی جن کا نام تورث  
میں باقر ہے اور اے جابر تم انکا زمانہ پناؤ گے  
جب تم ان سے ملنا تو میرا سلام کہنا پھر ان

هَمْ خُلَفَائِي مِنْ بَعْدِي أَوْ لَحْمُهُمْ عَلِيٌّ  
ابن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسين  
ثم علی بن الحسين ثم محمد بن علی  
المعروف فی التوراة بالباقر و مستدرکة  
یا جابر فاذا أدركته فاتره مبعی السلام

ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسى  
بن جعفر ثم علي بن موسى ثم محمد  
بن علي ثم علي بن محمد ثم الحسن بن علي  
ثم حجة الله في ارضيه وبقية في عبادته  
روضة الاحباب جلد اول ص ۱۲۷ مؤلف مير صالح الدين  
حسيني سنی

کے بعد خلیفہ ہوں گے صادق جعفر  
پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد  
بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی اور  
پھر حجتہ اللہ قائم آل محمد ہوں گے۔

وعن الامام قال حدثني ابو اسحاق بن  
حارث وسعد بن بشير عن علي بن ابي  
طالب كرم الله وجهه قال قال رسول الله  
انا وارثكم على الخوض وانت يا علي  
الساق والحسن والحسين الامر وعلي بن  
الحسين الفاخر ومحمد بن علي الناصر و  
جعفر بن محمد السائق وموسى بن جعفر  
سحق المحبين والمبغضين وقال المناقبين و  
علي ابن موسى مزين المومنين ومحمد بن علي  
الجنة ابي درجائهم وعلي بن محمد خطيبهم  
يزروهم حور العين والحسن بن علي سراج آل  
الجنة يتقيون واهل به واهل هدى  
شفيهم حيث لا شفاة الا بآذنت  
الله لمن يشاء ويبر حتى به  
مودة القرى ص ۱۳۹

اعمش سے روایت ہے کہ مجھ سے ابو اسحاق  
بن حارث اور سعد بن بشیر نے علی بن ابی طالب  
سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب  
نے فرمایا میں جو خوض کو تر برد تم (امت) کو وارد  
کرنے والا ہوں اے علی تم ساقی ہو اور حسن  
حسین لوگوں کو کوثر پینے کا حکم دینے والے  
اور علی بن حسین فاطمہ میں محمد بن علی ناشر ہیں۔  
اور جعفر بن محمد سائق یعنی مومنوں کو اپنے لگا کر  
جنت میں لے جانے والے اور موسیٰ بن جعفر  
دوستوں اور دشمنوں کو شمار کرنے والے اور  
مناقبوں کی بیخ کنی کرنے والے اور علی بن  
موسیٰ مومنوں کی زینت کرنے والے اور محمد  
بن علی اہل جنت کو ان کے درجات میں اتارنے  
والے اور علی بن محمد خطیب حوروں سے  
مومنوں کا تکاح پڑھنے والے اور حسن بن علی اہل  
جنت کے چراغ ہیں یعنی ان کو روشنی دینے والے  
اور امام ہمدی ان کی شفاعت کرنے والے  
اُس وقت جبکہ کسی کی شفاعت قبول نہ ہوگی مگر  
خدا کی اجازت سے جس کے لئے وہ باری تعالیٰ

مؤلف سید علی ہمدانی سنی شافعی

اجازت دے اور چاہے۔

ابن احمد خوارزمی نے ابن عباس سے روایت لکھی ہے شیخ الاسلام حمونینی نے بھی نقل کی ہے اور شیخ سلیمان قندوزی نے بھی نیا بیح المودۃ میں نقل کی ہے ص ۳۳۵

أَنَادَ كُحَيُّ وَالْحُسَيْنُ وَالْحُسَيْنُ وَتَسْنَعَةُ  
مِنْ وَوَلَدِ الْحُسَيْنِ مَطْطَهْمَارُونَ مَعْصُومُونَ  
حضرت رسول پاکؐ نے فرمایا میں اور علیؑ اور حسنؑ حسینؑ اور اولاد حسینؑ میں سے نو افراد پاک ہیں اور معصوم ہیں۔

زوائد فی المسند احمد بن حنبل جلد اول ص ۱۶۲۔ مناقب خوارزم جلد اول ص ۲۳۲۔ مصباح النظم مولفہ مولوی امداد ص ۲۳۵ مواہب الجواہر جلد دوم ص ۱۴۵ شواہد النبوة ص ۳۱۴ کنز الاعمال جلد چہارم ص ۱۵۴ الاصابہ جلد دوم ص ۵۹ ان تمام کتب میں بارہ امام اولی الامر کے یہی مذکورہ نام درج ہیں۔ رسول پاکؐ نے جو ولی وصی۔ جانشین۔ خلیفہ۔ امام۔ اولی الامر بیان فرمائے وہ بارہ ہیں۔ حضرت علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ۔ علی زین العابدینؑ۔ محمد باقرؑ۔ جعفر صادقؑ۔ موسیٰ کاظمؑ۔ علی رضاؑ۔ محمد تقیؑ۔ علی نقیؑ۔ حسن عسکریؑ۔ قائم المہدی علیہم السلام اور اہل سنت نے جن کو بنیاد یہ ہیں۔ ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ یزید۔ مروان۔ عبدالملک۔ ہشام۔ ولید۔ سلیمان بن عبدالملک۔ عمر بن عبدالعزیز۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۲۵ مگر آج کا اہل سنت ان کو نہیں مانتا اور رسول پاکؐ نے ان کا نام بھی لیا اور قرآن نے بنی اُمیہ کو شجرہ ملعونہ فرمایا ہے اور وہ بادشاہ بنی اُمیہ کے ہوتے بھی تیرہ ہیں۔ بنی عباس کے خلیفہ ۳۵ گزرے ہیں لہذا وہ ہی اولامر ہیں جو اہل بیت رسولؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے نام رسول پاکؐ نے فرمائے ہیں۔ موجودہ دور کے مشہور اہل سنت علامہ وحید الزمان نے اہل سنت عقیدہ بیان کیا ہے ملاحظہ ہو۔

اهل المحديث تبئرون اب السرافض الذين  
يبتغون وليبونهم كذا لك تبئرون من  
طريق الخوارج و نواصب الذين يبتغون  
اهل البيت و الامم الاطهار فطر نفهم  
هي الطريفة المتبلة و النجاسه الفضله هم  
اہل حدیث تبرأ کرتے ہیں رواض جس طرح تبرأ کرتے ہیں صحابہ سے اور ان کو برا کہتے ہیں اور اہل حدیث تبرأ کرتے ہیں جس طرح تبرأ کرتے ہیں خوارج اور نواصب اہل بیت سے پس طریقہ ان کا یہی طریقہ مشقی اور

سَأَلْتُمْ بَلَدًا سَأَلْتَهُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَخَارِبَ  
 بَلَدًا خَارِبَهُمْ وَلَوْ جَرَى الْحَرْبُ بَيْنَ  
 سَيِّدِنَا عَلِيِّ دِينِ مَعَاوِيَةَ فِي عَصْرِنَا  
 لِكُنَّا مَعَ عَلِيٍّ بَعْدَهُ مَعَ إِمَامِنَا الْحَسَنِ  
 بِنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بَعْدَهُ مَعَهُ إِمَامِنَا الْحُسَيْنِ  
 بِنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بَعْدَهُ مَعَهُ إِمَامِنَا عَلِيِّ بْنِ  
 الْحُسَيْنِ ثُمَّ بَعْدَهُ مَعَهُ إِمَامِنَا الْبَاقِرِ  
 ثُمَّ بَعْدَهُ مَعَهُ إِمَامِنَا جَعْفَرِ مُحَمَّدِ الصَّادِقِ  
 ثُمَّ بَعْدَهُ إِمَامِنَا مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ثُمَّ بَعْدَهُ  
 مَعَهُ إِمَامِنَا عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضَا ثُمَّ مَعَهُ  
 إِمَامِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَوَادِ ثُمَّ بَعْدَهُ  
 مَعَهُ إِمَامِنَا عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ لَهَادِيٍّ ثُمَّ بَعْدَهُ  
 مَعَهُ إِمَامِنَا حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْعَسْكَرِيِّ النَّقِيِّ  
 ثُمَّ إِنَّ يَقِينًا أَنْ شَارَ اللَّهُ نَكُونَ مَعَ  
 إِمَامِنَا السَّيِّدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
 الْمُهَدِيِّ الْفَاطِمِيِّ الْمُنْتَظَرِ هُوَ كَوْنُ الْأَئِمَّةِ  
 الْأَثْنَا عَشْرِهِمْ أُمَرَاءُ فِي الْحَقِيقَةِ  
 فَكُنْتُمْ إِلَيْهِمْ خِلَافَةَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
 وَرِيَاسَةَ الدِّينِ الْمُهَيَّبِينَ فَهُمْ شَمْسُ السَّمَاءِ  
 الْأَيْمَانِ وَالْبَيْقِينَ وَ إِمَامُ مَلِكِ بَنِي أُمَيَّةَ  
 وَ الْعَبَاسِيَّةِ قَلْبُ يَكُونُ أئِمَّةَ الدِّينِ بَلِ أَكْثَرِ  
 هُمْ كَانُوا الصُّومًا مُتَّعِلِينَ سَفَكَرُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ  
 وَ مَلَأُوا الْأَرْضَ جُورًا وَظُلْمًا وَعَدَاةً  
 كَمَا مَلَارَتْ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ وَخِلَافَةِ الرَّاشِدِينَ  
 عَدَاةً وَنُورًا وَ إِيْمَانًا فَالْحَقُّ أَحْسَرْنَا مَعَ

جاہ بہتر ہے یہ لوگ دوست رکھتے ہیں  
 اہل بیت کو اور دشمن ہیں ان کے جو دشمن  
 ہیں اہل بیت کے اگر ہوتی لڑائی درمیان  
 سیدنا مولا علی اور معاویہ کے اس زمانے  
 میں تو اہل حدیث مولا علی کے ساتھ ہوتے پھر  
 اپنے امام حسن کے پھر اپنے امام حسین کے  
 پھر اپنے امام علی بن حسین کے پھر اپنے امام  
 محمد باقر کے پھر اپنے امام جعفر صادق کے  
 پھر اپنے امام موسیٰ کاظم کے پھر اپنے امام  
 علی بن موسیٰ رضا کے پھر اپنے امام محمد بن  
 علی کے پھر اپنے امام علی بن محمد کے پھر اپنے  
 امام حسن العسکری بن علی کے پھر انشاء اللہ  
 ساتھ ہوں گے۔ امام منتظر حضرت امام مہدیؑ  
 آخر زمان علیہ السلام کے یہی بارہ امام ہمارے  
 ہیں یہی لوگ حقیقت میں اُمراء ہیں اور  
 منتہی ہوتی ان کی طرف خلافت رسول پاکؐ  
 اور ریاست دین میں کی یہی لوگ آفتاب  
 آسمان ایمان و ایقان ہیں لیکن بادشاہان  
 بنی امیہ اور بنی عباس وہ ائمہ دین نہ تھے بلکہ  
 اثر ان کے خائن تھے جنہوں نے غلبہ حاصل کیا  
 اور مسلمانوں کا خون ناحق بہایا اور زمین کو  
 قلم و جوہر سے بھر دیا جیسا کہ عہد رسولؐ اور  
 خلفا راشدین میں عدل و انصاف سے  
 بھری تھی خداوند ہم کو ائمہ اثنا عشر کے  
 ساتھ محشور کرنا اور ہم کو ان کی ہی محبت

پر یومِ نشر تک قائم رکھنا۔

هُدًى لِّلْأُمَّةِ الْاَثْنَاءِ عَشْرٍ وَتَبَتْنَا عَلَى  
حُجَّتِهِمُ الْاِیُّومِ النَّشْرُ كِتَابٌ هَدِيَّةٌ الْمُهَدِّي

رسالہ عقل و تہذیب اہل حدیث

مصنف مولانا مظہر الاسلام ص ۱۲ تا ۱۲۶

رسولِ پاکؐ اپنے بعد اولی الامر آیتِ قرآنیہ سے صحابہ اور امت کو بتائے یہی خلیفہ  
امام۔ وصی۔ ولی۔ اولی الامر۔ نائب جانشین ہیں۔ اور اللہ اور رسولؐ نے خلیفہ۔ امام۔ وصی۔  
ولی۔ اولی الامر۔ نائب و جانشین کا معاملہ۔ اجماع۔ جمہوریت۔ امت کے سپرد نہیں فرمایا  
ہے نہ اجماع۔ جمہوریت اسلام میں درست ہے نہ قرآن و حدیث میں اس کا وجود ہے اور نہ  
یہ حق اور صدق سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز بعد وفات رسولِ پاکؐ حضرت علیؑ علیہ السلام سے  
لے کر قائم المنظر المہدی کے علاوہ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معاویہ اور دیگر خلفاء بنی  
امیہ بنی عباس وغیرہ شاہانِ غلاماں۔ مغلیہ۔ تغلق۔ لودھی۔ قاضیہ۔ سلجوقیہ۔ سعودیہ۔  
افغانستان۔ عراق۔ اردن۔ یمن۔ لبیا۔ مصر۔ شام۔ انڈونیشیا۔ تاجکیریا۔ افریقہ۔  
امریکہ۔ روس۔ ایران۔ ترکی۔ سعودی عرب۔ ہندوستان۔ پاکستان۔ چین۔ اسٹریلیا۔  
ایشیا وغیرہ تک تمام خطہٴ ارضی پر جو حکمران گذرے ہیں یا گذر رہے ہیں اور گزریں گے مسلمان  
اور غیر مسلمان وہ اولی الامر نہیں ہیں۔ نہ وہ نائب رسولؐ اور خلیفہ۔ وصی۔ امیر المؤمنین کے  
لفظ سے یاد کئے جاسکتے ہیں ان کا طریق کار قانونِ اسلامی ہے اور نہ شریعت رسولؐ ہے  
ان پر تنقید کرنے سے ان کو برا کہنے سے ان کو نہ ماننے سے کفر لازم نہیں آتا۔ آج کہ معظمہ۔  
سعودی عربیہ وغیرہ کے حکمران بالخصوص قرآن اولی الامر نہیں ہیں اور نہ اہل اسلام بل کسی  
کو اولی الامر بنا سکتا ہے بلکہ یہ دُنیا کے خود غلبہ پا کر الیکشن۔ زبردستی سے ڈیلومیسی  
سے اپنے تدبیر سے حکمران بن کر تحت حکومت پر غالب قابض ہوتے ہیں۔ خدا۔ رسول اور  
قرآن کے مقرر کردہ نہیں ہیں۔

## بیعت

بیعت البیعت اسم البایعہ یہ مباہعت کا نام ہے اور مباہعت بروزن مفاعلہ ہے  
جیسے معانقہ۔ مصافحہ۔ مقابلہ۔ مقاتلہ مناظرہ وغیرہ اور باب مفاعلہ ہے جب کوئی لفظ

اس باب سے اس وزن پر آئے تو یہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوتا کم از کم دو آدمیوں سے ہزتا ہے جیسے مہمانہ ایک سے نہیں دو آدمیوں سے اسی طرح مقاتلہ ایک آدمی سے نہیں دو آدمیوں سے مناظرہ ایک آدمی سے نہیں دو آدمیوں سے تو اس میں لفظ مبايعہ باب مفاعلہ سے تو مبايعہ بھی دو آدمیوں سے سرزد ہوگا اور اس کا نام ہے بیعت

رَبِّكَ الَّذِي يُبَايِعُكَ الْأَسْمَاءُ يُعُونَكَ اللَّهُ  
يُدُّ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ تَكَفَّتْ  
فَبِئْسَ مَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ  
سورہ فتح

تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ پس اللہ کا ہاتھ اوپر ہے ان کے ہاتھ کے میں جس نے توڑ دیا بیعت کو اُس نے اپنا نقصان کیا۔

لہذا بیعت والے دونوں ہوں گے مادہ ہے بیعت کا بیع۔ مبايعہ۔ بیعت یہ الفاظ بیع سے نکلے ہیں دو آدمی آپس میں سودا کرتے ہیں ایک آدمی کچھ دیتا ہے اور دوسرا بھی کچھ دیتا ہے دو آدمی جو آپس میں خرید و فروخت کرتے ہیں جو بیتر بیچی جائے اس کو بی بی میں کہتے ہیں بیع اور جو بیع رہا ہے اُس کو کہتے ہیں بیع اور خریدینے والے کو کہتے ہیں مشتری اور قیمت کو کہتے ہیں ثمن۔ ایک آدمی اپنی جائداد۔ مال۔ مکان۔ عورت۔ عظمت۔ اولاد حتیٰ کہ اپنی جان۔ زندگی تک کو بیع رہا ہے اور دوسرا خرید رہا ہے جو بیع رہا ہے وہ چاہتا ہے مرضی خدا اور جنت اور جو خرید رہا ہے بھی دے گا اُس کو ثمن یعنی قیمت مرضی خدا اور جنت۔ عام انسان۔ عورت۔ قطب۔ ابدال۔ ولی۔ مجتہد۔ مرشد۔ پیر۔ صحابی غرضیکہ یہ تمام بندے متلاشی ہیں۔ رضائے خدا اور جنت کے توجب یہ خود دولت رضا خدا اور جنت نہیں رکھتے تو کسی کو یہ کیسے خدا کی مرضی اور جنت دے سکتے ہیں۔ جب یہ دے نہیں سکتے تو کسی کے نفس کو خرید نہیں سکتے یعنی بیعت نہیں لے سکتے۔ خدا کی مرضی تو ہے محمد اور آل محمد کے پاس اور جنت بھی ہے ان کے پاس اب اگر کوئی رضائے خدا اور جنت خریدنا چاہے اپنے مال اولاد جائداد اور نفس کو فروخت کر کے تو وہ محمد و آل محمد کے پاس بیچے اسی کا نام ہے بیعت۔ خداوند نے قرآن پاک میں دست محمد کو فرمایا ہے يَدُ اللَّهِ اِنَّهَا فِي رِجْلِ مُحَمَّدٍ مَوْلَا عَلِيٍّ وَ هُوَ حَسْبُ حَسْبِ دَاوُدَ وَ سُلَيْمَانَ وَ هُوَ يَدُ اللَّهِ مَلَا حِظَّهُ هُوَ۔

يُدُّ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ | جب تمام حدیبیہ پر صحابہ نے حضور کی بیعت کی تو ان کا ہاتھ نیچے ہوتا تھا اور رسول پاک کا ہاتھ ان کے اوپر دست محمد کو قرآن  
سورہ فتح



۱ | نے یَدُ اللّٰہِ فرمایا۔

اپنی مرضی خدا جب دے گا اور اپنی جنت جب مال۔ اولاد۔ جائداد اور اپنی جان کو بیچنے والا اللہ کے ہاتھ بیچ دے۔ اللہ کا ہاتھ ہے دست محمد اور حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ رسول نے فرمایا تھا علی کا ہاتھ مجھ محمد کا ہاتھ ہے لہذا علی کا ہاتھ دست محمد ہے اور دست محمد یَدُ اللّٰہِ ہے یعنی محمد اور آل محمد علیہم السلام دست خدا ہیں۔ رضائے خدا اور جنت کے لئے اگر انسان اپنا مال اولاد۔ جائداد نفس بیچ رہا ہے تو بیچے یعنی بیعت کرے رسول پاک کی یا جناب مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی اگر دنیا کا بارغ۔ زمین۔ مکان۔ شراب۔ عورت۔ لذت وغیرہ کے لئے اپنی اولاد، جائداد۔ جان کو بیچنے کے لئے تیار ہے تو پھر اختیار ہے اطلع کے ہاتھ بیچ دے یا جس ایرے غیرے نھو غیرے کے ہاتھ لہذا اسلام میں محمد مصطفیٰ اور ائمہ اثنا عشر کے علاوہ اور کسی کی بیعت کرنا حق نہیں بلکہ باطل ہے۔ پیر۔ مرشد۔ اگر عوام سے بیعت لیتے ہیں کہ ہم تم کو محمد و آل محمد کے سپرد کرتے ہیں تو درست ورنہ ان کی بیعت حرام ہے۔ یہی وجہ ہے رسول مرضی خدا اور جنت کا وارث ہے ارشاد خدا خود بول ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ  
يُحِبِّكُمْ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ  
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ال عمران)

فرماوے اگر تم اللہ سے محبت کر کے اُس کی رضا چاہتے ہو پس میری اتباع کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہی وجہ ہے رسول کسی کی بیعت نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو بکر۔ اور عمر۔ عثمان وغیرہ تمام صحابہ یکے (بیعت) کئے ہوئے ہیں رسول اکرم کی اور جو مال خود تک جائے وہ کسی دوسرے کو نہیں خرید سکتا لہذا اب اگر صحابہ کو رضائے خدا اور جنت دے سکتے ہیں بعد محمد تو وہی علی اور دیگر امام اہل بیعت صحابہ اور دیگر مسلمان رسول اور آل رسول کی بیعت کر سکتے ہیں۔ مگر رسول اور آل رسول کسی صحابی اور مسلمان کی بیعت نہیں کر سکتے۔ لہذا حضرت علی سے جناب ابو بکر۔ عمر۔ عثمان کی بیعت نہیں کی نہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے اور نہ امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت کی۔ نہ کسی امام نے اہل بیعت سے کسی کی بیعت کی ہے رسول پاک کے بعد ابو بکر۔ عمر۔ عثمان کی بیعت خروا ۳۲ ہزار صحابہ نے کی

پابچاس ہزار نے ان لوگوں نے صرف یوں بیعت کی کہ یہ بادشاہ بن کر ہم کو دنیا میں آرام دیں گے۔ جاگیر۔ عمدہ۔ بارغ وغیرہ دیں گے جس کو ضرورت تھی اس نے کی اور جس کو دنیا کی ضرورت نہ تھی اُس نے بھی بیعت نہ کی جیسے ابوذر۔ سلمان فارسی۔ ابواب انصاری۔ ابوسعید خدری وغیرہ کثیر صحابہ یہ مومن کامل اور کامل مسلمان تھے عالم اسلام کا اتفاق ہے کوئی ابو بکر۔ عمر۔ عثمان کی بیعت نہ کرے تو وہ کافر منافق نہیں اگر کرے تو اس کا ایمان زیادہ نہیں ہوتا یہ ہے معنی بیعت۔ ہاں جو محمد مصطفیٰ اور مولائے کائنات یا دیگر اہل بیعت کی بیعت نہ کرے یا بیعت کر کے توڑ دے تو وہ اسلام سے خارج ہے جیسے ابو جہل۔ ابولہب۔ یزید۔ شمر۔ ثعلبی۔ عمر بن سعد وغیرہ یہ بیعت ظاہری ہو یا باطنی اسی طرح سے توڑنا ظاہری ہو یا باطنی اس وقت بھی آدمی محمد و آل محمد علیہم السلام کی بیعت کر سکتا اور توڑ کر کافر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ مردہ نہیں زندہ ہیں اور ان کے ہی قدم مہینت سے یہ جہان قائم ہے اور دنیا کے سینے پر زندگی کا وجود ہے۔

## وِوِط

وِوِط انگلش زبان کا لفظ ہے اور یہ مذکور جس کا معنی ہے مشورہ۔ قیاس۔ پرچی۔ نشان۔ اور رائے۔ اس کا معنی اپنی جائداد۔ اولاد۔ مال جان کو بچھنا نہیں ہے (فیروز اللغات) دو آدمی یا تین۔ چار۔ پانچ یا زیادہ صدارت۔ چیئرمین۔ وزارت کے لئے کھڑے ہوں تو عوام کا اپنی اپنی جگہ ہر آدمی کے لئے قیاس کرنا۔ مشورہ دینا۔ پرچی پر نشان لگا کر صندوقی میں ڈالنا وِوِط کہلاتا ہے ڈالنے والا وِوِط کہلاتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا جس کو مشورہ سے قیاس سے یعنی وِوِط سے چُنا وہ ہمیشہ انسانوں کے اُس قیاس پر پورا نہیں اُترا جس قیاس پر وہ چُنا گیا تھا۔ تو عدم اعتماد کی تحریک چلی چُنے ہوئے کو سزا کہا۔ گتا کہا۔ ہانے ہانے کے نعرے لگائے جلوس نکالے آخر مٹایا۔ قید کیا اور قتل کیا سولی دیا وغیرہ وغیرہ حشر تمام دنیا کے ممالک میں ہے تو جو وِوِط دیتے ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہو جاتے اور جو نہیں دیتے وہ کافر نہیں بن جاتے۔ وِوِط۔ رائے۔ مشورہ اور قیاس ہے۔ لہذا اسلام نے جو مفہوم بیعت بیان ہے جس کو ہم نے اوپر لکھ دیا ہے۔ وہ بیعت اور وِوِط دونوں ایک نہیں ہیں بیعت اور ہے وِوِط اور ہے۔

دونوں کو ایک جاننا حماقت۔ جہالت اور اسلام سے دوری ہے۔ حضرت ابو بکر۔ عمر۔ عثمان کے لئے جو ہوا تھا وہ قیاس۔ مشورہ۔ رائے یعنی ووٹ تھا۔ بیعت نہ تھی یہ وجہ ہے آج بہت سے علما ہیں اور کل بھی تھے انہوں نے ووٹ دیا تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم اور بیعت علی خاں۔ خواجہ ناظم الدین۔ غلام محمد گورنر جنرل۔ محمد ایوب خاں۔ ذوالفقار علی بھٹو وغیرہ اور محترمہ فاطمہ جناح کو اور یہ لوگ ایک مدت تک تخت حکومت پر بیٹھے بھی مگر پیر دیول شریف۔ پیر گوڑہ شریف۔ پیر شہر قہور۔ مولانا احتشام الحق مولانا شبیر احمد عثمانی۔ مولانا مودودی۔ مولانا شاہ احمد نورانی وغیرہ علما سے افضل اور اعلیٰ نہیں تھے۔ اگرچہ وہ حاکم تھے اور یہ زیر حکم اسی طرح سے ان لوگوں نے اپنی جان مال اولاد کو ان کے ہاتھ فروخت (بیعت) نہیں کیا تھا بلکہ ووٹ دیا تھا اسی طرح سے حضرت ابو بکر عمر عثمان کو لوگوں نے ووٹ دیا تھا اور بیعت نہیں کی تھی حضرت علی امام حسن امام حسین علیہ السلام اہل بیت دیگر صحابہ نے پہلے تو ووٹ بھی نہیں دیا تھا اور ان بزرگوں کے تخت حکومت پر بیٹھنے سے اہل بیت دیگر صحابہ کی فضیلت میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ آج کل اسلامی اور غیر اسلامی ملکوں میں جو طریق انتخاب ہے وہ اسلامی طریق بیعت نہیں ہے بلکہ ووٹ ہے۔

## اسلامی حکومت کے فرمانروا کا طریق انتخاب

جنور سرکار دو عالم کے بعد اسلامی روحانی اور جہانی حکمراں تھے حضرت علیؑ سے لے کر جناب امام حسن عسکریؑ تک ۱۱ امام یعنی ۲۵۹ تک مگر دنیا نے ایسی تبدیلی کی جس نے آئین کبریائی کو درہم برہم کر دیا۔ سرکار دو عالم کے بعد اسلام کی روحانی حکمراں تو جناب علیؑ اور دیگر ائمہ اہل بیت کے پاس رہی اور حکومت دینا۔ ڈینا داروں کے پاس آگئی۔ آج ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے بارہویں امام۔ امام زمانہ صاحب العصر اور اولی الامر ہیں جو کہ غیب میں ان کی غیبت میں اسلامی حکومتوں کے حکمراں کون ہوں اور وہ کیسے منتخب ہوں اسلامی طریق کار کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ عرض کرتا ہوں۔ جو عہد سے القاب اللہ نے قرآن اور حدیث میں رسولؐ اور ائمہ اثناعشر کو دیئے ہیں وہ کسی کو نہیں دیئے جاسکتے مثلاً شیخ المذنبیں۔ رحمتہ اللعالمین۔ ام المؤمنین کسی پیر اور عورت نہیں کہا جاسکتا اسی طرح کسی کو اولی الامر۔ خلیفہ۔ نائب رسول نہیں کہا جاسکتا۔ ایسے ہی قرآن پاک کی آیات پر عمل کر کے علم اکا سما حاصل

کیا جاسکتا ہے مگر حصول کے بعد آدم نہیں بن سکتا نہ کہلا سکتا ہے ایسے ہی ریاضت کر کے مردے کو زندہ کر سکتا ہے مگر عیسیٰ نہیں کہلا سکتا عصا کا سانپ بنا سکتا ہے مگر موسیٰ نہ بن سکتا ہے نہ کہلا سکتا ہے اور کفروں جانوروں سے کلام کر سکتا ہے مگر محمدؐ عربی نہیں بن سکتا۔ ایسے ہی حکمران اپنے ریاضت اور سلوک سے یہ صفات پیدا کر سکتا ہے کہ درندے سانپ حشرات الارض۔ اس کو سلام کریں وہ مردے زندہ کر دے مگر وہ اولی الامر اور خلیفہ نہیں بن سکتا قرآن پاک کسی آدمی سے یا جماعت سے خاص نہیں اگر خاص ہو تو عالم اسلام کے لئے خواص کے بعد ناقابل عمل ہو مگر ایسا نہیں قابل عمل ہے۔ آیات حکمران اور خلافت و امارت۔ انبیاء۔ اوصیاء۔ محمدؐ مصطفیٰ اور مولا علیؑ دیگر ائمہ کے لئے خاص اور تاقیامت مسلمانوں کے لئے عام ہیں ان پر عمل کریں اب ہم یہاں قرآن پاک اور احادیث سے موجودہ دور میں حکمران مقرر کرنے کا طریق بیان کرتے ہیں۔ حکمران نے نظام چلانا ہے آئین۔ دستور تو قرآن کی صورت میں موجود ہے لہذا اس کو رائج کرنا ہے آئین بنانا نہیں ہے طریق انتخاب بیان کرنے سے پہلے یہ بتا دیتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا سربراہ غیبت امام ہیں کون ہو۔

## اسلامی حکومت کا حکمران کون ہو

وعدہ کیا ہے اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے جو تم میں یعنی تمام مسلمانوں میں ایمان میں اعلیٰ اور کئے ہیں انہوں نے تمام اعمال صالح ان کو چھپے حاکم کرے گا (زمین) ملکوں کا جس طرح حاکم بنایا ہے ان سے پہلوں کو اور ان کے لئے ان کا دین مضبوط کر دے گا وہ دین جو مرتضیٰ ہے اور ان کے خوف کو جو دشمنان دین سے ہے امن میں بدل دے گا یہ لوگ یعنی حکمران میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ ذرہ برابر بھی شریک نہ کریں گے اور جو کوئی انکار

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ حَيْثُ مَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قِبَلِهِمْ مِنْ رَبِّكَ لَيُعَذِّبَنَّهُمْ وَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ  
وَلَيُعَذِّبَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي سُبُلٍ بَاطِلَةٍ كَمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ  
وَلَيُعَذِّبَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي سُبُلٍ بَاطِلَةٍ كَمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ  
وَلَيُعَذِّبَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي سُبُلٍ بَاطِلَةٍ كَمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

سورہ نور آیت ۵۵

کرے گا ان حکمرانوں کا وہ فاسق ہوں گے۔

آیت بالا خاص ہے مولانے کائنات جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے لے کر صاحب الامر امام زمانہ حجۃ اللہ القائم المہدی علیہ السلام تک اصحاب رسول میں وہ صفات جو آیت میں ہی نہیں پائی جاتیں۔ مثلاً تمام بت پرست تھے سوائے علی علیہ السلام کے اور بارہ جانشینان رسول کے بعد اسلامی حکومت کے حکمراں ہیں جو غیبت امام میں ہوں گے لفظ **لَيَسْتَخْلِفَنَّكُمْ** البتہ ان کے پیچھے (بعد محمد علی اور علی کے گیارہ جانشین اور امام مہدی کی غیبت میں ان کے پیچھے حکمراں ہوں گے آیت خاص ہے خلفائے اثنا عشر اہل بیت کے لئے اور عام ہے تا ظہور امام اسلامی حکمرانوں کے لئے۔ یعنی اعلان نبوت سے لے کر غیبت امام تک اور غیبت امام سے لے کر ظہور امام تک وہ لوگ حکمرانی کے قابل اور لائق نہیں جو ایمان میں اعلیٰ اور اتباع رسول میں کامل اُن کو بعد رسول حکومت اسلامیہ کا حکمراں بنائے گا دین محمدی کے احکام شریعت دُنیا میں ان کے ہاتھوں جاری اور قائم کرے گا۔ دنیا میں یہ لوگ دین محمدی کو جا دیں گے خشکی اور تری میں اس کا سکہ بٹھا دیں گے اور وہ لوگ حکمراں دشمنوں سے خائف ہوں گے اللہ اُن کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا۔ اور وہ بے ڈر بے خوف احکام شریعت اسلامیہ کو جاری کریں گے۔ ہر طرح اسلامی حکومت میں ان حکمرانوں سے امن و امان قائم ہوگا۔ اور یہ حکمراں خاص خدائے واحد کی عبادت کریں گے ذرہ برابر بھی شرک نہ ہوگا شرک جلی بھی نہ ہوگا اور شریک خنی بھی نہ ہوگا۔ یعنی یہ اپنے نفس کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں پر حکمرانی نہیں کریں گے بلکہ نفس کا تزکیہ کر چکے ہوں گے وہ اب خدائے واحد اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی اتباع کریں گے۔ اُن ہی کے احکام پر عمل کرنا ان کا جینا ہوگا اور ان ہی کی اتباع میں اُن کا مرنا ہوگا۔ خدا۔ محمد۔ آل محمد ان تین ہستیوں کے علاوہ وہ نہ کسی کی اتباع کریں گے نہ بات مانیں گے اور نہ کسی کی خواہش پر عمل کریں گے احکام شریعت اسلام جاری کرنے میں اور عمر میں یہ حد شرع جاری کرنے میں کسی قسم کا ان پر مخلوق سے خوف اور ہراس طاری نہ ہوگا جو لوگ ان حکمرانوں کی مخالفت کریں گے وہ مومن مسلمان نہ ہوں گے بلکہ فاسقین کا گروہ ہوگا۔ خدا۔ رسول۔ آل رسول اُن سے ناراض ہوں گے ان حکمرانوں کی صفات کو دوسرے مقام پر قرآن نے وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

دَعِبَادِ الشَّرْحَمِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ  
 هُوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا  
 يَسْلَامًا وَالَّذِينَ يُبَيِّتُونَ لِوَجْهِهِمْ سُبْحَانَ  
 وَقِيَامًا وَالَّذِينَ يُقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ  
 عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ  
 غَرَامًا إِنَّهَا سَاعَةٌ مُّسْتَقَرَّةٌ وَ  
 مُّقَامًا وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِ  
 فُوا وَلَمْ يَكْفُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ  
 قَوَامًا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ  
 اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ  
 الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ  
 وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا  
 يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ  
 يُخَلَّدُ فِيهِ مَهْلًا ۗ إِلَّا مَنْ تَابَ  
 وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ  
 يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَ  
 كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۗ وَمَنْ تَابَ  
 وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ  
 مَتَابًا ۗ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُوا الزُّورَ  
 وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۗ  
 وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ  
 يُخْرِجُوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۗ وَالَّذِينَ  
 يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَرْدَائِنَا ذُرًّا  
 يُتَبَاتَرَةً ۗ أَعْيُنٌ ۗ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ  
 إِمَامًا ۗ سوره فرقان ۱۹ آیت ۳ تا ۴۷

اور بندے (حکمران) رحمن کے وہ ہیں جو زمین  
 پر نرمی سے چلتے ہیں کسی مخلوق خدا ان اور  
 غیر انسان کو ناحق تکلیف نہیں دیتے اور  
 بیماروں کی طرح زمین پر آہستہ آہستہ قدم  
 نہیں رکھتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی چال  
 مشکبرانہ اور مغرورانہ نہیں ہوتی اور جب  
 جاہل یعنی خدا رسول آل رسول کے  
 مخالف ان سے جھگڑا کرتے ہیں تو وہ ان  
 سے لڑتے نہیں بلکہ ان کے سلامتی کے کلمات  
 کہتے اور دعا کرتے ہیں۔ اور رات کو وہ  
 قیام اور سجدہ خدا (تسبیح) میں بسر کرتے ہیں  
 اور ان لوگوں کی ہر وقت یہی دعا ہوتی ہے۔  
 ہمارے رب دوزخ کا عذاب ہم سے ہٹانے  
 رکھنا بیشک دوزخ کا عذاب چھٹنے والا  
 ہے اور وہ بری جگہ ہے اور یہ لوگ اخراجات  
 میں اسراف نہیں کرتے نہ زیادہ خرچ کرتے  
 ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ بلکہ وہ بین بین  
 رہتے ہیں اور وہ لوگ اللہ کے سوا کسی کو  
 نہیں جھکتے یہاں تک اپنی نفسانی خواہشات  
 کو بھی نہیں جھکتے۔ اور وہ لوگوں کو قتل (جنگ)  
 نہیں کرتے مگر جب ان کا قتل (جنگ) حق  
 ہو تو قتل کرتے ہیں اور زندہ زنا کے نزدیک  
 جاتے ہیں اور جو یہ کام ناحق قتل اور زنا  
 (بدکاری) کرے گا وہ گناہ گار ہے اس کو  
 دو گن عذاب دیں گے اور قیامت کے دن

وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ مگر یہ لوگ اگر توبہ کر لیں اعمال صالح کریں تو اللہ تعالیٰ بدل سے گا ان کی برائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور عمل صالح کئے پس وہ اللہ کی طرف لوٹ آیا۔

قرب خدا بہترین ٹھکانہ ہے اور وہ لوگ نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں نہ جھوٹے کاموں میں شریکت کرتے ہیں۔ اور جب وہ کھیل تماشے راگ رنگ ناچ گانے وغیرہ لغویات افعال کے پاس سے گذرتے ہیں تو ان کی طرف نظر نہیں کرتے بلکہ شریقانہ اور بزرگانہ کردار سے سر جھکاٹے خاموشی سے گذر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے ان کے رب کی آیات کا ذکر ہوتا ہے تو وہ اندھے بہرے ہو کر ان کو سجدہ کے لئے نہیں گرتے بلکہ عرفان حاصل کرنے کے بعد وہ دعا کرتے ہیں ہمارے رب ہماری بیویاں تیری اور تیرے رسول کی فرمانبردار ہوں وہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت کریں اور ہماری اولاد بھی ہماری آنکھیں کھنڈی رہیں ہم اہل ایمان صاحبان تقویٰ مسلمانوں کے حاکم ہوں۔

تمام عالم اسلام کا اتفاق ہے مندرجہ بالا آیات خاص ہیں۔ جناب فاطمہ۔ علی۔ حسن۔ حسین۔ علی۔ محمد۔ جعفر۔ موسیٰ۔ علی۔ محمد۔ علی۔ حسن۔ القائم مہدی علیہم السلام کے لئے

اور عام ہیں تا قیامت غیبت امام سے لے کر ظہور امام تک اسلامی حکومت کے حکمرانوں کے لئے ہیں دونوں آیات ظاہر کر رہی ہیں۔ عقیدہ اثنا عشریہ امامیہ دین اسلام میں غیبت امام میں جب اسلامی حکومت قائم کی جائے گی تو حکمران ان اوصاف کا عامل ہوگا جو قرآن میں ان آیات میں بیان ہوئی ہیں۔

- ۱- مومن کامل ہو۔
  - ۲- تمام اعمال صالح پر عامل ہو۔
  - ۳- ہر امر میں متبع رسول ہو۔
  - ۴- خداوند کریم کے مقرر کردہ دین مرتضیٰ کا پیرو ہو۔
  - ۵- دین مرتضیٰ کی جڑیں خشکی اور نری میں مضبوط کرے۔
  - ۶- احکام شریعت اسلامیہ نافذ کرنے کے لئے کافر، مشرک، منافق، فاجر، فاسق، دشمن خدا، رسول، آل رسول سے خائف نہ ہو دشمنان خدا رسول شریعت، آل، کو ختم کر کے خدا ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔
  - ۷- دنیا میں قدم رنجالانے کے بعد ان لوگوں نے خدا کے ساتھ شرک نہ کیا ہو جلی بھی اور خفی بھی۔ اپنی خواہشات کو بھی خدا نہ بنایا ہو۔
  - ۸- اللہ کے غلام ہو۔
  - ۹- ان کی چال تکبرانہ مغرورانہ نہ ہو۔
  - ۱۰- وہ لوگ جو ان کو برا کہیں گائیاں
- دیں بوجہ ہلالت ان کی ذاتیات پر  
 چلے کریں وہ ذاتی طور پر ذاتیات میں آ  
 کر ان کو کچھ نہ کہیں ان سے سلام کریں  
 اور ان کی سلامتی کا انتظام کریں ان کے  
 راہ راست پر آنے کے لئے دعا کریں۔  
 ۱۱- تمام رات خالق کے لئے قیام اور سجد  
 کی حالت میں رہیں یعنی شب بیدار تہجد  
 گزار ہوں۔  
 ۱۲- ان کی دعا ہو خالق اسلامی نظام کے نفاذ  
 میں اگر کوئی تا ہی ہو تو ہم کو دوزخ کے عذاب  
 سے بچانا یعنی کوتاہی کو معاف کرنا تحقیق  
 وہ عذاب آنے والا ہے اور دوزخ بُرا  
 ٹھکانا ہے۔  
 ۱۳- اور وہ لوگ اپنی ذات اور انتظام اسلامی  
 حکومت میں اخراجات نہ حد سے بڑھ کر  
 کرتے ہیں نہ حد سے کم یعنی نہ زیادہ اور نہ  
 تنگی کے ساتھ بلکہ بین بین رہتے ہیں۔  
 ۱۴- اللہ کے سوا کسی ذات کی یہاں تک اپنی  
 نفسانی خواہشوں کی بھی اتباع نہیں کرتے  
 اور احکام شریعت اسلام کے نفاذ میں  
 کسی غیر مسلم کی ہاں میں ہاں اور فاسق



- فاجر۔ منافق کی بھی رائے پر عمل نہیں کرتے۔
- ۱۵۔ جو لوگ قرآن اور سنت محمد و اک محمد عظیم السلام میں واجب القتل ہوں۔ ان کو قتل کرتے اور ان ہی سے جنگ کرتے ہیں۔ بغیر نہ کسی کو قتل کریں نہ کسی ملک سے جنگ کریں۔
- ۱۶۔ اور نہ وہ لوگ زنا بدکاری کے قریب جاتے ہیں کیوں کہ یہ بہت ہی بُرا جرم اور گناہ ہے خدا ایسے لوگوں کو دو گناہ عذاب دے گا اور ایسے گناہ کرنے والے اسی لائق ہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں۔ ہاں کسی شخص کے قتل یا کسی ملک سے جنگ ہو گئی ہو یا اپنے گھر میں ایک ہی فرس پر سوئی ہوئی عورتوں میں بیوی کی جگہ نوکرانی سے جماع کر لیا ہو بعد میں معلوم ہو یعنی جماع کرتے وقت یہ میری بیوی نہیں تو دونوں صورتوں میں وہ زور و کر نماز استغفار پڑھ کر توبہ کرے اور عمل صالح توبہ کے ساتھ کرے تو ان کی اس بُرائی کو معاف کر دیا جائے گا۔
- ۱۷۔ وہ لوگ نہ جھوٹے۔ غلط کاموں میں شریک ہوں گے اور نہ جھوٹی شہادت دیں گے نہ لغو باتیں کریں گے۔
- ۱۸۔ وہ لوگ جب۔ ہاکی۔ کرکٹ۔ والی بال۔ کبڈی۔ سینما۔ تماشہ۔ راگ رنگ نالج گانا وغیرہ لغو محافل کے پاس سے نہ گزریں شامل ہونا تو درکنار اگر وہ جا رہے ہوں اور راستے میں کہیں ایسی محفل ہو تو اس میں شامل ہونا تو درکنار سر جھکا کر شریفانہ انداز میں بزرگوں کی طرح نظر پھر کر گذر جائیں۔
- ۱۹۔ جب کوئی کافر۔ منافق۔ فاسق۔ فاجر اپنی حرکات فاجرانہ۔ ناسقانہ۔ منافقانہ۔ کافرانہ کے جواز میں آیات قرآنی پیش کرے تو وہ ان آیات کو سن کر اندھے بہرے لوگوں کی طرح سجدے میں نہیں گرتے یعنی ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے بلکہ خود غور فکر کرتے ہیں پھر ان آیات پر عمل کرتے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔
- ۲۰۔ وہ لوگ خدا سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہماری ازواج صحیح معنوں میں اور اولاد خدا اور محمد و آل محمد کی فرمانبردار ہو ان کے پابند شریعت اسلامیہ ہونے ہماری آنکھیں ٹھنڈی رہیں بیوی۔ اولاد دونوں فتنہ ہیں بیوی نے جادو کر کہا شوہر چل پڑا اولاد

نے جو فعل کیا باپ نے محبت  
پدری میں کچھ نہ کہا اس لئے یہ دونوں  
ایسے ہوں جو اُس کو غلط راستے پر  
نہ لے چلیں بلکہ اُن کے کردار سے  
اُن کی آنکھیں مٹھنڈی رہیں کیوں کہ

لوگوں نے ان کی اتباع اور اطاعت کرنی  
ہے احکام شریعت اسلامیہ میں اور  
ان لوگوں نے احکام شریعت اسلامیہ  
کو ملک میں نافذ کرتا ہے۔

ریاست اسلامیہ کے حکمراں میں بیان کردہ قرآن پاک کی مذکورہ شرائط کا پایا جانا لازمی ہے یعنی لازم ہے ہاتھ غلط نہ اُٹھے پاؤں لغزش نہ کھائے نظر غلط نہ دیکھے زبان لغو نہ بولے اور کان فضول نہ سُنیں دل دماغ ناحق امور کی انجام دہی نہ سوچے اتن کا اپنے تمام اعضائے جسم پر پورا پورا شریعت اسلامیہ کے تحت کنٹرول (حکومت) ہو اگر اپنے جسم پر ہی (کنٹرول) نہیں تو از روئے قرآن دست دیگر افراد اتن کی کے جسموں پر حکومت کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

## رائے

ورڈ انگلش کا لفظ ہے جس کا معنی اظہار رائے۔ یا پرچی ڈالنا انتخاب میں اور رائے ہندی زبان کا لفظ ہے۔ اسلام میں رائے دینے کا حق بین مگر ہر ایک کو نہیں جمہوری نظام میں بالغ رائے دہی کا طریق خلاف اسلام ہے کیوں کہ اسلام نو سال کی لڑکی اور پندرہ سال کے لڑکے کو بالغ قرار دیتا ہے اور جمہوری حکمرانوں نے سولہ سال کی لڑکی اور اٹھارہ سال کا لڑکا بالغ قرار دیا ہے پندرہ سولہ یا اٹھارہ سالہ کی رائے اور ایک ڈاکٹر۔ وکیل۔ بیرسٹر۔ عالم دین۔ پروفیسر۔ بزرگ کی رائے ایک جیسی نہیں ہے اور جمہوریت میں عالم دین۔ پروفیسر۔ بیرسٹر۔ وکیل بزرگ۔ ۸۰ سالہ لڑکا یا اکیس سالہ مرد ان تمام کی رائے۔ ووٹ جاہل ان پڑھ بے وقوف نتھو۔ فتو ایک ہی سطح پر شمار ہوتا ہے۔ اسی لئے حکیم الامت علامہ ڈاکٹر اقبال نے فرمایا ہے

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں

بندوں کو گنا کرتے ہیں تو لانا نہیں جانا

نہ رائے دینے والے کو تو لاجاتا ہے کہ وہ کس معیار کا عقل کا نم کا کردار کا مالک ہے

اور جن کو ووٹ دیا جا رہا ہے اُس امیدوار کو تو لاجاً جاتا ہے کہ وہ کس فہم و فہم و فہم است اور تدبیر کا مالک ہے جمہوریت میں تو ایک لائن میں وکیل۔ ڈاکٹر۔ پروفیسر۔ بیرسٹر۔ مفتی۔ محدث۔ عالم۔ پیر۔ مرشد۔ جاہل۔ ان پڑھ۔ باعمل۔ بے عمل۔ مومن۔ فاسق۔ فاجر۔ متقی۔ زاہد۔ پابند شریعت اسلامیہ اور غیر پابند شریعت مرد۔ عورت سب کے سب ایک جیسے اور سب کی مرضی سب کی فکر و عقل۔ عظمت ایک جیسی سمجھی جاتی ہے حالانکہ قرآن میں ارشاد ہے اَكْرَمُكُمْ كَمَّةٍ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ تَمَّ مِّنْ سَبِّ سَبِّ زِيَادَةَ اللّٰهِ كَمَّةٍ قَابِلِ عِزَّتِ وَهِيَ جَوْمٌ مِّنْ سَبِّ سَبِّ زِيَادَةَ مَتَّقِيْ هِيَ مَكَّةٌ جمہوری طرز میں سب ایک ہیں اور یہ بھی مسلمہ امر ہے اٹھارہ سالہ یا انیس سالہ مرد عورت بالغ ہیں مگر راشد نہیں جب وہ راشد نہیں تو ایک عالم کے برابر ان کی رائے کیسی ہو سکتی ہے پھر جمہوریت میں جو امیدوار ہے اگر وہ بے سمجھ نالائق۔ ظالم۔ فاسق۔ فاجر ہے اور اکثریت سے ووٹ دیدیا تو وہ کامیاب اب وہ کیا حکومت کرے گا۔ اور عوام کو کیا انصاف دے گا۔ جس کا نتیجہ انقلاب ہے اور آٹے دن اس جمہوریت کے انقلاب دُنیا میں مختلف ملکوں میں ہو رہے ہیں اور بنائے ہوئے آئین ٹوٹتے سنتے رہتے ہیں لہذا اس طرز جمہوریت اور بالغ رائے دہی کا قرآن اور سنتِ محمد و آلِ محمد میں کہیں وجود نہیں ہے اور اس طرز کی حکومت نہ اسلامی حکومت ہے۔

## بیعت اور ووٹ ایک نہیں

کہا جاتا ہے اسلام ووٹ کا قائل نہیں بیعت کا قائل ہے ووٹ اور بیعت ایک ہے لہذا اسلام میں ووٹ ہے۔ یہ غلط ہے ووٹ کی تشریح تو بیان کر دی ہے جو آج مسلم اور غیر مسلم جمہوری ملکوں میں رائج ہے اب یہاں صرف بیعت کا ذکر کرتے ہیں۔

بیعت البیعت اسم البایعہ۔ یہ ہے مباہلت کا نام اور مباہلت ہے بروزن مقابلہ جیسے مصافحہ۔ مناقبہ۔ مقابلہ۔ مناظرہ اس کا باب ہے مقابلہ جب کوئی لفظ اس باب سے ہو تو وہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوتا بلکہ دو آدمیوں سے صادر ہوتا ہے جسے مصافحہ ایک آدمی سے نہیں وقوع پذیر ہوگا بلکہ دو آدمیوں کا ہوگا ایسے ہی مقابلہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوگا بلکہ دو آدمیوں سے صادر ہوگا اسی طرح مباہلت بھی ایک آدمی سے صادر نہیں ہوگا بلکہ دو آدمیوں سے صادر ہوگا۔ اس باب کا نام ہے بیعت۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ  
 يَبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ  
 شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا  
 يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِهَتَّانٍ  
 يَفْتَرِيْنَ بَيْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ  
 وَلَا يَعْمِيْنَكَ فِي مَعْرُوفٍ نَبَا  
 يَعْلَمْنَ وَأَسْتَغْفِرُ لَهُنَّ اللَّهُ ط رَات  
 اللَّهُ عَفْوٌ رَحِيمٌ سورة الممتحنة

۲۵

اے نبی جب تیرے پاس مومنہ عورتیں بیعت  
 کرنے کو آئیں اس امر پر کہ وہ اللہ کے ساتھ  
 شرک نہ کریں۔ چوری۔ زنا۔ اولاد کا قتل نہ  
 کریں اور کسی مومن مرد عورت پر بہتان نہ  
 لگائیں اور ہاتھ پاؤں باندھ کر غلط جھوٹی  
 بات گواہی نہ دیں۔ اور تیری نافرمانی نہ  
 کریں۔ غرضیکہ جب تمام ہاتھ کان پاؤں  
 زبان دل و ماغ فکر حرکات تجھ کو پہنچ دیں  
 تو ان کو بیعت کرے اور اللہ سے ان کی  
 مغفرت کرنا اللہ بخش دے گا۔

ایک بیعت کرنے والا اور ایک بیعت لینے والا۔ مصدر سے بیعت کا بیع جس کا  
 معنی ہے بیچنا اب بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا۔ وہ بھی کچھ بیچ رہا ہے اور یہ  
 بھی کچھ بیچ رہا ہے۔ بیعت کرنے والے نہ جو بیچارہ ملکیت ہو گیا بیعت لینے والے کی  
 اور جو بیعت لینے والے نہ بیچارہ ملکیت ہو گیا بیعت کرنے والے کی۔ اس معاہدہ کا  
 نام ہے بیعت جب دونوں فریق میں یہ معاہدہ ہو گیا تو اصطلاح اسلام اور قرآن میں  
 ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اقرار کرنا معاہدہ کی تکمیل کی سند ہے۔ لہذا بیعت کرنے والا اپنے ہاتھ  
 پاؤں ساکھ۔ زبان۔ دل۔ و ماغ غرضیکہ کلی جسم اور جان بیعت لینے والے کے ہاتھ میں بیچ دیتا ہے۔  
 اب جو اختیارات اس کو اپنے جسم و جان پر تھے وہ سلب ہو گئے اور وہ ہی اختیارات بیعت لینے والے کے  
 ہو گئے لہذا بیعت نام ہے اپنے جسم و جان کے بیچ لینے کا واضح ہو کہ جسم و جان خدا کی ملکیت ہیں انسان ملکیت  
 خدا کو کسی غیر کے ہاتھ فروخت نہیں کر سکتا اسی لئے تمام دنیا کی موتوں میں خود کشی جرم  
 ہے کیوں کہ جسم و جان ملکیت خدا ہیں وہ جب چاہے لے ان خود اپنی مرضی سے جسم  
 و جان کو بیچے یا قتل کرے تو جرم ہے ناقابل معافی لہذا اگر اپنے آپ کو بیچے یعنی بیعت  
 کرے تو اللہ کے ہاتھ میں یا اس ہاتھ میں جس کو اللہ کہے یہ میرا ہاتھ ہے اب جو آدمی  
 بیعت کرے گا تو اللہ کی یا اس کی جس کو اللہ نے اپنا ہاتھ کہا ہے ملاحظہ ہو قرآن میں  
 اللہ نے جس کو اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔



دین کریں پھر واپس آکر اپنے شہر۔ بستی۔ محلہ۔  
قبیلہ۔ خاندان قوم کو احکام شریعت اسلامیہ  
سے خبردار کریں تاکہ وہ عذاب خدا سے ڈرتے  
رہیں۔

آیت صاف بتلا رہی ہے کہ تمام انسانی معاشرہ علم دین حاصل کر کے معرفت۔ منتفی  
علامہ۔ مجتہد نہیں بن سکتا بلکہ ہر برادری سے قبیلہ سے چند افراد کی پارٹی نکل کر تعلیم قرآن  
وسنت محمد و آل محمد حاصل کرے پھر وہ واپس آکر اپنی برادری۔ قوم قبیلہ کو احکام شریعت  
محمدیہ بتائے وہ ان پر عمل کریں اور خدا رسول کی ناراضی سے عذاب سے بچیں یہ لوگ جن کو قرآن  
پاک تعلیم دین حاصل کرنے کے بعد تفقہ فی الدین کی ڈگری دے رہا ہے یہی لوگ اس قابل  
ہیں کہ غیبت امام میں اسلامی حکومت کے سربراہ کا انتخاب کریں۔ ان میں بھی کافی بیٹریں  
شامل ہو جاتی ہیں خود ارشاد خداوندی سے۔

اے صاحبان ایمان بیشک بہت سے  
عالم اور سجادہ نشین۔ خانقاہ نشین درویش۔  
شیخ۔ مشائخ کھاتے رہے اور کھا رہے ہیں  
کھاتے رہیں گے لوگوں سے مال باطل طریقوں  
سے اور روکتے ہیں دین حق سے اور وہ روساء  
بھی جو سونے چاندی کے ذخائر رکھتے ہیں۔  
مگر خدا کی راہ میں خرچہ نہیں کرتے ان کو درد  
ناک عذاب ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن كَثِيرًا مِّنَ  
الْأَخْيَارِ وَالتَّهَابِ لِيَأْكُلُوا مِمَّا  
النَّاسُ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ  
سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنُزُونَ الذَّهَبَ  
وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ  
سورہ توبہ پ

یہ آیت بھی ثابت کر رہی ہے کہ علمائے کرام اور مشائخ حضرات میں اکثریت ان کی ہے جو  
لوگوں کا مال غلط ناجائز خلاف شرع ہضم کرتے ہیں اور سرمایہ دار طبقہ بھی ان علماء کے ساتھ  
سے وہ بھی خدا کی راہ میں تو خرچ نہیں کرتے بلکہ ان علماء کے طرفدار ہیں اور یہ علماء اور مشائخ  
ٹکے بٹورنے کے لئے لوگوں کو ان کی مرضی کے مطابق مسائل بتاتے ہیں اور ان مسائل کو  
شریعت محمدیہ کا نام دیتے ہیں حالانکہ وہ مسائل شریعت محمدی سے دور کا بھی تعلق نہیں  
رکھتے بلکہ ان علماء اور مشائخ جو ائے نفس عوام کی مرضی کے مطابق تیار کئے ہیں۔ اور اپنی

ریاست۔ سیادت برقرار رکھنے کے لئے لوگوں کو صحیح شریعت اسلامیہ سے آگاہ نہ کیا بلکہ اپنی بتائی ہوئی شریعت پر لگا دیا اور شریعت محمدیہ دین کبریٰ سے ان کو دور کر دیا و نجات رسول پاک سے لے کر آج تک اسلامی ممبروں کے ساتھ ایسے ہی علماء اور مشائخ کی جماعت رہی جنہوں نے ممبرانہ کو خوش کرنے کے لئے اس کی مرضی سے مسائل تیار کر کے ان کو شریعت اسلامیہ کا نام دیا اور روپیہ کمایا اپنی سرداری قائم رکھی و نجات رسول کے بعد صرف حکومت حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ یہ دو حکومتیں ہی ایسی گذری ہیں جن کو صحیح معنوں اسلامی حکومت کہا جاتا ہے ورنہ کوئی ملک ہو اور کوئی حکمران وہ اسلامی حکومت قائم نہ کر سکے اور نہ ان کو اسلامی حکومت کہا جاتا ہے اور یہ بھی یاد رہے آیت اول میں جو علمائے فقہ فی الدین بیان کئے گئے وہ مدارس دینیہ کے فارغ التحصیل صاحب سند۔ مسجد کے ملاں۔ خطیب مدرس۔ مفتی محدث مراد نہیں کیوں کہ یہی آیت ثانیہ کے مطابق کالی بھیڑیں ہیں جن کے بارے حکیم الامت علامہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے سہ

دین ملال فی سبیل اللفساد

بلکہ یہ وہ علماء مراد ہیں جو فقہ فی الدین رکھتے ہوں مسجد کے ملا ہوں یا نہ مدرس ہوں یا نہ کسی دینی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہوں یا نہ مفتی اور محدث ہوں یا نہ بلکہ وہ عالم ہوں اور اپنے نفس کا تزکیہ رکھتے خوف خدا ان پر سوار ہو ایسے نوگ درویش۔ مشائخ عالم دین کہلانے

کے حقدار ہیں ملاحظہ ہو فرمان خداوندی۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ  
الْعُلَمَاءُ وَالذَّالِمُونَ  
سورہ فاطر ۲۲

بیشک اللہ سے ڈرتے ہیں خشیت رکھتے ہیں انسانوں میں سے صرف وہ ہی جو علماء ہیں تحقیق زبردست قلبے والا اور مغفرت والا ہے۔

آیت نے بتلایا علماء وہ ہیں جن پر خشمیہ کبر یا ہر لمحہ طاری ہے ان کا بندہ نڈکا پیتا ہے آنکھ میں آنسو بہتے ہیں خوف خدا سے یہ روپیہ کے لالچ میں نہیں آتے موت کی دھمکی سے گھبر کر خوف تلوار سے ظالم اور جبار کے سامنے نہیں جھکتے بلکہ ان کا سب سے بڑا جہاد سلطان جبار کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے یہ دُنیا کے بچے نہیں بلکہ دُنیا ان کے بچے بھاگتی ہے ایسے علماء درویش۔ شیخ ہر برادری قبیلہ۔ خاندان قوم میں موجود ہیں یہ سب

اپنے میں سے اُس ہستی کا انتخاب کرنے کے حقدار ہیں جو ان سب میں اعلیٰ اور افضل ہے علم دین اور اتباع رسولؐ میں اور ایسے افراد کو اپنے میں ہر برادری قبیلہ جانتا ہے تمام ملک میں اسلامی سربراہ کے لئے گروہ رائے دینے کا حق رکھتا ہے امام زمانہ نے غیبت کبریٰ میں جانے کے لئے سائل کو اپنے بعد اپنے اپنے علاقے محلہ۔ برادری۔ خاندان قبیلہ کا ممبران الفاظ میں دیا ہے۔

أَنْتُمْ عَلَمَائِي حُجَّةٌ عَلَيْكُمْ ذَا نَا  
عَلَى الْأَعْمَاءِ حُجَّةٌ اللَّهُ (اجتماع برسی) علماء کے اوپر اللہ کی حجت ہوں۔

حضرت امام حسن عسکری سے سوال کیا گیا۔ حضور یہ فرمائیے اسلامی حکومت کا سربراہ تو تو ہے مصوم اولی الامر۔ امام۔ مگر جب امام نہ ہو غیبت میں ہو تو عوام اب اپنا سربراہ۔ حاکم۔ پیشوا کس کو بتائیں۔ تو امام نے فرمایا تمام علماء۔ فقہاء لہ کر اپنے میں اُس ہستی کا انتخاب کریں جو اُس میں سے اپنے نفس پر پورا پورا کنٹرول رکھتا ہو خوف خدا اس پر چھایا ہو اور اپنے مولا۔ خدا۔ رسولؐ۔ امام کی ہر امر دینی اور دنیاوی میں وہ اتباع کر رہا ہو پس عوام کے لئے لازم ہے فَلْيَنْعُوا إِيَّامَ أَنْ يُقْبَلُ دَهْ طَس لُوكُ اُس کو اپنا سربراہ بنائیں اور اس کی اتباع کریں۔ یہی ہے اسلام میں سربراہ قائم کرنے کا طریق جو قرآن نے بیان فرمایا ہے۔ اسی منتخب شدہ ہستی کو شیعہ اثنا عشریہ نے مجتہد اعظم کا نام دیا ہے ایت اللہ بھی کہا گیا ہے اور مرجع الخلاق بھی اسی کو اسلامی حکومت کا سربراہ ہونے کا اسلام میں حق ہے۔

## اسلامی حکومت میں مجلس مشاورت

اسلامی حکومت میں۔ دو جماعتیں۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف نہیں ہوتیں یہ جماعتیں نظام جمہوری میں ہوتی ہیں۔ حزب اختلاف کا مقصد۔ برسر اقتدار جماعت کے امور منصوبوں پر شدید مخالفت کے پس پردہ تنقید کرنا ہوتا ہے اور جیسے ہی موقع ہاتھ آئے عدم اعتماد یا کسی اور صورت میں اقتدار سے ٹانگ کھینچ لینا ہوتا ہے۔ حضور سرکار دو عالم کی حیات طیبہ میں حزب اختلاف نہیں تھا اگر تھا تو اُس کو قرآن سے منافقین کا نام دیا ہے سربراہ مملکت خود عنان حکومت ہاتھ میں رکھے یا کسی ہستی کو اقتدار کی کرسی پر بٹھا کر خود اُس کی سرپرستی۔ نگرانی کرے یہ اُس کی مرضی ہے گورنر۔ وزراء وغرضیکہ استغاثی ڈھانچہ



وہ خود تیار کرے گا جیسا حضور سرکار رسالت مآبؐ خود فرمایا کرتے تھے۔ اسلامی حکومت میں پارلیمنٹ، اسمبلی وغیرہ نہیں ہوا کرتی یہ تو ہوتی ہیں آئین بنانے کے لئے یا آئین میں ذلتاً فرقاً ترمیم کرنے کے لئے اسلامی حکومت میں آئین تو خالق کائنات نے قرآن کی صورت میں دے رکھا ہے نہ اس میں زیادتی کی جاسکتی ہے اور نہ کمی یا کسی حکم کی منسوخی کی جاسکتی ہے بلکہ ایسا کرنا کفر ہے بلکہ اسلامی حکومت میں تو آئین کبریا کو نافذ کرنا ہے اسی لئے قرآن پر سربراہ مملکت کا پوری طرح سے عبور حاصل ہونا اور اس کی تشریحات یعنی شریعت اور فقہ۔ حدیث پر عبور ہونا لازمی ہے۔ سربراہ مملکت کے لئے تمام شہروں۔ قصبوں۔ قبائل خاندانوں صوبوں سے ایسی مقتدر ہستیوں کا جو سربراہ کا انتخاب کر رہی ہیں صاحبان علم دین و عرفان کا ایک مجلس مشاورت کی صورت میں موجود ہونا لازمی ہے جو سربراہ مملکت کو اسلامی قوانین کے نفاذ میں مدد کرے تاکہ قرآن و سنت کا صحیح نفاذ ہو سربراہ مملکت پانچ۔ دس جیسا بہتر خیال کرے اپنے معاون حضرات لکھ سکتا ہے جو اس کے ساتھ ساتھ تعمیری امور میں معاونت کریں۔

## نظام مرتضیٰ

جناب سرکار دو عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عالم خاک سے عالم نور کی طرف تشریف لے جانے کے بعد تین حکومتیں یکے بعد دیگرے وجود میں آئیں۔ خلافت حضرت ابو بکر۔ عمر۔ عثمان ان حکومتوں نے چند ایک نئے اصول تیار کئے اور قانون بنائے مثلاً اکثریت صحابہ ایک مسئلہ پر اتفاق کر جائے اور جماع صحابہ کے خلاف آیت موجود ہو قرآن میں تو آیت کو منسوخ سمجھا جائے گا اور اجماع صحابہ کو حق (اصول کرنی) اصول کے جیسا کہ صحابہ نے اجماع کیا کہ اولاد رسول اور علیؑ کو خمس نہیں دیا جائے اور قرآن میں سوال پارہ پہلی خمس کو ادا کرنا مال غنیمت سے ثابت کر رہی ہے لہذا اجماع صحابہ حق اور آیت منسوخ سمجھی جائے گی۔ اور ایسے ہی حضرت عمر ابن خطاب نے اپنی خلافت میں خطبہ جمعہ میں اعلان فرمایا۔

مُتَّعْتَاتٍ كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ  
ذَآكَ الْمَوْحَىٰ عَنْهُمْ ذَا عَاقِبَةٍ عَلَيْهِمَا

عہد رسول پاکؐ میں دو متعہ تھے جن پر  
بکلم رسولؐ عمل ہو رہا تھا اور میں اُن

دونوں کو حرام کرتا ہوں اور جو ان کو ادا کرے گا اُس کو سزا دوں گا۔

مُتَعَةَ الْحَجِّ وَمُتَعَةَ النِّسَاءِ  
احکام القرآن جلد اول ص ۳۲۷ و علی نقی  
کنز العمال جلد ششم ص ۲۹۳ بیہقی جلد ہفتم ص ۲۰۶  
آت رسول اللہ هذا الرسول والقراء  
هذا القرآن وَاَنْفُسًا كَانَتَا عَلَىٰ عَهْدِ  
رَسُولِ اللَّهِ وَاَنَا اَنْلَاهُ عَنْهُمَا وَاِ  
عَاقِبُ عَلَيْهِمَا اِحْدَهُمَا مُتَعَةٌ  
النِّسَاءِ وَلَا اَقْدِرُ عَلَىٰ رَجُلٍ تَزُوْجِ  
اِمْرَاةٍ اِلَّا رَجُلًا غَيْبُهُ بِالْحِجَارَةِ  
وَالْاٰخِرَىٰ مُتَعَةُ الْحَجِّ  
سنن بیہقی جلد ہفتم ص ۲۰۶

بیشک رسول اللہ نے جو یہ رسول محمد صلعم ہے اور قرآن نے جو یہ قرآن تحقیق ان دو چیزوں کو عہد رسول میں جاری دساری کیا اور میں ان دونوں کو روکتا ہوں اور ان پر جو ادا کرے گا سزا دوں گا اور میں اس کو برداشت نہیں کرتا کوئی مرد و عورت سے کچھ مدت کے لئے نکاح کرے اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کو سنگسار کروں گا اور دوسرا متعہ الحج ہے۔

حالانکہ قرآن نے متعہ الحج کے لئے فرمایا ہے **وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ** حج اور عمرہ کو برائے خدا تمام کرو **فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ** قرآن میں ایسے دو عثمان میں اذان ثانی کا اجرا اور قرآن کی نزول ترتیب کو ختم کر کے موجودہ ترتیب قائم کرنا۔ حضرت ابو بکر کو سقیفہ میں منتخب کرنا اور حضرت ابو بکر کا عمر کو ولی عہد مقرر کرنا اور حضرت عمر کا شوریٰ قائم کرنا برائے عثمان وغیرہ وغیرہ نئے نئے قوانین وجود میں آئے جو آج تک اسلام کے نام سے دُنیا میں جاری ہیں حالانکہ صحابہ کی حرکات جزو اسلام نہیں بلکہ صحابہ پیروکاران محمد و آل محمد صلعم السلام تھے اُن کو قانون بنانے کا اور ترمیم کرنے کا حق نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے اسلام کا شیرازہ منتشر ہوا۔ بوقت قتل عثمان پر آئی اور بعد جناب امام حسن علیہ السلام میں بلوکیت آ گئی لہذا آج تاریخ کے صفحات میں نہ حضرت ابو بکر - عمر - عثمان کا جاری کردہ اسلام نظام ہے نہ اس کا وجود مگر شور ہے کہ خلافت راشدہ کا نظام جاری کرو یہ مسلمان نہیں کہتے خدا کا بنایا ہوا اور رسول اعظم کا لایا ہوا نظام جاری کرو۔ خدا - رسول سے محبت

نہیں حلیفوں سے ہے اور جبکہ اسلام میں دو عظیم جماعتیں ہیں۔ سُنی۔ شیعہ اور حضرت ابو بکر۔ عمر۔ عثمان سے اختلاف ہے تاریخ کو بھی اور شیعہ کو بھی ان کا جاری کردہ کوئی دستور ہے۔ حضرت علیؑ وہ ہستی ہے جس کو سُنی۔ شیعہ دونوں مانتے ہیں لہذا عالم اسلام میں اتفاق ہے اسلامی حکومتوں کے لئے آئین جاری کرنے کے لئے قرآن اور بتایا ہوا۔ انسران مملکت کے لئے دستور جناب علیؑ کا جو بیچ البلاغہ کے صفحات پر آج تک موجود ہے۔

## علیؑ کی گورنمنٹ

قرآن پاک کتب الہامیہ میں صرف واحد کتاب ہے۔ جس کو اہل دُنیا نے بدلنا نہیں جس طرح جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰؐ پر یہ کتاب نازل ہوئی اور جو الفاظ زبان وحی ربانی۔ محبوب سبحانی سے نکلے جوں کے توں اسی نوک پلک زبیر۔ زبیر۔ پیش اور شد مد کے ساتھ محفوظ ہیں آج جوڑہ سو سال کا عرصہ گزر رہا ہے۔ تمام اقوام عالم کے پاس اپنی اپنی کتب سماوی موجود ہیں مگر ان الفاظ میں نہیں جن میں ان کا نزول ہوا بلکہ تراجم کی صورت میں اور اصلی نسخہ لاپتہ ہے تراجم زبان در زبان جب گئے تو اصلیت نہ رہی ایک مسلمانوں کی کتاب قرآن ہے۔ انکلس۔ چینی۔ روسی۔ ترکی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت۔ گجراتی۔ لاطینی۔ افریقی۔ اردو۔ پنجابی۔ جرمنی وغیرہ دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمہ ہے مگر صفحہ کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ پر اصل قرآن کی عربی عبارت اور دوسرے حصہ پر ترجمہ جس زبان میں بھی ہو رہا ہے موجود ہے تاکہ دیکھنے والا اصل عبارت قرآن کو بھی دیکھے اور ترجمہ کو بھی اگر ترجمہ میں کہیں تنک ہو جائے تو اصل عبارت میں خود غور کرے اور مقصد حاصل کرے خود قرآن نے بھی یہی اعلان بار بار کیا ہے فَاَعْتَبِسْ وَايَا اٰذُنِي لَا يَسْمَعُ سِوَايَا صَاحِبَانَ بَصِيرَتٍ غُورُ كُرُو۔ كُنْ كُمْ تَحْقُقُونَ صَاحِبَانَ عَقْلٍ شَايِدَتُمْ اُمُورِ قُرْآنٍ مِثْلِ عَقْلٍ سَعَا مِثْلُ قُرْآنٍ صَبْحَ وَاَصْبَحَ بِرُحْمَةٍ نَحْنُ اَرْضِي بِرَبْرَائِي عِبَادَتٍ اَوْ خَيْرٍ وَرَبْرُكْتِ كَسَعَا لِي بِرُحْمَةٍ جَارِيَا هِيَ اِيك مَنُتْ مِثْلِ چَالِيَسْ كُرُو رُبَارِي كُنَابِ بِرُحْمِي جَارِيَا هِيَ مِسْلَمِ اَوْ رُغَيْرِ مِسْلَمِ دُونُوں بَلَكِهْ غَيْرِ مِسْلَمِ اَقْوَامِ نِيو يَارِكِ رِيَا سَتِهَانِي مَتَّحِدِهْ اَمْرِكِي هِنْدِي تُو كِيُو وَغَيْرِهْ مَقَامَاتِ بِر سَائِيَسْ دَانِ آيَاتِ قُرْآنِيَهْ كِهْ مَفْهُومِ وَ مَطَالِبِ بِر حَقِيَقَاتِ

کر رہے ہیں اور انہوں نے بہت کچھ حاصل کیا اور کریں گے۔

قرآن پاک کا ربی دُنیا تک کے لئے یہ چیلنج بھی ہے ذَانِ كُنْتُمْ فِي سُرُيْبٍ مَّشَا  
نَزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ ۚ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ  
الفاظ - مفہوم - مطالب اپنے بندے پر نازل کئے ہیں تو تم اس جیسی کوئی ایک سورۃ بناؤ۔  
آج تک کسی قوم نے بنائی اور قیامت تک نہ کوئی بنائے گا۔ دوسرا دعویٰ اس کتاب کا  
ہے لَا رَطْبٌ وَلَا يَاقُوتٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۚ وہ نہیں کوئی ترا اور خشک شے جس کا علم  
اس کتاب میں نہیں۔ علمائے اس کی تفاسیر معانی مطالب بیان کئے۔ مگر اس بحر علم  
میں جو بھی غوطہ زن ہوا وہ پہلے سے زراے اور زیادہ علم کے موتی لے کر آیا قرآن میں ایک  
چھوٹی سی سورت ہے جس کا نام ہے سورہ توحید اس کی ایک بار کی تلاوت کا ثواب برابر  
ہے دس پاروں کے دو بار کا ثواب برابر ہے بیس پاروں کے اور تین بار کا ثواب ہے  
پورے قرآن کے برابر اب دیکھئے عظمت علیؑ عزت علیؑ شوکت علیؑ اور مقام علیؑ قَالَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّوْنِي جِبْرِيلُ أَنَّهُ قَالَ  
بِي مِثْلُ حُبِّ عَلِيٍّ مِنْ أُمَّةٍ طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِثْلُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي  
الْقُرْآنِ فَمَنْ قَرَأَهَا مَرَّةً وَاحِدَةً كَانَ لَهُ ثَوَابٌ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ وَمَنْ  
قَرَأَهَا مَرَّتَيْنِ كَانَ لَهُ ثَوَابٌ ثَلَاثِي الْقُرْآنِ وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثًا كَانَ لَهُ  
ثَوَابٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ وَكَذَا أَحَبُّ عَلِيٍّ بِنِ ابْنِ طَالِبٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ  
فَمَنْ أَحَبَّهُ بِلِسَانِهِ كَانَ لَهُ ثَوَابٌ ثَلَاثُ أُمَّتِكَ وَمَنْ أَحَبَّهُ بِلِسَانِهِ  
وَقَلْبِهِ كَانَ لَهُ ثَوَابٌ ثَلَاثِي أُمَّتِكَ وَمَنْ أَحَبَّهُ بِلِسَانِهِ وَقَلْبِهِ وَعَمَلِهِ  
كَانَ ثَوَابٌ أُمَّتِكَ بِأَنْفِهَا تَرْجَمَ جَنَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
جِبْرِيلُ امِينُ نَبِيٌّ خَيْرِيٌّ هُوَ مَحَبَّتِ عَلِيٍّ (علی کی نہیں) کی مثال ایسی ہے جس طرح قرآن میں سورہ  
قل کی مثال ہے جس نے ایک بار سورہ توحید کو پڑھا اس کا ثواب برابر ہے دس پاروں کے اور  
دو دفعہ پڑھا تو ثواب برابر ہے بیس پاروں کے اور تین دفعہ پڑھا تو ثواب اس کا برابر ختم قرآن  
کے اور اس طرح ہے محبت علیؑ پس جو مومن زبانی دوستی رکھے علیؑ سے تو اس کا ثواب ہے  
ثَلَاثُ آيَاتِ كِي عِبَادَاتِ كِي ثَوَابِ كِي بَرَابَرِ اُوْر جُوْمُوْنِ دُوَسْتِي رَكَّهِي عَلِيٍّ كُوْزُبَانِ اُوْر دَلِ  
سے تو ثواب اس کے آیت کے دو حصوں کی عبادات کے ثواب کے برابر اور جس نے محبت

کی علیؑ سے اپنی زبان اور دل اور اپنے اعمال سے تو اس کا ثواب ہے تمام امت کے عبادات کے ثواب کے برابر اور یہ بھی یاد رکھیے۔ امت محمدیہ میں انبیاء۔ رسول۔ اولیاء۔ اوصیاء۔ قطب ابدال۔ غوث۔ صحابی۔ تابعی۔ پیر۔ مرشد۔ انسان۔ حیوان۔ جنات۔ چاند۔ سورج۔ ستارے۔ سیارے۔ باغ بہار۔ کرہ خاک۔ فاتر علوی۔ سفلی غرضیکہ تمام عالمین امت محمدیہ ہیں تو ان تمام عبادات کا ثواب اور میرے مولا کے ملنگ جس کی زبان دل اور اعمال میں علیؑ ہے ایک لمحہ برابر ہے ثواب عالمین کے اور ملنگ کی ساری زندگی کی عبادات میں اب قیمت کیا ہوگی اور جس علیؑ کی محبت کا یہ حال ہے وہ علیؑ خود کیا ہوگا

یا علی ذانت ثبوت قلد هو الله احد  
 نام تو نقش نگین امیر اللہ الصمد  
 کم یلدا امر مادس گیتی دلتم یولد چوتو  
 لایکن بعد امر نبی مثلث له کفوا احد

صادق محمد عربی نے علیؑ کے متعلق دو دعوتے فرمائے ایک انقر ان مع علیؑ و  
 علیؑ مع انقر ان۔ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور دوسرا  
 دعویٰ انما مدینة العلم دعویٰ بنا بحکم میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے اور دو  
 دعوتے علیؑ نے اپنے بارے میں فرمائے ایک انا قرآن ان فاطمہ میں بوتا ہوا قرآن ہوں اور  
 دوسرا دعویٰ جو علوم و فنون اور اسرار و رموز کائنات خالق نے کتب سماویہ میں رکھے وہ سب  
 قرآن میں رکھ دیئے اور جو قرآن میں وہ سورہ الحمد میں وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں جو  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم ہیں وہ بسم اللہ کی ب میں ہے اور جو ب میں ہے وہ ب کے  
 نقطے میں ہے اور انا نقطۃ تحت الباء میں ہوں وہ نقطہ جو ب کے نیچے ہے عالم  
 اسلام نے آج تک نہ دونوں اقوال رسول کو غلط کہا اور نہ مولائے کائنات کے دونوں  
 دعوتوں کو غلط کہا اعلان رسول ہے علوم کائنات کا نام علیؑ ہے اور نظام کائنات کا نام علیؑ  
 ہے اور یہی اعلام و اعلان علیؑ ہے یعنی علوم و حکمت عالمین میں ہوں اور قرآن ناطق ضابطہ حیات  
 عالمین میں ہوں قابل غور یہ بات ہے خاتم النبیین نے بھی فرمایا اور اعلان علیؑ نے بھی کیا کہ علیؑ ہے  
 علوم عالمین اور ضابطہ حیات عالمین کا نام رسول کو اس اعلان میں کذاب کہا تو درکنار رسول  
 کی طرف کذب کی نسبت دنیا بھی کفر اور علیؑ کو تمام عالم اسلام کرم اللہ وجہہ کتبا ہے اس کی

طرف بھی لفظ غلط اور کذب کو نسبت دینا کفر اور یہ بھی مستمہ امر ہے

- ۱- علیؑ نے نوع انسانی کی تباہی کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔
- ۲- علیؑ نے کوئی تعلیمات انبیاء اور محمدؐ عربی کے خلاف قدم نہیں اٹھایا۔
- ۳- علیؑ نے زندگی بھر جھوٹ کذب انتراکا کوئی کلمہ زبان پر نہیں لایا۔
- ۴- علیؑ نے کوئی حرکت قرآن و سنت سے ہٹ کر نہیں کی۔
- ۵- علیؑ نے کہیں بھی اور کسی وقت بھی حقوق انسانی کو پامال نہیں کیا۔
- ۶- علیؑ نے کہیں بھی اور کبھی بھی ظلم جو مستمہ کاروبہ اختیار نہیں کیا۔
- ۷- علیؑ نے حکومت میں برسر اقتدار آکر شکم پروری اور کتبہ پروری نہیں کی۔
- ۸- علیؑ نے کہیں بھی اور کبھی بھی عدل - انصاف - رحم - کرم کا دامن نہیں چھوڑا۔
- ۹- علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی خود غرض حکمران کی حکومت نہیں کہا۔
- ۱۰- علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی ظالمانہ حکومت نہیں کہا۔
- ۱۱- علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی غلط حکومت نہیں کہا۔
- ۱۲- علیؑ کو کسی نے بھی ذات کا بندہ نہیں کہا۔
- ۱۳- علیؑ کو لوگوں نے وجہ اللہ نفس اللہ باب اللہ کہا۔
- ۱۴- علیؑ کو اہل دنیا نے شیر ہوا نہیں شیر خدا کہا۔

اب مسلمان اور غیر مسلمان مورخ اور تاریخ کا طالب علم یہاں آکر سوچنا ہے۔ جس  
 علیؑ کو محمدؐ عربی نے علوم و فنون عالمین اور ضابطہٴ حیات عالمین کہا اور خود جس علیؑ نے اپنے  
 آپ کو علوم و فنون اسرار و رموز عالمین کہا اور خود کو ضابطہٴ حیات عالمین کہا وہ علیؑ حکمران بھی  
 ہوا اور ایک عالم ان کو نظام بھی دے گیا اُس کی حکومت کو خلافت راشدہ بھی کہا گیا تو  
 شگہہ سے لے کر آج تک عالم اسلام علیؑ کی گورنمنٹ کیون قائم تھیں کرتا۔ سعودی عرب۔  
 مصر۔ شام۔ سوڈان۔ عراق۔ اردن۔ ترکی۔ مراکش۔ یمن۔ صومالیہ۔ انڈونیشیا۔ ملائیشیا۔  
 افغانستان۔ پاکستان وغیرہ تمام ممالک شوشلزم۔ جمہوریت۔ شہنشاہیت۔ کیونززم اور  
 خود ساختہ مولوی کا نظام اسلام جاری کرتے رہے اور کر رہے ہیں خطہٴ ارضی پر شگہہ سے  
 پہلے بعد رسولؐ اور شگہہ کے بعد سے آج تک علیؑ کی گورنمنٹ قائم کرنے کے لئے مسلمان  
 کیوں تیار نہ ہوا اور کیوں تیار نہیں ہے۔

علمائے عصر۔ مفکرین دہر۔ ماہرین اقتصادیات اور سربراہان ممالک اسلامیہ سے سوال ہے کیا رسول کا فرمان کہ علیؑ قرآن مجید کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ اور میں شہر علم اور علیؑ دروازہ ہے۔ علیؑ پر صادق نہیں آیا۔ اگر آیا ہے تو پہلوں نے علیؑ کی گورنمنٹ کیوں قائم نہ کی اور آج بھی تم خطہ ارضی پر علیؑ کی گورنمنٹ قائم کر کے نوع انسانی کو بھوک۔ اقلاس۔ ایٹمی خطرات سے بچانے کے لیے کیوں تیار نہیں ہو۔

ختم شد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَصْرَافُ  
 بِالشُّرُوعِ الْمُبِیْنِ وَالسُّلُوٰةِ الْمُبِیْنِ وَعِزَّتِهِ الْعِزَّ الْمِلَامِیْنَ مَا دَاهَتْ السَّمٰوٰتِ وَلَا اَرْضِیْنَ  
 ابابعد بندہ گناہگار سید عبدالحسین بن عمدة الاطاب الاطابہر مجمع معالی و مفاخر قبلہ کو نبی جناب سید صادق عین  
 مرحوم و مغفور متوطن قدیم قصبہ ککرولی ضلع مظفر نگر معروف بار بار ابرادان ایمانی و احد قادر روحانی کے قدرت میں  
 عرض کرتا ہے کہ کتاب متطاب جلاء العیون مصنفہ عالم ربانی جناب اخوند ملا محمد باقر مجلسی اصفہانی علیہ الرحمہ  
 جو کہ مشتمل برعالمات چہارہ معصومین علیہم السلام بزبان فارسی ہے اور نہایت مستند و معتبر ہے جس کو باسبب  
 ثواب و حسنات و باقیات الصالحات و حصول ذریعہ و وسیلہ نجات اُردو میں صاف صاف لفظاً لفظاً ترجمہ  
 کیے جناب حاوی الفضائل الجلیدہ و الفواض البیضاء مولوی مرزا محمد علی صاحب ادام اللہ انفضالہم کو مستلویا اور  
 حتی الامکان الفاظ غیر مانوسہ و غیر مستعملہ کو جو اہل علم کی زبان پر کم جاری ہیں داخل نہیں کیا حضرات مومنین و  
 شیعیان آل طہ و آلین سے تزیع ہے کہ اس کے مطالعہ سے جب مستفیض ہوں مجھ گناہگار کو دعائے خیر سے نوازش  
 نہ کریں۔ تقدیر انماں علم و ہنر و منصفان دادگر انصاف گستر سے گزارش ہے کہ مقام لغزش و خطا میں مواخذہ  
 نہ فرمائیں اور بذیل بخشش دیں کہ راقم خود بے بضاعتی کا محترف ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْہُ خَالِصًا  
 لَوْجْہِکَ الْکَرِیْمِ وَتَقْبَلْ مَنَا اَتِّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اب اس جگہ مناسب جانا کہ  
 نینا و تبرکاً و بیابچہ اصل کتاب بجنسہ زبان فارسی میں درج کیا جائے گا کہ باعث برکت و عزت

# اصل دیباچه کتاب مستطاب جلاء العیون بزبان فارسی

ستایش بیش و انبار نرد از خداوند بے نیاز نیست که تذکره مصائب و استماع نوائب مبرازان  
 مساکن قرب و وصال و جانفشانیان معارک و اشتغال خود را موجب جلالی عیون از باب ایمان و  
 یقین گردانند و غبار فتنه اشرا را در نظر بادیه پیمایان مراحل معرفت و اعتبار از کمال الجواهر البصائر  
 آبروی عزت و افتخار بدرجات برتر نشانند و صلوات متوالیات و تجلیات متواترات بر سید انبیاء  
 و خیره اصغیا خلاصه از باب محبت و بلاد نقاوه اصحاب محنت و ابتلا فرمان فرما عوام غیب و شهود و صدر نشین  
 محفل قرب رحیم و در فضیض در مانند گان روز جزا ذخیره تمیستان عالم تقا محمد مصطفی و برآل بیمناسش که  
 بصیقل محبت و دلای خود کاینه سینه های مومنان را از زنگ شکوک و شبهات جلا داده قابل انعکاس  
 لکریان انجمن حسن و عقیدت ساخته اند و در بوستان شجاعت گلخانه رنگارنگ شهادت بنیان مشام  
 جان مجربان را بشمیم شفاعت تواضع اند و فصلوات الله علیه و علیهم ابد الابدین و بحسنه الله  
 علی اعدائهم و قاتلهم و ظالمیهم الی یوم الدین اما بعد تشنه لب زلال فیوض ربانی و  
 آرزو مند دارا ک سعادت جاودانی محمد باقرین محمد تقی عفی الله عنهما بر اوارح ضمائر اخوان ایمانی  
 و اخلاص روحانی تصور و آینه زمینها بدید که چون بقتضای اخبار متواتره و آثار مشکاثره تذکره گریستن و گریبان  
 گردانیدن و مخزون ساختن بر بلا یا مخن اهل بیت رسالت که از جمیع فرمان بارگاه احدیت عظیم ترست  
 و ناله و شیونهای این مصائب و از ملائکه مقربان و انبیائے مرسلان و شائستگان بندگان ارض و سما و  
 مرغیان بود و با بیان دیداد و حشیان صحرا از همه مصیبت بیشتر است و اعظم طاعات و اشرف قربات و سبب  
 نیل سعادت و رفع درجات میگردد و اطلاع بر احوال سعادت نال پیشوایان دین و مقربان رب  
 العالمین موجب قوت و ایمان و یقین میشود و در هنگام نزول حوادث و دوران حدوث نوائب  
 زمان تفکر در آلام و مصائب ایشان و راضی شدن بقضای ربانی و دفع و سادس شیطان تاثیر عظیم  
 دارد و آنچه درین باب بحرلی و فارسی در ملک تالیف در آورده اند بعضی ناقص و ناتمام است و  
 بعضی را از کتب سیر و اخبار مخالفان اخذ نموده اند که اعتماد دوران نمی شاید و بسا باشد که بر لای جمعی که  
 بایه و افری از علم نداشته باشند منظر عظیم نماید و موجب خلل در عقاید ایمانی ایشان گردد و این شکسته  
 در کتاب بحار الانوار و آنچه متعلق باحوال شریفه ایشان است در چندین مجلدات استیقا کرده  
 ام و در کتاب حیات القلوب نیز اکثر آنها بر وجه اختصار مذکور است و چون از کتب



اَدَل عوام را چندان انتفاعی نیست و تحصیل کتاب دوم بر اکثر مردم متعسر است لهذا قلیل البضاعت را با اختلال احوال و وفور استغفال و هجوم سهوم آلام و طریبان عوارض و استقام بخاطر فزاید که کتاب و میری درین باب بلیضت فارسی تالیف نماید که مقصود بر ذکر ولادت و شهادت فوت سید المرسلین و ائمه طاهرین صلوة اللہ علیهم اجمعین بوده باشد بر وحی نوشته شود که همه خلق را از آن بهره بوده باشد و بترجمه روایات معتبره اقتصار نموده مفید بحسن عبارات و تنوع استعارات نگر دو از غیر احادیث معتبره که از کتب افاضل محدثان امامیه رضوان اللہ علیهم اجمعین اخذ نموده چیزی نقل نماید تا مومنان بخوانند و شنیدند آن بتواب اجیاء احادیث ائمه دین علیم السلام که اشرف طاعات و ارفع سعادات است فائز گردند و محزون گردیدند و گریستن بر مصائب جلیله برگزیدگان رب العالمین بدرجات مقربین برسند بهره از ثوابات - جزئیة ایشان باین غریقی بحر سیات در حال حیات و بعد از وفات عائد گردد و چون ترتیب این ابواب مترجمه الفوائد بتالیف این کتاب شریفه المقاصد از برکات عهد و ادان سلیمانی ثانی بود که مرغ و ماهی در پناه معدنش آرمیده اند و میامن ترتیب خسرو قدر دانی جلوه نموده که بقیض سماج مکرمتش عروسان خلوت خانه غیب بر جلوه گاه ظهور خرامیده اعنی سلطان نشان و دار و دار اورمان غزه ناصیه اقبال و نور باصره جاه و جلال موسس بنیان سلطنت و کامکاری مشیر ارکان عظمت و بختیاری بانی مبانی مروت و انصاف ماضی مراسم جور و اعتساف گلدسته چهار بارغ عناصر و ارکان منتخب مجموعه کون و مکان اعنی السلطان الاضخم و الخاقان الاکرم مالک بلاد الترسک و الدلیلم مطوق زقاب العرب و العجم فرع الشجره الطیبه النبوة عضو الاوحه الحلیته العلویه معدن الجور و الامتنان منبع الفضل و الاحسان السلطان ابن السلطان ابن الخاقان ابن الخاقان ابن الخاقان سلطان سلیمان الموسوی الصفوی بهادر خان خلد اللہ ملکه و ظلال جلاله علی مقارن اهل الایمان لهذا ناصیه این نور سیده گلشن را با اسم اقدس مطمح نورشید سعادت منور گردانند و این تحفه را بدرگاه جہاں پناه مرفوع داشته با وج عزت و کرامت رسانند چون مشتعل برغرا خیاب آباب اطهار آن سلاله اخبار و مستوی به احوال شریفه اجداد اجداد آن زبده تلخ لیل و نهار است امید و صول منتهای در بر مغز و قبول دارد و عجز و تصور خود را مانع حصول این ماقول نمیدانند چون اشک ریختن در مصائب پیشوایان دین موجب جلا و دید هائے ظاهر و باطن مومنین میگردد آن را به جلاء العیون مستعمل گردانند بر مقدمه و چهار گانه باب بعد و مقربان رب الارباب مرتب ساخت - و علی اللہ توکلت فی جمیع اموری و هو حسبی و نعم الوکیل ÷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 آغاز ترجمہ کتاب مستطاب  
 جلاء العمون  
 مقدمہ

ثواب و بکابر مصائب رسالت نبیہ وآل اطہار صلوات اللہ علیہم

ابن بالویہ وغیر ہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو ہماری ان مصیبتوں پر اور ظلموں کو جو دشمنوں سے پہنچے ہیں یاد کر کے روئے پس تحقیق کہ وہ شخص بروز قیامت ہمارے ساتھ ہوگا۔ ہمارے درج میں۔ اور جو شخص مجلس میں ہماری مصیبتوں کا ذکر کرے اور روئے اور دولاٹے نہ روئیگی وہ آنکھ اُس کی جس دن تمام آنکھیں روتی ہوئی اور جو شخص مجلس میں ہمارے ذکر کو زندہ کرے نہ مرے گا اہل اُس کا جس دن تمام دل مردہ ہوں گے۔ علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے جو شخص ہماری مصیبتوں کو یاد کر کے روئے یا سنے اور اُس کی آنکھ سے بقدر پر پستہ آنسو نکلے پس حق تعالیٰ گناہ اس کے بخش دے گا۔ ہر چند کہ مثل کف دریا ہوں شیخ مفید و شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص مہموم و مغموم رہے ان سمتوں پر جو ہم پر گذرے پس جو سانس لے گا تو اب یسح کا اُس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور مومن شیوخ کا علیین رہنا عبادت ہے اور ہمارے بھید کو دشمنوں سے پوشیدہ رکھنا مثل جہاد راہ خدا ہے۔ حضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس حدیث کو اب طلا سے لکھنا چاہیے۔ ایضاً شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس شخص کی آنکھ سے ایک قطرہ آنسو کا نکلے ہر گز خونینے یا ہمارے حق کم ہو جائے یا ہمارے اور ہمارے تابعوں شیعوں کے حق ضائع ہو جائے پر پس حق تعالیٰ اُس شخص کو بہشت میں جگہ دے گا۔ اور صاحب نعمت کرے گا۔ ایضاً شیخ مفید اور شیخ طوسی نے احمد بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔ اُس نے مخول بن ابراہیم سے اُس نے ربیع بن منذر سے اُس نے اپنے

باپ منذر سے کہ حضرت امام حسینؑ سے میں نے سُننا ہے فرماتے تھے جس شخص کی آنکھ سے ہم اہل بیت کی مصیبت پر ایک قطرہ آنسو کا نکلے اُس کو اللہ تعالیٰ بہشت و جہنم میں جگہ دے گا۔ پس احمد بن یحییٰ نے کہا کہ ایک رات جناب امام حسین علیہ السلام کو میں نے خواب میں دیکھا اور خدمت میں عرض کی کہ محول بن ابراہیم نے یہ روایت آپ سے بیان کی ہے آیا آپ نے فرمایا ہے حضرت نے فرمایا: ہاں پس احمد بن یحییٰ نے کہا کہ سند اس حدیث کی بلا واسطہ میں نے حاصل کی۔ علی بن ابراہیم سے واہن بابویرہ واہن بابویرہ وسید ابن طاووس نے بسند ہائے صحیح حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے شہید ہونے پر جس آنکھ سے ایک قطرہ آنسو کا نکلے اور منبر جاری ہو تو تعالیٰ بہشت میں اُس کے لئے عرشِ فناء کی کرامت مہیا کرے گا۔ اور جس مومن کی آنکھ سے آنسو نکل کر رسالہ پر جاری ہو اُن مصیبتوں پر جو ہم پر دشمنوں سے گذریں حق تعالیٰ اُس کے لئے بہشت میں ایک مکان آراستہ اور خوشنما مہیا رکھے گا۔ اور دُنیا میں مومن کو سبب ہماری محبت کے ایذا اور آزار پہنچنے اور شدتِ مصیبت و آزار سے آنسو اُس کے چہرے پر جاری ہوں۔ حق تعالیٰ ہر آزار کو اُس سے دور کرے گا۔ اور ہولِ قیامت اور اپنے غضبِ آتشِ جہنم سے بخوف کرے گا۔ حمیری نے قرب الاسناد میں بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ نے فضل بن یسار سے فرمایا: آیاتِ شیعہ مجلسوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے سے ذکرِ اہل بیت کا کرتے ہو۔ اُس نے عرض کی: میں فدا ہوں آپ پر بہت ایسا ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں ان مجلسوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اے فضل خدا رحمت کرے اُن پر جو احادیثِ ہمارے ذکر کرنے اور زندہ کرنے میں ہمارے امر کو۔ اے فضل جو ہم کو یاد کرے یا ہم کو اور لوگ اُس کے سامنے یاد کریں اور اُس کی فکر سے بے فکر رہیں اُن کو نکلے۔ خدا گناہ اُس کے بخش دے گا۔ اگرچہ مثل کف دریا ہوں۔ اور اس حدیث کو ابن قولیہ اور برقی نے بھی بہت ہی استنادِ معتبر سے روایت کیا ہے۔ ایضاً بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس کے سامنے ہمارا ذکر ہو اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔ حق تعالیٰ اُس کے منہ اور بدن پر آتشِ جہنم کو حرام کرے گا۔ ابن بابویرہ نے بسند حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ریان بن شلیب سے فرمایا: کہ اگر تو چاہتا ہے۔ درجاتِ عالیہ بہشت میں ہمارے ساتھ ہو۔ پس ہمارے نسخ و اندوہ پر خزون ہو کہ ہماری خوشی پر خوش و شادمان ہوا کہ بشرِ طبعِ محمدی میں جو ولایت اور محبت ہماری تحقیق اگر کوئی شخص ہجر کو دوست رکھے۔ حق تعالیٰ اُس کو اُس ہجر کے ساتھ محشور کرے گا۔ اور بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: غلطی نے نظر کی طرف اہل زمین کے اور ان میں سے ہم کو پسند کیا۔ اور ہمارے واسطے جہنمِ شیعہ اختیار کئے کہ وہ

ہماری مددگاری کریں وہ لوگ ہماری خوشی پر خوشی کہتے ہیں اور ہمارے اندر پراندو بگین ہوتے ہیں اور مال و جان کو ہمارے لئے صرف کہتے ہیں یہ لوگ ہم سے ہیں اور ان کی بازگشت ہماری طرف ہے۔ سید ابن طاووس نے روایت کی ہے کہ ائمہ طائفرین نے فرمایا۔ جو شخص ہماری مصیبت پر روئے اور تنو آدمیوں کو رلائے۔ پس بہشت اُس کے لئے ہے اور جو شخص خود بھی روئے اور بچانہ کو اپنے ساتھ رلائے بہشت اُس کے لئے ہے اور جو خود بھی روئے اور دین شخصوں کو رلائے بہشت اُس کے لئے ہے اور جو آپ بھی روئے دین شخصوں کو رلائے بہشت اس کے لئے ہے اور جو شخص آپ بھی روئے اور ایک ہی آدمی کو رلائے بہشت اس کے لئے ہے اور جو شخص تنہا ہی مشغول بکا ہو بہشت اُس کے لئے ہے۔

## باب اول

### ولادت ایشرف کائنات ولعین احوال کر اور مناقب شریفہ کا بیان

اس باب میں چھ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل نسب شریف اور اسم مبارک اور لقب آنحضرت میں۔ بنا بر مشہور نسب شریف حضرت رسولؐ یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اود بن الیاس بن ہامیسع بن سلمان بن النبت بن حمل بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم خلیل اللہ بن تارخ بن ناوخر بن شروع بن ارغو بن قانع بن عابر بن شارح بن الرخشد بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن الیبار بن مسلائیل بن قینان بن افوش بن شیدت بن آدم علیہ السلام اور نسب مبارک میں اقوال دیگر بھی ہیں جو حیات القلوب میں ذکر کئے ہیں۔ اور مشہور تزیہ ہے کہ نام عبدالمطلب کا شیبہ الحمد ہے اور اسم شریف ہاشم عمرو اور اسم عبدمناف مغیرہ اور اسم قصی زید اور ان کو جمع بھی کہتے تھے اور اسم قریش نضر تھا۔ اور ہر ایک ان میں سے بسبب خاص اسمی مذکورہ سے منسوب ہوئے اور کہتے ہیں کہ ارغو اسم بود تھا۔ اور لعین کہتے ہیں کہ عابر اسم آنحضرت تھا۔ اور اخنوخ اسم ادریس ہے۔ والدہ آنحضرت آمنہ بیٹی وہب بن عبدمناف بن قصی بن کلاب کی تھیں۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر جابر انصاریؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میں شبیہ ترین مردم

ہوں آدم اور حضرت ابراہیمؑ شہید ترین مردم تھے۔ مجھ سے خلق اور خلقت میں اور حق تعالیٰ نے میرے لئے عرش عظمت و جلال پر دس نام رکھے اور صفت میری بیان کی اور ہر پیغمبر کی زبان سے خوشخبری اور بشارت میری پیدائش کی اُن کی امت کو پہنچائی۔ اور تورایت و انجیل میں میرے نام کو بہت جگہ یاد کیا۔ اپنا کلام مجھے تعلیم فرمایا۔ اور مجھے آسمان پر لے گیا۔ اور میرا نام اپنے نام بزرگ سے مشتق فرمایا۔ نام اُس کا محمود ہے اور نام میرا محمد رکھا۔ اور مجھے بہترین زمانے میں پیدا کیا۔ اور بہترین امت میں ظاہر کیا۔

تورایت میں نام میرا حید ہے اس لئے کہ بوجہ اقرار توحید و یگانہ پرستی خدا نے آتش جہنم کو میری امت پر حرام فرمایا۔ اور انجیل میں مجھے بلفظ احمد یاد فرمایا۔ اس لئے کہ میں آسمان پر محمود ہوں اور میری امت حمد کرنے والی ہے اور زبور میں مجھے ماجی کہا۔ اس وجہ سے کہ میں نے زمین سے تڑپ کی پرستش کو مٹوایا۔ اور قرآن میں میرا نام محمد رکھا۔ اس سبب سے کہ بروز قیامت کل امتیں میری حمد و ستائش کریں گی۔ کیونکہ سوائے میرے کوئی پیغمبر قیامت میں شفاعت نہ کرے گا۔ مگر میری اجازت سے اور مجھے قیامت میں حاضر کہیں گے۔ کیونکہ میری امت کا زمانہ حشر سے متصل ہے اور میرا موقف نام رکھا۔ کیونکہ میں لوگوں کو خدا کے سامنے مقام حساب میں رکھوں گا۔ اور نام میرا عاقب رکھا۔ اس لئے کہ میں سب پیغمبروں کے بعد آیا۔ اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ میں ہوں رسول رحمت اور رسول توبہ اور رسول ملامت یعنی لڑائیوں کا اور میں ہوں مٹھی کہ پیچھے فضائے انبیاء کے مبعوث ہوا۔ اور میں ہوں قائم یعنی جاہل کلمات اور مجھ پر میرے پروردگار نے وحی فرمایا اور کہا اے محمدؐ میں نے ہر پیغمبر کو بزبان امت بھیجا اور ہر پیغمبر کو زمانہ خاص اور وقت معین کے لئے بھیجا۔ اور مجھے ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث کیا۔ اور مجھے میں نے یاری و مددگاری دی اور اُس خوف و بے حیا سے جو مجھ سے تیرے دشمنوں کے دل میں بجز ترے اور کسی پیغمبر کے لئے میں نے ایسا نہیں کیا۔ غیبت کفار تجھ پر حلال کی اور سوائے تیرے کسی اور پر حلال نہ کی تھی۔ بلکہ پیغمبران سابق کو حکم دیا تھا۔ کہ غیبت کافروں کی جلادیں اور تجھے اور تیری امت کو خزانہ اپنے خزانہ سے عطا کیا کہ وہ سورہ فاتحہ الکتا اور آیات سورہ بقرہ اور تیرے اور تیری امت کے لئے تمام روئے زمین کو محل سورہ و نماز کیا۔ بخلاف امتنا نے گذشتہ کہ ان کو حکم تھا اپنے معبود میں عبادت کریں اور خاکِ زمین کو تیرے لئے مطہر یعنی پاک کنندہ کب اور کلمہ لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ اور اللهُ اَكْبَرُ تیری امت کو عطا کیا اور تیرے ذکر کو اپنے ذکر سے متصل کیا۔ کہ جس وقت تیری امت مجھے بوجہ انیت یاد کرے تجھے ہر پیغمبر یاد کرے پس طوہر میں نے تجھ کو اور تیری امت کو دیا۔ حدیث معتبر میں روایت ہے کہ ایک گروہ یہود خدمت رسول مقبولؐ میں آیا۔ اور سوال کیا کہ کس سبب سے آپ کا محمد و احمد ابوالقاسم و بشیر و منذر نام رکھا گیا۔ فرمایا ابوالقاسم میرا اس لئے نام رکھا۔ کہ

حق تعالیٰ بہشت و دوزخ کو روز قیامت میرے سبب سے تقسیم کرے گا۔ اور کافروں کو جو ایمان نہیں لائے جہنم میں بھیجے گا۔ اور جو ایمان مجھ پر لائے ہیں اور میری پیغمبری کا اقرار کرتے ہیں ان کو بہشت میں داخل کرے گا۔ اور میرا داعی اس لئے نام رکھا۔ کہ میں لوگوں کو دین پروردگار کی طرف دعوت کرتا ہوں اور مجھے نذیر فرمایا اس لئے کہ نافرمانوں کو میں آتش دوزخ سے ڈراتا ہوں۔ اور مجھے بشیر کہا اس لئے کہ اپنے مطیعوں کو بشارت بہشت دیتا ہوں۔ حدیث موثق میں روایت ہے کہ حسن بن فضال نے حضرت امام رضا سے پوچھا۔ کس سبب سے رسالت پناہ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ قاسم نام فرزند رسول کا تھا جس نے سخن کی۔ یہاں حضرت آیا مجھے آپ قابل زیادہ اس توضیح کے جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں مگر تو نہیں جانتا کہ حضرت نے فرمایا میں اور علیؑ دو باپ اس امت کے ہیں۔ میں نے عرض کی صحیح ہے پھر فرمایا تو نہیں جانتا۔ کہ آنحضرت باپ اس امت میں ہیں۔ میں نے عرض کی درست ہے پھر فرمایا تو نہیں جانتا کہ حضرت تقسیم کنندہ بہشت و دوزخ ہیں۔ میں نے عرض کی، بجا ہے، فرمایا میں پیغمبر تقسیم کنندہ بہشت و دوزخ ہیں۔ سادہ اسی سبب سے خدا نے کنیت حضرت کی ابو القاسم رکھی۔ پھر حسن بن فضال نے عرض کی کہ پدر امت کے کیا معنی۔ فرمایا یعنی شفقت حضرت رسول کی جمع امت پر مانند شفقت پدری کے اولاد پر اور علیؑ بہترین امت حضرت رسول مقبولؐ ہیں اور اسی طرح شفقت امیر المؤمنین علیؑ کی امت پر اور حضرت رسول مقبولؐ مانند شفقت آنحضرت تھی کیونکہ علیؑ امیر المؤمنین وصی اور جانشین اور امام و پیشوا اس امت کے بعد ان حضرت کے ہیں۔ اس وجہ سے حضرت نے فرمایا میں اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں۔ ایک زندہ جناب رسول خدا امیر پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ جو شخص کوئی مال یا قرص چھوڑ جائے پس وہ اُس کے وارث کا حصہ اور دادائے قرص اُس کا چھوڑے اسی سبب سے آنحضرت کو نفوس امت سے اولویت ہوئی اور اسی طرح جناب امیرؑ بعد آنحضرت اپنی نفوس امت پر تھے۔ حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ کے دس نام تھے پانچ قرآن میں ہیں اور وہ نام محمدؐ و احمد و عبداللہ و السین و نون ہیں۔ اور جو قرآن میں نہیں وہ فارخ و خاتم و کافی و مہقنی و حاشر ہیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت کا منزل اس واسطے نام رکھا کہ جس وقت وحی نازل ہوئی تھی۔ اس وقت حضرت صبح مبارک چاند سے چھپائے تھے اور خطاب مدثر باعتبار رجعت آنحضرت قبل قیامت ہے یعنی اے شخص کہ کفن میں لپٹا ہوا ہے بار دگر زندہ ہوا اور لوگوں کو بار دگر عذاب پروردگار سے ڈرائے۔ روایت کثیر میں وارد ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا۔ اور میرے دو نام اپنے ناموں سے مشتق کئے۔ پس خداوند عرش پر محمود ہے اور میں محمدؐ اور خدا تعالیٰ علیؑ اعلیٰ ہے اور امیر المؤمنین



جب حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا۔ وہ نوران میں نفا اور ہمیشہ خدا ہمارے نور کو اہلاب پاکیزہ سے  
 رحمائے مطہر میں منتقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ عبدالمطلب تک وہ نور پہنچا۔ اس وقت اس نور کے  
 دو حصے کئے۔ تجھے صلب عبد اللہ میں اور علی کو صلب ابوطالب میں رکھا۔ تجھے پیغمبری اور برکت دی۔  
 اور علی کو فصاحت و شیاعت۔ میرے لئے دو نام اپنے نام سے مشتق فرمائے۔ پس خداوند صاحب  
 عرش محمود ہے اور میں محمد ہوں اور خداوند بزرگوار علی اعلیٰ ہے اور میرا بھائی علی ہے میرے لئے رسالت و  
 پیغمبری عطا ہوئی اور علی کے لئے وصایت و امامت اور فیصلہ حکم حق لوگوں میں بسند معتبر حضرت صادقؑ  
 سے منقول ہے کہ محمد و علی دو نور نزدیک حق تعالیٰ کے تھے دو ہزار سال قبل ایجاد خلائق جب ملائکہ نے یہ دو  
 نور دیکھے ایک کو اصل پایا اور اُس سے ایک شعاع لامع و ساطع نکلی کہ وہ اس کی فرع تھی۔ پس عرض کیا۔  
 خداوند علیہ نور کس کا ہے ارشاد جناب باری ہوا۔ یہ نور میرے نور سے ہے۔ اصل اس کی پیغمبری اور فرع اس  
 کی امامت ہے۔ پیغمبری محمدؐ سے ہے کہ وہ بندہ اور رسول میرا ہے اور امامت علیؑ سے کہ وہ حجت اور خلیفہ  
 میرا ہے اور اگر یہ نور نہ ہوتے تو میں کوئی خلق پیدا نہ کرتا۔ حدیث معتبر دیگر میں آنحضرتؐ سے منقول ہے۔ کہ  
 حق تعالیٰ نے حضرت رسول مقبولؐ سے خطاب فرمایا۔ کہ اے محمدؐ تجھے اور علیؑ کو ایک نور سے خلق کیا  
 ہے یعنی ایک روح بے بدن سے قبل پیدائش آسمان و زمین و عرش و دریا پس تم دونو ہمیشہ تسبیح و تہلیل  
 و تمجید کرتے رہے اور مجھے بوحیثیت و عظمت یاد کیا کئے۔ اس لئے میں نے تمہاری دونوں روحوں کو باہم  
 جمع کر کے ایک کر دیا۔ وہ بہ پاکی و بزرگی تجھے یاد کرتی رہی۔ پس اس روح کو دو قسم کیا۔ اور اُس سے محمدؐ و  
 علیؑ و حسینؑ کو پیدا کیا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو نورِ تنہا سے پیدا کیا۔ اور اُس سے ایک روح بلا حرم کو پیدا  
 کیا۔ چنانچہ وہ نور ہم اہل بیت میں جاری و ساری ہے۔ حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ  
 ہمیشہ حق تعالیٰ واحد و منفرد و یگانگی میں تھا۔ اور سوائے اس کے کوئی نہ تھا۔ پس محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو خلق فرمایا۔  
 اور بعد ہزار سال کے صحیح اشیاء کو خلق فرمایا۔ اور ان اشیاء کو ان کی پیدائش پر گواہ کیا۔ اور اطاعت ان کی جمیع  
 مخلوقات پر واجب کی اور امور خلق ان کو سپرد کئے اور یہ کوئی کام نہیں کرتے مگر حکم خدا سے اور کسی کام  
 کا ارادہ نہیں کرتے مگر مشیت الہی سے اور حضرت امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ  
 نے فرمایا۔ بہشت فردوس میں ایک چشمہ ہے کہ شہد سے شیریں اور مسک سے نرم اور برف سے خشک اور مشک سے  
 زیادہ ترخو شہو ہے اور اس چشمہ میں ایک طینت ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اور میرے شیعوں کو اُس طینت سے  
 خلق کیا ہے اور جو اُس طینت سے نہیں وہ ہم سے اور ہمارے شیعوں سے نہیں اور دوسری حدیث میں فرمایا۔  
 کہ میں نے اپنے جد حضرت رسولؐ سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ میں نور خدا سے پیدا ہوا ہوں اور میرے اہل بیت



میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور حجابِ اہل بیت نور اہل بیت سے پیدا ہوئے ہیں باقی لوگ آتش جہنم سے ہیں۔ ابوسعید خدری سے بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا سے قول حق تعالیٰ کی تفسیر پوچھی کہ شیطان سے حق تعالیٰ نے خطاب فرمایا۔ جبکہ اس نے سجدہ آدم سے انکار کیا۔ قولہ تعالیٰ استنکیرت امرکنت من العالمین کہ آیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبہ والوں سے۔ اس شخص نے پوچھا۔ وہ بلند مرتبہ کون ہیں جن کا مرتبہ بلند ہے ملائکہ سے بھی۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اور علیؑ اور فاطمہؑ و حسینؑ۔ کیونکہ ہم سہرا پر وہ عرش الہی ہیں۔ تسبیح و تہلیل کرتے تھے اور ملائکہ ہماری تسبیح سے تسبیح کرتے تھے دو ہزار سال قبل پیدائش حضرت آدمؑ کے جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ سب سجدہ کریں۔ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر شیطان نے انکار کیا۔ اور سجدہ نہ کیا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے خطاب کیا۔ آیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبہ والوں سے کہ سجدہ کریں آدمؑ کو نیز ان باقی بزرگواروں کے جن کے نام سہرا پر وہ عرش الہی پر لکھے ہیں۔ اور حدیث میں معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اور امام جعفر صادقؑ سے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسول مقبولؐ کو اس طینت سے پیدا کیا جو مثل موتی کے عرش کے نیچے تھی۔ اور اس کی زیادتی طینت سے علی ابن ابی طالب کو پیدا کیا۔ اور زیادتی طینت علیؑ سے ہم اہل بیت کو پیدا کیا۔ اور ہماری زیادتی طینت سے قلوب شیعہ کو ہمارے پیدا کیا۔ اس سبب سے ہمارے شیعوں کے قلوب ہماری طرف مائل و مشتاق ہیں اور ہمارے دل ان کی طرف مہربان ہیں مثل مہربانی پدر بفرزند اور ہم ان کے لئے بہتر ہیں سب سے اور یہ ہمارے لئے بہتر ہیں سب سے اور بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و علیؑ اور گیارہ امام کو ان کی ذریت سے اپنے نور عظمت سے پیدا کیا۔ یہ بزرگوار پر نور خدایں اس کی تسبیح اور عبادت قبل پیدائش کرتے تھے۔ حدیث معتبر میں جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے چودہ ہزار سال قبل پیدائش خلق چودہ نور پیدا کئے اور وہ نور ارواح ہمارے تھے۔ لوگوں نے عرض کی یا ابن رسول اللہؐ کون وہ چودہ ارواح ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور نو امام فرزند ان حسینؑ سے کہ آخر امام ان کا حضرت قائم ہیں اور وہ غائب ہوں گے۔ اور بعد غائب ہونے کے پھر ظاہر ہوں گے۔ و حال کو ہلاک اور زمین کو جو روستم سے پاک کریں گے۔ اور بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ سے پوچھا گیا۔ کہ کس وجہ سے آپ کی ذات سب پیغمبروں سے افضل اور برتر ہوئی۔ حالانکہ سب کے بعد آپ مبعوث ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ میں ان میں سے پہلا ہوں۔ جنہوں نے اپنے پروردگار کا اقرار کیا۔ اور پہلے جواب کہا۔ جس وقت عہد و میثاق پیغمبروں سے حق تعالیٰ نے لیا۔ اور ان کو ان پر گواہ کیا۔ اور کہا اَکْسَتْ جَرِبِکُمْ سب نے

کہا۔ ہاں۔ پس فرمایا۔ میں نے ان سب میں سے پہلے اقرار کیا۔ اس وجہ سے مجھے سب پر سلطنت ہے۔ کہ  
 سب سے پہلے میں نے اقرار اپنے پروردگار کا کیا۔ اور دوسری حدیث میں ان حضرت سے منقول ہے۔ کہ  
 جب حق تعالیٰ نے ارواح کو پیدا کیا۔ تو سامنے اپنے رکھا۔ اور خطاب کیا کہ تمہارا پروردگار کون ہے پہلے جس  
 نے جواب دیا۔ رسول خدا اور علیؑ امیر المؤمنین اور گیارہ فرزندان کے تھے۔ اور کہا پروردگار ہمارا تو ہی ہے۔  
 لہذا حق تعالیٰ نے علم اور دین ان پر واضح کیا۔ بعد اس کے فرشتوں سے حق تعالیٰ نے کہا۔ کہ یہ خیرینہ دار  
 ہمارے علم دین کے ہیں اور امین ہمارے تمام مخلوق پر ہیں۔ میرے علوم کو ان سے دریافت و استفتار  
 کرو فرزندان آدمؑ سے خطاب کیا۔ اور کہا اقرار کرو واسطے خدا کے اس کی پروردگاری پر اور واسطے اس  
 گروہ کے محبت اور ولایت اور فرمانبرداری پر سب نے عرض کیا۔ اے پروردگار ہم نے اقرار کیا۔ پھر حق  
 تعالیٰ نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا۔ گواہ رہو اور آئندہ یہ نہ کہو کہ ہم غافل تھے۔ انہوں نے عرض کی ہم گواہ ہیں۔  
 جناب صادق فرماتے ہیں۔ بخدا سو گند ہماری ولایت پر پیغمبروں کو تاکید فرمائی اور بروز امت ان سے  
 عہد و پیمانہ لیا۔ اور شیخ ابوالحسن بھری نے کتاب انوار تاریخ ولادت سید ابراہیم لکھا ہے اور بسند خود  
 عبداللہ بن عباس اور ایک اور جماعت صحابہ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے چاہا محمد صلعم کو پیدا  
 کر کے فرشتوں سے کہا۔ میں چاہتا ہوں ایک خلق پیدا کروں اور ان کو شرافت و فضیلت جمع خلایق پر دوں۔  
 اور ان کو بہترین لگے اور پچھلے کا کروں اور شفیع روز قیامت کروں اور اگر ان کو نہ پیدا کرتا تو بہشت  
 و دوزخ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ تم کو لازم ہے کہ ان کی منزلت کو پہچانو اور ان کو بوجہ ان کی کرامت ادبیری  
 عظمت کے بزرگ جانو فرشتوں نے کہا۔ اے ہمارے اللہ اور اے ہمارے سید بندوں کو اپنے آقا پر  
 اعتراض نہیں ہوتا۔ ہم سب نے سنا اور اقرار کیا۔ اور اطاعت کی۔ پس حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ اور حاطان  
 عرش کو حکم دیا۔ کہ تربت نورانی حضرت رسول مقبولؐ کو موضع ضرب مقدس سے اٹھائیں اس وقت جبرائیلؑ  
 اس تربت کو آسمان پر لے گئے اور چترہ سلسبیل میں غوطہ دیا۔ یہاں تک کہ شل موتی سفید پاکیزہ ہوئی۔  
 اس طرح ہر روز اس کو ایک نر میں نرہا نے بہشت کے اندر لے جاتے اور ملائکہ کو دکھاتے تھے فرشتے  
 جب نور اور ضیا کو دیکھتے تھے عقیدت و سلام و اکرام کرتے اور جس صف میں کہ صفحہ ملائکہ سے اس کو دکھاتے  
 وہ اس کے فضل کا اقرار کرتے اور عرض کرتے کہ اگر ہم کو حکم سجدہ کا ہو ہم سجدہ کریں حضرت امیر المؤمنین  
 علیہ السلام سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ تھا اور کوئی چیز نہ تھی۔ پس پہلے جو چیز پیدا کی وہ نور  
 اپنے حبیب محمد مصطفیٰؐ کا تھا۔ اس کو چار سو چوبیس ہزار سال قبل پیدائش آب و عرش و کرسی و  
 آسمان وزمین و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملائکہ پیدا کیا۔ جب نور حضرت پیغمبر کو پیدا کیا۔ ہزار سال

اپنے رب کے سامنے کھڑا رہا۔ اور حمد و ثنا کرتا رہا۔ اور حق تعالیٰ نظر رحمت اس نور کی جانب رکھتا تھا۔ اور فرماتا تھا کہ تو ہی مراد و مقصود خلق عالم سے ہے اور تو ہی برگزیدہ خلق سے ہے۔ میں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ جو تجھے دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور جو تجھے دشمن رکھے اور تیری پیروی نہ کرے میں اسے دشمن رکھتا ہوں۔ نور حضرت کا چمکتا تھا۔ اور شعاع بلند ہوتی تھی پھر حق تعالیٰ نے اس نور سے بارہ حجاب پیدا کئے۔ حجاب قدرت۔ حجاب عظمت اور حجاب عزت و حجاب ہیبت و حجاب جبروت و حجاب رحمت و حجاب نبوت۔ حجاب کبریا و حجاب منزلت و حجاب رفعت و حجاب سعادت و حجاب شفاعت حق تعالیٰ نے حکم فرمایا۔ نور محمدی کو کہ حجاب قدرت میں داخل ہو۔ وہ نور بارہ ہزار سال اس حجاب میں بیسیج کھتا رہا۔ سبحان ربی الاعلیٰ اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال یہ کہا کیا سبحان عالم السبوح و اخفی۔ اور حجاب عزت میں دس ہزار سال کہا کیا سبحان اعلیٰ اور حجاب ہیبت میں نو ہزار سال کہا کیا سبحان من هو غنی لا یفتقر اور حجاب جبروت میں آٹھ ہزار سال کہا کیا سبحان کسیم الاکرام۔ اور حجاب رحمت میں سات ہزار سال کہا کیا سبحان رب العرش العظیم اور حجاب نبوت میں چھ ہزار سال کہا کیا سبحان ربک رب العزت عما یصفون اور حجاب کبریا میں پانچ ہزار سال کہا کیا سبحان عظیم الاعظم اور حجاب منزلت میں چار ہزار سال کہا کیا سبحان العظیم الکیبر اور حجاب رفعت میں تین ہزار سال کہا کیا سبحان من یزید الاشیاء و لا یزول اور حجاب شفاعت میں ایک ہزار سال کہا کیا سبحان اللہ و بحمد سبحان العظیم۔ حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے نور محمدی سے بیس ہزار سال نور پیدا کئے اور ہر دریا میں ایک ایسا علم تھا۔ کہ بغیر خدا کے کوئی نہ جانتا تھا۔ پس حکم فرمایا نور حضرت کو کہ دریائے عورت اور دریائے ہبہ اور دریائے خشوع اور دریائے تواضع اور دریائے رضا اور دریائے وفا اور دریائے پرہیزگاری اور دریائے خشیت اور دریائے انابت اور دریائے عمل اور دریائے صدق اور دریائے امانت اور دریائے جود اور دریائے علم اور دریائے مزید اور دریائے ہدایت اور دریائے صیانت اور دریائے حیا اور دریائے علم میں جائے غرضیکہ ان بیسوں دریاؤں میں غوطہ کھایا۔ جب آخر دریائے باہر آیا حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے حبیب میرے اور اے بہترین پیغمبران اور اے بہترین بندگان اور اے ابتدائے آفرینش اے آخر رسولاں تو ہی شیفیع روز جزا ہے۔ یہ سن کر نور شریف حضرت رسول مقبولؐ نے سجدہ کیا۔ اور جب سر سجدہ سے اٹھایا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نور کے قطرے جبین مطہر سے گرے۔ پس ہر قطرہ نور حضرت رسولؐ سے ایک پیغمبر حق تعالیٰ نے خلق فرمایا۔ وہ سب نور حضرت رسولؐ کے نور پر طواف کرتے تھے اور کہتے تھے سبحان من هو عالم لا یجھل

سبحان من هو حليمٌ لا يجعل سبحان من هو غنى لا يفتقر۔ اس وقت جناب احمدؑ سب کو ندا ہوئی آیا مجھے سچا نئے ہو۔ اس وقت نور محمدی نے سب نوروں سے پہلے جواب دیا۔ انت الله الذی لا اله الا انت وهدک لاشوکیک لک سرب الاسراب وملك الملوک۔ آواز آئی تو ہی میرا برگزیدہ اور دوست میرا اور تیری امت بہتر سب امتوں سے ہے بعد اس کے نور حضرت سے ایک جو ہر پیدا کیا۔ اس کو دو حصے کیا ایک کو نظر سمیت دیکھا۔ وہ حصہ آب شیریں ہوا۔ دوسرے کو نظر شفقت دیکھا۔ اور اس سے عرش کو پیدا کیا۔ اور عرش کو پانی پر قرار کیا۔ کرسی کو نور عرش سے پیدا کیا۔ اور نور کرسی سے نور لوح کو پیدا کیا۔ اور نور لوح سے قلم کو پیدا کیا۔ اور قلم کو حکم دیا۔ کہ لکھ میری توحید۔ قلم اس کلام ملک علام کے سننے ہی ہزار سال بیہوش رہا اور جب بیہوش میں آیا کہا اسے پروردگار کیا چیز لکھوں فرمایا لکھ لا اله الا الله محمد رسول الله قلم نے جب یہ نام سنا سجدہ کیا۔ اور کہا سبحان الله الواحد القهار سبحان الله العظیم الاعظم پھر سر سجدہ سے اٹھا کر شہادتین کو لکھا۔ اور کہا اسے پروردگار محمد کون ہے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ اور اس کی یاد کو اپنی یاد کے ساتھ تو نے نزدیک کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی اسے قلم اکر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے اور دوسری مخلوق کو بیدار کرتا مگر اسی کے سبب یہ آفرینش ہوئی۔ وہی ہے بشارت دینے والا اور ڈرنے والا اور روشن کرنے والا جو رنج نور کا۔ اور شفاعت کرنے والا۔ اور دوست میرا ہے قلم نے حلاوت نام مبارک محمدی سے کہا۔ السلام علیک یا رسول الله حضرت نے جواب دیا علیک السلام منی ورحمة الله وبرکاتہ اس دن سے سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا واجب ہوا۔ پھر حق تعالیٰ نے قلم کو فرمایا میری تقدا و قدر کو لکھ اور جو کچھ میں پیدا کرنے والا ہوں تا بہ قیامت اس کو بھی لکھ۔ اس وقت خدا نے چند فرشتے پیدا کئے کہ محمد اور آل محمد پر صلوات بھیجیں اور واسطہ شیعوں کے تاقیامت استغفار کریں۔ اس کے بعد خدا نے نور محمدی سے بہشت کو پیدا کیا۔ اور چار صفت سے اس کو زینت بخشی۔ تعظیم و جلالت و امانت و سخاوت اور بہشت کو دوستوں اور اہل طاعت آنحضرت کے لئے قرار دیا اور آسمانوں کو پانی کے دھوئیں سے پیدا کیا۔ اور اس کے کف سے زمین کو پیدا کیا۔ اس وقت زمین مانند کشتی کے حرکت میں تھی لہذا اس کے استحکام اور قرار کے واسطے پہاڑوں کو پیدا کیا۔ تب زمین قائم ہوئی۔ پھر ایک فرشتہ پیدا کیا۔ کہ زمین کو اس نے اٹھایا۔ اور ایک بہت بڑا پتھر پیدا کیا کہ پاؤں اس فرشتہ کے اوپر پڑھے اور ایک بہت بڑی کائے پیدا کی اور اس پتھر کو اس پر ٹھہرایا۔ اور ایک بہت بڑی جھیلی پیدا کی کہ اس کی پیٹھ پر کائے کھڑی ہوئی اور اس جھیلی کو پانی پر ٹھہرایا اور پانی کو ہڈا پر اور ہوا کو ظلمت پر اور جو کچھ ظلمت کے نیچے ہے پس اسے بغیر خدا کوئی نہیں جانتا۔ پس عرش کو دو نور سے منور کیا۔ ایک نور فضل اور دوسرا نور عدل۔ نور فضل سے عقل و حلم و سخاوت پیدا فرمائی اور عقل سے

خوفِ دہم اور حلم سے رضا و خوشنودی اور حلم سے مودت اور سخاوت سے محبت پیدا کی۔ پس ان سب صفات کو طینتِ محمدؐ اور اہل بیت میں خمیر کیا۔ بعد اس کے ارواحِ مومنین کو پیدا کیا اور بعد اس کے چاند سورج ستارے رات دن روشنی سیاہی اور جمیع ملائکہ کو نورِ محمدی سے پیدا کیا۔ بعد ازاں اس نور کو تہتر ہزار سالِ سدۃ المنقبتی میں ساکن فرمایا۔ بعد اس کے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی جانب منتقل فرمایا۔ یہاں تک کہ آسمانِ اول تک پہنچا۔ آسمانِ اول میں ساکن رہا۔ یہاں تک کہ خدا نے چاہا کہ حضرت آدمؑ کو پیدا فرمائے۔ اس وقت جبرئیلؑ کو حکم کیا کہ زمین پر جا کر ایک قبضہ خاکِ زمین سے بدنِ آدمؑ کے لئے لائے۔ ابلیس یعنی جبرئیلؑ سے پہلے زمین پر آیا۔ اور زمین سے کہا۔ خدا چاہتا ہے تجھ سے ایک خلق پیدا کرے اور اسے آگ سے عذاب کرے۔ تجھے لازم ہے کہ جب ملائکہ آئیں ان سے کہہ میں پناہ مانگتی ہوں خدا سے کہ تجھ سے کوئی چیز لے جائیں کہ آگ میں اس کا حصہ ہو جب جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ زمین نے پناہ مانگی۔ جبرئیلؑ پھر گئے اور عرض کی اے پروردگار زمین نے تجھ سے پناہ مانگی پس ٹھکڑم آیا۔ پس اسی طرح میکائیلؑ اور اسرافیلؑ آئے اور دلائس گئے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو بھیجا۔ حسب معمول زمین نے خدا سے پناہ مانگی۔ عزرائیلؑ نے کہا۔ میں بھی پناہ اپنے خدا سے مانگتا ہوں کہ اُس کی نافرمانی کروں پس ایک قبضہ ہریم اور ہر رنگ سفید و سرخ و سیاہ و زرد و نرم و درشت زمین سے اُٹھایا اور اسی وجہ سے خلق اور رنگِ فرزندانِ آدمؑ کا مختلف ہوا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو وحی فرمائی۔ کہ تو نے کیوں زمین پر رحم نہ کیا۔ جس طرح اوروں نے رحم کیا۔ عزرائیلؑ نے عرض کی اے پروردگار تیری اطاعت و فرمانبرداری اس پر رحمت سے بہتر تھی۔ پس حق تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ میں چاہتا ہوں اس خاک سے ایک خلق پیدا کروں کہ پیغمبران و شایبندگان و اشقیاء و بدکاران میں ہوں اور تجھے قابض ارواح ان سب کا مقرر کروں۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم ہوا۔ کہ وہ قبضہ سفید نورانی جس سے طینتِ پیغمبرِ آخر الزمان اور اصل جمیع مخلوقات کی ہے۔ حاضر کرے۔ جبرئیلؑ ملائکہ کروین و ملائکہ صافون و ستجرون کے ہمراہ تربتِ ضریح مقدس آنحضرتؐ رسولِ مقبولؐ آئے اور ایک قبضہ خاک اُٹھا کر اس کو آبِ تسنیم و عظیم و تکوین و رحمت و خوشنودی و عفو میں خمیر کیا۔

پس ہر مظهرِ حضرتِ رسولؐ کو ہدایت سے اور سینہ کو شفقت سے اور ہاتھوں کو سخاوت سے اور دل کو صبر و تلقین سے اور فرج یعنی شرمگاہ کو عفت سے اور پاؤں کو شرف سے اور نفس کو بونے خوش سے پیدا کیا۔ پھر اس طینت کو طینتِ آدمؑ میں مخلوط کیا۔ جب آدمؑ کا جسم مبارک درست ہوا۔ اس وقت فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ میں ایک بشر مٹی سے پیدا کرتا ہوں۔ جب اس کو درست کروں اور اس میں روح پھونکوں اور وہ روح داخل بدن ہو۔ اس وقت تم سب کے سب اس کے قریب سجدہ کرو۔ یہ سن کر ملائکہ جس مبارک آدمؑ کو بہشت میں

لئے ہوئے منتظر حکم تھے کہ جس وقت وحی آئے اسی وقت سجدہ کریں۔ پس روح کو حکم ہوا کہ بدن آدم میں داخل ہو۔ روح نے مکان تنگ دیکھ کر داخل ہونے سے پناہ مانگی۔ حکم ہوا کہ اہت سے اندر جا اور کراہت سے باہر آتا۔ جس وقت روح آنکھوں میں پہنچی۔ حضرت آدم نے اپنے جسد مبارک کو دیکھا اور آواز تسبیح ملا لگے سنی۔ جب روح دماغ میں بہو پئی۔ اس وقت چھینک آئی۔ پس خدا تعالیٰ نے گویائی عطا فرمائی۔ حضرت آدم نے کہا۔ الحمد للہ اور یہ پہلا کلمہ ہے حضرت آدم نے جس سے کلام کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ سر حمك الله لے آدم واسطے رحمت کے تجھے میں نے پیدا کیا اور رحمت کو تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے خلق کیا۔ جبکہ مثل اس کے کلام کریں۔ اسی سبب سے چھینکنے والے پر دعا کرنا سنت ہوا اور کوئی چیز شیطان پر اس سے زیادہ گراں نہیں کہ چھینکنے والے پر دعا کریں۔ اس وقت حضرت آدم نے عرش کی طرف نظر کی۔ دیکھا کہ عرش پر لکھا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رس سول اللہ اور اسمائے اہل بیت حضرت رسول کو بھی دیکھا کہ عرش پر لکھے ہیں۔ اور جب روح ساق مبارک تک پہنچی اور ہنوز پاؤں تک نہ پہنچی تھی۔ حضرت آدم نے چاہا کہ کھڑے ہو جائیں اور نہ کھڑے ہو سکے اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے کہ خلق الانسان من عجل یعنی پیدا ہوا ہے آدمی جلدی کرنے والا کاموں میں۔ اور حضرت صادق سے منقول ہے کہ روح ایک ستوا سال آدم کے سر میں تھی اور ستوا سال سینہ میں تھی اور ستوا سال پیٹھ میں تھی اور ستوا سال رانوں میں تھی اور ستوا سال پنڈلیوں میں اور ستوا سال پنجوں میں۔ جب ٹھیک کھڑے ہوئے اس وقت خدا نے ملائکہ کو فرمایا۔ کہ سجدہ کرو۔ اور یہ حکم بعد ظہر روز جمعہ تھا۔ ملائکہ سجدے میں تھے کہ وقت عصر آدم نے عقب سے صدائے تسبیح و تہلیل و تقدیس الہی مانند صدائے مرغ شنی۔ عرض کی اسے پروردگار یہ کیا آواز ہے حکم ہوا یہ تسبیح محمد عزلی کی ہے کہ بہترین اولین و آخرین ہے۔ سعادت مند ہے وہ جو اطاعت اس کی کرے اور بد بختی اس کے لئے ہے جو اس کی نافرمانی کرے۔ اے آدم نے میرے عہد کو اور نہ رکھا اس کو مگر صلب ہائے پاکیز میں اور رصہائے طیبہ میں زنان عقیقہ اور پستہائے پاکیزہ مردان پاک میں۔ آدم نے عرض کی بارالہا بسبب اس مولود میرا پا مسعود کے رونق و شرف و حسن و قار کو میرے تو نے زیادہ کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے طینت پہلوئے آدم سے حوا کو پیدا کیا۔ حوا نے حضرت آدم پر غلبہ کیا۔ جب بیدار ہوئے اور حوا کو اپنے پاس دیکھا۔ کہا تو کون ہے۔ کہا میں حوا ہوں۔ حق تعالیٰ نے مجھے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ آدم نے کہا۔ کیا اچھی تیزی صورت ہے۔ اور خلقت۔ اس وقت حق تعالیٰ نے آدم کو وحی فرمائی۔ کہ یہ میری کنیز ہے اور تو میرا بندہ ہے اور میں نے تجھے بہشت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تجھ کو بہ پاک یا کرا اور میری حمد و سپاس کر لے آدم تجھ سے حوا کی خوار ستنگاری کو اور اس کا ہر دے۔ آدم نے عرض کی۔ مہر اس کا کیا ہے فرمایا مہر اس کا یہ ہے کہ محمد و آل محمد پر دس مرتبہ درود

بھیج پس حضرت آدمؑ نے عرض کی۔ اے پروردگار ان نعمتوں کے عوض جب تک زندہ رہوں میں تیری حمد و سپاس کروں گا۔ پس حوا کو حضرت آدمؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ قاضی خداوند عالمیان اور عقد کنندہ جبرئیل امین تھے اور ملائکہ مقررین گواہ ہوئے۔ ملائکہ عقب آدمؑ کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے کہا اے پروردگار ملائکہ میرے پیچھے کس لئے کھڑے ہیں۔ حکم ہوا اس لئے کہ نور محمدیؑ کو دیکھیں کہ اس نور کو میں نے تیرے صلب میں منتقل کیا ہے۔ آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اس نور کو میرے آگے سامنے رکھ دے کہ ملائکہ میرے سامنے کھڑے رہیں۔ پس ملائکہ برابر آدمؑ کے صف بے صف کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے عرض کی نور محمدیؑ ایسے مقام پر ہے کہ میں دیکھ سکوں۔ حق تعالیٰ نے اس نور کو انگشت شہادت آدمؑ میں جگہ دی۔ اور نور علیؑ کو بیچ کی انگلی میں اور نور فاطمہؑ کو اس انگلی کے بعد اور نور حسنؑ کو اس کے بعد اور نور حسینؑ کو انگوٹھے میں ظاہر کیا۔ اور ہمیشہ یہ سب نور حضرت آدمؑ سے مانند آفتاب درخشاں رہے اور آسمان و زمین و عرش و کرسی و سراپردہ ہائے عظمت و جلال ان انوار متبرکہ سے منور و روشن رہا کئے۔ جب حضرت آدمؑ کو منظور ہوتا تھا۔ کہ حوا سے مقابرت کریں۔ ان کو فرماتے وضو کریں۔ اور کہتے خدا اس نور کو تیری روزی کرے گا۔ اور یہ امانت و میثاق خدا ہے۔ پس ہمیشہ وہ نور آدمؑ کے ہمراہ تھا۔ یہاں تک کہ حضرت حوا حاملہ ہوئیں اور حضرت شہینہؑ رحم طاہرہ حضرت حوا میں تشریف لائے اور وہ نور پستانی حضرت حوا میں آیا۔ پس ملائکہ حضرت حوا پاس آئے۔ اور تہنیت و مبارکباد دیتے۔ جب شہینہؑ متولد ہوئے نور محمدیؑ جسین شہینہؑ میں چمکتا جبرئیلؑ نے ایک پردہ حوا اور شہینہؑ کے درمیان حائل کر کے شہینہؑ کو پوشیدہ کر دیا جب حضرت شہینہؑ حد بلوغ کو پہنچے اس وقت آدمؑ نے بلایا۔ اور فرمایا۔ اے فرزند اب زمانہ میری مفارقت کا نزدیک ہے میرے قریب آ کہ تجھ سے عہد پیمان لوں۔ جس طرح حق تعالیٰ نے مجھ سے عہد لیا۔ پھر آدمؑ نے مبارک بجانب آسمان بلند کیا۔ اور حق تعالیٰ نے مراد آدمؑ کی معلوم کر کے فرشتوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تقدیس ترک کر کے اپنا بالی پیٹی اور ساکنان بہشت نے حکم خدا غر فہائے بہشت سے جھانکنا شروع کیا۔ اور صدائیں دوواڑہ ہائے بہشت اور نہر ہائے بہشت سے موقوف ہو گئیں۔ اور سب کے سب آواز آدمؑ کے منتظر تھے اس وقت حق تعالیٰ نے وحی کی۔ اے آدمؑ کیا چاہتا ہے پیمان کر۔ آدمؑ نے عرض کی۔ اے خالق نفس و روشنی بخش قر و شمس مجھے تو نے جس طرح چاہا پیدا کیا اور میرے سپرد نور مقدس کیا جس کی وجہ سے میں نے کرامتیں معائنہ کیں۔ اب وہ نور میرے فرزند شہینہؑ میں منتقل ہوا۔ میں چاہتا ہوں اس سے عہد پیمان لوں جس طرح تو نے مجھ سے عہد لیا۔ حکم ہوا اے آدمؑ اپنے فرزند شہینہؑ سے عہد لے اور جبرئیلؑ و ملائکہ کو گواہ کر۔ پھر حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم فرمایا۔ کہ زمین پر جا اور ستر ہزار ملائکہ اپنے ہمراہ لے جا اور ہر ایک فرشتہ

علم و تسلیح ہاتھ میں لئے تھا۔ اور جبرئیلؑ کے ہاتھ میں ایک حریر اور ایک قلم تھا۔ پس آدمؑ سے مخاطب ہو کر کہا: خدا نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ اپنے فرزند شیت سے وہ عہد و پیمانے اور لکھ لکھے اور میکائیلؑ اور جبرئیلؑ ملائکہ کو گواہ کر۔ حضرت آدمؑ نے وہ نامہ لکھا۔ اور جبرئیلؑ نے وہ نامہ ہر کر کے شیت کے سپرد کیا۔ اور لباس مہر خ پہنایا۔ کہ نور آفتاب سے روشن اور خوش رنگ زیادہ تھا اور کسی کا سیاہوانہ تھا۔ بلکہ خدا عالم نے حکم فرمایا تھا ہوا اور پیدا ہو گیا۔ پس نور محمدی ہمیشہ پیشانی شیت میں چمکتا رہا۔ ہماننگ کہ شیت سے عمارا بیضاء سے تزیین کیا۔ اور حضرت جبرئیلؑ نے اس عور یہ کا حضرت شیت سے عقد کیا۔ اور جب اس سے ہم بستر ہوا انوش حمل میں آگئے۔ اس وقت منادی نے آسمان سے ندا کی۔ کہ اے بیضاء گوارا اور مبارکباد ہو کہ حق تعالیٰ نے نور سید پیغمبرال اور بہترین کذشتگان اور آئندگان کو تیرے سپرد کیا۔ جب انوش حد بلوغ کو پہنچے شیت سے عہد و پیمانہ لیا۔ اور نور محمدی قبیلان ان کے فرزند میں منتقل ہوا۔ اور ان سے ملائیلؑ اور ان سے ایاز اور ان سے اخنوخ ہیں کہ ادریس ہیں۔ اور ادریس سے متوشلخ اور متوشلخ سے ملک ہیں اور ان نوح علیہ السلام میں۔ اور نوح سے سام اور سام سے ارغشد اور ان سے عابر اور ان سے قانح اور ان سے ارغو اور ان سے شارح اور ان سے ناخو اور ان سے تارخ اور ان سے ابراہیم علیہ السلام اور ان سے اسمعیل علیہ السلام اور ان سے قیدار اور ان سے ہمیسع اور ان سے نبث اور ان سے شخب اور ان سے اور اور ان سے عدنان اور ان سے معد اور ان سے نزار اور ان سے مضر اور ان سے الیاس اور ان سے مدرکہ اور ان سے خزیمہ اور ان سے کنانہ اور ان سے قطعی اور ان سے لوی اور ان سے غالب اور ان سے قمر اور ان سے عہد مناف اور ان سے ہاشم ہیں کہ ان کو عمرو العلا کہتے تھے۔ منتقل ہوا۔ اور نور حضرت رسول مقبولؐ ہمیشہ پیشانی ہاشم میں اس قدر تاباں و درخشاں تھا کہ جب مسجد الحرام میں جلتے ہمیشہ رونے انور سے روشنی آسمان پر جاتی۔ اور اہل مکہ اس حال کے مشاہد سے تعجب کرتے اور جب آپ بطن عاتکہ سے متولد ہوئے تو دو گیسو مانند گیسو ہلکے اسمعیل مرقدس پر تھے۔ کہ نور ان کا جانب آسمان ساطع تھا۔ اور قبائل عرب ہر طرف سے دیکھنے کو مکہ میں آئے۔ کاہنوں کو تشویش ہوئی۔ بت فضیلت حضرت رسالت مآب میں گویا ہوئے جس رنگ کلون کی جانب گند ہوتا۔ بقدرت خدا گویا ہوتے اور کہتے اے ہاشم بشارت ہو عنقریب تمہاری ذریت سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ نزدیک حق تعالیٰ گرامی ترین خلق و شریف ترین عالم ہوگا۔ یعنی محمد مصطفیٰؐ کہ خاتم پیغمبران ہے اور جب ہاشم اندھیرے میں جلتے روشنی نور محمدی ہر طرف اندھیرے میں چمکتی۔ جب وقت وفات عہد مناف آیا۔ ہاشم سے عہد و پیمانہ لیا۔ کہ نور حضرت رسالت پناہ کو نہ سوزنے مگر جہلے پاکیزہ ترین زنان مسلمہ و صالحہ نجیبہ میں حضرت ہاشم نے قبول عہد فرمایا۔ بادشاہان وقت آرزو کرتے تھے کہ ہم اپنی لڑکی ہاشم کو دیں اور مال و بدایا بھیجنے کہ



شاید ہاشم ہاضمی ہو جائیں اور حضرت ہاشم جب جانب کعبہ آتے سات بار طواف کرتے اور پردہ ہائے کعبہ میں پھیلتے تھے۔ جو شخص حضرت ہاشم کے پاس آتا اس کی بزرگی کرتے ننگوں کو کپڑا پہنتے۔ بھوکوں کو کھلاتے نجاتوں اور پریشانیوں کی حاجت روائی کرتے۔ قرضداروں کا قرض ادا کرتے اور ہرگز دروازہ ہمانوں اور ہمان داری سے نہ بند کرتے تھے اور جب ولیمہ یا اطعام فرماتے اس قدر کھانا بکواتے کہ آدمیوں سے بیچ رہتا اور وہ بچا ہوا وحشیوں اور جانوروں کو دیا جاتا۔ آوازہ کرم حضرت ہاشم تمام جہان میں مشہور ہوا۔ اور بادشاہی مکہ آپ پر مسلم ہوئی اور جمیع امور متعلق کعبہ مثل کلید برداری اور آب زمزم حاجیوں کو دینا اور حاجت کعبہ اور ہمانداری حاجیوں کی یہ سب کام حضرت ہاشم سے متعلق ہوئے اور علم حضرت زار و کمان اسمعیل پیراہن حضرت ابراہیم و ثعلیبین شیت و انگوٹھی نوح صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ان سب کو میراث میں لیا۔ پس حضرت ہاشم حاجیوں کو بزرگ جانتے اور حاجت روائی حاجیوں کی فرماتے۔ اور جب چاند ماہ ذوالحجہ کا نکلنا لوگوں کو حکم فرماتے کہ کعبہ منظر کے پاس جمع ہوں۔ پس خطبہ پڑھتے اور فرماتے تھے۔ اسے گروہ مردم بتحقیق کہ تم امان یافتگان خدا اور ہمسائے گان خانہ خدا ہو۔ اور اس فصل میں زیارت کرتے خانہ خدا کے آتے ہیں اور یہ لوگ ہمان خدا کے ہیں۔ لازم ہے کہ ہمانوں کو اوروں سے بزرگ جانو۔ حق تعالیٰ نے تم کو اس کرامت سے مخصوص کیا ہے۔ اور اب بہت جلدی حاجی تمہاری طرف ذولیدہ و گرد آلود ہر جانب سے آتے ہیں یہ ہمان خدا کے ہیں ان کی طرفداری کرو ان کو بزرگ رکھو تاکہ خدا تم کو بزرگ رکھے۔ اس نصیحت سے کار قریش ماہائے عظیم حاجیوں کے لئے لاتے اور حضرت ہاشم حاجیوں کے لئے چڑھے کے حوض بنواتے۔ اور آب زمزم سے بھر داتے۔ ساتویں دن سے ضیانت حاجیوں کی شروع ہوتی تھی و عرفات میں کھانا بھجاتے اتفاقاً ایک سال مکہ میں قحط پڑا۔ اور کچھ بھی موجود نہ تھا جس سے حاجیوں کی دعوت کریں۔ مگر کچھ اونٹ تھے ان کو شام میں بیچنے کو بھیجا اور بیچ ڈالا۔ اور ان کی قیمت جس قدر ملی سب حاجیوں کی دعوت اور ہمانداری میں خرچ فرمائی۔ اور ایک رات کا کھانا اپنے واسطے نہ رکھا۔ اس سبب سے آوازہ کرم حضرت ہاشم اطراف عالم میں پہنچا۔ اور تمام جہان میں آپ کی ہمت کا شہرہ ہوا۔ اور یہ خبر جب ہاشمی بادشاہ حبشہ اور قیصر بادشاہ روم کو پہنچی ان لوگوں نے نئے لکھے اور ہدیے بھیجے اور خواہش و التماس کی کہ ہم سے ہماری لڑکیاں قبول کریں شاید نور محمدی ان کے شکم میں منتقل ہو۔ اس لئے کہ کابنوں۔ رہبانوں اور عالموں نے ان کو خبر دی تھی کہ وہ نور حضرت ہاشم کی پیشانی میں ہے مگر حضرت نے کسی کی لڑکی قبول نہ فرمائی اور اپنے عزیزوں میں سے جو لوگ حسب نسب میں نجیب الطرفین تھے ان سے استدعا کی اور اپنی شادی فرمائی اور تین لڑکے پیدا ہوئے۔ اسد و مضر و صفی اور چار لڑکیاں حصصہ و رقیہ و شعفا و خلدہ مگر وہ نور اسی طرح پیشانی ہاشم میں تاباں رہا۔ اور اس سبب سے زیادہ محزون رہا کرتے۔

ایک رات خانہ کعبہ کے گرد طواف کر رہے تھے اور الحاج و زاری بارگاہ باری میں فرماتے اور دعا کرتے تھے خداوند! مجھے ایسا فرزند عطا فرما جس میں یہ نور منتقل ہو۔ ناگاہ نیند نے غلبہ کیا۔ اور آپ سو گئے۔ اس وقت آواز ہاتھ آئی۔ کہ سلمیٰ دختر عمر و کہ ظاہر و پاکدامن گناہوں سے ہے اس کی خواستگاری کرو۔ اور مہر زیادہ دو کہ مثل اس کے دوسری عورت نہ ملے گی۔ اور اس سے تم کو فرزند عطا ہوگا۔ کہ اس سے سیدہ یحییٰ بن علی پیدا ہوگا۔ ہاشم خائف و نرساں چونکے اور اپنے بھائی مطلب اور بھتیجوں کو جمع کیا۔ اور ان سے خواب بیان کیا عبدالمطلب نے کہا اے بھائی جس عورت کا تم نام لیتے ہو وہ قبیلہ بنی النجار سے ہے۔ ہر چیز کے وہ صاحبِ عفت ہیں لیکن تم ان لوگوں سے شرافت و نسب میں افضل ہو اور تمام بادشاہ تم سے خواستگار ہیں اگر تمہارا قصد یہی ہے تو مجھ کو اجازت دو کہ تمہارے لئے خطبہ کروں۔ ہاشم نے کہا۔ اپنا کام اپنے ہی سے خوب ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں تجارت کروں اور شام میں جاؤں اور اٹھتا ہوں راہ میں اس زنِ کریمہ کی خواستگاری کروں۔ پس اسباب سفر نہتیا کیا۔ اور اپنے بھائی حضرت مطلب اور بھتیجوں کو ہمراہ لیا۔ اور متوجہ مدینہ ہوئے۔ نور محمدی نے جو پیشانی حضرت ہاشم میں ساطع تھا تمام مدینہ کو روشن اور تمام گھروں کو منور کر دیا۔ سب لوگ حاضر ہو کر جمع ہوئے اور کہا تم لوگ کون ہو۔ ہرگز ہم تم سے بہتر و خوبصورت آدمی نہیں دیکھے۔ خصوصاً یہ صاحب نور جس کے جمال نے تمام شہر کو روشن کر دیا ہے مطلب نے کہا ہم اہل خانہ خدا اور ہم ساکنانِ حرمِ حق تعالیٰ ہیں۔ ہم اولادِ وحی بن غالب سے ہیں۔ اور یہ صاحب نور روشن میرا بھائی ہاشم بن عبدمناف ہے۔ ہم خواستگاری کو تمہارے پاس آئے اور تم لوگ جانتے ہو اس میرے بھائی کی تمام بادشاہوں نے استدعا کی ہے اور اس نے انکار کیا۔ اب خواہش و رغبت یہ ہے کہ کرے کہ خطبہ سلمیٰ کا باپ بھی ان لوگوں میں تھا۔ اس نے جواب دیا آپ لوگ صاحبانِ عزت و فخر و شرف و سعادت و فتوت و جود و کرم ہیں اور جس لڑکی کا آپ نے خطبہ فرمایا۔ وہ میری دختر ہے اور خود مختار ہے وہ کل سے اکابر زنان قبیلہ بنی قینقاع کے ہمراہ گئی ہے اگر یہاں حقوڑی دیر توقف فرمائیں عنایت ہوگی۔ ورنہ اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو اختیار ہے اب فرمائیے آپ میں کون شخص ہے جس نے خواستگاری کی ہے۔ کہا یہ صاحب نور لامع و شجاع و ساطع چراغ بیت اللہ الحرام مصباحِ ظلام صاحبِ جود و اکرام ہاشم بن عبدمناف ہے۔ پدر سلمیٰ نے کہا۔ بہتر بہتر ہم بلند پایہ ہوئے سر ہمارا ادب و رفق پر پہنچا۔ اب ہماری رغبت اس کی طرف زیادہ ہے۔ جو ہماری طرف ہے۔ لیکن وہ دختر ہماری خود مختار ہے میں آپ کے ہمراہ چلوں گا۔ اے بہترین زردار و فخر قبیلہ نزار اس وقت آپ توقف فرمائیں۔ پس پدر سلمیٰ نے حضرت ہاشم اور ان کے اقارب کو بہ نہایت عورت و حرمت نمان رکھا۔ اور انواع و اقسام کا ضیافت و دعوت میں اہتمام کیا۔ کچھ اونٹ اسی وقت بکس کر کے متحد و خوان کھانے کے حاضر کئے۔ جمع مردانِ مدینہ و قبیلہ اوس و خزرج مشاہدہ جمال حضرت ہاشم کو حاضر ہوئے۔ علمائے یہود نے حضرت ہاشم کے جمال مبارک پر نظر کی۔

جہاں روشن ان کی آنکھوں میں تاریک ہوا۔ اس لئے کہ اپنی کتابوں یعنی تورات وغیرہ میں پڑھ چکے تھے کہ یہ علامت اور نور مجرب آخر الزمان کا ہے۔ پس مشاہدہ جمال نور محمدی سے ملول و گریاں ہوئے تمام اہل شہر نے پوچھنا شروع کیا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ یہود نے کہا۔ یہ نور علامت اس شخص کی ہے کہ وہ بہت جلد ظاہر ہوگا۔ اور خون بڑی کیسے گا۔ ملائکہ اس کی مدد کریں گے۔ اور ہماری کتاب میں اس کا نام حاجی ہے یہ نور وہی ہے کہ ظاہر ہوا ہے پس تمام یہود اس خبر کے سننے سے رونے لگے اور سب نے حضرت ہاشم کی طرف سے دل میں دشمنی مٹھان لی۔ اور اس روز سے نور محمدی کے بچھانے کا قصد کیا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ ہاشم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا۔ کہ جاہلئے فاخرہ پمیں اور خود سروں پر رکھیں اور نہ رہیں نہ یہ تن کریں اور علم نزار کو بلند کریں یہ سن کر سب نے لباس ہائے فاخرہ پہن کر حضرت ہاشم کو بیچ میں لے لیا۔ جس طرح چاند ستاروں کی کھرمٹ میں ہوتا ہے۔ اس شان و شوکت سے کہ غلام آگے آگے اور خدمت و ختم پیچھے پیچھے روانہ بازار قینقاع ہوئے۔ اور پدر سلمیٰ مع اکابر قوم و جماعت یہود ہمراہ خدمت میں چلے۔ برب نزدیک بازار پہنچے ساکنان شہر و اطراف نزدیک و دور وہاں موجود تھے۔ سب نے اپنے اپنے کام چھوڑ دیئے اور نحو نور جمال ہاشم ہوئے ہر طرف سے آکر ہجوم کر لیا اور سلمیٰ بھی اس گردہ میں نحو جمال ہاشم تھی۔ ناگاہ باپ نے اُس سے کہا۔ میں تجھے بشارت دیتا ہوں ایسے امر کی جو موجب سرور و شادی اور باعث فخر و عزت ابدی ہو۔ سلمیٰ نے کہا۔ وہ بشارت کون سی ہے۔ باپ نے کہا یہ آفتاب اربع عزت و ماہ بر اوج شرافت جسے تو دیکھ رہی ہے تیری خواستگاری کو آیا ہے اور اطراف جہاں میں کریم و سخی و عقیف مشہور ہے۔ یہ سن کر سلمیٰ نے کمال شرم و حیا سر جھکا لیا۔ اور باپ نے فوراً کلام سے رضا مندی و خوشنودی سمجھ لی۔ پس ہاشم نے ایک جامعہ و خیمہ حریر سرخ ربا کیا۔ گرد خیمہ سلاوہ کھینچی اور خیمہ میں رونق افروز ہوئے۔ اہل شہر ہر طرف سے آکر جمع ہوئے اور حالات دریافت کرتے تھے۔ جب حقیقت حال بہر مطلع ہوئے شعور حسد ان کے سینوں میں بھر گئے لگا۔ اس لئے کہ سلمیٰ حسن و جمال و عفت و آداب و سیرت خلق و کمال میں یکتائے زمان اور نادۂ دوران تھی اس وقت شیطان بصورت پیر مرد سلمیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اصحاب ہاشم سے ہوں۔ تجھے نصیحت کرنے آیا ہوں۔ واضح ہو اگر چہ حسن و جمال اس مرد میں واقعی بہت ہے جسے تو نے خود دیکھا۔ لیکن عورتوں سے بہت کم راغب ہے اور جس عورت سے صحبت کرتا ہے۔ دو مہینے سے زیادہ اس کو نہیں رکھتا۔ بکثرت عورتوں سے مباحثت و صحبت کر کے ان کو طلاق دے چکا ہے۔ لڑائی میں شجاع نہیں۔ بلکہ قد پوک ہے۔ سلمیٰ نے کہا۔ اگر تو بیچ کتنا ہے میں ہرگز اس سے رغبت نہ کروں گی۔ اگر چہ قلعہ ہائے خیمہ کر مرے لئے سونے سے بھرے پھر ابلیس بعین دوسرا جھید بدل کر اصحاب ہاشم کی صورت میں سلمیٰ پاس آیا۔ اور بہت کچھ برائیاں مثل سابق بیان کیں۔ پھر تیسری شکل بدل کر انہیں باتوں کو دہرایا۔ جب پدر سلمیٰ آیا۔ اور اسے گلین و ملول پایا۔ پوچھا۔ اسے سلمیٰ تو اس

اور آج چُپ چاپ کیوں ہو۔ یہ دن شادی و خوشی و سرور کا ہے کہ عزت و مکرمات ابدی تجھے میسر ہوئی۔ سلی نے کہا۔  
اے بابا! تمہارا ارادہ ہے۔ کہ مجھے ایسے شخص سے تزویج کرو۔ جو عورتوں سے رغبت نہیں رکھتا۔ لڑائیوں میں نرسان مخالف  
ہے اور یکذرت عورتوں کو طلاق دے چکا ہے۔ باب نے جب یہ سنا ہنسنا۔ اور کہا۔ جن صفات کا تو نے ذکر کیا یہ شخص ان  
صفات کا متصف نہیں بلکہ جو دو کم و سخاوت و شجاعت میں شخص ضرب المتل ہے اور کثرت مہانداری و فراوانی  
گوشت و استخوان سے جو مہانوں کے واسطے ہتیا کرتا ہے اُسے ہاشم کہتے ہیں اور ہرگز اس نے کسی عورت  
کو طلاق نہیں دیا۔ شجاعت و جوانمردی میں شہہ آفاق ہے۔ خوشخوئی و خوش بیانی میں بے مثل ہے۔ پیشک  
جس نے تجھ سے اس کی برائیاں بیان کیں وہ شیطاں رحیم ہے۔ جیب دسرادن ہوا۔ سلی نے ہاشم کو دیکھا  
محبت نور پیشانی انور سے بیتاب ہو کر قاصد سے کہلا بھیجا۔ کہ آپ میرے کل گور خواستگاری کریں اور  
جو میرا باپ مانگے آپ انفرار کر لیں۔ میں اپنے مال سے آپ کی کفالت کروں گی۔ پس دوسرے دن  
ہاشم مع اصحاب کبار خیرہ پدر سلی میں آئے۔ ہاشم و مطلب اور چچیرے بھائی صدر نفیس میں بیٹھے۔ مطلب  
نے کہا اے اہل شرافت و کرامت ہم اہل بیت اللہ المحرام ہیں و صاحبان مشاعر عظام ہیں۔ ہماری طرف  
رجوع جمیع خلایق ہے اور تم خود ہماری شرافت و بزرگی جانتے ہو۔ تم پر ظاہر ہے کہ نور بانوؑ محمدی حق تعالیٰ نے  
ہم سے مخصوص کیا ہے اور ہم فرزندان لوی بن غالب ہیں۔ اور وہ نور محمدی حضرت آدمؑ سے منتقل ہوتا ہوا  
ہمارے پدر عبد مناف ملک پہنچا۔ اور ان سے ہمارے بھائی ہاشم میں منتقل ہوا۔ اب خدانے ہم کو  
تمہاری طرف بھیجا ہے کہ ہاشم کے لئے تمہاری دختر کی خواستگاری کریں۔ پس سلی کے باپ اور چچانے کہا۔ کہ  
البتہ تجھت و کرامت تمہارے ہی لئے ہے یہ ہم نے تمہارا ہی خطبہ قبول کیا۔ اور تمہاری خواستگاری منظور کی۔  
ولیکن ہم عادت قدیم سے مجبور ہیں کہ ہر گراں اور ذی شان میں مقدم ہے اور اگر یہ عادت قدیم نہ ہوتی تو ہم ہرگز ذکر  
نہ کرتے۔ مطلب نے کہا۔ ہم جو عرض مہر ایک سو اونٹ سیاہ چشم و مہر خ مودینگے۔ پس ابلیس لعین جو کہ حاضرین میں  
موجود تھا رونے لگا۔ اور پدر سلی کے پاس جا کر کہا۔ مہر زیادہ کرو۔ پدر سلی نے کہا اے بزرگان تو کیا تقدیر میری بیٹی  
کی تمہارے نزدیک اسی قدر ہے۔ مطلب نے کہا۔ ہم ہزار مشتقال طلا بھی دیں گے پھر شیطان نے اشارہ کیا۔ کہ اور  
زیادہ چاہو۔ پدر سلی نے کہا اے جوان ہمارے حق میں کمی ہے مطلب نے کہا۔ ایک خرد ارغبر اور دس جامے  
مہری اور دس جامہ عراقی ہم نے زیادہ کئے۔ پھر شیطان نے کہا۔ اور زیادہ مانگ۔ پدر سلی نے کہا۔ آپ کا ہم پر  
احسان اور کچھ زیادہ فرمائیے مطلب نے کہا۔ ہم پانچ نوٹڑیاں بھی ان کی خدمت میں دیں گے۔ پھر شیطان نے  
اشارہ کیا۔ کہ اور زیادہ چاہو۔ پدر سلی نے کہا۔ آپ جو کچھ دیں گے وہ آپ ہی کا ہے مطلب نے کہا۔ کہ دس اوقیہ  
مشک اند پانچ قدح کا نور اور اصناف کیا۔ پھر شیطان نے چاہا۔ کہ دسوسہ کرے۔ پدر سلی نے آواز دی۔ اے

پیر بدھیم در ہو۔ تو نے مجھے اس فعل میں جھلی کیا۔ پس مطلب نے شیطان کو لعنت طامت کو کے خیمے سے نکال دیا۔ اور یہود بھی ذلیل و خوار خیمے سے نکل گئے۔ یہود یوں کے سردار نے پدر سلمیٰ سے کہا۔ کہ یہ مرد پیر حکیم و داناترین شام و عراق ہے۔ اس کی تدبیر سے کیوں انکار کرتے ہو اور ہم رضامند نہیں ہیں کہ اپنی لڑکی سوائے اہل شہر کسی کو دو۔ پس چار سو نفر یہود جو یہاں موجود تھے سب نے تلواریں کھینچ لیں اور سامنے آکھڑے ہوئے سادات اہل حرم چالیس مرد تھے انہوں نے بھی تلواریں کھینچیں مطلب نے سردار یہود پر حملہ کیا ملا حضرت ہاشم ابلیس لعین پر چھپے۔ ابلیس بھاگا۔ حضرت ہاشم نے نزدیک پہنچ کر اسے زمین پر دے مارا جب نور محمدی اس پر چلا ایک فقرہ کیا اور مثل ہوا ہاتھ سے نکل گیا۔ جب ہاشم نے مطلب پر نظر کی دیکھا کہ رئیس یہود کو دو دکھڑے کر دیا ہے غرضیکہ ہاشم اور اصحاب ہاشم نے بہت یہود کو داخل جہنم کیا۔ جب یہ خبر مدینہ پہنچی مرد و عورت دوڑے اور شہر یہودی ماسے گئے۔ باقی کو ہزیمت ہوئی اور عداوت حضرت رسول مقبولؐ اُن کے دلوں میں حکم ہو گئی۔ پس ہاشم نے فرمایا۔ اب میرے خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ پدر سلمیٰ نے مطلب اور ہاشم سے التماس کیا۔ کہ اب آپ ہاتھ لوٹائیے اور شادی کو تبدیل باندو نہ فرمائیے۔ پس ہاشم اپنے خیمے میں تشریف لے گئے اور اسباب دلیر متا کر کے جمع حاضرین کو کھانا کھلا با۔ پدر سلمیٰ نے سلمیٰ سے کہا۔ تو نے شجاعت ہاشم کی دیکھی۔ اگر میں التماس نہ کرتا تو ایک یہود کو زندہ نہ چھوڑتے۔ سلمیٰ نے کہا۔ لے پدر میرے حق میں بہتر اور مناسب معلوم ہو مجھے منظور ہے۔ طامت و سخامت حاسدین سے پرواہ نہ کرو۔ پدر سلمیٰ اہل حرم کے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے صاحبو اندوہ کینہ اپنے سینہ سے نکال ڈالو میری دختر ہدیہ ہے اور کسی چیز کی میں تم سے آرزو نہیں کرتا۔ مطلب نے کہا جو میں نے کہا ہے اس سے زیادہ دوں گا۔ یہ کہہ کر ہاشم سے مخاطب ہوئے اور کہا اے برادر جو میں نے کہا تم اس سے راضی ہو گئے۔ ہاشم نے اقرار کیا۔ اس وقت سب نے آپس میں مصافحہ کیا۔ اور پدر سلمیٰ نے مال و زر و مشک و عنبر و کافور و بیشمار ہاشم و مطلب اور جمیع اصحاب پر نسا کئے۔ سب نے جانب مدینہ مراجعت کی۔ اور نور محمدی پیشانی نورانی سلمیٰ سے ساطع ہوا۔ تمام اہل یترب نے سبب اس کریمت عظمیٰ کے سلمیٰ کو تہنیت و مبارکباد دی۔ اس نور سے حسن سلمیٰ مضاعف ہوا۔ زنانان مدینہ معانیہ نور سے حیران و ششدر تھیں۔ جس سنگ و کلون و شجر پر گندہ ہوتا تہنیت دیتے اور تحیت و اکرام کرتے اور ہمیشہ داعی جانب سے آواز آتی۔ کہ السلام علیک یا سید البشر سلمیٰ ان غرائب کو ہاشم سے بیان کرتی اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتی۔ یہاں تک کہ ایک رات منادی ندا کرتا ہے مجھے بشارت ہو کہ حق تعالیٰ نے فرزند بہترین اہل شہر و صحرا عنایت فرمایا۔ جب سلمیٰ نے یہ ندائسی تو اس دن سے حضرت ہاشم سے ہم بستری نہ چاہی۔ ہاشم چند روز مدینہ میں رہے بعد اس کے سلمیٰ سے رخصت ہوئے اور کھدا سلمیٰ میں نے وہ امانت تیرے سپرد کی جو حق تعالیٰ نے آدم کے سپرد کی تھی۔ اور آدم نے شیث کو ان کے بعد اکابرین دین اس نور میں کو ایک دوسرے کے سپرد کرتے آئے۔ یہاں تک کہ یہ نور بزرگوار

مجھ تک پہنچا۔ اور میری کرامت بسبب اس نور کے درجہ نہ ہوئی اور اب اس نور کو میں نے بحکم پروردگار تیرے سپرد کیا۔ میں تجھ سے عہد و پیمان لیتا ہوں کہ اس نور کی نگہبانی و حفاظت کرنا اور اگر میرے پیچھے یہ فرزند پیدا ہو تو لازم ہے اپنی آنکھوں کا تار اور جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ اگر ہو سکے تو ایسا انتظام کرنا کہ کوئی اسے نہ دیکھے اس لئے کہ اس کے دشمن بہت ہیں۔ خصوصاً یہود کہ ان کی عداوت پہلے ہی دن ظاہر ہو گئی۔ اور اگر اس سفر سے میں بجزیرت واپس نہ آؤں یا تم کو خبر وفات میری پہنچے۔ لازم ہے اس کی حفاظت اور کرامت میں تقصیر نہ کرنا۔ اور جب بسن شباب پہنچے حرم خدا میں لے جانا اور اس کے چچاؤں سے علیحدہ نہ کرنا کہ خانہ خدا خانہ عزت و نصرت ہمارا ہے۔ سلمیٰ نے کہا یہ سب باتیں میں نے نہیں اور بجان و دل قبول کیں۔ لیکن اپنی مفاقت سے تم نے میرے دل کو دردناک کیا۔ خدا سے سوال ہے کہ جلد تم کو مجھ تک واپس لائے۔ پس ہاشم مع برادران و اقارب باہر تشریف لائے اور سب کے ساتھ آکر کہا۔ اے بھائی موت وہ چیز ہے کہ جس کسی کو چارہ نہیں اور تم سے غائب ہوتا ہوں نہ معلوم پھروں یا نہ پھروں۔ لہذا تم کو وصیت کرنا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے پر شفق و مہربان رہنا۔ اور ایک دوسرے سے جدا نہ ہونا۔ کہ بادشاہوں اور رئیسوں کے نزدیک باعث ذلت و خواری ہے۔ بلکہ عزت و دولت کے دشمن تم سے طبع رکھتے ہیں۔ اور برادر مطلب کو میں تم پر حلیف مقرر کرتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ میرے نزدیک عزیز ترین خلق ہیں۔ اگر میری وصیت پر عمل کرو۔ پس ان کو اپنا پیشوا جانو اور اگر کلید برادری کعبہ و ستھایت نزم و علم جہم نزار اور جو کچھ کہ پیغمبروں سے مجھ کو ملا ہے۔ سب ان کے سپرد کرو گے۔ فیروز مند و سعادت مند ہوں گے۔ اور دوسری وصیت تم کو یہ کہتا ہوں وہ فرزند جو شکم سلمیٰ میں ہے اس کی شان عظیم اور مرتبہ بزرگ ہے۔ کسی چیز میں میری مخالفت نہ کرنا۔ ان سب نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت آپ کے قول اور ارشاد کی قبول کی۔ ولیکن ہمارے دلوں کو اس وصیت سے آپ نے ٹھیک کر لیا۔ پس ہاشم جانب شام روانہ ہوئے اور جب منزل مقصود پر پہنچے اور اسباب فروخت کیا متاع مناسب خرید فرمایئے۔ اور تحفہ و ہدیہ یا سلمیٰ کے واسطے خرید کر کے چاہا جانب مدینہ سفر کریں ناگاہ بیمار ہو گئے۔ اور رقیبوں سے چھوٹ گئے روز بروز مرض شدید ہوتا گیا۔ اکثر رفقاً اور غلاموں سے فرمایا۔ کہ میں علامات مرگ مشاہد کرتا ہوں اور گویا اس درد سے رہائی نہ ہوگی۔ تم لوگ مکہ پھر جاؤ اور جب مدینہ میں پہنچو سلمیٰ سے میرا سلام کو اور اس کو تعزیت دو اور دربارہ فرزند اس کو وصیت کرو کہ کوئی غم تجھے سولے فرزندہ نہیں پس بعد دو روز کے آثار مرگ ظاہر ہوئے اور شکر موت متواتر پہنچے۔ فرمایا بٹھاؤ اور دوات و کاغذ طلب کیا۔ جب دوات و کاغذ حاضر کیا بعد نام جناب ایزدی لکھا کہ یہ بندہ ذلیل لکھتا ہے۔ اس وقت میں کہ جب فرمان مولا پہنچا کہ اسباب باندھے اور اس جہان فانی سے جانب عالم جادوانی کوچ کرے۔ اما بعد یہ نام اس وقت میں نے لکھا ہے کہ جب میری جان کشاکش مرگ میں تھی۔ اور کسی کو اس سے جاہ نہیں۔ واضح ہو کہ میں نے اپنا مال تجھ کو بھیجا ہے کہ مسادہ آپس میں تقسیم کر لو۔

اور وہ کریم کہ تم سے دور ہے اور نور و شرف اس کے ہمراہ ہے یعنی سہلی اس کو مراموش نہ کرنا اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اس کے فرزند کے حق میں رعایت و احترام کرنا اور پیام میرا سہلی کو پہنچنا اور کہنا کہ آہ میں دیدار فرزند ابرہہ سے بہرہ مند نہ ہوا۔ سلام و رحمت خدا قیامت تک تم پر ہو پس نامہ لپیٹنا۔ اور تم کو کے ہمراہیوں کے سپرد کیا۔ اور کہا مجھے لٹا دو۔ جب لیٹے آسمان کی جانب نظر کی۔ اور کہا اے رسول پروردگار بحق نور مصطفیٰ جس کا میں حامل تھا۔ مجھ سے ملنا کہ جب یہ کہا باسانی عالم بقا کو رحلت فرمائی۔ گو چار رخ روشن تھا اور بچھ گیا۔ پس غسل و کفن دے کر بعض مواضع شام میں اس محدن کرم و انعام کو دفن کیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے۔ جب مدینہ طیبہ میں پہنچے صدا بتالہ و اہا شام بلند ہوئی۔ اس آواز دردناک کے سُننے سے زنان و مردان مدینہ اپنے گھروں سے دوڑے۔ سہلی اور پیدر سہلی نے مع عزیزوں کے غم ہاشم میں جلسے چاک کئے اور سہلی نے فریاد کی و اہا شام کرم و عزت و حرمت میری اور میرے فرزند کی تمہارے مرنے سے کون کسے گا پس سہلی نے شمشیر ہاشم کھینچ کر اشتران و اسپان ہاشم کو پے کیا۔ اور ان سب کی قیمت اپنے مال سے دی۔ اور وصی ہاشم سے کہا۔ کہہ طلب سے میرا سلام کہو۔ اور کہو کہ میں تمہارے بھائی کے عہد و پیمان و میثاق پر ہوں اور اب ان کے بعد دوسرے مرد مجھ پر حرام ہیں۔ جب اموال و غلامان ہاشم مکہ میں پہنچے۔ زنان مکہ نے بال کھولے گریبان چاک کئے اور مراسم تعزیت اس طرح ادا کئے کہ زمین و آسمان ان پر روئے۔ جب وصیت نامہ ہاشم کھولا گیا۔ نصیبت اندرہ اندرہ نوازہ ہوا۔ اور بموجب وصیت و وصیت طلب کو رئیس و پیشوا کیا۔ علم اکرم نزار و کلید برداری کعبہ و عظمہ و سقاویت نازم و عھد نذاری حاجیان حرم و مکان اسعیل و حلین شیبہ و پیراہن ابرہہ و انگشتری نوح اور تمام تبرکات انبیا و سب طلب کے سپرد کیا۔ جب وقت وضع حمل سہلی قریب ہوا۔ وہ کسل وہ بے چین جو عورتوں کو ہوتی ہے سہلی کو نہ ہوئی۔ ناگاہ آواز ہاتھ آئی کہ اے زینب زنان بنی النبی اپنے فرزند ابرہہ کو چھپا لینا۔ اور لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔ کہ تمام مردمان عالم اس سے سعادت مند ہو گئے۔ سہلی نے جب یہ صدائے ہاتھ سنی دردانہ بند کر کے پردے ڈال دیئے اور کسی کو اپنے حال کی خبر نہ کی۔ ناگاہ دیکھا۔ ایک نور حجاب زمین سے آسمان تک حائل ہو گیا۔ تاکہ شیطان پاس نہ آئے۔ پس شیبہ الحمد للہ متولد ہوئے اور نور محمدی ان میں چمک رہا تھا۔ بعد ایک ساعت کے متبعم ہوئے جب ان کو گود میں لیا تو ایک سفید بال سر پر دکھائی دیا۔ اس وجہ سے شیبہ الحمد ان کا نام ہوا۔ اور سہلی نے ایک ہمیدہ لوگوں سے مخفی رکھا۔ اور کوئی مطلع نہ ہوا۔ بعد ایک مہینہ کے جب زنان قبیلہ کو معلوم ہوا۔ مبارکباد کو آئیں اور غرائب احوال مولود مسعود سے متعجب ہوئیں۔ جب دو مہینے کے ہوئے چلنے لگے۔ یہودیوں نے دیکھ کر حسد کیا۔ اور بغض و کین سے نیناب ہو گئے۔ اس لئے کہ علامت نور سے چلنے تھے کہ یہ نور ماسی بیعبر کا ہے جو ان کو قتل اور ان کے دین کو برطرف کرے گا۔ اور جب سات برس عمر شریف سے گزرے جو ان باقوت و شوکت و صولت ہوئے بارہ لگے گراں اٹھاتے اور اطفال کو اٹھا کر دے مارتے۔ اتفاقاً ایک شخص قبیلہ بنی الحارث

سے ایک حاجت لے کر حاضر ہوا۔ اس کی نظر ایک لڑکے پر پڑی۔ جس کے چہرے سے نور چمکتا تھا۔ اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ پس وہ شخص قریب آیا۔ اور تماشاً دیکھنے لگا۔ جن صورت اور خوبی سیرت شبیۃ الحمد سے حیران ہو کر کہنے لگا۔ نہ سے سعادت مند وہ شخص جس کے شہر میں تو رہے۔ شبیۃ الحمد کہتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ کہ میں فرزند صاحب زمزم و مصفا بصر ہاشم ہوں اور یہ شرف میرا کافی ہے وہ شخص قریب آیا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے۔ فرمایا میرا نام شبیۃ الحمد سپر ہاشم سپر عبد مناف ہے۔ میرے باپ نے انتقال کیا۔ چچاؤں نے مجھ پر جفا کی مجھے مع والدہ و فاکو یہاں مجھ ڈر دیا۔ اے مرد پیر تیرا کہاں سے آنا ہوا۔ اُس نے کہا۔ میں مکہ سے آیا ہوں۔ فرمایا۔ جب مکہ واپس جانا۔ اور فرزند ان عبد مناف سے ملاقات ہو۔ میرا سلام کہنا اور کہنا ایک طفل تیم کا پیام لایا ہوں۔ جس کا باپ مر گیا ہے اور چچاؤں نے اس پر جفا کی ہے اور کہنا۔ اے فرزند ان عبد مناف بہت جلد تو سنے و وصیت ہاشم کی بھلا دی اور اس کی نسل کو ضائع کیا۔ جو ہوا مکہ سے آتی ہے میں اس سے تمہاری بوسوگتھا ہوں اور تمہاری آرزوئے ملاقات میں بیتاب ہوں۔ وہ مرد اس کلام سے جانب مکہ گیاں و نالال رواں ہوا۔ جب مجلس اولاد عبد مناف میں پہنچا۔ بعد تحییت و سلام بیان کیا۔ اے اکابر و اشراف اے فرزند ان عبد مناف تم اپنی عورت سے غافل ہو گئے۔ اپنا چراغ ولایت اوروں کے گھروں میں روشن کیا۔ اس کے بعد پیغام شبیۃ الحمد پہنچایا۔ اور ان لوگوں نے جواب دیا۔ ہم نہ جانتے تھے۔ وہ اس مرتبہ کو پہنچا ہے۔ اس شخص نے کہا۔ بھلا اس کی فصاحت کے سامنے نصی گوئی اور عقلا اس سے گفتگو میں عاجز ہیں۔ وہ نور شبید اوج حسن و جمال اور نور دیدہ اہل فضل و کمال ہے۔ پس عبد المطلب اسی دن تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر جانب مدینہ روانہ ہوئے۔ اور بہت جلد داخل مدینہ ہوئے۔ ناگاہ شبیۃ الحمد کو دیکھا۔ کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ مطلب نے نور محمدی سے پہچانا اور دیکھا کہ بہت بڑا بچہ اٹھایا۔ اور کہا۔ میں فرزند ہاشم ہوں کہ مشورہ بہ عزائم ہے۔ جب مطلب نے یہ سنا۔ اونٹ کو بٹھایا۔ اور کہا۔ اے میرے بھائی کی یادگار میرے پاس آ۔ پس شبیۃ الحمد دوڑے اور کہا۔ آپ کون ہیں کہ میرا دل آپ کی جانب مائل ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ آپ میرے چچاؤں میں سے ہیں۔ کہا میں مطلب تیرا چچا ہوں۔ یہ کہا اور گود میں لے کر خوب پیار کیا۔ اور رونے لگے۔ پس کہا۔ اے فرزند مجھے منظور ہے۔ کہ تیرے چچاؤں پاس تیرے شہر تجھے لے جاؤں۔ کہا۔ ہاں اے چچا مجھے منظور ہے۔ پس مطلب سوار ہوئے اور شبیۃ الحمد کو اپنے ساتھ بٹھالیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے۔ شبیۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا مجھے خوف ہے کہ میری ماں کے عزیز و اقارب مطلع ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ قید اوس و خزرج آپس میں مل جائیں اور مجھ کو نہ جانے دیں۔ مطلب نے کہا۔ اے جان عم کچھ غم نہیں۔ حق تعالیٰ کفایت شرف فرمائے گا۔ جب یہود مطلع ہوئے کہ شبیۃ الحمد تنہا ہمراہ چچا جانب مکہ روانہ ہوئے۔ ان کو طبع دامن گیر ہوئی اور ارادہ قتل کیا۔ ان کے رُوسا میں سے ایک یہودی جس کا نام



دہبیہ کہتے تھے اور اس کے بیٹے کا نام لاطیہ تھا۔ وہ ایک روز ہمراہ اطفال کھیل رہا تھا۔ کہ شبیۃ الحمد نے استخوان شتر اٹھا کر لاطیہ کے سر پر مارا اور کہا۔ اے فرزند یہودی تیری اجل نزدیک ہے اور بہت جلد تمہارے مکان خراب ہوں گے۔ جب یہ خبر اس کے باپ کو پہنچی۔ نہایت خشمناک ہوا اور یہ کینہ جدید علاوہ اس کینہ قدیم کے اسے ہوا۔ جب یہ خبر سنی کہ شبیۃ الحمد روانہ مکہ ہوئے۔ اس وقت اپنی قوم کو خبر دی کہ اے گروہ یہود آگاہ ہو۔ جس لڑکے سے تم ڈرتے تھے وہ اپنے چچا کے ہمراہ گیا ہے۔ لازم ہے کہ اس کی خبر لو اور جس طرح ہو سکے مار ڈالو کہ اس کے شتر سے بے خطر ہو جاؤ۔ پس شتر نافر یہود مسلح ہو کر روانہ ہوئے۔ جب رات کو آواز سم اسپاں سنی کہا اے فرزند برادر جن سے خوف تھا وہ آپہنچے۔ شبیۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا دوسری راہ چلو۔ مطلب نے کہا اے پسر برادر تیرا نور پیشانی ان گمراہوں کی راہ نمائی کرے گا۔ جدھر ہم جائیں گے۔ یہ اُدھر پہنچینگے۔ شبیۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا میرا منہ چھپا لو۔ شاید وہ نور خفی ہو جائے۔ پس عبدالمطلب نے تین تہ کر کے لپٹے کو شبیۃ الحمد کے منہ پر ڈالا۔ مگر وہ نور اسی طرح روشن تھا۔ اور مطلق فرق نہ تھا۔ مطلب نے کہا اے پسر برادر یہ نور خورشید جمال نور خدا ہے خاک ڈالے سے کہیں چھپتا ہے کوئی نہیں اس کو چھپا سکتا۔ تیری خدا کے نزدیک قدر و منزلت عظیم ہے جس خدا نے نور عطا کیا ہے وہی ہر بلا سے محفوظ بھی رکھے گا۔ جب یہود قریب پہنچے۔ شبیۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا مجھے آپ نیچے اتار دیجئے اور قدرت الہی کا تماشا دیکھئے جب زمین پر اترے۔ منبرِ خاک ملی اور سجدہ کیا۔ اور عرض کی کہ اے پروردگار نور و ظلمت و گردانت و ہفت فلک بار نعت قسمت کنندہ روزی ہائے امت میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ بحق شیخ روز جزا اور اس نور بزرگوار کے تصدق سے جو تو نے میرے سپرد فرمایا ہے کہ مجھے دشمنوں کے مکر و شر سے محفوظ رکھ۔ ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ گروہ یہود آپہنچا اور سامنے صف آرا ہوا۔ ناگاہ بہ قدرت خدا خوف و ہمت شبیۃ الحمد و مطلب یہود کے دلوں پر غالب ہوئی اور براہِ خوشاند کہنے لگے اے بزرگوار ان نیکو کردار ہم آپ کو ضرر پہنچانے نہیں آئے بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ شبیۃ الحمد کو واپس اس کی ماں کے پاس لے جائیں۔ جو ہمارے شہر کا چراغ اور باعث برکت و نعمت ہے۔ شبیۃ الحمد نے جواب دیا۔ کہ میں تمہاری دشمنی کو جانتا ہوں۔ اس وقت جو قدرت الہی تم پر ظاہر ہوئی ہے اس سے جان بچانے لگے۔ پس یہود مخالف و ناامید پھر گئے۔ جب تھوڑی دور پہنچے لاطیہ پسر دہبیہ نے کہا تم نہیں جانتے۔ کہ یہ لوگ محدنِ سحر ہیں۔ اور ہم بر جادو کیا ہے۔ اب پیادہ چلو اور ان کو قتل کرو۔ پس تلواریں کھینچ کر پھر لوٹے اور جب نزدیک پہنچے مطلب نے کہا۔ اب مطلب اور عقدا تمہارا ظاہر اور جماد تم سے واجب ہوا۔ پس مطلب نے کمان ہاتھ میں لی اور کئی تیروں سے جو انسان یہود کو قتل کیا، یہود سب کے سب ایک بار حملہ آور ہوئے اور مطلب نے بھی نام خدا لے کر

آن پر حمد کیا۔ شہیتہ الحدیث تصریح و زاری بارگاہ باری میں کر رہے۔ ناگاہ گردوغبار در سے ظاہر ہوا۔ گھوڑوں کی منہناہٹ اور ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ کان میں پہنچی۔ مطلب نے دیکھا۔ کہ سلمیٰ مع پیر و چار سونفر شجاعان اوس و خزرج شہیتہ الحدیث کے لیئے کوائے ہیں جب سلمیٰ نے دیکھا۔ کہ بہو مطلب سے لڑ رہے ہیں۔ آواز دی۔ اور یہ کیا کردار ہے۔ پس لاطیہ بھیا کا مطلب نے کہا۔ اور دشمن کہاں جانا ہے یہ کہا۔ اور دو ٹکڑے کیا۔ یہ دیکھتے ہی شجاعان اوس و خزرج میو دیوں پر ٹوٹ پڑے اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ اس کے بعد مطلب سے مخاطب ہوئے اور مطلب شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے تھے۔ سلمیٰ نے بخوف قتل سپرا اپنے قبائل کو لڑنے سے منع کیا۔ اور مطلب سے کہا۔ تم کون ہو جو میرے بیٹے کو لئے جلتے ہو۔ اور مجھ سے میرے فرزند کو جدا کرتے ہو مطلب نے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے شرف و عزت کو زیادہ کروں اور تم سے میں ان پر زیادہ مہربان ہوں امیدوار ہوں کہ حق تعالیٰ اس کو صاحب حرم اور پیشوائے اہم کرے۔ میں اس کا بیچا مطلب ہوں۔ پس سلمیٰ نے کہا۔ خوش آمدی۔ اے مطلب تم نے مجھ سے خبر کیوں نہ کی۔ اس لئے کہ اس کے باپ نے مجھ سے وصیت کی تھی اس کو جدا نہ کرنا۔ پھر سلمیٰ نے شہیتہ الحدیث سے کہا۔ اے فرزند تجھے اختیار ہے اگر تو چاہے بچا کے ساتھ جا اور اگر چاہے میرے ہمراہ چل۔ جب شہیتہ الحدیث نے یہ بات ماں سے سنی سر بیجا کر لیا اور رونے لگے اور کہا اے ماں پر مہربان تمہاری مخالفت سے میں خائف و ترساں ہوں۔ اور میں خانہ کعبہ کی مجاورت چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو جاؤں ورنہ واپس پھر چلوں۔ سلمیٰ نے رورہ کر کہا اے فرزند تیری خواہش کو میں نے اپنی خواہش پر اختیار کیا۔ اور بضرورت تیرے درد مفارقت کو میں نے قبول کیا۔ امید ہے کہ ہم کو بھول نہ جانا اور اپنی خبر سے ہم کو نہ ترسانا۔ پس شہیتہ الحدیث کو گود میں لے کر بیار کیا۔ اور دلع کیا۔ اور مطلب سے کہا۔ اے ابن عبدمناف وہ امانت جو تمہارے بھائی نے میرے سپرد کی تھی وہ اب امانت میں نے تمہارے سپرد کی۔ لازم ہے کہ اس کی حفاظت کرنا۔ اور جب بیابان کے دن آئیں تو جو عورت عزت و شرف میں مناسب سمجھنا اس سے بیاہ کر دینا۔ مطلب نے کہا۔ اے کوہیہ بزرگوار تو نے مجھ پر کرم و احسان کیا۔ جب تک زندہ ہوں تیرے حق کو فراموش نہ کروں گا پس شہیتہ الحدیث کو ساتھ لیا۔ اور جانب کھردانہ ہوئے جب آفتاب جمال شہیتہ الحدیث اطراف مکہ سے طالع ہوا۔ اندر تو نور نے کوہ ہائے مکہ منظر کو روشن کیا۔ اس وقت اہالیان مکہ کو تعجب ہوا اور اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے جب مطلب کو دیکھا۔ ان سے پوچھا یہ کون ہے جس کو آپے ساتھ لئے ہو مطلب نے ازراہ صحت کہا میرا غلام ہے۔ اس وجہ سے شہیتہ الحدیث کو عبدالمطلب کہنے لگے۔ پس مطلب شہیتہ الحدیث کو اپنے مکان میں لے گئے اور مدت تک پرستیدہ رکھا۔ لوگ ان کے نور سے تعجب کرتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ وہ جبرئیل صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا حکم مردان قریش میں جاری ہو گا۔ ہر کام میں اس نور سے برکت پاتے تھے اور ہر مصیبت و بلا میں اس سے بناہ مل گتے تھے۔ قحط و شدت میں متوسل بہ نور آنحضرت ہوتے تھے۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ دفع شدائد ان سے کرتا تھا۔ اور اکثر معجزات باہرات اس نور سے ظاہر ہوتے تھے۔

## فصل تیسری

# بیان تاریخ ولادت باسعادت رسول مقبولؐ

واضح ہو کہ اجماع امامیہ اس پر ہے کہ ولادت باسعادت حضرت رسول مقبولؐ سترھویں ربیع الاول کو واقع ہوئی اور مخالفین بارھویں کو جانتے ہیں۔ اور بہت کم مخالفین سے آٹھویں یا سوہیوں کے قائل ہیں۔ اور بعض ماہ رمضان میں کہتے ہیں۔ محمد بن یعقوب کلینی نے کہا ہے کہ ولادت حضرت اس وقت ہوئی جب بارہ راتیں ربیع الاول سے گزریں تھیں۔ اس سال جب اصحاب الفیل بقصد فرابی کعبہ آئے اور اباہیل کی کنسکریوں سے ہلاک ہوئے۔ بروز جمعہ وقت زوال اور دوسری روایت میں نزدیک طلوع فجر چالیس سال قبل بعثت اور والدہ ماجدہ حضرت رسالتؐ ایام تشریق میں نزدیک حجرہ وسطیٰ منزل عبداللہ بن عبدالمطلب میں حاملہ ہوئیں۔ اور ولادت آنحضرتؐ مکہ معظمہ شعب ابوطالب خانہ محمد بن یوسف میں جاتے ہوئے جانب حجرہ چپ واقع ہوئی بعد اس کے اس حجرہ کو اس مکان سے خیزران نے نکال ڈالا۔ اور وہ جگہ مسجد میں ملا دی۔ کہ لوگ اس مقام متبرک پر نماز پڑھیں اس جگہ کلام کلینی ختم ہوا۔ گویا تعین روز ولادت میں تقبیر فرمایا۔ کہ موافق مشہور روایت مخالفان بیان کیا۔ اور کتاب عدد تو یہ میں لکھا ہے کہ ولادت آنحضرتؐ نزدیک طلوع فجر روز جمعہ سترھویں ربیع الاول کو بعد پچاس روز ہلاکت اصحاب فیل سے ہوئی اور بقول دیگر پینتالیس روز یا تیس روز کے واقع ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ زمانہ بادشاہی ہرمز فرزند نوشیرواں میں ہوئی۔ اور بیخ طوسی نے کہا ہے کہ یہاں بیس سال ابتدا سے بادشاہی نوشیرواں سے گزرے تھے اور موید اس قول کے مشہور روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ میں عہد بادشاہ عادل میں متولد ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ آٹھویں شباط رومی کو ہوا۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ غزوہ یا بیسویں یا اٹھائیسویں تیراں ماہ رومی مطابق سترھویں دی ماہ فرس کو کہ قمر منزل غفر میں طالع تھا ولادت ہوئی۔ اور ابو معشر نے کہا ہے کہ وقت طالع ولادت حضرت بیسویں درجہ جدی میں تھا۔ اور زحل مشتری دونوں عقرب میں اور مریخ اپنے برج میں اور آفتاب شرف برج حمل میں اور نہ ہرہ و عطارد شرف موت میں اور قمر اول میزان در اس جزا میں اور ذنب قوس میں تھا۔ اور آنحضرتؐ اپنے گھر میں پیدا ہوئے۔ پس اس مکان کو حضرت نے عقیل پسر ابوطالب کو بخشا۔ اور عقیل نے محمد بن یوسف برادر حجاج کے ہاتھ فروخت کیا اور اس نے اپنے مکان میں شامل کیا۔ جب زمانہ ہارون ہوا۔ خیزران مادر ہارون نے وہ مکان محمد بن یوسف کے مکان سے علیحدہ کر دیا۔ اور اس کی مسجد بنوادی۔ اور اب تک اسی حال پر اسی جگہ باقی ہے اور لوگ زیارت کو جلتے

ہیں۔ ابن بابوئیس نے کہا ہے کہ اٹھارہویں جمادی الآخر شنب جمعہ کو مادر آنحضرت حاملہ ہوئیں اور پھر ابن بابوئیس نے سب سے پہلے ابو طالب سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے کہا۔ ایک رات میں حجرہ اطمین میں سو رہا تھا۔ ناگاہ ایک خواب عجیب میرے سامنے دکھایا۔ اور چونکا۔ راہ میں ایک کاہن یعنی بخومی نے لڑتا مجھے پایا۔ اور دیکھا۔ کہ میرے سر کے بال شانوں پر ہل رہے ہیں جب ایسی میری حالت متغیر دیکھی۔ اس کاہن نے پوچھا۔ اے بزرگ عرب کیا ہوا ہے جو رنگ اس قدر متغیر ہوا ہے۔ آیا کوئی حادثہ حادثہ زمانہ سے پہنچا ہے۔ میں نے کہا۔ آج کی رات میں حجرہ میں سو رہا تھا۔ ناگاہ خواب میں دیکھا میری پیٹھ سے ایک درخت اُٹکا۔ اور اس قدر بلند ہوا کہ چوٹی اس درخت کی آسمان پر جا پہنچی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں اور ایک نور ساطع ہوا۔ کہ ستر درجہ بڑھ کر نور آفتاب سے تھا۔ عرب و عجم کو دیکھا کہ اس درخت کو سجدہ کر رہے ہیں اور عظمت و نور اس درخت کا بڑھنا جاتا تھا۔ ایک گروہ قریش نے چاہا۔ کہ اس درخت کو اٹھا ڈالیں۔ مگر جب نزدیک پہنچے ہیں ایک جوان نہایت شکیل و جمیل ان کو گھیر لیتا ہے اور پشت ہائے قریش کو شکست کرتا اور ان کی آنکھوں کو نکال لیتا ہے۔ اس اتنا میں نے ہاتھ بلند کیا۔ اور چاہا۔ کہ اس کی شاخوں پر سے ایک شاخ لے لوں۔ اس نوجوان نے مجھے آواز دی اور کہا میرا اس میں حصہ نہیں۔ میں نے کہا۔ درخت میرا ہے اور حصہ میرا نہیں۔ اس جوان نے کہا۔ اس میں حصہ اس گروہ کا ہے جو اس میں لٹکے ہوئے ہیں۔ میں ہر سال اس خواب سے چونکا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ جب کاہن نے یہ خواب سنا۔ اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور کہا اگر یہ سچ کہتے ہو تو ایک فرزند تمہارے صلب سے متولد ہوگا۔ کہ مالک مشرق و مغرب اور پھر ہوگا پس عبدالمطلب نے کہا اے ابو طالب کوشش کرو۔ کہ وہ جوان جس نے نصرت و مدد گامی کی تم ہو پس ہمیشہ بعد بخت حضرت رسالت ابو طالب اس خواب کو بیان کرتے اور کہتے تھے کہ اللہ درخت ابو القاسم امین خدا مولا فرماتے ہیں کہ لفظ ہر اس جوان سے تعیر امیر المؤمنین ہوں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ جب ماموں پر وفور علم و فضل منجھین سے ایک بخومی کا کہ نام اس کا ایزد خواہ تھا ظاہر ہوا۔ ایک روز اس سے کہا۔ تو باوجود اس علم و عقل کے ہمارے پیغمبر پر کس لئے ایمان نہیں لاتا۔ اس نے کہا۔ کیونکہ ایمان لاؤں حالانکہ ان کا دروغ بھڑ پڑ ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے میں خاتم پیغمبروں ہوں اور اس کو دروغ جانتا ہوں۔ اس لئے جس طالع میں وہ پیدا ہوئے ہیں۔ جو اس طالع میں پیدا ہو چاہئے کہ وہ پیغمبر ہو۔ اس وقت ایک حکیم موجود تھا۔ اس نے جواب دیا۔ میں اس طالع کی تاثیر کو جانتا ہوں کہ وہ سچے ہیں اس لئے کہ حکمانے اتفاق کیا ہے کہ طالع ان کا مشتری و عطارد و زہرہ و مریخ ہے اور جو اس طالع میں متولد ہو لازم ہے کہ اسی وقت مر جائے اور اگر جیتا بھی رہے۔ ستائیسوں روز سے بچے مر جائے اور وہ پیغمبر اس طالع میں پیدا ہوا ہے۔ اور تریسٹھ سال زندہ رہے اور ربہ علاوہ ان کے هیچ معجزات سے ہے یہ سن کر اس حکیم نے اقرار کیا۔ اور سلمان ہوا۔ ماموں نے اس کا ایزد خواہ و ماشاء اللہ نام رکھا پس نظر مشتری علامت علم و حکما

وزیر کی دانشمندی و سیاست و ریاست آنحضرتؐ تھی۔ اور نظر عطار و نشان لطافت و ظرافت و ملاحظت فصاحت حضرت تھی اور نظر زہرہ دلیل صباحت و شادی و بشارت و حسن و جمال و خوبی سیرت و خصال تھی۔ اور نظر مرغ شجاعت و جلاوت و قتال و قہر و غلبہ و جنگ و جدال آنحضرتؐ پر دل تھی۔ پس حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ میں جمیع صفات جمع فرمائے اور بعض منجملوں نے کہا ہے کہ طالع پیغمبران سنبلہ و میزان ہے اور طالع حضرت رسولؐ میزان تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ طالع آنحضرتؐ سماک راسخ تھا۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر عبداللہ بن عباس اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب میرے باپ عبدالمطلب کے گھر عبد اللہ پیدا ہوئے ان کے چہرے سے ایک نور مثل آفتاب چمکتا دیکھا۔ اس وقت میرے باپ نے کہا۔ اس سپر کی شان و شوکت بزرگ ہوئی۔ پھر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ عبد اللہ کی ناک سے ایک مرغ سفید باہر آیا۔ اور اڑ گیا۔ یہاں تک کہ مشرق و مغرب عالم میں بھونچا۔ جب پھر آخانہ کعبہ پر بیٹھا۔ اس وقت جمیع قریش نے اس کو سجدہ کیا۔ میں ہجرت اس مرغ کو دیکھ رہا تھا۔ ناگاہ ایک نور بلند ہوا۔ اور اُس نے آسمان و زمین مشرق و مغرب کو گھیر لیا۔ جب میں میدار ہوا۔ ایک کاہن بنی مخدوم سے پوچھا۔ اس نے کہا۔ اے عباس اگر خواب تمہارا درست ہے پس ضرور ہے کہ پشت عبد اللہ سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ کہ اہل مشرق و مغرب اس کے تابع ہوں۔ عباس نے کہا۔ میں ہمیشہ اس خواب کے بعد عبد اللہ کے عقد میں منتظر رہا۔ یہاں تک کہ عبد اللہ نے آمنہ سے عقد کیا۔ اور آمنہ جمیلہ ترین زنان قریش سے تھیں اور جب عبد اللہ رحمت الہی و اہل ہوئے اور حضرت رسول مقبولؐ حضرت آمنہ سے متولد ہوئے میں نے دیکھا کہ نور حضرت رسولؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان ساٹھ تھا۔ اور جب میں نے ان کو گود میں لیا۔ بوٹے مشک آتی تھی۔ اور مثل ناختہ مشک میں خوشبو ہو گیا۔ پھر آمنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مجھے دروزہ شدید ہوا جس مکان میں تھی۔ وہاں سے میں نے آوازیں سنیں کہ آدمیوں کی آوازوں سے مشابہ تھیں اور ایک علم سندس بہشت کا میں نے دیکھا کہ چہر اس کی یا قوت کی تھی۔ جس نے آسمان و زمین کو گھیر لیا تھا۔ اور ایک نور سر آنحضرتؐ سے ساٹھ ہوا۔ اور اُس نے آسمان کو روشن کر دیا۔ قہر ہائے شام کو میں نے دیکھا کہ نور سے مانند شعلہ آتش ہو گئے تھے اور اپنے گرد میں نے بہت سے جانور مثل اسفود باز دکھوئے دیکھے۔ اور شعرو اسدیہ کو میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے کہ رہی ہے۔ لے آمنہ دیکھنا تیرے اس فرزند سے کاہن اور بت کس طرح ہلاک ہوں گے۔ اور ایک جوان بلند کو میں نے دیکھا۔ کہ سب سے بلند و خوشرو اور لباس پاکیزہ پہنے ہے۔ میں نے جانا کہ عبدالمطلب میں اس نے اگر میرے فرزند کو اٹھا لیا۔ اب دہان اس کے منہ میں ڈالا۔ اور ہمراہ اُس کے ایک طشت طلا تھا۔ کہ اُس کو زمرہ سے مرصع کیا تھا۔ اور کنگھی بھی طلائی تھی۔ پس شکم فرزند کو شگافہ کید اور دل کو نکال کر چاک کیا۔ ایک نقطہ سیاہ اس دل منور سے باہر نکال پھینک دیا۔ پھر ایک پھیلی حریر سبز کی نکالی اور کھولی۔ اس پھیلی میں ایک گھانس مثل زہرہ سفید تھی۔ اس دل

دل مقدس کو اس سے ملو کیا۔ اور پھر اپنی جگہ رکھ دیا۔ پھر بائیس سو بار تک مبارک پھیرا۔ اور حضرت سے باتیں کیں۔ حضرت نے بھی جواب دیئے اور مجھے کچھ وہ باتیں سمجھائی نہ دیں۔ مگر اس قدر کہ اس نے کہا۔ امان و حفاظت و حمایت خدا میں رہ تحقیق کہ تیرے دل کو ایمان و علم و حیل و یقین و عقل و شجاعت سے میں نے بھر دیا۔ تو بہترین خلق سے ہے۔ خوشحال اس کا جو تیری متابعت کرے اور وائے اس پر جو تیری مخالفت کرے۔ پھر دو مہری بھیلی حریر سفید کی نکالی اور منہ اس بھیلی کا کھول کر ایک انگلی اس میں سے نکالی۔ اور درمیان دو کتف مبارک اس سے ہر کی۔ کہ نقش اٹھ آیا۔ اور کہا۔ تجھے پروردگار نے حکم کیا ہے کہ تجھ میں روح القدس بھونکوں۔ یہ کہا اور بھونک دی پھر ایک پیراہن حضرت کو پہنایا۔ اور کہا۔ یہ امان تیرے لئے ہے آفتماٹے دُنیا سے ہے۔ اے عباس یہ سب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عباس نے کہا۔ میں نے کتف ہٹے مبارک کھولیں اور نقش ہر کو کھولا۔ اور پڑھا۔ ہمیشہ اس حال کو میں پوشیدہ رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ میں بھول گیا۔ جب بشرِ اسلام مشرف ہوا۔ حضرت رسول مقبولؐ نے مجھے یاد دلایا۔ ایضاً سند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابلیس بعین ساتویں آسمان پر جاتا۔ اور اجازت سے وہاں کو سنتا تھا۔ جب حضرت عیسیٰؑ متولد ہوئے شیطان تین آسمان سے منع کیا گیا۔ اور جو تھے آسمان تک جاتا تھا۔ حضرت رسول مقبولؐ متولد ہوئے تو شیطان سب آسمانوں سے منع کیا گیا۔ اور شیطانوں کو بہتر ہٹے شہاب درہائے آسمان سے نکال دیا۔ فریش نے کہا۔ اہل کتاب ذکر کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے دنیا آخر ہوئی اور قیامت نزدیک ہے اس وقت عمر بن امیہ نے کہ دانا ترین اہل جاہلیت سے تھکے کہا دیکھو اگر ستارہ ہاں معروف جن سے لوگ ہدایت پاتے ہیں اور ان سے زمانہ تھے زمستان و تابستان دریافت کرتے ہیں اگر ان میں سے ایک گھرے اس وقت جا تو وہ وقت ہے کہ جمیع خلائق ہلاک ہوگی۔ اور اگر وہ ستارے بدستور میں اور علاوہ ان کے اور ظاہر ہوتے ہیں۔ پس جانو کہ ایک امر غریب حادث ہوا ہے اور اس دن کی صبح کو حضرت رسول مقبولؐ متولد ہوئے جو جویت جہاں جہاں جس عالم میں تھے وہ سب کے سب منہ کے بل گر پڑے اور ایوان کسریٰ یعنی نوشیروان میں زلزلہ ہوا۔ اور چودہ کنگرے اس کے گر پڑے۔ دریاٹے سادہ جس کی کفار پرستش کرتے تھے خشک ہو گیا اور نزدیک کا شان ہو ہی ہے کہ نمک ہو گیا اور صحرائے سملہ جہاں برسوں کبھی کسی نے پانی نہ دیکھا تھا۔ اس میں پانی جاری ہو گیا۔ اور آتش کہ نارس جو ہزار سال سے روشن تھا۔ اس رات کو بجھ گیا۔ ایک عالم نے دانا ترین جو جس سے اس رات خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شتر سخت جذا اسپان عربی کو کھینچ رہا ہے۔ اور دجلہ سے گذر کر داخل بلاد محوس ہوا۔ اور طاق کسریٰ بچ سے شگافتہ ہو کر دو حصے ہو گیا۔ اور آب و دجلہ درمیان سے جدا ہو کر قہر کسریٰ میں جاری ہوا۔ ایک نور جانب حجاز سے ظاہر ہو کر عالم میں منتشر ہو گیا۔ اور پرواز کیا۔ یہاں تک کہ تا مشرق پہنچا۔ اور ہر ایک بادشاہ کا تخت اسی رات اونڈھا ہو گیا۔ جمیع بادشاہ اس رات گونگے ہو گئے۔

اور بات نہ کر سکتے تھے لیکن اور علم کا بہناں برطرف اور سحر جادو گرکان معطل ہو گیا۔ جو کہاں تھا وہ اپنے ہمزاد کو کھڑے تھا قبیلہ قریش درمیان عوب بزرگ ہو گئے۔ آل اللہ کہلاتے تھے۔ اس لئے کہ یہ خانہ خدا میں تھے۔ آمنہ کہتی ہیں جب میرا فرزند زمین پر آیا۔ ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر سببوں آسمان بلند کر کے طرف آسمان پر نظر کی پھر اس سے ایک نور ساطع ہوا۔ کہ جمیع اشیاء کو روشن کیا۔ اور اس نور کے سبب میں نے قصر ہائے شام دیکھے اور اسی روشنی کے درمیان میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے۔ بہترین خلق تجھ سے تولد ہوا۔ اس کا نام محمد رکھ اور جب آنحضرتؐ کو عبدالمطلب کے پاس لے گئے عبدالمطلب نے گود میں لے لیا۔ اور کہا۔ میں حمد و شکر کرتا ہوں۔ اس خدا کا جس نے مجھے یہ نسر خوشتر و خوشبو عطا فرمایا۔ کہ گہوارا میں جمیع اطفال پر سیادت و بزرگی رکھتا ہے پس ایک توہید دیا جس میں ارکان کعبہ مندرج تھے۔ اور چند شعر فضائل آنحضرتؐ میں ارشاد فرمائے اس وقت شیطان نے اپنی اولاد کو آواز دی۔ اور سب اس کے پاس حج ہو گئے۔ سب نے کہا۔ اے سردار تم کو کس چیز نے فکر مند کیا۔ شیطان نے کہا۔ وائے ہو تم پر اول شب سے اس وقت تک احوالی آسمان زمین کو متغیر دیکھتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حادثہ بزرگ زمین پر واقع ہوا ہے کہ جب عیسیٰ آسمان پر گئے ہیں۔ اس وقت سے کوئی حادثہ ایسا نہیں گذرا۔ پس جاؤ اور ڈھونڈو کہ کون امر عجیب حادث ہوا ہے یہ سن کر شیاطین متفرق ہوئے اور پھر

لے رسول پائی آنکھ ظاہرہ طور پر بند ہوتے ہی دُنیا اہل بیت سے پھر گئی۔ امت نے اہل بیت کی جاگیریں ضبط کیں۔ حقوق چھینے۔ انقلاب تک کو بدلا۔ فضائل کو چھپایا جس نے محبت آل محمدؐ کا دعویٰ کیا۔ اس کے خون سے اپنے تباہک ہاتھوں کو رنگا بلکہ خود حضرت علیؑ کا سلام کو برا بھلا کہنا قانوناً جاری کیا اور اس پر عمل کرایا۔ علماء نے اہل بیت کی گدی سے زبانیں نکلوائیں۔ ملت جعفریہ کے کتب خانوں کو نذر آتش کیا۔ غرضیکہ اپنے خیال میں امت نے تذکرہ اہل بیت کو بدلنے کی کیا مثلنے کے لئے کوئی تدبیر اور کسر اٹھانہ رکھی ایسے وقت میں غیروں نے بغض کے سبب اور اپنوں نے جان کے خوف سے تقیہ فضائل اہل بیت کو چھپایا۔ لیکن

فانوس بن کے جن کی حفاظت فضا کرے وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

مخالفین نے اہل بیت کو ذہیل کرنے کے لئے رسولؐ کی عزت کی بھی کوئی پروا نہ کی نہ ایسی ایسی احادیث تیار کیں۔ بلکہ ان کو صحت کا جامہ دیدیا جو کو دیکھ کر کافروں نے معاذ اللہ محمدؐ عربی کو رنگیلا رسولؐ کہا اور خود آج سلمانوں کو ان احادیث کی روشنی میں صحیح شان رسولؐ ذات رسولؐ تعظیم رسولؐ اور اسوہ رسولؐ معلوم کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ہو گیا۔ بہر حال جب زمانہ نے پٹھا کھایا اور مذہب امامیہ کو کچھ آرام و سکون میسر ہوا۔ تو علمائے امامیہ نے سوانح حیات رسولؐ اور آل رسولؐ کو قلمبند کر کے دُنیا کے سامنے پیش کرنے کی طرف قدم بڑھایا۔ اپنا شکر بجز موجود نہ تھا۔ لہذا مخالفین کی کتب سے ہر وہ روایت جس میں کچھ بھی تذکرہ رسولؐ اور آل رسولؐ ملا۔ ان کو ترمیم کیا۔ نزاکت دور زمانہ سے راویوں پر جرح نہ کر سکے کیونکہ اقدار ان ہی راویان حدیث کے معتقدین کا تھا (باقی صفحہ ۱۴۰)

آئے اور کہا ہم نے تو کچھ نہیں پایا۔ اس ملعون نے کہا۔ اس کا دریا فنت مجھ ہی سے ہو گا۔ یہ کہہ کر دنیا میں آیا۔ اور خوب دنیا میں پھر کر دیکھا۔ یہاں تک کہ حرم میں پہنچا۔ اور دیکھا ملائکہ اطراف حرم کو گھیرے ہوئے ہیں۔ جب فرشتوں نے شیطان کو دیکھا۔ لگا رادہ ملعون پھر آیا۔ اور مثل کبشک چھوٹا بن کر کوہ حرام کی طرف سے حرم میں داخل ہوا۔ جبرئیلؑ نے آواز دی۔ اے ملعون دور ہو۔ شیطان نے کہا۔ اے جبرئیلؑ میں ایک بات تجھ سے پوچھتا ہوں۔ تناؤ تو کہ اس رات کیا حادثہ زمین پر گذرا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بہترین پیغمبران گذشتگان ہیں۔ آج کی رات پیدا ہوئے ہیں شیطان نے پوچھا۔ آیا ان میں میرا حصہ ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ نہیں۔ شیطان نے کہا۔ ان کی اُمت میں میرا حصہ ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ ہاں۔ یہی کن کر شیطان نے کہا۔ اب میں خوش ہوا۔ اور دوسری حدیث میں روایت سے کہ آمد نے کہا۔ جب مجھے حمل ہوا۔ اور رسول خداؐ میرے شکم میں تشریف لائے۔ مطلق کوئی اثر حمل مجھ میں نہ تھا۔ اور جو حالات عورتوں کو حمل میں ہونے ہیں مجھے نہ ہوئے اور میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ تو حامل ہے بہترین خلق کی۔ اور جب وقت ولادت ہوا باسانی حضرت متولد ہوئے۔ مجھے اور کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اور پہلے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے پھر تشریف لائے۔ ہاتھ مجھے آواز دی۔ کہ بہترین بشر تجھ سے متولد ہوا۔ اس کو شہر برطالم سے اور ہر جاسد سے پناہ و خدایں رکھ اور بروایت دیگر کہا کہ جب اس کو زمین پر رکھنا تو کہتا۔ اعینہ بالواحد

بقیہ حاشیہ ۱۳۹ ایسے علامہ مجلسی نے ہر ایک وہ روایت اپنی کتب میں جمع کرنے کی کوشش کی جس میں کچھ بھی تذکرہ رسول پاک یا آل رسول تھا۔ اگر وہ روایت مسلمات شیعہ بھی نہ تھی ایسی روایات جو جلاء العیون میں آئی ہیں بندہ نے ان کے متعلق تحریر کر دیا ہے لہذا ان روایات سے نہ حضرت علامہ مجلسی پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ ذہب شیعہ پر کوئی اعتراض ہے کیونکہ یہ روایات مسلمات شیعہ سے نہیں۔ اسی طرح یہ حدیث شمس صدر الوالی مسلمات شیعہ سے نہیں۔ بلکہ مسلمات مخالفین سے ہے مشکوٰۃ بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد وغیرہ کتب اور جبر مغسورین اہل سنت کے معتقدات سے اس کا تعلق ہے۔ اس حدیث کا راوی انس بن مالک ہے جو رسول کے رحلت فرماتے ہی اہل بیت سے بدل گیا۔ اور حکمران پارٹی سے مل گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے روز بیعت ابوبکر دربار میں انس سے فرمایا۔ انس تم اس مجمع میں تھے جس میں رسول پاک نے میرے متعلق فرمایا۔ کہ من کنت مولاً فاخذنی اعلیٰ مولاً۔ انس نے کھڑے ہو کر کہا۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ کہا تھا اور کیا تھا۔ جناب امیر نے انس کی اس دردغ گوئی پر فوراً دست مبارک دعا کے لئے بلند فرمائے اور انس کے لئے بد دعا کی۔ جو فوراً قبول ہو گئی۔ چنانچہ یہ مریض برص میں مبتلا ہو گیا اور اسی میں مرا۔ نیز جب مہرام حسینؑ اور رسولؐ زادیاں اسیر ہو کر ابن زیاد کے سامنے پیش ہوئے۔ تو یہ ابن زیاد کے برابر دربار میں بیٹھا تمام نظارہ کر رہا تھا۔ جب ابن زیاد نے دندان مبارک امام حسینؑ پر چھڑی رکھی۔ فقہ اس نے کہا۔ ابن زیاد میں نے ان ہونٹوں کے رسولؐ کو بوسے لیتے دیکھا (باقی ص ۱۰۱)



من شر کل حاسد وکل خلق ما رد یاخذ با ما و احد فی طرق المواد و من قائلہ میں حضرت  
 ایک روز میں اس قدر بڑھنے تھے اور بچے جس قدر ایک ماہ میں بڑھتے تھے۔ ایضاً  
 واقعہ لیت بن سعد و کعب الاحبار۔ لیت بن سعد سے روایت ہے کہ میں ایک روز معاویہ  
 کے پاس بیٹھا تھا۔ اور کعب الاحبار بھی وہاں حاضر تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تم نے صفت ولادت حضرت  
 رسالت میں کس طرح دیکھی ہے آیا کوئی فضیلتِ عزتِ رسولؐ اپنی کتابوں میں پائی ہے یہ سُنکر کعب نے معاویہ  
 کی طرف دیکھا۔ کہ آیا وہ میرے بیان پر راضی ہے یا تمہیں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے زبان معاویہ پر جاری

اگر حجت اہل بیت رسولؐ دل میں ہوتی تو نصرت حسینؑ کے لئے کربلا میں شریک ہوتے مگر جو بغض اہل بیت ہو اور طرفدار  
 دشمنان اہل بیت ہو۔ اس کی بیان کردہ روایت کے قابل قبول ہو سکتی ہے۔ نیز علماء اسلام اور مورخین و محدثین کا اس پر اتفاق  
 ہے۔ کہ تمام مخلوقات کے وجود سے قبل پروردگار عالم نے تو محمد مصطفیٰ خلق فرمایا تھا چنانچہ فرمان رسولؐ ہے۔ اقل ما  
 خلق اللہ لوسی۔ اور فرمانِ خداوندی ہے۔ قل للرسولین کان ولدنا اول العابدین۔ سب عابدوں  
 سے پہلے میں عابد ہوں۔ ابھی نہ وجود بشریت تھا نہ انسانیت نہ حیوانیت نہ ارض و آسمان نہ بحر و بر نہ شجر و چتر نہ شمس و قمر نہ جو  
 نہ غلمان نہ انبیاء و رسول نہ ابلیس تھا نہ شیطانیت نہ جسد آدم بنا تھا نہ ابلیس کو ابھی حکم سہوا تھا نہ اسے انکار سہوا کیا  
 تھا۔ تو قلبِ محمدؐ میں حظِ الشیطان کہاں سے آگیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب آپ لباسِ بشریت میں آئے جب یہ صدر آیا تو شیطان  
 نے خود یہ خداوندِ کریم سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اولادِ آدم کو گمراہ کروں گا لیکن الاعدادک منھم المخلصین ان میں سے  
 تیرے مخلص بندوں کے نزدیک نہ جاؤں گا۔ تو محمدؐ عربی کیا مخلص نہ تھے؟ بلکہ مزاجِ مخلصین تھے اعبدا للہ نہیں بلکہ عبدہ  
 کے مصداق تھے سہ عبد دیگر عبدہ چیزے دیگر۔

اس قرآنی وعدہ کی کیا مخالفت ہوگی کہ محمدؐ عربی میں حظِ الشیطان آگیا۔ قرآن ہی۔ وعدہ ابلیس سچ کہ مخلصین میں میرا  
 کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ نبی کریم پاک حظِ الشیطان سے بلکہ بہتم امت ہے جنہوں نے دشمنی اہل بیت میں عزت رسولؐ کی بھی پرواہ  
 نہ کی اور جبرئیلؑ جیسے خادم اہل بیت فرشتے سے رسولؐ کا پریشن کروا دیا۔ اور حظِ الشیطان رکھتے ہوئے مخلص نہ تھے اور کون انسانیت  
 نہ تھی بلکہ مریض تھے اور جبرئیلؑ معالج تھے۔ معالج ہمیشہ مریض سے عالم اور افضل ہوا کرتا ہے۔ استغفر اللہ جبرئیلؑ تو یہ کہے میں در محمدؐ  
 کی غلامی سے جبرئیلؑ بنا اور مسلمان اس کو پریشن ڈاکٹر کا رتبہ دیں۔ افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو الزامِ شیطان پر رکھتے ہیں اور  
 حکمتِ شیطانی کے مرتکب ہیں سہ

عقل جہرا ہے میری اس حضرت انسان پر

فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

خداوند اپنے محبوب کی عزت کی حفاظت کر اور ان لوگوں کو معرفتِ رسولؐ کی توفیق دے۔ (کوثر بھریوی عفی عنہ)

کیا۔ اس نے کہا۔ اے ابواسحاق جو تجھے معلوم ہے اور جو تو نے دیکھا ہے بیان کر۔ کعب نے کہا۔ میں نے بہتر کتابیں جو آسمان سے نازل ہوئی ہیں۔ ان میں دیکھا ہے۔ اور صحف دانیال کو بھی پڑھا ہے ان سب میں ذکر ولادت آنحضرتؐ اور ولادت عترت آنحضرتؐ لکھا ہے۔ تحقیق کہ نام حضرت کا تمام کتب ابوں میں معروف ہے۔ اور کسی پوچھنے کی ولادت کے وقت بغیر حضرت عیسیٰؑ اور احمدؑ ملا لکھ نازل نہیں ہوئے۔ اور پردہ ہائے بہشت بغیر مریم اور آمنہ کسی عورت کے لئے نہیں گرے اور ملا لکھ کسی عورت کے پاس وقت حمل سوائے مادر عیسیٰؑ اور مادر احمدؑ کوکل نہیں ہوئے اور علامت حمل آنحضرتؐ وہ تھی کہ جس رات آمنہ حاملہ ہوئیں۔ منادی نے سائوں آسمانوں پر بشارت دی۔ اور تمام زمین اور دریاؤں میں اس شردہ مسرت افزا کی ندا دی گئی اور زمین پر کوئی چلنے والا اور کوئی پرند باقی نہ رہا جو ولادت شریف آنحضرتؐ پر مطلع نہ ہوا۔ اور شب ولادت آنحضرتؐ ستر ہزار قصر باقوت سرخ اور ستر ہزار قہر مدارید آبدار کے بنائے گئے اور ان کا قصر ہائے ولادت نام رکھا۔ اور سب ہشتون کو آراستہ کیا۔ اور ندا کی کہ شاد اور بالیدہ ہو جاؤ کہ تمہارے دوستوں کا پیغمبر پیدا ہوا۔ پس بہشت ہنس اور قیامت تک خنداں رہے گا۔ میں نے سنا کہ ایک ٹھہلی ماہیان دریا سے ہے کہ اس کو طرما کہتے ہیں اور وہ ٹھہلیوں کی مردانہ ہے اور سات لاکھ اس کی ڈیمیں ہیں۔ اور اس کی بیٹھ پر سات سو گائے راہ چلتی ہیں کہ ہر ایک گائے کے سات لاکھ سیننگ زمرہ سبز کے ہیں اور اس ٹھہلی کو ان گاؤں کے چلنے کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس دن وہ ٹھہلی ولادت باسعادت حضرت رسالت سے حرکت میں آئی۔ اور اگر خدا اس کو ساکن نہ کرتا تو زمین کو الٹ دیتی۔ اور میں نے سنا ہے کہ اس روز کوئی پہاڑ باقی نہ رہا۔ جس نے ایک دوسرے کو بشارت ولادت آنحضرتؐ دی۔ اور سب نے آواز بہ لا الہ الا اللہ بلند کی اور تمام پہاڑ نزدیک کوہ البوقیسیس واسطے کرامت حضرت رسالت کے خاص اور خاشع ہوئے اور تمام درختوں نے اپنے اپنے شاخوں اور میووں سے بشارت دی اور ولادت باسعادت حضرت رسالت کی تصدیق کی حق تعالیٰ کی آند در میان زمین و آسمان ستر ستون انواع اقسام سے نور کے نسب کئے کہ ایک دوسرے سے مشابہ نہ تھا۔ اور روح حضرت آدمؑ کو بشارت ولادت آنحضرتؐ کی دی۔ پس ہنر درجہ حسن و ضیا اس کا مضاعف اور اس وقت تلخی مرگ اون سے بظرف ہوئی۔ حوض کوثر نے بہشت میں اضطراب کیا۔ اور ستر ہزار قصر در و باقوت طیب شادی ولادت آنحضرتؐ حوض کوثر نے اوکل دیئے۔ شیطان کو زنجیروں سے باندھ دیا۔ اور چالیس روز قلع میں قید رکھا۔ عرش نے اس کو روزیانی میں غرق رکھا۔ سب بت ہرنگوں ہو گئے اور فریاد و ادبلا ان میں بلند تھی۔ اور ایک آواز کعبہ سے سنائی دی کہ اے آل قریش تمہاری بشارت دینے والا اور ڈرانے والا عذاب سے آیا۔ اور اس کے

ساتھ عزت ابدی و سود مندی بزرگ ہے وہ خاتم پیغمبروں ہے اور ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ عترت اس کی بعد اس کے بہتریں خلائق ہے اور لوگ امان میں ہیں عذاب خدا سے جب تک ان میں سے ایک بھی زمین پر راہ چلتا ہے۔ معاویہ نے کہا اے ابوالحق عترت اس کی کون ہے کعب نے کہا فرزند ان فاطمہ میں معاویہ ترش رویا اور ہونٹ چبا کر ہاتھ داڑھی پر پھیرنے لگا۔ کعب نے کہا۔ میں نے صفت ان دو فرزند پیغمبر کی جو تمہید ہو گئے پائی ہے اور وہ دو فاطمہ کے فرزند ہو گئے۔ ان دونوں کو بدترین خلق خدا شہید کرے گا۔ معاویہ نے کہا۔ ان کو قتل کر لیا۔ کعب نے کہا۔ ایک مرد قریش۔ یہ سننے ہی معاویہ بیتاب ہوا۔ اور کہا۔ یہاں سے اٹھ جا پس کعب اٹھ کھڑا ہوا۔ ایضاً بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت اسد مادر امیر المؤمنین ابوطالب پاس آئیں اور ولادت حضرت رسالت کی بشارت دے کر بہت عجائب و غرائب ان سے بیان کئے۔ ابوطالب نے کہا۔ تیس سال صبر کرو کہ تمہارے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا۔ کہ وہ جمیع کمالات میں سوائے پیغمبری مثل اس فرزند کے ہوگا۔ شیخ کلینی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ وقت ولادت حضرت رسالت فاطمہ بنت اسد آمنہ کے پاس موجود تھی۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ کیا دیکھتی ہو کہ یہ نور ساطع جس نے ماہین مشرق و مغرب کو گھیر لیا ہے۔ پس یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابوطالب آئے اور ان سے پوچھا تمہیں کیوں تعجب ہے۔ فاطمہ نے اس نور کا حال بیان کیا۔ ابوطالب نے کہا۔ چاہتی ہو کہ میں تم کو بشارت دوں۔ فاطمہ نے کہا۔ ہاں۔ ابوطالب نے کہا۔ تم سے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا کہ وہ وحی اس فرزند کا ہوگا۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ابوطالب نے ساتویں روز آنحضرت کا عقیقہ کیا۔ اور آل ابوطالب کو بلایا۔ انہوں نے پوچھا یہ کھانا کیسا ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ یہ عقیقہ احمد ہے۔ انہوں نے کہا۔ احمد کیوں ان کا نام رکھا۔ ابوطالب نے کہا۔ اہل آسمان اس کی ستائش کریں گے۔ ایضاً کلینی اور شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت امام محمد و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جس رات کو حضرت رسول پیدا ہوئے ایک عالم علمائے اہل کتاب سے مجلس قریش میں کہ اس میں اشراف قریش جمع تھے حاضر ہوا۔ اور ان میں ہشام اور ولید پسران مغیرہ و عاص بن ہشام و ابو ذبہ بن عمر بن امیہ و عقبہ بن ربیع بھی بیٹھے تھے۔ اس عالم نے کہا۔ آیا تم میں کوئی اس رات فرزند پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ اس نے کہا ضرور پیدا ہوا ہوگا کہ نام اس کا احمد ہے اور اس میں ایک علامت بھی ہوگی بزرگ شو کہ بیبا ہی مائل ہو۔ ہلاک ہونا خصوصاً اہل کتاب کا یعنی یہود کا اس کے ہاتھ سے ہوگا۔ شاید وہ پیدا ہوا اور تم اس سے مطلع نہ ہو جب اس مجلس سے اٹھ کر متفرق ہوئے اور دیارفت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک فرزند عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر پیدا ہوا ہے۔ پس عالم مذکور کو بلایا۔ اور کہا ہاں فرزند پیدا ہوا ہے۔ اس عالم نے کہا۔ جب میں نے پوچھا تھا اس سے پہلے پیدا

ہوا یا بعد میں۔ انہوں نے کہا۔ اس سے پہلے پیدا ہوا ہے۔ اس عالم نے کہا مجھے اس کے پاس سے چلو کہ میں اسے دیکھ لوں۔ جب آمنہ پاس آئے اور کہا اپنے فرزند کو باہر لاؤ۔ کہ ہم بھی دیکھیں آمنہ نے کہا۔ واللہ میرا فرزند اور بچوں کی طرح نہیں پیدا ہوا۔ بلکہ ہاتھوں کو زمین پر رکھا۔ اور سر جائب آسمان بلند کیا۔ اور ایک ایسا نور اس کا سطح ہوا کہ میں نے قصر بلتے بصرہ و شام مشاہدہ کئے۔ اور ہاتھ نے درمیان ہوا آواز دی کہ تم سے سید امت پیدا ہوا پس کہہ بیڈنا کا باوا احد من شریک حاسد اولاس کا نام محمد رکھ۔ اس عالم نے کہا۔ اس کو باہر لاؤ کہ میں بھی دیکھوں۔ جب آمنہ حضرت رسول کو باہر لائیں اور اس عالم کی نظر حضرت پر پڑی۔ اس نے بیٹھ اور شتائے کھولے اور مہر نبوت دیکھنے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا۔ حضرت کو اٹھا کر آمنہ کو دے دیا اور مبارکباد دی جب وہ عالم ہوش میں آیا۔ لوگوں نے پوچھا تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے کہا پیغمبری بنی اسرائیل تالذوقیامت برطرف ہوئی۔ واللہ یہ وہ ہے کہ ان کو ہلاک کر لگا۔ جب اس نے دیکھا کہ قریش اس کی خبر سے شاد ہوئے اس نے کہا۔ واللہ ایسا بدبیتم کو دکھائے کہ اہل مشرق و مغرب یاد کریں گے۔ ابن شہر آشوب اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے حضرت آمنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب ولادت حضرت رسالت قریب پہنچی۔ اس وقت ایک دہشت چھ پر غالب ہوئی۔ اس وقت ایک مرغ سفید میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا پر میرے دل پر پھیرا۔ یہاں تک کہ خوف مجھ سے برطرف ہو گیا۔ پھر میں نے کئی عورتیں دیکھیں جو کہ مثل درخت خرما بلند تھیں میرے گھر میں آئیں اور ان سے بوئے مشک و عنبر آتی تھی۔ کپڑے دہشت کے رنگے ہوئے پہنے ہوئے تھیں۔ اور مجھ سے باتیں کرتی تھیں۔ ان کی باتیں میں نے سنیں مگر آدمیوں کی باتوں سے مشابہ نہ تھیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں کاسہ لٹے بلور سفید تھے۔ اور ان کاسوں میں شہر تھمائے بہشت تھا۔ مجھ سے کہا۔ اے آمنہ حقوڑا سا شربت اس سے نوش کرو اور تم کو بہترین گزندگان و آئندگان محمد مصطفیٰ کی بشارت ہو۔ جب وہ شربت میں نے پیا۔ وہ نور جو میرے منہ پر چمکتا تھا۔ روشن ہوا۔ اور میرے سر پر باگو گھیر لیا۔ اور مانند دیباے سفید ایک چیز میں نے دیکھی کہ آسمان وزمین کو اس سے بھر دیا۔ اور آواز ہاتھ سنی کہ کہتا تھا۔ کہ اٹھٹے بہترین خلائق کو اور کئی مرد میں نے دیکھے کہ ہوا میں کھڑے تھے اور ابر یقین ان کے ہاتھوں میں تھیں اور مشرق و مغرب زمین کو میں نے معانیہ کیا۔ اور ایک علم سندس دیکھا جس کو یا قوت شموخ پر باندھ کر بام کعبہ پر نصب کیا تھا کہ زمین سے آسمان تک اس کی روشنی تھی۔ اور جب آنحضرت متولد ہوئے۔ جائب کعبہ مسجود کیا اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ اور حق تعالیٰ سے مناجات کرتے تھے اور ایک ابر سفید میں نے دیکھا آسمان سے اُترا۔ اور حضرت کو گھیر لیا۔ اور ایک ہاتھ نے آواز دی کہ محمد کو مشرق و مغرب میں اور تمام دریاؤں میں پھرا لا۔ کہ جمیع خلائق نام اور صفت اور صورت اس کی پہچان لیں۔ جب ابر برطرف ہوا۔ میں نے دیکھا حضرت کو سفید کپڑے میں لپیٹا ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کے نیچے حریر منہر کچھا یا ہے اور تین کنجیاں موتیوں کی

حضرت کے ہاتھ میں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ تم نے نصرت اور سوز مندی اور پیغمبری کی کنجیاں لے لیں۔ پس دوسرا  
 ابر آیا اور حضرت کو میری آنکھوں سے پہلی مرتبہ سے زیادہ پوشیدہ کر دیا۔ اور دوسری آدیز میں تے سنی کہ محمد کو مشرق و  
 مغرب میں پھرا لاؤ۔ اور روحانیاں جن وانس و مرغان و درندگان عالم کو دکھا لاؤ اور صفائے آدم و رقت نوع و  
 خلقت ابراہیم و زبان اسمعیل و جمال یوسف و بشارت یعقوب و صدائے داؤد و زہد کبھی و کرم عیسیٰ اس کو عطا  
 کرو۔ اور جب ابر کھٹا۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک عمریر سفید ہاتھ میں لٹے میں اور بہت مضبوط لپیٹا ہے۔ اور میں نے  
 سنا ہے کوئی کہتا ہے کہ محمد نے تمام دنیا کو اپنے قبضہ تصرف میں لے لیا۔ اور کوئی چیز نہیں رہی مگر یہ کہ اس کے  
 قبضہ قدرت میں داخل ہو گئی۔ اور تین مرد میں نے دیکھے گویا خورشید ان کے چہروں سے طالع تھا۔ ایک کے  
 ہاتھ میں ابرق تھوہ اور مشک ناقہ تھا۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زرد بستر تھا اور اس طشت کے چار  
 کونے تھے اور ہر جانب ایک موتی نصب تھا اور کہنے والا کہتا تھا یہ ڈیل ہے لے دوست خدا لے لے پس وسط  
 اس کا لے لیا۔ اس وقت کسی نے کہا کعبہ کو اختیار کیا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید لپیٹا ہوا تھا۔ اس کو کھولا۔  
 اور انگوٹھی اس میں سے باہر لائے کہ اس کی چمک نے آنکھوں میں چکا چونڈا ل دی۔ پس حضرت کو سات مرتبہ  
 اس پانی سے دھویا۔ جو اس ابرق میں تھا۔ پھر اس انگوٹھی سے درمیان میں دو کتف مبارک مہر کی نقش اٹھ آیا۔ اور  
 حضرت سے کچھ کہا حضرت نے جواب دیا۔ حضرت کو اس نے دعادی اور ہر ایک نے ایک ایک ساعت حضرت کو  
 اپنے پروں میں رکھا۔ اور جس نے کہ حضرت کو ان صفات مذکورہ سے نسبت دی۔ وہ رضوان خازن بہشت تھا۔  
 بعد اس کے روانہ ہوا۔ اور جانب حضرت ملقت ہو کر کہا۔ بشارت ہو تجھے بابر عورت دنیا و آخرت اور بسند  
 دیگر روایت کی ہے کہ عبدالمطلب شب ولادت آنحضرتؐ نزدیک کعبہ سو رہے تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ خانہ کعبہ سے  
 مع ارکان جمیع زمین سے اٹھ کر جانب مقام ابراہیمؑ مجھ کیا۔ بعد اس کے سیدھا ہوا اور کہا اللہ اکبر پروردگار  
 محمد مصطفیٰ نے اب مجھے بجا ستہائے مشرکین اور کافرین بیدین سے پاک کر دیا۔ یہ سن کر ت کانپ اٹھے اور منہ کے بل  
 گر پڑے اور ناگاہ دیکھا۔ کہ تمام جانور جانب کعبہ جمع ہوئے اور کو بہلئے مکہ جانب کعبہ مائل ہوئے اور ایک ابر سفید  
 دیکھا کہ متصل جبرہ آمنہ استادہ ہے۔ میں جانب خانہ آمنہ دوڑا۔ اور میں نے ان سے کہا میں سوتا ہوں یا جاگتا ہوں۔  
 آمنہ نے کہا۔ جاگتے ہو۔ میں نے کہا وہ نور جو نیری پیشانی میں تھا کیا ہو گیا۔ آمنہ نے کہا۔ اس فرزند میں ہے جو مجھ سے متولد  
 ہوا۔ اور کئی مرغ اس کو جھ سے لے گئے ہیں۔ اور میرے پاس نہیں چھوڑتے اور یہ ابر وقت ولادت مسعود  
 سے چھبر سایہ لگن ہے میں نے کہا۔ میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ کہ میں بھی دیکھوں۔ کہا تین روز تک تمہیں دیکھنے  
 نہ دیں گے۔ اس وقت میں نے تلوار کھینچ لی۔ اور کہا۔ میرے فرزند کو باہر لاؤ۔ ورنہ تم کو مار ڈالوں گا۔ آمنہ نے کہا۔  
 جھ میں ہے تم جانو اور پھر جب میں گیا اور داخل جبرہ ہوا۔ ایک آدمی باہر آیا۔ اور مجھ سے کہا پھر جاؤ۔ فرزند ان

آدم اس کو نہ دیکھ سکیں گے۔ جب تک تمام ملائکہ اس کی زیارت نہ کر لیں۔ اس وقت میں کانپنے لگا۔ اور پھر گیا۔ اور روایت ہے کہ حضرت ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب کہتے تھے کہ اس میرے فرزند کی شان عظیم و بزرگ ہے۔ حضرت امیر المؤمنین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول متولد ہوئے۔ بت ہانے کعبہ منہ کے بل گر پڑے۔ اور جب شام ہوئی آسمان سے آواز آئی کہ جاء الحق و تزلزل الباطل ان الباطل کان من هوقا اور تمام دنیا اس رات کو روشن ہو گئی۔ اور ہر سنگ و کلوخ و درخت ہنسا۔ اور جو کچھ زمین میں یا آسمان میں تھا۔ سب نے تسبیح خدا کی شیطاں بھاگا اور کستا تھا۔ کہ محمد منبرین جمیع امت اور بہترین خلائق و گرامی ترین بندگان و بزرگترین عالمیان ہے۔ شیخ طبرسی نے کتاب احتجاج میں حضرت امام موسیٰ کاظم سے روایت کی ہے۔ کہ جب جناب رسول مشکم مادر سے زمین پر تشریف لائے۔ بایں ہاتھ کو زمین پر رکھا۔ اور دہانے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند فرمایا۔ اور لہائے مبارکہ کو لیکھ توجید حرکت دی اور دہان مبارک سے ایک نور ساطع ہوا کہ اہل مکہ نے قصر ہائے بصرہ و فارس اور اس کے حوالی کو معاینہ کیا۔ اور قصر ہائے سطحین اور اس کے نواحی اور قصر ہائے سفید اصطخر کو دیکھا۔ اور اس شب دینا روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ جن وانس و شعبا طین خائف و زرماں ہوئے اور کہا زمین پر کوئی امر غریب حادث ہوا اور فرشتوں کو دیکھتے تھے۔ کہ آتے جاتے فوج فوج اور تسبیح و تہجدیں خدا کرتے تھے۔ ستارے حرکت میں آکر درمیان ہو آگرتے۔ اور یہ سب علامات ولادت آنحضرت تھے۔ شیطان نے جاہا کہ بوجہ ان خواب کے آسمان پر جائے اس لئے کہ تیسرے آسمان پر اس کی جگہ تھی۔ اور وہاں سے شیاطین جمیع ملائکہ کی باتوں کو سنتے تھے۔ جب وہاں واسطے دریافت حقیقت گیا۔ فرشتوں نے بسبب ولادت حضرت رسالت تیر ہائے شہاب سے مارا ابن بابویہ وغیر ہم نے روایت کی ہے کہ شب ولادت آنحضرت ایوان کسریٰ کانپنے لگا اور چودہ کنگرے اُس کے گر پڑے۔ دریاں سادہ خشک ہو گیا۔ آتشکدہ فارس بجھ گیا۔ اور ایک بڑے عالم فارس نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک تتر سخت نے چند اسپاں عربی کو کھینچا۔ یہاں تک کہ دجلہ سے گذر کر ملا و عجم میں منتشر ہو گئے۔ جب کسریٰ نے یہ احوال غریب سنا تاج بہن کو تخت پر بیٹھا۔ امراء اور ارکان دولت کو جمع کر کے انہیں مطلع کیا۔ اثنائے گفتگو میں خط پھونچا اس میں مندرج تھا کہ آتشکدہ بجھ گیا۔ بس غم و اندوہ کسریٰ مضاعف ہوا۔ اس وقت اس عالم نے کہا۔ اے بادشاہ میں نے بھی ایک خواب عجیب و غریب دیکھا ہے۔ اور اپنا خواب بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا۔ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ عالم نے کہا۔ تعبیر اس کی یہ ہے کہ حادثہ جانب مغرب حادث ہوا ہے پس کسریٰ نے نعمان بن منذر بادشاہ عرب کے نام نامہ لکھا کہ علم نے عرب سے ایک عالم کو میرے پاس بھیج دے میں ایک مشکل مسئلہ کا اس سے سوال کروں گا۔ جب نامہ نعمان کے پاس پہنچا۔ اس نے عبدالمسیح بن عمرو خسانی کو بھیجا جب عبدالمسیح آیا۔ اور وقائع کو اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا۔ میں اس خواب کی تعبیر اور اس کے اسرار پر مطلع نہیں ہوں لیکن میرا خالو

سطح شام میں رہتا ہے وہ اس خواب کی تعبیر جانتا ہے۔ کسریٰ نے کہا۔ وہاں جا اور اس سے دریافت کر کے مجھ سے بیان کر۔ جب عبدالمسیح مجلس سطح میں داخل ہوا۔ اس وقت سطح سکرات موت میں تھا۔ عبدالمسیح نے سلام کیا۔ مگر جواب نہ سنا۔ اس وقت عبدالمسیح نے چند شعر پڑھے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ میں راہ دور سے معیبت جھیل کر ایک بزرگ پاس سے آیا۔ تم سے سوال کروں یہاں آکر جواب سے ناامید ہوا۔ جب سطح نے شعر سنے آنکھیں کھول دیں اور کہا عبدالمسیح اونٹن پر سوار سطح پاس اس وقت آیا۔ جب وہ قریب المرگ ہے۔ عبدالمسیح کو بادشاہ یعنی سامان نے بھیجا ہے کہ زلزلہ الوان کسریٰ اور آتشکدہ فارس بجھ گیا۔ اور خواب دیکھنا ایک بہت بڑا عالم مجوس کا۔ اور خشک ہو جانا دریائے سادہ کا۔ مجھ سے سوال کرے اے عبدالمسیح جس وقت تلاوت قرآن بہت ہو۔ اور ایک پیغمبر مبعوث ہو۔ اور عمہائے کوچک ہاتھ میں رکھتا ہو اور رودخانہ سادہ پانی سے بھر جائے اور دریائے سادہ خشک ہو جائے ملک شام و عجم ان کے تصرف سے نکل جائے اور جس قدر کنگرے ان کے الوان کے گرے ہیں اسی قدر بادشاہ بادشاہی کرے چکیں ماس وقت ان کی بادشاہی جاتی رہے گی۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔ اور مر گیا۔ یہ سن کر عبدالمسیح سوار ہوا اور بہت جلد بادشاہ عجم کے پاس پہنچا۔ اور جو کچھ سطح سے سنا تھا۔ بیان کیا کسریٰ نے کہا۔ جب تک جو وہ آدمی بادشاہی کریں۔ ہم میں سے ایک زمانہ اس کو چاہیئے۔ پس دس آدمیوں نے چار سال کے اندر بادشاہی کی۔ اور باقی چار سال کے اندر تانامارت عثمان بادشاہی کر کے متاصل ہوئے۔ اور سطح سیل العوم میں متولد ہوا۔ اور بادشاہی ذونواس تک زندہ رہا۔ اور زندگی اس کی تیس قرن سے زیادہ ہوئی۔ ہر قرن تیس سال کا یا اس سے زیادہ ہوتا ہے قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ ابن عباس سے احوال سطح دریافت کیا۔ ابن عباس نے بیان کیا حق تعالیٰ نے سطح کو بغیر استخوان پیدا کیا۔ کہ خرے کی لکڑیوں پر اس کو رکھ کر جہاں چاہتے لے جاتے اور کوئی ہڈی دیکھ اس کے بدن میں بغیر سر و گردن نہ تھا۔ اور پاؤں سے چیز گردن تک اس کو بیٹھے تھے جس طرح کپڑا لپیٹتے ہیں اور کوئی عضو اس کا بغیر زبان حرکت نہ کرتا تھا۔ اور جب لوگوں نے چاہا۔ اس کو مکہ میں لے جائیں اس وقت کوئی چیز خرے کی چھال سے بڑھ کر بنائی اور اس پر اس کو ڈال کر مکہ میں لائے۔ اس وقت چار آدمی قریش سے اس کے پاس آئے اور کہا۔ ہم تیرا علم و فضل سن کر تیرے پاس آئے ہیں۔ ہم کو خبر دے ہمارے زمانے میں اور بعد ہمارے کیا ہوگا۔

تعبیر خواب زبانی سطح نجونی۔ سطح نے کہا۔ اے گروہ عرب تم کو علم و فہم نہیں۔ تمہارے بعد ایک گروہ پیدا ہوگا۔ وہ لوگ ہر علم تحصیل کریں گے۔ بتوں کو توڑ دیں گے۔ عجم کو ماریں گے۔ عنینت طلب کریں گے۔ قریش نے کہا۔ اے سطح یہ لوگ کس جماعت سے ہوں گے۔ سطح نے کہا۔ حق خاندان صاحب ارکان تمہارے





میں تعمیر شروع کی۔ اور چھ مہینے میں تمام ہوئی۔ مال و زر بے حساب خرچ کیا جب تعمیر عمارت سے فالغ ہوئے ایک نیک ساعت مقرر کر کے کسریٰ نے باہم قعر پر جلوس کیا۔ نر شہائے رنگارنگ بچھلئے۔ انواع و اقسام کے پھول اپنے گرد رکھے اور جب مطمئن ہو کر بیٹھا قعر منہدم ہو کر دجلہ میں جاگرا اور کسریٰ کو اس وقت دریا سے نکالا۔ جب ایک رات جان باقی تھی۔ اس وقت کاہنوں اور منجھوں کو جمع کیا۔ اور ایک سو نقر کے قریب قتل کئے اور کہا میں نے تم کو اپنا مقرب کیا۔ اور مال و زر اپنا تم کو بے حساب دیا۔ اور تم نے مجھ سے دفاع کی۔ اور مجھے فریب دیا۔ ان منجھوں نے کہا اے بادشاہ ہم نے حساب منجھان سابق غلط کیا تھا اور اب ہم دوسرا حساب کرتے ہیں۔ اور موافق اس حساب کے قعر بنواتے ہیں۔ بعد اس کے آٹھ مہینے تک بہت روپیہ خرچ کر کے پھر قعر تیار کیا۔ اور کسریٰ کو جرات نہ ہوئی کہ وہاں بیٹھے بس سوار ہو کر داخل ہوا۔ اور قعر شق ہوا۔ اور پانی میں جاگرا۔ اور کسریٰ غرق ہو گیا۔ مگر ایک رات جان باقی تھی کہ اس کو دریا سے نکالا۔ کسریٰ نے منجھوں کو بلا کے بہت ڈرایا۔ اور کہا میں تم کو قتل کروں گا۔ اور تمہارے پیٹ کی آلائش و کثافت نکلوا دوں گا۔ اور ہاتھیوں کے پاؤں کیے نیچے کچلو ڈالوں گا۔ اگر تم لوگ بسج بھید مجھ سے نہ بیان کر دگے۔ سب نے کہا اے بادشاہ اس دفعہ اب ہم بسج بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب آپ نے اپنا خواب ہم سے بیان کیا۔ اس وقت ہم سب نے غور و فکر کی مگر دروازہ ہائے علم مسدود پائے۔ لہذا ہم نے جانا کہ یہ سبب حادثہ آسمانی یہ امور غریب صادر ہوئے ہیں۔ اور ضرور ہے کہ ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہو۔ یا مبعوث ہوگا۔ اور اپنے خوف قتل سے ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا تھا پس کسریٰ نے کہا تمہارا بڑا ہوتم نے پہلے مجھ سے کیوں نہ کہا۔ کہ میں نے اپنے کام کا بندوبست کر لیتا پس کسریٰ نے منجھوں اور بنائے قعر سے ہاتھ اٹھایا۔ اور باز رہا۔

## فصل چوتھی

### بیان وصایائے حضرت رسول مقبولؐ

جو تھی فصل بیان وصایائے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از مجموع وقائع کہ قریب انتقال واقع ہوئے شیخ مفیدؒ شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور حضرت کو معلوم ہوا۔ کہ زماۃ رحلت قریب ہے ہمیشہ خطبہ پڑھے یعنی فرماتے اور لوگوں کو اپنے احکام کی حفاظت اور اپنے بعد فقہ و فساد پر پاب کرنے سے منع فرماتے اور ڈرتے اور وصیت فرماتے تھے کہ میرے طریقے سے اور سنت سے دست بردار نہ ہونا اور عین خدا میں بدعت نہ کرنا، میری عزت و اہل بیت کی اطاعت و نصرت و متابعت کرنا۔ اور ان سے موافق رہنا مخالفت نہ کرنا۔ مرتد نہ ہو جانا۔ اور مکر نہ فرماتے۔ ایسا انسان میں تم سے پہلے جاتا ہوں۔ اور تم

حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے۔ اور میں تم سے سوال کروں گا۔ کہ تم نے ان دو بزرگ چیزوں کے ساتھ کس سلوک کیا۔ جن کو چھوڑ آیا تھا۔ یعنی کتاب خدا اور عترت و اہل بیت میرے پس تم سوچو اور غور و فکر کرو۔ کہ کس طرح ان دو چیزوں سے بڑاؤ کرو گے۔ تحقیق کہ خداوند لطیف و خیر نے مجھے اطلاع دی کہ یہ دونوں چیزیں جدا نہ ہوں گی۔ جب تک حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئیں۔ ان دو چیزوں کو میں تم میں چھوٹے جاتا ہوں۔ میرے اہل بیت پر سبقت نہ کرنا اور ان سے پر اگندہ نہ ہونا۔ اور ان کے حق میں تھیس نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی چیز ان کو تعلیم نہ کرنا یہ تم سے دانا تر ہیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ میرے بعد میرے دین سے پھر جاؤ اور کافر ہو جاؤ۔ آپس میں ایک دوسرے پر تلوار کھینچو۔ پس مجھ سے یا علی سے ملاقات کرو لشکر میں مانند سیل تند و شریر کے ایھا الناس جاننا چاہیے۔ کہ علی ابن ابی طالب میرا بچا زاد بھائی۔ اور میرا دوسرا ہے وہ قتال تا دیل قرآن پر کرنے کا جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر کیا۔ اور اسی طرح کے کلام مجالس متعدد میں فرماتے تھے بعد اس کے آنحضرت ﷺ اس منہ زید کو ابیر کیا۔ اور ایک لشکر منافقان و اہل فتنہ وغیرہ سے اس کے لئے ترتیب دیا اور حکم دیا کہ ہمراہ اکثر اصحاب جانب بلا دردم جس جگہ اس کا باپ شہید ہوا تھا۔ جائیں اور عرض حضرت کی اس لشکر کے بھیجنے سے صورت یہ تھی کہ مدینہ اہل فتنہ اور منافقوں سے خالی ہو جائے۔ اور کوئی علی ابن ابی طالب سے مخالفت و منازعت نہ کرے اور امیر خلافت جناب امیر علیہ السلام پر مستقر اور حکم ہو جائے۔ لوگوں کو باہر جانے پر نہایت مبالغہ فرماتے تھے۔ اور اسامہ کو حکم دیا کہ جو جہنم میں جائے اور فرمایا وہاں ہو چکے توقف کرے کہ لشکر وہاں آکر جمع ہو جائیں۔ اور ایک جماعت کو مقرر فرمایا کہ لوگوں کو نکال دیں۔ اور ان کو تاحیر سے مجبور فرماتے تھے۔ پس اسی حالت میں رسول پر در عرض موت طاری ہوا کہ جس سے بخوار رحمت الٰہی مراجعت فرمائی۔ جب حالت آنحضرت ﷺ نے مشاہدہ فرمائی۔ علی ابن ابی طالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور منوجہ بہ بقیع ہوئے اور اکثر اصحاب بھیچے آتے تھے۔ پس حضرت نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ مردگان بقیع پر استغفار کروں۔ اور جب بقیع میں پہنچے ارشاد فرمایا۔ السلام علیکم لے اہل قبور تم کو وہ حالت گوارا ہو جس میں تم نے صبح کی اور اس فتنہ و فساد سے نجات پائی جو لوگوں کو درپیش ہے۔ تحقیق کہ مانند بارہ ہائے شب تاریک و فتنائے عظیم نے لوگوں کی جانب رخ کیا ہے۔ یہ فرما کر عرصہ تک اہل بقیع کے لئے طلب آمرزش کی۔ اور جناب امیر علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ جو بڑا کلمہ ہر سال ایک دفعہ قرآن عرض کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ عرض کیا۔ گمان میرا اس سے یہی ہے کہ میرا وقت وفات نزدیک ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ یا علی حق تعالیٰ نے مجھے فرمائے دینا یہ عزیز فرمایا۔ کہ میں جاہوں میں دینا میں رہوں یا بہشت میں اور میں نے لقمے پر درکار کو اختیار کیا۔ جب میں انتقال کروں تم میری شہ گاہ دھانپ دینا کہ جس کی نظر پڑ جائے گی وہ اندھا ہو جائیگا۔ یہ فرما کر بجانب منزل مراجعت فرمائی اور عرض

حضرت شدید ہوا۔ تیسرے روز اس صورت سے مسجد میں تشریف لائے کہ مبارک کد پر عصا باندھا تھا۔ اور وہ اتنا ہاتھ دوش مبارک جناب امیر پر اور بایاں ہاتھ فضل بن عباس کے کندھے پر تھا۔ یہاں تک کہ مسجد میں تشریف لاکر منبر پر گئے اور بیٹھے پس فرمایا اے گروہ مردم اب وہ وقت قریب ہے کہ میں تم سے غائب ہو جاؤں۔ جس کسی کا تجھ سے وعدہ ہو وہ آئے اور مجھ سے وعدہ لے لے اور جس کسی کا تجھ پر قرض ہو وہ مجھ سے طلب کرے۔ اے گروہ مردم کسی متنفذ اور خدا کے درمیان کوئی وسیلہ بجز عمل طاعت خدا نہیں۔ جس کے سبب کوئی عمل خیر ہو یا کوئی شر اس سے دفع ہو۔ ایسا انسان کوئی مدعی دعویٰ نہ کرے کہ میں بغیر عمل رستگار ہوں گا۔ اور کوئی آرزو مدعی نہ کرے کہ میں بغیر طاعت خدا رضائے خدا حاصل کر سکتا ہوں۔ میں قسم کھاتا ہوں اس خدا کی جس نے مجھے بحق بھیجا ہے کہ عذاب الہی سے نجات حاصل کرے مگر نیک عمل اور رحمت حق تعالیٰ سے اور اگر میں معصیت کروں جہنم میں چلا جاؤں۔ خداوند میں نے تیری رسالت پر یونچا دی۔ پس منبر سے نیچے گئے اور لوگوں کے ساتھ نماز مسہولت ادا فرما کر ام سلمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ایک یا دو روز وہاں رہے۔ پس عائشہ نے اور عورتوں کو راہنی کیا۔ اور حضرت سے آکر کہا۔ آپ میرے گھر چلیں۔ اور جب آنحضرتؐ عائشہ کے گھر تشریف لے گئے عرض حضرت شدید ہوا۔ بلال وقت نماز صبح حاضر ہوا۔ اور جب آیا تو حضرت اس وقت بیہوش تھے جب بلال نے آواز نمازی حضرت کو خبر نہ ہوئی۔ عائشہ نے کہا۔ میرے باپ ابو بکر سے کہو کہ نمازیوں کو نماز پڑھائیں۔ اور حفصہ نے کہا۔ میرے باپ عمر سے

لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت ابو بکر کو رسول پاکؐ نے آخری وقت میں نماز پڑھانے کا حکم دیا لہذا وہ خلیفہ ہیں۔ یہ روایت صاف بتا رہی ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت ابو بکر کو نماز کی امامت کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ یہ حکم امامت کا حضرت ابو بکر کی بیٹی عائشہ صدیقہؓ سے دیا ہے کتب اہل سنت میں صحاح ستہ کی کتب ابن ماجہ ص ۱۷۷ مطبوعہ کراچی میں یہی روایت درج ہے ان الفاظ میں کہ رسول پاکؐ نے فرمایا علیؑ کو بلاؤ جناب عائشہؓ نے اپنے باپ ابو بکر کو بلا لیا۔ رسولؐ نے پھر فرمایا علیؑ کو بلاؤ جناب حفصہؓ نے اپنے باپ عمر کو بلا لیا رسولؐ نے ناراض ہو کر فرمایا یہاں سے نکل جاؤ چلتے ہوئے جناب عمر نے ابو بکر سے فرمایا تم چل کر مسجد میں ہم کو نماز پڑھاؤ تمام لوگ آگئے اذان ہوئی اور جناب ابو بکر نے مصلیٰ رسالت پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی شروع کو دی جب رسول پاکؐ کو پتہ چلا آپ نے جناب عباس اور حضرت علیؑ سے فرمایا مجھے مسجد میں لے چلو چنانچہ ایک بارو جناب عباس نے پکڑا اور دوسرا جناب علیؑ نے پکڑا۔ اس طرح رسول پاکؐ کو مسجد میں لائے آپ کے آنے کا جب علم ہوا تو ابو بکر مصلیٰ سے ہٹ گئے اور رسول کریمؐ مصلیٰ پر بیٹھ گئے نماز پڑھائی اگر رسول پاکؐ جناب ابو بکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے تو حالت بیماری میں اس حال میں اور اس حالت سے مسجد میں نہ گتے۔ کوثر بھریوی

کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب حضرت رسولؐ نے یہ باتیں سُنیں۔ فرمایا۔ ان باتوں سے ہاتھ اٹھاؤ تم مثل امی عورتوں کے جنہوں نے چاہا کہ یوسف کو گمراہ کریں۔ اس وقت حضرت کو یاد آیا۔ کہ میں نے ابو بکرؓ کو حکم دیا تھا۔ کہ ہمراہ لشکر کے جائیں۔ اور اب معلوم ہوا۔ کہ یہ مدینہ میں پھر آئے ہیں۔ اس سبب سے حضرت کو نہایت ہدم ہوا۔ غم اور اسی حالت مخالفت لشکرِ اسامہ۔ شدت مرض میں اُٹھے۔ اور حضرت تشریف لے چلے اس طرح کہ ایک ہاتھ جناب امیر کے دوش مبارک پر اور دوسرا ہاتھ فضل بن عباس کے کندھے پر ڈالے ہوئے نہایت ضعفِ ناتوانی سے قدم اُٹھاتے مسجد تک پہنچے۔ اور جب نزدیک حُراب آئے دیکھا کہ ابو بکرؓ نے سبقت کی ہے اور بجائے حضرت کے نماز شروع کی ہے پس حضرت نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا۔ کہ پیچھے کھڑا ہو۔ اور خود داخل حُراب ہوئے۔ اور لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر نماز کو پھر سے ادا فرمایا۔ اور بعد سلام نماز گھر میں تشریف لے گئے۔ ابو بکرؓ اور ایک جماعت مسلمانوں کو طلب فرمایا۔ ارشاد کیا۔ میں نے تم کو حکم نہیں دیا تھا۔ کہ ہمراہ لشکرِ اسامہ باہر چلے جاؤ۔ ان سب نے اقرار کیا۔ کہ بیشک حضرت نے حکم ہم کو یہ دیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ کس نے میرے حکم کی اطاعت تم نے نہ کی۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ میں گیا۔ اور اس لئے پھر آیا۔ کہ اپنا عہد تازہ کروں۔ عمر نے کہا۔ میں اس لئے نہ گیا۔ کہ آپ کی بیماری کا حال اور سے دریافت کروں۔ اس وقت پھر حضرت نے حکم دیا۔ کہ لشکرِ اسامہ کے ہمراہ باہر چلے جاؤ۔ اور فرمایا۔ کہ بیزاری نفرین خدا اس پر ہو جو لشکرِ اسامہ سے مخالفت کرے اس کلمہ کو حضرت نے تین دفعہ فرمایا۔ اور بے ہوش ہو گئے اس لئے کہ آمد و رفتِ مسجد سے اس حالتِ علالت میں اور پھر مشاہدہٴ احوال و اطوارِ ناپسندیدہٴ منافقین سے حضرت کو نہایت ہدم اور حزن و اندوہ ہوا تھا۔ اور نیتِ فاسدہٴ لوگوں کی آپ مجھ گئے تھے۔ پھر حضرت کو غش آگیا۔ اس لئے مسلمان رونے لگے اور آواز تو مٹو گریہ برزنان و فرزندانِ حضرت اور صدائے غل و شور مردان و زنانِ مسلمانانِ بلند ہوئی۔ حضرت نے چشم کھول کر طرف دیکھا۔ اور کہا۔ دو ات اور کتف کو سفند لاؤ۔ کہ تمہارے لئے میں ایک نامہ بیانِ حدیثِ قرطاس۔ لکھوں کہ میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔ یہ سن کر اصحاب میں سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا۔ کہ دو ات اور کتف کو سفند لائے۔ عمر نے کہا۔ لوٹ آ کہ یہ مرد ہڈیاں کتا ہے اور اس پر بیماری نے غلبہ کیا ہے۔ ہم کو کتابِ خدا کافی ہے اس بات سے جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں اختلاف ہوا۔ بعضوں نے کہا قولِ عمرؓ اور

۱۰ عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله صلعه وقي بيته رجال فيهم عمر بن الخطاب قال النبي صلعه هلم اكتب لكم كتابا لا تضلون بيه ابدء ا فقال عمر ان رسول الله صلعه قد غلب عليه الوجع وعندكم القران حسينا اكتب الله ما خلت اهل البيت فاختموا ماتهم من يقول قس لو اكتب لكم رسول الله كتابا لن تضلوا بعد اذ ومنهم ما يقول عمر فلما اكتبوا اباي ما

اور بعضوں نے کہا۔ قول قول پیغمبر ہے اور ایسی حالت میں مخالفت پیغمبر کیوں کر جائز ہے۔ دوسری دفعہ پوچھا کہ جو آپ طلب کیا۔ وہ ہم لائیں حضرت نے فرمایا۔ ان بیہودہ باتوں کے بعد جو میں نے تم سے سُنیں اب مجھے دوات و قلم کی حاجت نہیں۔

دلیکن میں تم وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت سے نیک سلوک کرنا اور روگردانی نہ کرنا۔ مولف فرماتے ہیں۔ کہ حدیث دوات و کاغذ صحیح بخاری و مسلم اور صحیح کتب معتبرہ اہل سنت میں ہے اور متعدد طریقوں سے مذکور ہے اور اہل سنت نے ابن عباس سے اس طرح روایت کی ہے کہ ابن عباس اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں میں گرہ مسجد بھیگ گئے اور کہا۔ کہ رونے پشیمند اور کون پشیمند وہ جس دن حضرت پر مرض شدید ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ دوات و کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لئے ایک وصیت لکھوں کہ اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔ لوگوں نے آپس میں قریب حضرت رسولؐ نزاع کی۔

عمر نے کلام رسولؐ خدا کو بہ ہذیان نسبت دی اور روایت دیگر عمر نے کہا کہ رسولؐ پر مرض کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے وہ ہم کو اور تم کو کافی ہے۔ یہ سُن کر لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ بعضوں نے کہا۔ لانا چاہیے کہ رسولؐ خدا تمہارے لئے ایک ایسی وصیت لکھیں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ اور بعضوں نے قول عمر پسند کیا۔ اور جب حضرت کے نزدیک آوازیں بلند ہوئیں آپ نے دل تنگ ہو کر فرمایا۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ ابن عباس کہتے تھے مصیبت اور بدترین مصیبت وہ تھی کہ پیغمبر کو تحریر و وصیت سے مانع ہوئے۔

بقیہ حاشیہ ۱۵۲۔ اللغو و اختلاف عند رسول اللہ قال رسول اللہ تو مو اقل عید للہ فان ابن عباس یقول ان الترتب کل الترتب ما حال بین رسول اللہ و بین ان یتکتب لہم ذالک الکتب من اختلافہم و لفظہم۔ صحیح مسلم جلد دوم ص ۳۳۳ قال ابن عباس یوم الخمیس و ما یوم الخمیس اشتد برسول اللہ صلعم و جعہ فقال استوفی کتبکم کتبنا بان تصنوا بعد کا ابد انتنازعوا و لا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شاننا ہجر استفہموا و فذل بصوا یتردون عنہ فقال دعونی فالذی انا فید خیر مما تدعونی ایہا و اوصاہم بثلث قال اخریہا المشرکین من جزیرۃ العرب و اجیزوا و لو قد نحو ما کنت اجیزہم و سلکت عن الثالثہ او قال فیستھا (بخاری جلد دوم ص )

ابن عباس نے کہا۔ جموات کا روز عجیب دن تھا کہ شدت مرض میں نبی کریمؐ نے فرمایا۔ لاؤ کاغذ و قلم تاکہ میں ایک نامہ لکھ دوں کہ جس پر عمل کرنے کے بعد تم لوگ گمراہی میں نہ پڑو گے۔ پس حاضرین میں نزاع ہوئی اور حضورؐ کی کوزراع و کرا کسی طرح جائز نہ تھا جس عمر ابن خطاب نے کہا۔ نبی کریمؐ کو ہذیان ہے یعنی بڑا سب کر رہے ہیں۔ ہم کو کتاب خدا کافی ہے۔ رسولؐ نے غصہ میں فرمایا میں جس حالت میں ہوں مجھے چھوڑ دو اور یہاں سے نکل جاؤ۔ بعد نبی نے تین وصیتیں کیں۔ لیکن کوثر پر عرب سے نکال دینا۔ جزیرہ لینا جیسے لیا کرتا تھا۔

(کوثر بھری مٹی عنہ)

تیسری کے وقت خاموش ہو گئے۔ ریا رادی بھول گیا۔

اور آنحضرتؐ کے دربر و آوازیں بلند کیں۔ یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ الخضرؑ تمامی اہل مدینہ و مہاجر و انصار آفری زیارت  
 زیارت حضرت رسولؐ کو مسجد میں حاضر ہوئے۔ یہاں تک کہ دختران ناکتھذا اپنے اپنے گھروں سے مسجد  
 میں چلی آئیں۔ تمام مرد و عورت روتے پیٹتے تھے۔ بعضے وادیل اور انالبتہ کہتے تھے۔ اور حضرت آفری  
 خطبہ آفری حضرت رسولؐ خطبہ پڑھ رہے تھے کبھی ضعف و ناتوانی سے خاموش ہو جاتے  
 تھے۔ اور پھر خطبہ شروع فرماتے تھے۔ اثنائے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مہاجر و انصار اور جو شخص  
 اس وقت یہاں موجود ہے۔ آدمیوں اور جنات سب سے میرا خطاب ہے کہ جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں۔  
 تم لوگ اہی لوگوں کو جو یہاں موجود نہیں ہیں پہونچا دو اور حق کو نہ چھپاؤ۔ کہ میں اب جاتا ہوں اور تم  
 میں کتاب خدا چھوڑے جاتا ہوں۔ جو کہ منور بنور ہدایت ہے۔ اور جس چیز کی امت تخریب ہو اس سب کا  
 بیان اس میں ہے اور حجت خدا تم پر ہے میری طرف سے اور میں تم میں علم اکبر چھوڑے جاتا ہوں۔ کہ وہ  
 نشان راہ دین اور نور ہدایت ہے اور وہ علی ابن ابی طالبؑ میرا وہی ہے وہ اسمان حکم خدا ہے۔ لازم ہے تم سب  
 اس سے متمسک ہو۔ اس سے پرانہ نہ ہو۔ نعمت خدا کو یاد کرو۔ واضح ہو جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس  
 وقت خدا نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔ اور بسبب نعمت خدا آپس میں بھائی ہو گئے۔ ایھا الناس علی ابن  
 ابی طالب علم و حکمت میں خدا کا خزانہ ہے جو شخص اس کو اس روز کے بعد اور اس روز بھی درست رکھے اس پر واجب  
 ہے کہ اس نے عہد خدا کو وفا کیا۔ اور جو اس سے اس دن اور بعد اس دن کے دشمنی کرے وہ قیامت کے  
 دن اندھا اور بہرا مشور ہوگا۔ اور اس کو خدا پر کوئی حجت نہ ہوگی۔ ایھا الناس بروز قیامت دنیا کے ہمراہ  
 میرے پاس نہ آنا۔ درآئیں لیکہ میرے اہل بیت آئیں۔ الجھے بال مٹی بھرے ہوئے آزار کشیدہ متم دیدہ خون ان کا  
 تمہارے منہ کے سامنے بہتا ہوا تمہاری بیعت کے ضلالت اور مشورہ تمہارے جہالت کی وجہ سے اور اس سبب سے  
 کہ تم نے ان کی نصرت و مددگاری نہ کی ہو۔ ایھا الناس امامت و پیشوائی کے لئے کچھ لوگ ہیں مگر ان کیلئے علامتیں  
 ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے ان کی تعریف قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے اور میں نے ان کو تمہارے لئے نغمہ دیکھا ہے۔ اور جو  
 کچھ ان کے حق میں کہنا ضرور تھا۔ وہ میں نے تم کو پہونچایا۔ ولیکن تم میں سے ایک گروہ نادان کو دیکھ رہا ہوں۔  
 کہ بعد میرے کا قرآن میرے دین سے بھر گئے۔ اور تاویل کتاب خدا بجمہل و بہ خواہشہائے نفس کرتے ہو۔  
 دین میں بدعتیں جاری کر رہے ہو۔ اس لئے کہ ہر سنت و حدیث اور جو بات قرآن کے خلاف ہے۔ وہ  
 باطل ہے اور قرآن پیشوائے راہ ہدایت ہے اور قرآن کے لئے ایک اہ نما ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلا سے گا اور  
 جو شخص قرآن کی تاویل اور تفسیر جانتا ہے وہ علی ابن ابی طالب دارث علم و حکمت ملک منان و محرم راز پنہاں پیغمبر  
 آخر الزمان ہے۔ اور تمام پیغمبروں کی میراث اس کے پاس ہے۔ ایھا الناس میں تم کو اپنے اہل بیت کے حق

وصایائے رسول و حق اہل بیت۔ میں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ یہ ارکان دین اور چراغ راہ یقین  
 و معدن علم و ہدایت ہیں۔ اور میرا بھائی علیؑ ہے اور میرا وارث اور میرا وزیر اور میرا امین ہے اور بعد  
 میرے وہ میرا خلیفہ ہے اور وہ بعد میرے۔ میرے علم پر وفا کرے گا۔ وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے۔  
 اور سب کے بعد مجھ سے جدا ہوگا۔ اور سب سے پہلے بروز قیامت میرے پاس ہوگا پس یہ میرا حکم جو حاضر ہیں وہ  
 غیر حاضروں تک پہنچادیں۔ جو کوئی بغیر علی ابن ابی طالب پیشوائے جماعت ہو وہ کافر ہے۔ ایسا انسان جس کا کوئی  
 حق مجھ سے ہو وہ آٹھے اور لے لے اور جس کسی سے میں نے وعدہ کیا ہے وہ میرے بعد علیؑ پاس جائے کہ وہ میرے  
 وعدوں کا ضامن ہے۔ پھر جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ یا علی اکثر اس جماعت سے کافر ہو  
 جائیں گے۔ اور دین سے پھر جائیں گے۔ اور تلواریں ایک دوسرے پر کھینچیں گے۔ اور جب میں دنیا سے  
 انتقال کروں گا۔ اس وقت یہ حال جو میں نے بیان کیا تم پر ظاہر ہو جائے گا۔ یا علی جو تم سے لڑائی کرے میری  
 عورتوں یا میرے اصحاب میں سے اس نے میری معصیت کی ہے اور جس نے میری معصیت کی اس نے خدا  
 کی معصیت کی۔ اور میں اس سے بیزار ہوں۔ اور تم بھی اس سے بیزار رہنا۔ جب امیر نے فرمایا۔ میں  
 اس سے بیزار ہوں۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ گواہ رہ بعد اس کے۔ فرمایا۔ یا علی یہ لوگ آپس میں عہد و  
 پیمان کر رہے ہیں۔ کہ میرے بعد تم پر ظلم و ستم کریں۔ اور اس خیال باطل میں رات دن مبتلا ہیں۔ اور جس کسی  
 کے دل میں مکرو فریب ہو۔ میں اس سے بیزار ہوں۔ اور قرآن میں یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوا ہے۔  
 بیت طائفۃ منہدم غیري تقول والله یکتب ما بیستون یعنی رات کو دن کرتے ہیں۔ ایک گروہ  
 ان میں سے بغیر اس کے کہ تو کہتا ہے۔ اور خدا لکھتا ہے جو کچھ یہ لوگ راتوں کو صلاح و مشورہ کرتے  
 ہیں۔ سید ابن طاووس نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ جناب صادق نے ارشاد  
**وصایائے رسول از انصار**۔ فرمایا۔ کہ جب وقت وفات سرور کائنات ہوا۔ اس وقت انصار کو  
 بلایا۔ اور فرمایا اے گروہ انصار! یا ران احمد خاندان میری مفارقت تم سے نزدیک ہے اور حق نے مجھے اپنے  
 جوار رحمت میں طلب کیا ہے۔ اور اجابت دعوت حق لازم ہے تم نے میرے ہمراہ نیک طریقہ اختیار کیا  
 اور جو کچھ شرائط نصرت و مددگاری تھی وہ تم لوگ بجالائے اور مال میں ہمارے جہیز سے تم نے مضائقہ نہیں کیا۔  
 اور اپنی خیر و نیکی کو تم نے مسلمانوں پر وسعت دی۔ اور راہ خدا میں تم نے اپنی جانوں سے دریغ نہ کیا۔ اور  
 حق تعالیٰ بعض اعمال پسندیدہ تم کو جزائے جزیل و ثواب جمیل عطا کرے گا۔ واضح ہو کہ دو چیزیں رہ گئیں ہیں۔  
 کہ تمہارا ہر کام ان کے ساتھ ہوگا۔ اور بغیر اس کے کوئی علم تم کو فائدہ نہ دے گا۔ اور وہ دو چیزیں آپس  
 میں جدا نہ ہونگی۔ اور وہ کتاب خدا اور میرے اہل بیت ہیں۔ پس کتاب خدا سے دستبردار نہ ہونا۔ وہ محبت و

برہان و گواہ عادل مسلمانوں کی ہے اور جنہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ وہ ان سے بروقیامت محاسبہ کرے گی۔ اور ان کے پاؤں کو صراط سے پھسلا دے گی۔ اسے گروہ انصار میری نصرت و اعانت کرو۔ میرے اہل بیت کے حق میں کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ کتاب خدا ان سے جدا نہ ہوگی۔ جب تک کہ مجھ پر حوض کوثر پر وارد نہ ہوں۔ جانتا چاہیے کہ اسلام مانند پھت کے ہے۔ اور اس کے کبھی اطاعت و متابعت امام کی ہے اسے گروہ مسلمانان ہرگز میرے اہل بیت سے دستبردار نہ ہونا۔ کہ یہ چراغ نمائے راہ ہدایت اور معدن ہائے علم اور پختہ ہائے حکمت ہیں۔ ان پر ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں کا پہلا علی ابن ابی طالب ہے کہ وہ میرا وصی اور میرا امین ہے اور میرا وارث ہے اور وہ مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ ہے موسیٰ سے لے کر وہ انصار فاطمہؑ میری درگاہ حرمت ہے۔ اور گھر اس کا میرا گھر ہے۔ جس نے اس کی حرمت کو ضائع کیا۔ اس نے حرمت خدا کو ضائع کیا۔ پس حضرت امام موسیٰ بن جعفر بہت روئے اور کہا۔ اے مادر بزرگوار تمہاری حرمت کو ضائع کیا۔ اور تمہاری درگاہ جلالت کی توقیر اور حرمت خدا کی رعایت نہ کی۔ پھر امام نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ نے ہماجرین وصیائے رسولؐ از ہماجرین۔ کو جمع کیا۔ اور کہا۔ ایھا الناس حضرت رب العزت نے مجھے بلا یا ہے۔ اور بہت جلد دعوت حق قبول کرتا ہوں۔ اور میں شتاق نقائے پروردگار اور آرزو مند ملاقات برادران یعنی پیغمبران گذشتہ ہوا ہوں۔ اور تم کو مانند بہائمے سردار نہیں چھوڑتا ہوں۔ بلکہ تمہارے کام کو اپنے وصی یعنی علیؑ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور جو کچھ تمہارے لئے ضرور ہے وہ میں نے علیؑ کے لئے کہہ دیا ہے۔ پس عمرؓ نے اٹھ کر کہا۔ کہ یا حضرت آپ نے حکم خدا اس وصیت کو فرمایا۔ یا کہ اپنی طرف سے حضرت نے فرمایا۔ اے عمر بیٹھ جا۔ میں نے حکم خدا اور حکم علیؑ کو وصی کیا ہے۔ اور میرا حکم خدا کا حکم اور میری اطاعت خدا کی اطاعت اور میری محصیت خدا کی محصیت۔ جس نے میرے وصی کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ یہ فرما کر حضرت نے غضب آورد و خشمناک ہو کر ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا۔ ایھا الناس۔ میری وصیت غور سے سنو۔ جس نے میرا ایمان اختیار کیا۔ اور میری پیغمبری کی تصدیق کی۔ میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ ولایت اور اطاعت علیؑ کی قبول کرے اور تصدیق کرے۔ کہ اس کی ولایت میری ولایت اور میری ولایت پروردگار کی ولایت ہے۔ مجھے جو کچھ لازم تھا وہ تم سے کہہ دیا۔ چاہے کہ اس میرے کلام کو حاضرین غیر حاضرین تک پہنچادیں۔ تحقیق کہ علیؑ علم اعظم ہے جو اس سے پہلے رہ گیا۔ اور جس نے اس پر سبقت کی۔ اس کی راہ جہنم کی طرف ہے۔ علیؑ کو چھوڑ کر دائیں بائیں بھٹکا پھرا اور ہلاک اور گمراہ ہو گا۔ یعنی نے بسند مجتہد حضرت موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے۔ امام نے فرمایا میں نے اپنے بزرگوار سے پوچھا آیا ایسا نہ تھا۔ کہ حضرت امیر المؤمنین کا تب وصیت نامہ رسول خداؐ نے حضرت رسولؐ نے سمجھا دیا اور جبرئیلؑ



دلائل مقررین گواہ تھے۔ حضرت ۵: اداق نے ایک لمحہ سکوت فرمایا۔ اور بعد اس کے ارشاد کیا کہ لہا ہی تھا۔ جیسا تم نے بیان کیا۔ دلیکن جب وقت وفات حضرت رسولؐ ہوا۔ جبرئیلؑ جانب خداوند جل جلالہ سے نامہ لکھ کر مہر کر کے ہمراہ امینان خداوند عالمیان و ملائکہ مقررین حاضر ہوئے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ جو لوگ آپ کے پاس ہیں ان کو باہر کر دیجئے اور علیؑ ابن ابی طالب اپنے وصی کو اپنے پاس رہنے دیجئے کہ نامہ آسمانی مجھ سے لے لیں۔ اور آپ مجھے گواہ کیجئے کہ علیؑ نے نامہ لے لیا۔ اور علیؑ حاضر ہوئے کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے اس پر عمل کریں۔ پس حضرت نے فرمایا۔ کہ بغیر علیؑ ابن ابی طالب جو لوگ موجود ہیں۔ سب کو باہر کر دیں۔ اور فاطمہ علیہا السلام پردہ میں بیٹھی تھیں پس جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ تمہارے پروردگار نے سلام کہلے اور فرمایا یہ نامہ وہ نامہ ہے جس کا شبہ معراج اور علاوہ اس کے میں نے تم سے شرط اور عہد کیا تھا۔ اور میں خود گواہ ہوا تھا۔ اور ملائکہ کو تم پر گواہ کیا تھا۔ باوجودیکہ میں خود گواہی کے واسطے کافی ہوں۔ جب حضرت رسولؐ نے یہ سنا اعضائے بدن خوف الہی سے کانپنے لگے۔ اور فرمایا۔ اے جبرئیلؑ میرا پروردگار جمع نقص سے سالم ہے اور اسی سے سب سلامتی ہے اور اسی کی طرف سب تہمت ہے میرے پروردگار نے سب فرمایا۔ اور اپنے وعدہ کی وفا فرمائی۔ وہ مجھے نامہ دو۔ جبرئیلؑ نے وہ نامہ حضرت کو دیا۔ اور کہا آپ جناب امیرؑ کو دیجئے۔ حضرت نے جب وہ نامہ جناب امیرؑ کو دیا فرمایا۔ اے علیؑ پڑھو۔ جناب امیرؑ نے نامہ حرف آخر تک پڑھا حضرت نے فرمایا۔ یہ عہد میرے پروردگار کا مجھ پر ہے اور وہ شرط ہے کہ مجھ سے لی ہے اور یہ امانت اس کی میرے پاس ہے۔ اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا۔ اور جو شرط خیر خواہی امت تھی اس کی تعمیل اور ادا اے رسالت کر دی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں میرے پروردگار آپ پر خدا ہوں۔ آپ نے تبلیغ رسالت اور خیر خواہی امت فرمادی۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور میرے کان اور آنکھیں اور گوشت اور خون گواہی دیتے ہیں۔ پس جبرئیلؑ نے کہا۔ میں بھی آپ دونوں کے ساتھ کلام پر منجملہ گواہ ہوں۔ پس حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ میری وصیت تم نے قبول کی۔ اور اس کو سمجھ لیا۔ اور واسطے میرے اور خدا کے ضامن ہوئے جو کچھ اس عہد نامہ میں لکھا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ

**بیان عہد نامہ حضرت رسولؐ**۔ میرے پروردگار آپ پر خدا ہوں۔ تعمیل اس حکمنامہ کی مجھ پر ہے۔ اور میں خدا سے امیدوار ہوں کہ وہ میری نصرت و مدد فرمائے اور توفیق عطا کرے کہ میں اس نامہ پر عمل کروں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ میں چاہتا ہوں کہ تم پر کسی کو گواہ کروں کہ جب تم میرے پاس روز قیامت آؤ۔ تو وہ گواہی دیں کہ میں نے حجت تم پر تمام کی۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں آپ گواہ لیں حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور ملائکہ مقررین حاضر ہیں۔ اور میرے تمہارے درمیان گواہ ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ اے ملائکہ گواہ رہو۔ اور یا حضرت میں بھی انہی کو گواہ کرتا ہوں۔ میرے مال باپ آپ پر خدا ہوں۔ حضرت رسولؐ نے

ملائکہ کو گواہ کیا۔ اور منجملہ جمیع شرائط میں شرط پر جبرئیلؑ کو حکم خداوند جلیل گواہ کیا۔ یہ بھی کہ یا مئی جو کچھ اس نامہ میں ہے اس پر وفا کرو۔ اور اس نامہ میں لکھا ہے کہ خدا اور رسولؐ خدا کے دوست سے دوستی کرنا۔ اور دشمن سے دشمنی کرنا۔ اور بیزاری کرنا۔ اور اپنے حق تلف ہو جانے اور جس غضب ہو جانے اور ہتک حرمت پر صبر کرنا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ بہت اچھا یا رسول اللہؐ میں نے قبول کیا۔ پس جناب امیرؑ فرماتے ہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ اس پر دروگاری کی۔ جس نے دانا شگافتہ کیا اور خلاق کو پیدا کیا۔ میں نے جبرئیلؑ سے سنا کہ کہتے تھے۔ یا نبی اللہؐ علیؑ کو آگاہ کرو۔ کہ ان کی ہتک حرمت کریں گے۔ اور ان کی حرمت خدا اور رسولؐ کی حرمت ہے اور ان کی ریش مبارک کو ان کے خون سے خضاب کریں گے۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جب جبرئیلؑ سے میں نے یہ کلمہ سنا۔ یہ ہوش ہو کر منہ کے بل گر پڑا۔ اور میں نے کہا۔ قبول کیا اور راضی ہوا۔ ہر چند میری ہتک کریں اور سنتھائے رسولؐ کو ترک کریں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کریں اور کعبہ کو خراب کریں۔ اور میری دائرہ میرے خون سے رنگین کریں۔ میں سب حال میں صبر کروں گا۔ اور اپنے خدا سے امید اجر رکھوں گا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس مظلوم آؤں۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے فاطمہؑ کو صبیحہ کو بلایا۔ اور ان کو بھی مثل جناب امیرؑ آگاہ کیا۔ اور انہوں نے بھی مثل جناب امیرؑ قبول کیا۔ پس وصیت نامہ **بیان سپردگی وصیت نامہ**۔ ہر مہر ہائے طلائی بہشت سے مہر کی کہ آگ اس طلاک نہ پہنچی تھی۔ اور نامہ جناب امیرؑ کے سپرد کیا۔ جب حضرت امام موسیٰؑ نے یہاں تک بیان فرمایا۔ راوی نے پوچھا۔ اس وصیت نامہ میں کیا لکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ سنتھائے خدا اور رسولؐ خدا۔ راوی نے پوچھا۔ آیا اس وصیت نامہ میں لکھا تھا۔ کہ منافق عقبہ خلافت جناب امیرؑ کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ واللہ جو کچھ ان لوگوں نے کیا۔ وہ سب کچھ اس میں درج تھا مگر تو نے قول حق تعالیٰ نے سنا۔ انا نحن نحي الموقوف و ککتب ما قد هو اثارہم و کل شیء احصینا کافی امامہ مبین۔ یعنی زندہ کرتا ہوں مردوں کو اور لکھتا ہوں جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا۔ اور جو کچھ بعد ان کے حالات بد ہونے والا ہے اور سب چیزوں کو میں نے احصا کیا ہے امام مبین یعنی لوح محفوظ یا امیر المؤمنینؑ میں۔ پس حضرت نے فرمایا۔ کہ رسولؐ خدا نے جناب امیرؑ اور جناب فاطمہؑ سے ارشاد فرمایا۔ کہ آیا تم مجھے جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا۔ اور تم نے قبول کیا۔ کہ اس پر عمل کرو گے۔ کہا ہاں ہم نے قبول کیا جو حق قبول کرنے کا ہے اور ہم اس پر صبر کریں گے۔ جو ہم پر دشوار ہوگا۔ اور ہم کو عہد میں لائے گا سید ابن طاووسؑ نے حضرت امام موسیٰؑ کا ظم سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ حضرت رسولؐ نے مجھے وقت وفات بلایا۔ اور مکان میں خلیہ کر دیا۔ مگر جبرئیلؑ و میکائیلؑ اس مکان میں تھے۔ اور میں ان کی آواز سنتا تھا۔ مگر ان کو دیکھتا نہ تھا۔ پس حضرت نے وصیت نامہ انہی جبرئیلؑ سے لیا۔ اور مجھے دیا۔ اور فرمایا۔ مہر کھول کر پڑھو۔ میں نے سب پڑھا۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ نامہ جبرئیلؑ

خداوند جلیل کی طرف سے تمہارے واسطے لائے ہیں۔ جب میں نے بڑھاپا سب موافق وصیت رسولؐ پایا۔ کہ جو مجھ سے وصیت کر چکے تھے۔ اور اس وقت حضرت میرے سینے سے تکیہ فرما ہوئے تھے۔ پس فرمایا میرے سامنے آؤ۔ اور جبرئیلؑ نے حضرت کا تکیہ اپنا سینہ کیا۔ اور میکائیلؑ داہنی جانب بیٹھے۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ اپنی مٹھپیاں بند کر لو۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ میں تم سے دو امینان پروردگار عالمیان یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ کے سامنے عہد لیتا ہوں۔ اور تم کو بحق دوزرگوار یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ قسم دیتا ہوں۔ کہ قبول کرو اور عمل کرو۔ اور جو کچھ اس وصیت نامہ میں لکھا ہے۔ بصبر و شکیبائی و بردباری گاری میری سنت اور میرے طریقے پر نہ بطریقہ بدعت اور قبول کرو برنیت درست اور یہ دل قوی کہ جو تم کو خدا نے دیا ہے۔ پس اپنا دست مبارک میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان داخل فرمایا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان کوئی چیز گر پڑی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان علم و حکمت ڈال دی۔ اور کوئی مسئلہ اور حکم تم پر مخفی نہ ہوگا۔ اور جب تمہارا وقت وفات کے تم بھی اپنے وصی سے اسی طرح وصیت کرنا پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ عنوان وصیت نامہ کا یہ تھا۔

**مضمون وصیت نامہ۔** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یہ وصیت و عہد و پیمانہ محمد بن عبد اللہؐ بکلم الہی جانب وصایت پناہ علی ابن ابی طالب امیر مومنان ہے اور آخر وصیت نامہ میں لکھا تھا کہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اس وصیت پر جو محمدؐ نے علیؑ کو کی ہے گواہ ہوئے اور علیؑ نے اس وصیت کو قبول کیا۔ اور ضامن ہوئے۔ جو کچھ اس میں لکھا ہے۔ اس پر عمل کریں جس طرح ضامن ہوئے یوشیح بن نون واسطے موسیٰ بن عمران کے اور شمعون بن حمون واسطے عیسیٰ بن مریم اور جس طرح ضامن ہوئے اوصیا پہلے ان کے واسطے پیغمبروں کے باوجود کہ محمدؐ بہترین پیغمبران اور علیؑ بہترین اوصیا ہے۔ اور محمدؐ نے علیؑ کو ولی امر خلافت کیا اور عہد کیا کہ بعد محمدؐ کے کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ نہ واسطے علیؑ کے اور نہ واسطے اوروں کے اور خدا اس سب پر گواہ۔ پس حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب وصایا بائے رسولؐ تمام ہوئیں۔ فرمایا۔ یا علیؑ جواب اپنا متیار کھو کہ کل بروز قیامت نزدیک حق تعالیٰ اور اگر تاہوگا۔ تحقیق کہ میں بروز قیامت تم پر حجت تمام کروں گا۔ حلال و حرام و حکم و مشابہ کتاب خدا سے جس طرح بھیجا ہے اور جس طرح میں نے تم کو بفرافض و احکام امر کیا ہے اور نیکی کا حکم دینا ہے اور بدی سے منع کیا ہے۔ اور اقامت حدود خدا اور نماز کا برپا رکھنا اور زکوٰۃ کا مستحقوں کو دینا اور حج خانہ خدا اور جہاد راہ خدا میں۔ پس یا علیؑ تم کیا جواب دو گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ میرے مال باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں اس کرامت اور منزلت کا امیدوار ہوں۔ جو آپ کو خدا کے نزدیک ہے۔ اور ان نعمتوں کا جو حق تعالیٰ نے آپ کو عطا کیں ہیں۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا۔ اس کی بجا آوری پر میرا پروردگار میری نصرت کرے گا۔ اور آپ کی سنت اور

**بیان قبول وصیت تامہ**۔ طریقہ پر ثابت قدم رکھے گا۔ یا حضرت جب بروز قیامت میں آپ سے ملاقات کروں، خدا سے امید وار ہوں کہ کوئی تقصیر مجھ سے اور تفریط میں نے نہ کی ہو۔ اور آخر تجالت آپ کی جبین مبین پر میری جانب سے نہ ہو۔ آپ برے سے میرا منہ اور میرے مال باپ کا منہ نہ ہو۔ بلکہ یا حضرت میرے مال باپ کو اور مجھے اپنا مطیع اپنی وصیت اور طریقہ سنت میں پائیں گے۔ جب تک کہ زندہ رہوں اور اسی طرح ہر ایک امام کو تیرے فرزندوں میں سے جناب امیر نے فرمایا۔ جب کلام بیان تک پہنچا۔ ایک شعلہ حسرت میرے سینہ میں بھڑکا۔ اور اپنے سینے کو حضرت پر گرا دیا۔ اور اپنا منہ حضرت کے منہ پر رکھ کر ایک نعرہ بلند کیا۔ کہ داحسرتا اس وحشت و تنہائی پر جو بعد آپ کے آئے گی۔ میرے مال باپ آپ پر نرا۔ افسوس اس حسرت و وحشت پر آپ کی دختر بزرگوار اور آپ کے فرزندان بقیر اسکے کہ ایک لحظہ بغیر آپ کے دیکھے ان کو آرام نہیں اور افسوس اس غم جاںگذاز اور اندوہ دور دراز پر آپ ایسے دمساز کی مفارقت پر کہ بعد آپ کے ہمارے گھر سے خبر پائے بارگاہ آسمانی منقطع ہو جائیں گی۔ نہ جبرئیل سے خبر اور نہ میکائیل سے اثر پائیں گے۔ پس ہمارے سامنے حضرت رسول متوجہ رب الارباب ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ بیسیاں اور بیسیاں حجرہ ظاہرہ میں آئیں۔ اور صدائے توجہ و ناری بلند ہوئی۔ ہماجرین و انصار باہر کھڑے نالہ و الحوادہ و اسیلہ آسمان ختم تک پہنچاتے تھے۔ حضرت نے چشم کھول کر جناب امیر کو طلب فرمایا۔ جناب امیر المؤمنین آئے۔ حضرت نے جناب امیر المؤمنین کو آپ نے سینے سے لگایا۔ اور کہا اے برادر محمد خدایتھے مجھ دے اور تجھے توفیق رفیق عطا فرمائے اور تجھے بلند آواز کرے اے برادر جب میں دنیا سے رحلت کروں اور منافقین امت خدا تجھ سے متفرق ہو کر قبل غسل و دفن تو تم ان کی طرف نہ جانا۔ اور ان سے اپنا حق طلب نہ کرنا جب وہ خود تم کو بلاتے نہ آئیں۔ اس لئے کہ یا علی تمہاری مثال کعبہ کی مثل ہے کہ وہ اپنی جگہ ثابت و قائم ہے۔ مگر تمام لوگوں کو لازم ہے کہ اطراف عالم سے کعبہ کی طرف آئیں۔ اور یا علی تم علم و ہدایت اور روشنی زمین و آسمان ہو اے برادر بختی پروردگار جس نے مجھے براستی بجانب خلق بھیجا ہے۔ قسم کھاتا ہوں۔ کہ تیری امامت اور تیرے وجوب متابعت کا حکم میں نے سب کو پہنچا دیا۔ اور سب سے اقرار اور بیعت میں نے لے لی۔ اور سب انہما بفرمان برداری کیا۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ میرے عہد بردفانہ کریں گے۔ یا علی! جب میں بجانب عالم بقارحلت کروں اور میرے غسل دکھن اور نماز سے فرصت ہو بیٹھو۔ قرآن کو بترتیب جس طرح خدا نے بھیجا ہے صحیح کرو۔ اور جو کچھ میں نے تم کو حکم کیا ہے مجھا لاؤ۔ اور ملامت خلق سے پردا نہ کرنا جو رد ظلم امت سے صبر کرنا۔ یہاں تک کہ میرے پاس آؤ پس حضرت فاطمہ و حسن و حسین کو بلایا۔ اور باقی سب کو گھر سے باہر کر دیا۔ ام سلمہ کو حکم دیا کہ نزدیک دروازے کے کھڑی ہوں۔ اور کسی کو دروازے کے پاس نہ آنے دیں پس فرمایا۔ یا علی! میرے نزدیک آؤ۔ کہ اب وقت و داع ہے۔ پس

اپنی نور دیدہ فاطمہؑ کا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا۔ اور دست مبارک سے جناب فاطمہؑ کا ہاتھ پکڑا کر ایک ساعت بچشم حسرت و یاس دونوں صاحبوں کو دیکھا کئے اور اشک حسرت دیدہ حضرت پر جاری تھے۔ جب چہاہتے تھے۔ کچھ کہیں رقت مانع ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام اہل بیت رونے لگے۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا۔ اسے پر بزرگوار آپ نے اپنے رونے سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور میرے جگر کو جلا دیا۔ اور میرے سینہ پر حسرت میں آگ

**بیان رخصت رسولؐ اور اہل بیت۔** بحر کا دی۔ اے سید پیغمبران، اے بہترین گزشتگان و آئندگان، اے امین پروردگار عالمیان اے رسول خداوند رحمان اپنے حبیب منان آپ کے بعد میرے فرزندوں کی کون حمایت کرے گا۔ اور آپ کی امت سے جو ذلت مجھے پہنچے گی۔ اس وقت کون میری مدد کرے گا۔ کون اس وقت جو رو بیداد امت سے جو علیؑ کو کہ ناصردین خدا ہے پہنچے گی فریاد رسی کرے گا۔ کون بعد آپ کے وحی خدا نے گا۔ اور حکم خدا لوگوں کو پہنچائے گا۔ یہ کہہ کر اپنے پدر بزرگوار کے سینے سے پیٹ گئیں۔ منہ سے بوسے لینے لگیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ نالہ آہ جگر تراش آسمان تک بلند تھی۔ حضرت رسولؐ نے امام حسنؑ اور حسینؑ کو گود میں لیا۔ اور ہر ایک کو دایع کیا۔ عدلے الوداع الوداع و خروش الفراق الفراق زمین سے آسمان تک بلند ہوا۔ پھر فاطمہؑ زہرا کا ہاتھ علی ابن ابی طالب کے ہاتھ میں

**وصیت مخصوص بحق فاطمہؑ۔** دیا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ یہ امانت خدا اور امانت رسول خدا ہے۔ کہ بحسرت خدا اور حسرت رسول خدا اس کے حق میں رعایت کرتا۔ اور جانتا ہوں کہ رعایت کرے گا۔ یا علیؑ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ بہترین زنان گزشتگان و آئندگان ہے اور بخدا سوگند یہ مریم سے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہے اور بخدا سوگند کہ میری جان اس جگہ تک نہیں پہنچی مگر یہ کہ حق تعالیٰ سے اور تمہارے لئے میں نے سوال کیا جس میں تمہارے واسطے خیر ہے۔ اور جو کچھ میں نے مانگا۔ وہ خدا نے عطا فرمایا۔ یا علیؑ میں نے چند امور بامر جبرئیلؑ خداوند جلیل کی طرف سے میں نے فاطمہؑ سے کہے ہیں وہ تم سے کہے گی۔ جو کچھ وہ کہے اس پر عمل کرنا۔ یا علیؑ واضح ہو جس سے میری دفتر رائی ہے۔ میں اس سے راضی ہوں۔ اور اسی طرح پروردگار عالمیاں اور ملائکہ زمین و آسمان اس سے خوشنود ہیں جس سے فاطمہؑ خوشنود ہے۔ اے علیؑ دانتے اس پر جو تم کرے۔ اور عذاب جہنم اس کے لئے ہے جو اس کا حق غضب کرے اور ہلاکت اس کے لئے ہے جو اس کی ہتک و عزت کرے اور برا حال اس کا جو اس کے گھر کا دروازہ جلائے اور عذاب الیم اس پر جو اس کے دوست کو اذیت پہنچائے اور اسفل درجات جہنم اس کے لئے ہے جو اس سے نزاع و جگ کرے۔

**وصیت مخصوص جناب فاطمہؑ۔** خداوند میں ان لوگوں سے بیزار ہوں۔ اور وہ مجھ سے بیزار ہیں پھر حضرت رسولؐ نے ان لوگوں کے نام لئے جن سے یہ تمام افعال زشت و ظلم و جور صادر ہوں گے۔ پس فاطمہؑ اور حسینؑ کو

گود میں لیا۔ اور کہا۔ خداوند! میں ان کا اور ان کے شیعوں کا یا در دشمن ہوں۔ کہ ان کے سب دشمن داخل جہنم ہوں گے اور جو لوگ ان سے دشمنی کریں یا ان پر تم کھریں یا ان پر سبقت کریں یا ان سے پیچھے رہ جائیں اور ان کی متابعت و پیروی نہ کریں۔ میں ان سے دشمنی و مخالفت کروں گا۔ اور میں دشمن ہوں کہ ان کے سب دشمن داخل جہنم ہوں گے۔ پھر تین مرتبہ فرمایا۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان سے راضی نہ ہوں گا۔ جب تک اسے فاطمہؑ تو ان سے راضی نہ ہوگی۔ اور میں ان سے خوشنود نہ ہوں گا۔ جب تک تو ان سے خوشنود نہ ہوگی۔ بعد اس کے جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا۔ اور کہا۔ یا علیؑ! بعض ازواج میرے بعد تم سے جلال اور نزاع کرینگی۔ اور... بیشکر گراں لے کر تم پر خرد چ کرے گی۔ اور ایک دوسرے کو اجازت دیکھ کر تیرے لئے لشکر جمع کرے۔ اور دونوں آپس میں تیری عداوت پر یکساں ہونگی۔ یا علیؑ! اس وقت تم کیا کرو گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت اگر ایسا کریں گی۔ تو پہلے کتاب خدا ان پر حجت کروں گا۔ اگر اس کو قبول نہ کریں گی۔ آپ کی سنت اور جو کچھ کہ آپ نے میری اطاعت کے وجوب میں فرمایا ہے اور میرے حق کے بارے میں ارشاد دہا ہے۔ اس سے ان پر حجت لاؤں گا۔ اگر اس کو بھی نہ مانیں گی۔ خدا اور رسولؐ خدا کو ان پر گواہ کر کے ان سے قتال کروں گا۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ! ان سے لڑنا اونٹ کو پے کرنا۔ اور پروانہ کرنا پس فرمایا۔ خداوند! تو گواہ رہ۔ بعد اس کے کہا۔ یا علیؑ! یہ اگر ایسا کریں اس وقت ان کو طلاق دینا اور مجھ کو بیگانہ جاننا کہ دونوں مجھ سے دنیا و عقیقی میں بیگانہ ہیں اور ان کے ساتھی و بال اعمال ہیں انکے شریک ہیں۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ! ظالموں کے تم پر صبر کرنا۔ واضح ہو کہ کفر و تفریق و تفاق لوگوں میں پھیلے گا۔ خلافت غیر کو اختیار کریں گے۔ اور زمانہ اس سے بدتر و ستمناک ہوگا۔ اور اس طرح تیسرا بھی ہوگا۔ جب وہ قتل ہوگا۔ یا علیؑ! تمہارے واسطے ایک گروہ شیعہ جمع ہوگا۔ اور تم ان کے ہمراہ ناکثان و ماتران و قاسطان سے جہاد کرو گے ان پر نفرین کرو گے۔ کہ یہ اور ان کے دوست گروہ کفر و تفریق ہیں۔ جب رات ہوئی پھر علیؑ و فاطمہؑ اور حسینؑ کو وصیت از جناب فاطمہؑ طلب کیا۔ اور فرمایا۔ گھر کا دروازہ بند کر لیں کہ بغیر ان کے کوئی نہ ہو۔ پس جناب فاطمہؑ کو قریب بلایا اور کچھ امر بیان فرمائے جب اہل بیت نے دیکھا کہ حضرت رسولؐ جناب فاطمہؑ سے ملازبان کر رہے ہیں۔ سب کے سب باہر چلے گئے۔ اور قریب دروازہ کھڑے ہوئے۔ اور اکثر لوگ دروازے کے باہر تھے۔ اور حضرت کی بیبیاں دیکھ رہی تھیں کہ جناب امیرؑ اور حسنؑ و حسینؑ قریب دروازہ کھڑے ہیں۔ پس عائشہؑ نے کہا۔ وہ کون امر عظیم ہے جس کے لئے تم کو باہر کر کے اپنی بیٹی سے تخلیہ کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس لئے تخلیہ کیا ہے کہ جو کچھ چند نفر نے صلح و مشورہ کیا ہے اور اس کے انجام کرنے میں کوشش کر رہے ہیں۔ اس کو بیان کریں جب عائشہؑ نے یہ سنا اور جاتا۔ کہ اہل بیت اس راز

پر مطلع ہو گئے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اس وقت فاطمہ نے مجھے ملایا۔ جب میں گیا۔ دیکھا۔ حضرت رسول کا غیر حال ہے۔ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں بے اختیار رونے لگا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے علی کیوں روتے ہو۔ یہ وقت تعزیت نہیں بلکہ وقت وصیت ہے میرا وقت مفارقت نزدیک ہے۔ اور حق تعالیٰ نے میرے عقوبی کو سرمے دینا پر میرے لئے اختیار کیا ہے۔ اے برادر تم کو خدا کو سونپا اور مجھے غم و اندوہ اس کا ہے کہ بعد میرے تم پر اور فاطمہ پر ظلم و ستم کریں گے اور ایک گروہ منافقان امت نے اتفاق کیا ہے کہ تم پر ظلم کریں۔ اور میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا ہے۔ اور اس نے میری امانت قبول کی۔ یا علی میں نے فاطمہ کو چند وصیتیں کی ہیں اور اس کو حکم کیا ہے۔ وہ تم سے بیان کرے۔ پس جو کچھ فاطمہ کے اس کو بجا لانا۔ اور سچ جانا۔ کہ وہ صادق البیان اور راست گفتار ہے۔ پھر دوسری مرتبہ اس کو ہر طرف عصمت کو آغوش مبارک میں لیا اور سر کے پوسے لے کر فرمایا۔ اے فاطمہ باپ تجھ پر قدامیہ میں کرنا اور کہا۔ بخدا سو گند فلاں نہ کرنا۔ گریہ و زاری اور فریاد بلند فرمائی۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت نے فاطمہ کو آغوش مبارک میں لیا اور کہا۔ بخدا سو گند فلاں نہ کرنا۔ تیسری مرتبہ سے انتقام لے گا۔ اور تیسرے غضب سے غضب فرمائے گا۔ ہلاکت اور عذاب الیم و آتش جہنم تیرے دشمنوں اور ستکاروں کے لئے جیتا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اس وقت حضرت کی آنکھوں سے آنسو مانند باران ریش مبارک پر بہنے لگے اور چادر جو حضرت کے منہ پر پڑی تھی آنسوؤں سے بھیک گئی اور اس قدر رونے کہ میرا جگر حضرت کے رونے پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس وقت ہر مبارک حضرت رسول مقبول میں اپنے سینے سے لٹکتے ہوئے تھا۔ اور حضرت مجھ پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ اور فاطمہ زہرا کو اپنے سینے سے لٹکتے ہوئے تھے۔ اور حسنین حضرت کے قدموں مبارک پر جو رہے تھے اور اپنی آنکھوں سے مل رہے تھے اور بعد لٹے بلند رہے تھے اور جبرئیل بھی اس وقت موجود تھے۔ اور میں ان کے رونے کی آواز سن رہا تھا۔ اور گریہ و زاری حضرت فاطمہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا زمین و آسمان گریہ و فغاں کر رہے ہیں۔ حضرت رسول نے فرمایا۔ اے دختر گرامی وصیت حضرت رسول بجا تیب فاطمہ۔ خدا میری جانب سے تجھ پر خلیفہ ہے اور خدا تم پر اچھا اور نیک خلیفہ ہے۔ تم اس خدا کی جس نے مجھے حق بھیجا ہے کہ جمیع آسمان زمین اور کچھ ان میں ہے اور عرش اعلیٰ و اسکان عالم بالا تیرے رونے سے رونے اور تیری نالہ و زاری سے گریہ و فغاں میں آئے اے فاطمہ بخدا سو گند بہشت جمیع خلقات پر حرام ہے جب تک میں نہ داخل ہوں اور میرے بعد تو اے دختر خوش خوش زیور و جامہ لٹے بہشت پہننے داخل بہشت ہو گی۔ اے فاطمہ نعمتہائے بہشت تھے گوارا ہوں اے فاطمہ بخدا سو گند تو سب زنان بہشت سے بہتر ہے۔ اے بیٹی بروز قیامت جنم ایسا خوش کرے گا کہ جمیع ملائکہ مقربین اور تمام پیغمبر اس کی دہشت سے بیہوش ہو جائیں گے۔ اس وقت حق تعالیٰ جنم کو حکم کرے گا۔ کہ

اے جہنم تجھے میری عزت کی قسم ساکن ہو جا۔ اور بتھم جا۔ کہ فاطمہ بنت محمدؑ تجھ پر سے جانب بہشت گزر جائے۔ اور تیرا غبار و دھواں اس کے دامن عزت تک نہ پہنچے پائے۔ اے بیٹی بخدا سوگند اس طرح تو داخل بہشت ہوگی۔ کہ داہنی جانب حسنؑ اور بائیں جانب حسینؑ ہوں گے۔ یہاں تک کہ اعلانے غرغزہ ہائے بہشت پر آکر مقام محشر تک پہنچے گی۔ اور علم حمد علیؑ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور بخدا سوگند خدا اس روز تیرے دشمنوں سے دشمنی کرے گا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے تیرا حق غضب کیا ہے اور تیری محبت اور موت کو قطع کیا ہے اور بھرت پر تمہارا دروغ رکھی ہے وہ پیشمان ہوں گے۔ اور ملائکہ ان کو میرے پاس لے جا کر جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں

لے فابی ابو بکر ان یدفع الی فاطمہ تشییحاً فوجدت فاطمہ علی ابی بکر فی ذالک قال  
 فہجرت قلبہ تکلمہ حتی توفیت وعانت بعد رسول اللہ سنتہ اشکرت آوفیت ونفھا نروجھا  
 علی ابن ابی طالب لیلاد لہ یوزن بھا ابوبکر وصلی علیہما علی (صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۰۷) عروہ بن زبیر حضرت عائشہ  
 کی زبان ہدایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ کے طلب میراث پر حضرت ابوبکر نے فکر دینے سے انکار کر دیا۔ فاطمہ  
 ابوبکرؓ غضبناک ہوئیں اور ابوبکر سے قطع تعلق کر لیا۔ یہاں تک وفات پائی اور بعد رسولؐ کچھ ماہ زندہ رہیں۔ حضرت علیؑ  
 نے نماز جنازہ پڑھائی اور شب میں دفن کیا اور شرکت جنازہ کی ابوبکر کو اجازت نہ دی۔ عن سلمہ بن عبد الرحمن  
 قال لما حبس ابوبکر علی المتبرکاف علی والزبیر وناس من بنی ہاشم فی بیت فجاہ عمر الیہم فقال والآن  
 نفھی بید لا تخرجن الی البیت ولا حرقن البیت علیکم (شرح ابن ابی الحدید ص ۱۰۷) ان عمر ضرب بطن فاطمہ  
 علیہا السلام لوم البیت حتی التقت المحسن من بطنھا وکلن یصیح احرقھا بمن فیھا وما کان فی الدار  
 علی فاطمہ والحسن والحسین (کتاب الملل والنحل مطبوعہ مصر ص ۱۰۷) یعنی حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بیعت کے دن فاطمہؑ پر اپنے شکم  
 مطھر پر ضرب لگائی۔ جس کی وجہ سے عمن نامی بچہ شکم سے ساقط ہو گیا اور حضرت عمر نے بلند آواز سے کہا۔ جلا داس گھر کو اور جس میں ہیں  
 اور اس میں علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ ان واقعات کو تاجدارِ دو عالم کی نظرِ دردین دیکھ رہی تھی کہ میرے بعد میری بیٹی سے یہ ہوگا۔ تو  
 آپ اپنی بیاری بیٹی کو ان واقعات کی طرف اشارہ کر کے یہ فرما رہے تھے جو علامہ موصوفی خطبہ رسالت دے رہے ہیں اور ان لوگوں کے انجام  
 سے بھی بیٹی کو خبر دے کر ان الفاظ میں آپ دل زہر کو مسرور کر رہے تھے۔ عن ابی ہریرہ ان رسول اللہ قال یرو علی القیمۃ رھط  
 من اصحابی فیقال انک لاعلم لک ما احد تو بعد انک انھم ارتد واعلیٰ ادبا ھذا انھم قہری قال صلعم  
 فاقول صحفا من غیر یحلی۔ (بخاری تشریح باب الرقان جلد دوم ص ۱۰۷) ابوبکر نے کہا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔  
 قیامت کے روز ایک جماعت صحابہ میرے اوپر پیش ہوگی۔ اور مجھے کہا جائے۔ اے نبی کیا تو نہیں جانتا۔ انہوں نے میرے بعد کیا کیا  
 بدعتیں کیں۔ میں کہوں گا کہ درود کرو دو کرو۔ جنہوں نے میرے بعد دین میں تغیر و تبدل کیا۔ (کوثر بھیریلوی علی حدیث)



کوں گایہ میری امت سے ہیں۔ اور ملائکہ کہیں گے انہوں نے تیرے بعد دین بدل دیا۔ اور راہ جہنم اختیار کی۔ بعد اس کے حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ وفا طمہ یہ منوط ہے جسے جبرئیلؑ بہشت سے میرے لئے لائے ہیں۔ اور تم کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں اس منوط کو آپس میں تقسیم کریں۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ اس کا ثلث آپ کا ہے اور باقی کو علیؑ ابن ابی طالب تقسیم کریں۔ پس حضرت رونے لگے اور فاطمہؑ کو آغوش میں لیا۔ اور فرمایا۔ تو ہمیشہ سے توفیق و ہدایت والہام یافتہ ہے۔ جو کچھ تو نے کہا۔ موافق رضائے الہیٰ کہا۔ یا علیؑ باقی منوط کے تم دو حصے کرو۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت کچھ باقی ہے۔ اس کا نصف حصہ فاطمہؑ کا ہے اور نصف جو باقی بچا۔ اس کو جیسا فرمائیے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا نصف تمہارا ہے اور وہ تم نصف ہے

**بیان اخبار آئینہ زبانی رسولؐ**۔ لو۔ اور جیسا مناسب جا تو صرف کرو۔ پھر کہا۔ یا علیؑ میرے فرض کے تم ضامن ہونے کہ ادا کرو۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا حضرت میں ضامن ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوند! تو گواہ رہنا۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ تم مجھے غسل دو اور سوائے تمہارے اور کوئی مجھے غسل نہ دے کہ اندھا ہو جائے گا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ کیوں یا رسول اللہؐ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ نے جناب رب جلیلؑ کی طرح کہا ہے کہ بعد تمہارے انتقال کے جس کی تمہارے بدن پر نظر پڑے گی اندھا ہو جائے گا۔ حضرت علیؑ نے کہا۔ یا حضرت میں اکیلا کیوں کر غسل دے سکوں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ و اسمعیلؑ کہ آسمان اول پر ٹوکل ہیں۔ میرے غسل لینے پر تمہاری اعانت کریں گے جناب امیرؑ نے کہا۔ پانی کون دیکھا حضرت نے فرمایا۔ فضل بن عباس۔ ولیکن اس کو چاہئے کہ اپنی آنکھیں بند رکھے کہ میرے بدن پر نظر نہ پڑے۔ اس لئے کہ اس پر اور میری عورتوں اور سب مردوں اور عورتوں پر بجز تمہارے حرام ہے۔ کہ میرے بدن پر نظر کریں۔ اور یا علیؑ جب تم میرے بدن کو دھو تا۔ اور مجھ کو تختے پر رکھنا۔ اس وقت چاہ غس سے چالیس ڈول پانی کے میرے بدن پر ڈالنا۔ پس فرمایا۔ کہ حسنؑ اور حسینؑ کو بلاؤ اور مجھ سے خبر گذشتہ اور شدہ سنو اور جو دل چاہے وہ پوچھو۔ کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ جو اب دوں گا۔ یا علیؑ جو کچھ میں نے کہا۔ تم نے قبول کیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا حضرت میں نے قبول کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوند! تو گواہ رہنا۔ پس فرمایا۔ یا علیؑ تم کیا کرو گے۔ اگر یہ گروہ میرے بعد تم بد امیر ہوں اور تم پر بیعت کریں۔ اور زبردستی تم کو بیعت کے لئے بلائے اور جب تم انکار کرو اور تم کو گریبان سے پکڑ لیں اور تم کو اندوہ ناک بے یار و غمگسارے جائیں اور بعد ازاں میری جگر گوشہ فاطمہؑ کو آزدہ ورنجیدہ کریں۔ جب جناب فاطمہؑ نے اس خبر جانتی کہ سنا۔ صدائے فریاد و فغان بلند فرمائی۔ اور حضرت رسولؐ بھی گریہ فاطمہؑ دیکھ کر رونے لگے۔ پھر فرمایا۔ اے دختر گرامیؑ نہ رو اور جس قدر یہاں ترے یادرا اور

ہم نشین یعنی ملائکہ بیٹھے ہیں ان کو اپنے رونے سے اذیت نہ دے کہ اس وقت جبرئیلؑ و میکائیلؑ و صاحب  
 اسرار خدا اسرافیلؑ تیرے رونے سے رو رہے ہیں۔ اے فرزندہ پسندیدہ و نرور دیدہ نہ کہ تمام آسمان و زمین  
 کو تم نے رولایا۔ اور دیدہ ہر ماہ اور مقرر بان درگاہ کو آہ حسرت سے تیرہ کر دیا پس جناب امیرؑ نے کہا یا حضرت  
 اگر یاد نہ ملیں تو صبر کروں گا۔ لیکن ان سے بیعت نہ کروں گا۔ مگر یاد ملیں گے۔ تو ان سے قتال کروں گا۔  
 حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ خداوند! تو بھی گواہ رہنا۔ پھر حضرت رسولؐ نے کہا۔ یا علیؑ قرآن کی نسبت کیا  
 کرو گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا رسول اللہ قرآن کو جمع کر کے ان لوگوں کے پاس لے جاؤں گا۔ اگر انہوں نے  
 قبول کیا یا نہ کیا دونوں صورتوں میں خدا کو اور آپ کو گواہ کروں گا۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ جب  
 وصی یا حضرت رسولؐ در باب دفن۔ مجھے غسل دینا۔ تو اسی جگہ جہاں میری روح قبض ہو گئی  
 دفن کرنا۔ اور کفن تین جامہ کا دینا۔ کہ ان میں سے ایک جامہ یعنی سہرہ اور بجز تمہارے کوئی دوسرا میری قبر میں نہ  
 آئے اور جب غسل سے فارغ ہو نا تو یہاں تک توقف کرنا کہ جبرئیلؑ تم کو اجازت دیں۔ پس ہمراہ فاطمہؑ و  
 حسینؑ مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور پچھتر مرتبہ تکبیر کہنا۔ بعد اس کے میرے مردان اہل بیت فوج فوج مجھ پر نماز  
 پڑھیں بعد اس کے عورتیں بعد تمام لوگ مجھ پر نماز پڑھیں۔ اس وقت حضرت عائشہؑ نے کہا۔ یا رسول اللہ  
 جس وقت آپ کو میرے حجرہ میں دفن کریں گے تو میں کہاں رہوں گی۔ حضرت نے فرمایا۔ جس گھر میں تیرا دل چاہے  
 وہاں رہنا۔ اور تیرا کچھ میرے حجرہ میں ہی نہیں ہے اور اپنے گھر میں جا کر رہا اور بطریق اہل کفر و جاہلیت گھر  
 سے باہر نہ جانا۔ اور اپنے مولیٰ اولاد یا مرفوعہ یعنی علی ابن ابی طالب سے اندر لے ستم و شقاق و نفاق  
 قتال نہ کرنا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ کرے گی۔ جب یہ خبر ثانی کو پہنچی تو حنفیہ سے کہا حضرت عائشہؑ کو کہہ دے۔  
 کہ دربارہ علیؑ ہمراہ رسولؐ معارضہ اور محاصرہ کرے۔ کہ وہ ہمیشہ سے فریفتہ محبت علیؑ ہیں اور خاطر صحیح رکھ کر  
 یہ گھر تیرا ہے اور کوئی تجھے گھر سے باہر نہ کر سکے گا جناب امیرؑ نے فرمایا میں اس رات کو پاس حضرت رسولؐ کے

سلاہ سرکار و عالم کے ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ زود پر شوہر کی جائداد غیر منقولہ کی وارث نہیں  
 ہوتی خواہ اولاد ہو یا نہ ہو۔ وہ تو صرف شوہر کی جائداد منقولہ۔ درخت۔ فصل۔ جانور۔ زیور۔  
 نقدی۔ برتن۔ بچہ جات۔ مکان کی عمارت۔ اینٹ لکڑی وغیرہ میں وارث ہے۔ غیر منقولہ  
 جائداد شوہر کی اولاد یا اولاد نہ ہونے کی صورت میں اُس کے سترھی وارثوں کا حق ہے۔ لہذا  
 جناب عائشہؑ با دیگر اذواج رسولؐ پاکؐ کی جائداد غیر منقولہ کی وارث نہیں تھیں وہ اپنے مکان میں  
 نہ کسی کو دفن ہونے کی اجازت دینے کی حقدار تھیں اور نہ روکنے کی۔

تھا۔ اور ایک باریک کپڑا حضرت کے منہ پر ڈال دیا تھا اور حضرت متوجہ عالم قدس تھے اور اہل بیت رسول مشغول گریہ و زاری تھے اور کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے تھے ناگاہ حضرت نے فرمایا۔ چند منہ سفید ہوئے اور چند منہ سیاہ ہوئے۔ اور ایک جماعت سعادتمند ہوئی اور ایک گروہ بدبخت ہوا اور اصحاب عبا پانچ آدمی ہیں۔ اور میں ان کا سردار ہوں۔ اور یہ میرے اہل بیت میرے مقربان درگاہ اللہ ہیں۔ وہ سعادتمند ہوگا۔ جو متابعت اور پیروی ان کی میرے دین اور میرے پدران بزرگ کے دین پر کرے۔ پروردگار اپنے وعدوں کو تو میرے اہل بیت کے حق میں تادوز قیامت عمل میں لانا پھر فرمایا۔ تشدد و رویاہ جہنم میں گئے وہ جہنموں نے قتل اکبر یعنی قرآن کو بھاڑ ڈالا۔ نقل الصغر کو میرے اہل بیت میں ضائع کیا۔ اور اپنی جگہ سے ان کو دور کیا۔ اور ان کا حساب خدا پر ہے۔ ہر ایک اپنے کردار کا مختار ہے اور بعد ان کے کے تیسرا اور چوتھا ہوگا۔ منہ ان کا سیاہ ہووہ بہت مال جمع کریں گے اور لوگوں کو جہنم کی طرف کھینچیں گے اور ان کے زمانے میں کتاب خدا کا جو چہرہ اٹھ جائے گا۔ اور اہل بیت کا گھر موجود و متروک ہو جائیگا۔ اور حکم بنادانی کریں گے۔ علی و آل علی کے دشمن جہنم میں ہیں اور دوستان علی اور آل علی بہشت میں ہیں یہ فرما کر حضرت ایک ساعت کو خاموش ہو گئے۔ اور روح مقدس نے آشیان بدن سے جانب کنگرہ عرش قرب ملک منان و ریاض خلد و داں پرواز کیا۔ اور ساتھ کھڑے ہو کر رقی اعلیٰ کے انبیاء اور اولیاء اور شہداء سے ملحق ہوئے۔

**بیان وصایائے حضرت رسول**۔ ایضاً کلینی نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جبرئیل نے اس وقت جانب رب حلیل سے اس وقت خبر وفات سرور کائنات لائے جبکہ حضرت کو درد و الم نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ منادی ندا کرے کہ ہماجرین و انصار جمع ہوں اور حکم دیا کہ ہتھیار سج لیں۔ جب سب لوگ جمع ہوئے حضرت نبی ہدایت شریف سے گئے۔ اور ان سے اپنی خبر وفات بیان فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ خدا کو میں اُسے یاد لاتا ہوں۔ جو بعد میرے میری امت پر سردار ہو کر البتہ مسلمانوں کی جماعت پر اور ان کے ضعیفوں پر رحم کرے اور ان کے عالم کی تعظیم کرے اور ان کو ضرر نہ پہنچائے۔ کہ ان کا باعث مذلت ہو۔ اور ان کو تفریح نہ کرے کہ باعث ان کے کفر کا ہو۔ اور اپنا دروازہ ان پر بند نہ کرے۔ کہ ان کے اقویٰ ضعیفوں پر مسلط ہوں اور ان کو سرحد ہائے کافران میں بہت جس نہ کرے۔ کہ باعث قتل نسل

سلسلہ تیسرے سے مراد یہاں معاویہ بن ابی سفیان ہیں۔ جنہوں نے علی علیہ السلام کو ایک دن جین نہ لینے دیا۔ اور امام حسن کو زہر دیا۔  
 چنانچہ پتروں کی بارش کوئی نزدیک قبر رسول دفن نہ ہونے دیکر بڑی کدلی عمدتاً کر گیا۔ اور دوسرے قبر سے مراد میرے صاحب بھی ہیں۔  
 سلسلہ چہارم معاویہ قاتل اہل بیت رسول۔  
 (کوثر بھریوی)

میری امت کا ہو۔ واضح ہو کہ تبلیغ رسالت میں نے کردی اور میں خیر خواہی تمہاری بجا لایا۔ تم سب گواہ رہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ یہ آخری وعظ تھی۔ جو حضرت نے منبر پر فرمائی۔ کلبینیؑ۔ ابن بابویہؑ اور شیخ طوسیؑ شیخ مفیدؑ اور اکثر محدثین فریقین نے بسند ہلکے معتبر حضرت امام زین العابدینؑ و امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ وغیرہم صلاۃ اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا۔ اور بیماری حضرت پر سنگین ہوئی۔ جناب امیر علیہ السلام اور عباس کو بلا یا اور گھرا صحابہ ہماجرین و انصار سے بھرا ہوا تھا۔ جب جناب امیر تشریف لائے۔ حضرت رسول مقبولؐ نے اپنا سر مبارک دامن جناب امیر میں رکھا۔ اور عباسؑ سامنے کھڑے ہو کر اپنی چادر کے کونے سے لکس رانی کرنے لگے۔ حضرت رسولؐ نے چشم مبارک کھول کر فرمایا۔ اے عباسؑ۔ اے عم رسول خدا میری وصیت کو میرے اہل بیت اور میری عورتوں کے حق میں قبول کرو۔ میری میراث لو اور میرا دین ادا کرو۔ میرے وعدوں کو عمل میں لاؤ اور مجھے بری کرو۔ عباسؑ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ میں مرد پر عیال دار ہوں اور آپ جو اٹے تند اور ابرہہ سے زیادہ تر بخشش اور سخاوت فرمانے والے ہیں۔ میرا مال آپ کے وعدوں کی بخششوں کو وفا نہیں کر سکتا۔ اس سے مجھے معاف رکھیے اور اس شخص کو حکم کیجئے جو طاقت میں اور بہت میں مجھ سے زیادہ ہو۔ حضرت نے تین بار اس کلام کا اعادہ فرمایا۔ اور ہر مرتبہ عباسؑ نے وہی جواب دیا۔ اس وقت حضرت نے فرمایا۔ میں اپنی میراث اسے دوں گا جو قبول کرے جو حق قبول کرنے کا ہے اور وہ اس کے لائق ہے اور جس طرح اے عباس تم نے جواب دیا۔ وہ جواب نہ دے گا پس جناب امیر سے خطاب فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ یا علیؑ تم میری میراث لو کہ تم سے بیان سپرد کی میراث۔ خصوصاً ہے اور کسی کو اس میں نزاع نہیں میری وصیت قبول کرو اور میرے وعدوں پر عمل کرو۔ اور میرے فرض کو ادا کرو۔ یا علیؑ تم میرے خلیفہ میرے اہل بیت میں رہو۔ اور میری تبلیغ رسالت بعد میرے لوگوں پر کرو۔ جناب امیر نے عرض کیا۔ جب میں نے نظر کی اور دیکھا کہ سر مبارک آنحضرتؐ شدت مرض سے میرے دامن میں کانپ رہا ہے میں بیتاب ہو گیا۔ اور میری آنکھوں سے آنسو بہ کر حضرت کے رونے مبارک پر ٹپکے۔ دل میرا توڑ پھینے لگا۔ اور میں جواب حضرت کا نہ دے سکا۔ حضرت نے دوسری دفعہ اعادہ فرمایا۔ اور پھر رقت نے مجھ پر جوش کیا۔ اور بہ نہایت دشواری بصدائے ضعیف میں نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہؐ میرے پردہ و مادر آپ پر فدا ہوں میں نے قبول کیا۔ حضرت نے فرمایا مجھے بھٹاؤ حضرت کو میں نے بھٹایا۔ اور پشت مبارک کو اپنے سینے سے لگا یا۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ تم ہی میرے بھائی ہو۔ دنیا و آخرت میں اور تم ہی میرے وصی اور خلیفہ ہو میرے اہل بیت اور میری امت میں پھر فرمایا۔ بلالؓ جانا اور میرا خود جس کا نام ذوالجبین اور میری زرہ جسے ذات العقول کہتے ہیں اور میرا علم جسے عقاب کہتے ہیں۔ اور میری شمشیر جسے ذوالفقار کہتے ہیں۔ اور میرا عمامہ جسے صحاب کہتے ہیں اور دو سرا عمامہ

جسے انھیہ کہتے ہیں ساور میری چادرا اور میرا برقعہ اور میرا اعھٹاے کوچک اور میری پھڑی جسے مشوق کہتے ہیں لے آ۔ عباس نے کہا۔ میں نے وہ برقعہ پہلے نہ دیکھا تھا۔ اور جب قریب لائے نزدیک تھا کہ اس کا نور نگاہ کو خیرہ کر دے۔ پس حضرت نے ارشاد کیا۔ یا علیؑ جبرئیلؑ یہ جامہ میرے لئے لائے اور کہا۔ یا محمدؐ اس کو عقلمائے زہرہ میں داخل کرو۔ اور بجائے منطقہ کمر پر باندھو۔ پس دو جوڑی نعل عربی کی مانگی۔ کہ ایک جگی ہوئی۔ اور دوسری مگی نہ تھی اور اس پیرا میں کو جو شب مسراج پہنا تھا۔ اور وہ پیرا میں جو بروز احد پہننے تھے۔ اور دوسری وہ ٹوپی جو عید کے دن پہننے تھے اور تیسری وہ ٹوپی جو پہن کر اصحاب میں رونق افروز ہوتے تھے۔ پھر فرمایا۔ اے بلالؓ میرے دونوں اشتہر جن میں ایک کا نام شیبہ اور دوسرے کا نام دلہل ہے۔ لے آ۔ اور دو ناقہ میرے کہ ایک غضبیا اور دوسرا صہبا ہے اور دو گھوڑے میرے ایک کا نام جسراہ اور دوسرا خیروم ہے لے آ۔ جناح وہ گھوڑا تھا جو مسجد کے دروازے پر حاضر رہتا تھا۔ اور حضرت جس کسی کو کہیں جانے کا حکم دیتے تھے وہ اس پر سوار ہو کر جاتا تھا۔ اور خیروم وہ گھوڑا تھا۔ جس پر بروز جنگ احد سوار تھے۔ اور جبرئیلؑ درمیان ہوا کہتے تھے۔ چل لے خیروم۔ اور دراز گوش اپنا طلب فرمایا جسے یعفور کہتے تھے۔ جب بلالؓ نے ان سب کو حاضر کیا حضرت نے عباس کو بلایا۔ اور فرمایا۔ بجائے علیؑ بیٹھو کہ میں اپنی پیٹھ کا تکیہ کروں اور کہا۔ یا علیؑ اٹھو اور ان سب پر میری زندگی میں قبضہ کرو کہ یہ جماعت مردم جو اس وقت حاضر ہیں سب گواہ ہو جائیں۔ اور کوئی بعد میرے تم سے نزاع نہ کر سکے۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ میں اٹھا اور میرے پاؤں میں طاقت چلنے کی نہ تھی۔ پس نہایت مشقت سے وہ تبرکات لے کر اپنے گھر آیا۔ اور جب پھر خدمت حاضر میں آیا۔ اور حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور حضرت کی نظر مبارک چھ پر پڑی۔ انگشتری مبارک دست حق پرست سے نکال کر میرے ہاتھ میں پہنادی۔ اور اس وقت گھر تمام مسلمانوں اور بنی ہاشم سے بھرا ہوا تھا حضرت نے باوجود اس ضعف کے سر بلانا دشوار تھا۔ داہنے بائیں جانب سمر اقدس کو حرکت دی اور باواز بلند فرمایا کہ سب نے سُنائے گروہ مسلماناں علیؑ میرا بھائی ہے اور وصی اور میرا خلیفہ میرے اہل بیت اور کرامت میں ہے۔ اور علیؑ میرا دین ادا کرے گا۔ اور میرے وعدوں کو وفا کرے گا۔ اے فرزند ان ہاشم و فرزند ان عبدالمطلب اور اے گروہ مسلمانان علیؑ سے دشمنی نہ کرنا۔ اور اس کے امر کی مخالفت نہ کرنا کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور علیؑ پر حسد نہ کرنا۔ اور اُس کو چھوڑ کر دوسری طرف نہ جانا۔ کہ کافر ہو جاؤ گے۔ پس فرمایا۔ اے عباس تم علیؑ کی جگہ سے اٹھو۔ عباس نے عرض کیا حضرت آپ میرا پیر مرد کو اٹھاتے اور ایک لڑکے کی جگہ بٹھاتے ہیں۔ حضرت نے تین مرتبہ اس سخن کو ارشاد فرمایا۔ اور عباس نے وہ ہی جواب دیا۔ آخر عباس غضبناک اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیرؓ ان کی جگہ پر بیٹھے۔ جب حضرت

رسول نے عباس کو غضبناک پایا۔ فرمایا اسے عباس۔ اسے عم رسول خدا لیا کام نہ کر دو کہ میں دنیا سے جاتے ہوئے تم پر خشمناک جاؤں اور میرا غضب تم کو جنم میں لے جائے۔ جب عباس نے بیٹھنا چھڑ کر بیٹھ گئے حضرت نے کہا۔ یا علی مجھے لٹا دو۔ اور حضرت لیٹے۔ ارشاد فرمایا۔ اسے بلال میرے دونوں فرزند حسن و حسین کو لے آؤ۔ جب امام حسن اور حسین حاضر ہوئے۔ حضرت نے دونوں کو سینے سے لگایا۔ اور ان دو گل بوستانی رسالت کو سونگھتے تھے اور پیار کرتے تھے۔ جناب امیر نے بچھال مزید اندوہ آنحضرت کے نزدیک جا کر چاہا کہ حسین کو علیہ کرے۔ حضرت نے ارشاد کیا۔ یا علی رہنے دو کہ میں ان کو سونگھوں اور یہ مجھے سونگھیں۔ اور یہ اپنا توشہ میری ملاقات سے اور میں اپنا توشہ ان کے دیکھنے سے حاصل کروں۔ کیوں کہ یہ دونوں بعد میرے بلا ہائے عظیم اور مصیبت ہائے بزرگ میں پھنس جائیں گے۔ خدا ان پر رحمت کرے جو ان کو ڈرائے اور جو ان پر ظلم و ستم کریں۔ خدا وندا میں نے ان دونوں کو تیرے اور شائستہ مومنان یعنی علی ابن ابی طالب کے سپرد وصایا کیے حضرت درحقی حسینؑ کیا۔ شیخ مفید نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے لوگوں کو رخصت کیا۔ سب چلے گئے۔ عباس اور ان کے بیٹے فضل اور علی بن ابی طالب علیہ السلام اور اہل بیت رسولؐ مخصوص نزدیک رہ گئے۔ عباس نے کہا۔ یا رسول اللہ! اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا۔ ہمیں بشارت دیجئے کہ ہم خوش ہوں اور اگر آپ جلتے ہیں کہ ہم پر ستم کریں گے اور ہم سے خلافت کو غضب کر لیں گے۔ پس اپنے اصحاب سے سفارش کیجئے۔ حضرت نے فرمایا تم کو بعد میرے ضعیف کریں گے اور تم پر غالب ہوں گے۔ یہ سن کر سب اہل بیت رونے لگے۔ اور اس مرض میں جناب امیر شہد و روز خدمت میں حاضر رہتے تھے اور بغیر کسی کام مفارقت نہ کرتے تھے۔ ابن بابویہ شیخ مفید نے شیخ طوسی و صفارہ شیخ طبری اور ابن شہر آشوب وغیرہ ہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے متواترہ حضرت امیر المومنین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق دام سلمہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ آخر مرض حضرت میں جناب امیر کسی ضروری کام کو تشریف لے گئے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے یاد اور میرے دوست اور بھائی کو بلاؤ۔ یہ سن کر حضرت عائشہ نے ابو بکر کو اور حضرت حفصہ نے مگر کو بلایا۔ جب دونوں آئے اور حضرت کی نظر پڑی۔ اپنا مبارک کپڑے سے چھپا لیا۔ اور بروایت دیگر اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ جب وہ دونوں آٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ تو پھر حضرت نے منہ کھول کر فرمایا۔ میرے خلیل اور میرے حبیب اور میرے برادر کو بلاؤ۔ پھر عائشہ نے اپنے بابا کو اور حفصہ نے اپنے بابا کو بلایا۔ جب وہ دونوں آئے حضرت نے اپنا منہ کپڑے میں کر لیا۔ حضرت ابو بکر نے کہا۔ رسولؐ ہم نہیں بلاتے بلکہ علی کو بلا رہے ہیں۔ پس جناب فاطمہ نے جناب امیرؑ کو بلایا۔ جب جناب امیرؑ آئے۔ حضرت نے ان کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور اپنا دہن

مبارک جناب امیر کے کان پر رکھ کر اپنا جامہ جناب امیر کو اوڑھایا۔ ان کا پسینہ ان پر اور ان کا پسینہ ان پر گرنا تھا۔ اور عرصہ تک جناب امیر سے ناز بیان فرمائے۔ اکثر لوگ مکان کے پیچھے جمع تھے اور ابو بکر و عمر بھی دروازہ کے باہر کھڑے تھے۔ جب جناب امیر باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ یہ کون سا راز تھا۔ جو حضرت نے تم سے کہا۔ جناب امیر نے کہا۔ ہزار باب علم حضرت نے مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر دروازے سے ہزار دروازے کھلتے ہیں اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ خضر علیہ السلام نے جناب امیر کو دلیز خانہ جناب رسولؐ میں دیکھا۔ پوچھا۔ آیا پیغمبر نے تم سے کوئی راز کہا ہے۔ جناب امیر نے کہا۔ ہاں ہزار قسمیں مجھے علم کی تعلیم فرمائیں۔ کہ ہر قسم سے ہزار دوسری قسمیں نکلتی ہیں۔ خضر نے کہا۔ آیا سب کو سمجھ کر یاد کر لیا۔ جناب خضر نے پوچھا۔ چاند میں چھائیاں کیا چیز ہیں۔ جناب امیر نے ارشاد کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ وجعلنا اللیل والنہار آیتین فمحمونا آیت اللیل وجعلنا آیت النہار مبصرآ۔ خضر نے کہا۔ یا علیؑ تم نے خوب جواب یاد کیا ہے اور عائشہ کی روایت میں ہے کہ جب جناب امیر حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کو اپنے لحاف میں لے کر اپنے آنکھوں مبارک میں لے لیا۔ اور جناب امیر سے راز کہہ رہے تھے۔ یہاں تک کہ روح مقدس بدن اطہر سے مفارقت کر گئی۔ اور ہاتھ حضرت کا جناب امیر کے جسم پر تھا۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا۔ مجھے بلایا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ تم میرے وصی اور میرے خلیفہ میری جیات اور وفات میں میرے اہل بیت اور اُمت میں ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست اور میرا دوست خدا کا دوست اور تمہارا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن خدا کا دشمن۔ یا علیؑ جو تمہارا منکر نامت میرے بعد میں ہے وہ منکر رسالت میری جیات میں ہے۔ اس لئے یا علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ پس مجھے قریب بلایا۔ اور ہزار باب علم مجھ پر کھول دیئے کہ ہر باب سے ہزار باب مفتوح ہوئے اور دوسری روایت میں فرمایا۔ کہ ہزار باب حلال و حرام اور جو کچھ گذرا اور تاقیامت گذرے گا مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب مجھ پر مفتوح ہوئے۔ یہاں تک کہ مرگ و بلا ہائے مردم پر مطلع ہوا۔ اور حکمائے حق جو درمیان مردم کرنے چاہئیں اس کو جان لیا۔ صفحہ سترے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ نے بحالت علالت نماز صبح مسجد میں ادا فرمائی۔ اس وقت پیراہن سیاہ پہنے تھے۔ پس خطبہ پڑھا۔ اور اس خطبہ میں لوگوں کو امر و نہی فرمائی اور وعظ کیے اور آخرت یاد دلائی۔ بعد اس کے تینہر مردم کے لئے ارشاد کیا۔ اے فاطمہؑ عمل کر اور اطاعت خدا بجا لا کہ بغیر عمل مجھے تجھ سے فائدہ نہ پہنچے گا۔ جب لوگوں نے حضرت کا خطبہ سنا خوش ہو گئے۔ اور حضرت کی زیارت سے مسرور ہوئے اور زناہن حضرت شاد ہو گئیں۔ کہ

حضرت نے شفا پائی۔ بالوں میں کنگھی کی اور آنکھوں میں سرسہ لگایا۔ مگر اسی دن حضرت نے رحلت فرمائی۔  
 راوی نے پوچھا۔ وہ کون سا وقت تھا۔ حضرت نے جناب امیر کو ہزار باب علم تعلیم فرمائے۔ جناب صادق  
 نے فرمایا۔ کہ وہ روز وفات سے پہلے تھا۔ شیخ مفید نے بسند معتبر عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی۔ علی  
 ابن ابی طالب اور عباس۔ فضل بن عباس اس بیماری میں جس میں حضرت نے انتقال کیا۔ پاس آئے اور کہا۔  
 یا رسول اللہ مروان و زینان انصار مسجد میں جمع ہیں۔ اور سب آپ کے لئے رو رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔  
 کیوں روتے ہیں۔ عرض کیا۔ ڈرتے ہیں۔ کہ اس مرض میں آپ ان سے مفارقت فرمائیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔  
 میرا ماتھ پکڑو۔ پس باہر تشریف لائے اور ایک چادر اوٹھے ہوئے تھے اور سر پر عصابہ باندھے ہوئے تھے۔  
 مسجد میں آکر منبر پر تشریف لے گئے۔ اور حمد و ثنائے حق تعالیٰ اور فرمائی اور کہا۔ انا بعد ایھا الناس اپنے  
 پیغمبر کے مرنے سے کیوں ڈرتے ہو۔ میں نے مکر اپنی خیر مرگ تم سے بیان کی۔ اگر مجھ سے پہلے کوئی پیغمبر دُنیا  
 میں رہتا تو میں بھی اللہ ہمیشہ تم میں رہتا۔ ایھا الناس واضح ہو۔ میں اپنے پروردگار کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔  
 اور تم میں دو گراں چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان سے موافق رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ کتاب خدا ہے۔  
 جو تمہارے پاس موجود ہے۔ ہر صبح و شام اس کی تلاوت کرتے رہو۔ تم کو چاہیے کہ دُنیا پر رغبت نہ کرو۔ اور  
 ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور آپس میں دشمنی نہ کرو۔ بلکہ باہم بھائیوں کی طرح رہنا جس طرح خدا نے فرمایا  
 ہے۔ اور تحقیق میں اپنی اہل بیب کر تم میں چھوڑے جاتا ہوں اور تم کو ان کے بارے میں دھیئت کرتا ہوں۔  
 اور میں تم کو انصار کے حق میں دھیئت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ تم ان کے حقوق جانتے ہو اور ان کی جانفشانی  
 اور کوشش خدا و رسول خدا اور مومنوں کے ہمراہ تم کو معلوم ہے۔ اپنے گھروں میں تمہارے لئے زحمت اٹھائی۔  
 اور ادھامیہ تم کو بخش دیا۔ اور تم کو اپنے اوپر مقدم کیا۔ ہر چند کہ خود محتاج تھے جو شخص کہ حاکم مسلمان ہو لازم ہے  
 کہ انصار نیکو کار کی رعایت اور بلکار سے درگند کرے۔ اور آخری مجلس موعظہ تھی۔ کہ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔  
 یہاں تک کہ حق تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ اور شیخ مفید نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب  
 وقت وفات حضرت آیا۔ جبرئیل حاضر ہوئے اور کہا۔ یا رسول اللہ آپ چاہتے ہیں کہ دنیا میں پھر جائیں۔ فرمایا۔  
 نہیں بلکہ میں رفیقِ اعلیٰ یعنی انبیاء۔ اوصیاء۔ اولیاء اور دوستانِ خدا سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ پس حضرت  
 نے موعظہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ ایھا الناس کوئی پیغمبر میرے بعد نہ ہوگا۔ اور کوئی سنت بعد میری سنت کے  
 نہیں۔ جو کوئی بعد میرے دعوائے پیغمبری کرے یا کوئی بدعت دین میں نکالے اس کا دعویٰ ٹھوٹا اور اس  
 کی بدعت دوزخ میں ہے اور جو کوئی ایسا دعویٰ کرے اس کو قتل کر دینا۔ اور جو کوئی اس کی پیروی کرے۔  
 وہ جہنم میں ہے۔ ایھا الناس۔ قصاص اور حق کو زندہ کرو۔ پر اگندہ نہ ہو جانا۔ اور مسلمان رہنا۔ اور پیشوا ابان



دین کی اطاعت کرتا۔ کہ عذاب دینا اور آخرت سے محفوظ رہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ کتب اللہ  
 لاغلبین وانا ورسلنا ان اللہ قوی عن یشا۔ ایضاً۔ بسند معتبر  
**بیان خطبہ حضرت رسول**۔ ابو سعید خدری نے روایت کی ہے جو آخری خطبہ حضرت رسول  
 نے ہمارے لئے پڑھا وہ خطبہ تھا جو آخری مرض میں پڑھا اور گھر سے جناب امیر اور میمونہؓ جو آنحضرتؐ کے  
 آزاد کرتے تھے تکیہ کئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور منبر پر بیٹھ کر فرمایا۔ ایھا الناس بدستیکم میں تم میں دو  
 بزرگ چیزیں بھڑے جاتا ہوں۔ یہ فرمایا۔ اور چپ ہو گئے۔ ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ دو چیزیں جن کو آپؐ نے  
 فرمایا کون ہیں۔ حضرت غضبناک ہوئے اور رنگ مبارک سُرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ میں نے چاہا تھا کہ اس کی  
 تفسیر کروں لیکن ضعف بیماری سے میرا نفس تنگی کرنے لگا۔ پس فرمایا۔ ان دو چیزوں میں سے پہلے قرآن ہے۔  
 کہ ایک ریمان آسمان سے زمین کی طرف ٹٹکی ہوئی ہے۔ ایک ہر اس کا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا ہر اس کا  
 تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور ان دو چیزوں میں سے دوسری میرے اہل بیت ہیں۔ پس فرمایا۔ بخدا اس کلام کو میں  
 تم سے بیان کر رہا ہوں۔ اور جانتا ہوں چند لوگ ایسے ہیں جو ابھی تک پشتہائے اہل شرک میں ہیں۔ اور  
 دُنیا میں نہیں آئے اور تجھے اُمید اُن سے تم اکثروں سے زیادہ ہے۔ پس فرمایا۔ کوئی بندہ میرے اہل بیت  
 کو بخدا دوست نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ حق تعالیٰ بروز قیامت اس کو ایک نور عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ محمد  
 سے صوف کو تڑپ ملاقات کرے اور کوئی بندہ میرے اہل بیت کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ حق تعالیٰ بروز  
 قیامت اپنی رحمت کو اس سے چھپالے گا۔ راوی نے کہا۔ میں نے اس حدیث کو حضرت امام محمد باقر  
 کی خدمت میں عرض کیا۔ اور حضرت نے اس کی تصدیق فرمائی۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی  
 ہے کہ سلمان فارسی نے کہا۔ میں حضرت رسولؐ کی خدمت میں اس مرض میں کہ جس میں حضرت نے انتقال  
 فرمایا حاضر تھا۔ اور بیٹھ کر احوال تشریف پوچھنے لگا۔ جب میں نے چاہا۔ اٹھ کر باہر جاؤں۔ فرمایا۔ اے  
 سلمان بیٹھے رہو اور گواہ رہو اس امر پر جو کہ بہترین امور ہے۔ میں بیٹھ گیا۔ تاکہ میں نے دیکھا۔ چند مرد اہل  
 بیت حضرت سے اور چند مرد اصحاب حضرت سے گھر میں آئے اور جناب فاطمہؓ بھی گھر میں تشریف لائیں۔  
 جب حضرت کا ضعف ملاحظہ کیا رونے لگیں۔ اور اشک جناب تیدہ رونے مبارک آنحضرتؐ پر چپکے۔ جب  
 حضرت نے جناب فاطمہؓ کو روتے دیکھا۔ فرمایا۔ اے دختر کس لئے روتی ہے۔ خلاتیری آنکھیں روشن رکھے۔  
 اور کبھی نہ رُلانے۔ جناب فاطمہؓ نے عرض کی اے پدر بزرگوار میں آپ کو اس حالت میں دیکھوں۔ پھر کیسے  
 نہ روؤں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؓ خدا پر توکل کر اور صبر کو جس طرح اور پیغمبروں نے کیا۔ کہ وہ تیرے  
 باپ تھے اور جس طرح پیغمبروں کی بیویوں نے کیا۔ کہ وہ تیری ماںیں تھیں۔ آیا اے فاطمہؓ چاہتی ہے کہ میں تجھے

بشارت دوں۔ فاطمہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ مگر نہیں تجھے معلوم کہ حق تعالیٰ نے  
 جمیع مخلوق سے تیرے باپ کو اختیار کیا۔ اور اس کو مرتبہ پیغمبری تک پہنچایا۔ اور تمام خلق پر بیعت کسب۔ بعد  
 اس کے علیؑ کو اختیار کیا۔ اور مجھے حکم فرمایا۔ تجھے اس کے ساتھ تزویج کروں اور علیؑ کو میں نے حکم پروردگار  
 اپنا وزیر اور وصی کیا۔ اے فاطمہ حق علیؑ کا تمام مسلمانوں پر سب کے حق سے عظیم تر اور اسلام علیؑ کا سب سے  
 قدیم تر ہے۔ اور علم اس کا سب سے بیشتر اور حکم اس کا سب سے انفرود تر اور میزان قدرت و منزلت میں  
 قدر اس کی سب سے گراں تر۔ پس جناب فاطمہؑ خوش ہو گئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ میں نے تجھے خوش  
**فضائل جناب امیر زبانی رسولؐ** کیا۔ جناب سیدہ نے فرمایا۔ ہاں۔ اے سیدہ بزرگوار پھر حضرت نے  
 فرمایا اے فاطمہ اس سے اور زیادہ تیرے شوہر تیرے پسرم یعنی علیؑ کی فضیلت بیان کروں۔ جناب فاطمہ نے  
 عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ علیؑ سب سے پہلے اس امت سے خدا پر ایمان لایا۔ اور اس کے رسولؐ  
 پر اور اس کے بعد سب سے پہلے خدا بچہ تمہاری ماں ایمان لائیں۔ اور پہلے جس نے پیغمبری میں میری نصرت و مددگاری  
 کی وہ علیؑ تھا۔ اے فاطمہ علیؑ میرا بھائی اور میرا بزرگوار ہے اور میرے فرزندوں کا باپ ہے۔ حق تعالیٰ نے  
 علیؑ کو جنہاں خصلتیں عطا کی ہیں۔ کسی کو اس سے پہلے اور اس کے بعد نہیں عطا کیں۔ اے فاطمہ  
 صبر کر اور مجھ جا سب سے پہلے تیرا باپ رب تعالیٰ سے ملحق ہو گا۔ فاطمہ نے عرض کی اے پدر بزرگوار پہلے  
 تو آپ نے مجھے خوش کیا۔ اور آخر میں رنجیدہ اور غمگین فرمایا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ دنیا کے امور  
 اسی طرح ہیں۔ شادی اور غم دنیا میں ملا ہوا ہے۔ صفائی دینا کدورت سے مخلوط ہے۔ اے فاطمہ چاہتی ہے۔  
 کہ تیری خوشی اور زیادہ کروں۔ جناب سیدہ نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے  
 خلق کو پیدا کیا۔ اور ان کو دو حصہ کیا۔ مجھے اور علیؑ کو عمدہ اور اچھے حصے میں قرار دیا۔ کہ وہ اصحاب  
 ایسا سین ہیں۔ پھر ان دونوں حصوں کے قبیلے کئے۔ مجھے اور علیؑ کو بہترین قبائل میں قرار دیا۔ چنانچہ  
 حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وجعلناکم شعربا وقبائل لتعارفوا ان اکر مکم عند اللہ  
 اتقکم پس ان قبیلوں سے گھرا باد کئے۔ مجھے اور علیؑ کو ان سب گھروالوں سے بہتر قرار دیا۔ چنانچہ  
 فرمایا۔ انما یؤید اللہ الذی ذہب عنکم اللہ جس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا۔  
 حق تعالیٰ نے مجھے میرے اہل بیت سے اختیار کیا۔ اور علیؑ حسنؑ حسینؑ اور مجھے ان میں سے اختیار کیا۔  
 میں بہترین فرزند ان آدم سے ہوں۔ اور علیؑ بہترین عرب ہے اور تو بہترین زنان عالمیاں ہے۔ اور  
 حسنؑ حسینؑ بہترین جوانان اہل بہشت ہیں۔ اور تیری ذریت سے ہمدی ہے کہ حق تعالیٰ اس کی  
 برکت سے زمین کو بعد ازل بھر دیا گا۔ بعد ازاں کہ جو دستم سے بھر گئی ہو۔ اور فرات بن ابراہیم نے**

## بیان فضائل اہل بیت زبانی رسول - بسند معتبر جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت

رسول نے اپنے آخر فرض میں جناب فاطمہ سے کہا۔ اے فاطمہ میرے ماں باپ تجھ پر نازل ہوں۔ اپنے شوہر کو بلا۔ جناب سیدہ نے امام حسن سے کہا۔ جاؤ اپنے باپ سے کہو۔ آپ کو نانا بلا تے ہیں۔ جب جناب امیر تشریف لائے سنا کہ جناب فاطمہ کہہ رہی ہیں۔ اسے پدر بزرگوار آپ کے شدت الم اور آزار سے کس درجہ مجھ پر اندوہ و الم ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ آج کے بعد پھر شدت تیرے باپ پر نہیں۔ اے فاطمہ واضح ہو کہ پیغمبر کے مرنے میں گریبان چاک نہ کرنا چاہیے اور بال نوچنے نہ چاہئیں۔ اور وادیلہ نہ کہنا چاہیے اور وہ کہنا چاہیے جو تیرے باپ نے ابراہیم کے مرنے پر کیا۔ کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل درد مند ہے اور میں وہ نہیں کہتا۔ کہ موجب غضب پروردگار اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہ ناک ہوں۔ اور اگر ابراہیم زندہ رہتا تو لازم تھا کہ پیغمبر ہوتا۔ پس فرمایا۔ اے علی میرے قریب آؤ۔ جب جناب امیر قریب گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنا کان میرے منہ کے قریب رکھو۔ اور جب عائشہ و حفصہ نے چاہا۔ کہ کلام حضرت کا سنیں۔ حضرت نے کہا۔ خداوند ان کے کانوں..... کر دے کہ نہ سنیں۔ پس فرمایا۔ اے میرے برادر تم نے سنا۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ بدرستی کہ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اعمال شائستہ کرتے ہیں اور وہ بہترین خلق ہیں۔ جناب امیر نے کہا۔ ہاں یا حضرت میں نے سنا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ شیعہ اور تیرے یاور ہیں۔ اور وعدہ گاہ ان کی اور میری روز قیامت نزدیک حوض کوثر ہے۔ اس وقت جب تمام امت دوزخوں ہوں اور ان کے اعمال حق پر عرض کئے جائیں۔ اس وقت خدا تمہیں اور تمہارے شیعوں کو بلائے۔ اور تم اور تمہارے

سارے پیغمبر اسلام اپنی بیٹی کو یہ کلمات برائے قسمی انذار بشریت میں ارشاد فرما رہے تھے جیسا کہ انسان مفرط جلتے ہوئے اپنے بچوں کو کہتا ہے دیکھو میرے بعد گھڑانا نہیں نکلے کرنا نہ روٹا بیٹھنا آرام سے رہنا۔ لیکن باپ کے سفر پر چلے جانے کے بعد اگر وہ گھڑائیں یا روٹیں تو یہ فعل نہ گناہ ہے اور نہ جرم۔ نہ آج تک کسی نے ان کو جرم کہا۔ اسی طرح جناب فاطمہ کا نوکرنا اور دنیا بیٹھنا نیز کج ہمارا بھی نوکرنا اور دنیا بیٹھنا فرمان رسول کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے یہ فرمان تو آپ نے سفر کرتے ہوئے فرمایا۔ ورنہ اگر روٹا بیٹھا گناہ ہوتا تو آپ کی زندگی میں جب جناب نہ ہوتے یہ فعل کیسا کج سختی سے منع کرتے نہ ظلم نہ ہر گرجوں ایں آواز شنید دست بربر زنان از خانہ بیرون دوید و میگرسیت وہم زنان ہاشمیہ نے تالیف زنداوارح النبوة جلد دوم ص ۲۱۲) جنگ احد میں جناب سیدہ اپنے باپ کی وفات میں کراہتیں عورتوں کے ہمراہ نکلتی اور بیٹھتی ہوئی آئیں۔ نیز نوکر کہنے اور ماتم کرنے کا حکم عورات انصار و ہاشمیاں کو لاش حضرت حمزہ پر خود رسول پاک نے دیا۔ (دکثر مجرب لوی)

شیعہ اس حالت میں جبکہ میر و میراب ہو اور اس صورت سے کہ منہ اور ہاتھ اور پاؤں نور سے چمکتے ہوں حاضر ہوں۔ یا علی تم نے سنا ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ ان الذین کفروا امن اهل الكتاب والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیہا اولئک ہم شر البریۃ۔ کہا ہاں یا رسول اللہ میں نے سنا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ لوگ یہود اور بنی امیہ اور ان کے اتباع اور تیرے اور تیرے شیعوں کے دشمن ہیں بروز قیامت جھوکے پیاسے روسیہاہ۔ شہادت اور تعصب اور عذاب شدید میں گرفتار اور مبعوث ہوں گے اور میری حدیث کتاب سلیم بن قیس میں جناب امیر نے منقول ہے اور فیصر محمد بن عیاش بن مہبیار میں امام محمد باقر سے منقول ہے اور ابن بابوی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول نے وقت وفات جناب سیدہ سے کہا۔ اے فاطمہ جب میں انتقال کروں اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت میں نہ نوچنا اور اپنے گیسو پر نشان نہ کرنا۔ اور وادیلانہ کرنا۔ اور کتاب بشارت

۱۵۔ یہ الفاظ سرکار رسالت کے فاطمہ زہرا کو اس کی بشارت تھے۔ بیٹی مقرب تو میری جہاں میں ہر وقت بے چین ہوگی رونے پینے لگی۔ نہ بیٹی ایسا کرنا۔ تو جلد مقرب سب سے پہلے میرے پاس آجائے گی۔ تو ان الفاظ میں رونے پینے کی ممانعت نہیں بلکہ سکون دل زہرا کے لئے یہ الفاظ وہن رسالت سے نکلے تھے اور جناب مرد کا ثبات جلتے ہی گئے کہ میری ازواج یہ افعال تمام کریں گی۔ مگر آپ نے یہ نہ فرمایا۔ کہ ہماری شہادت میں یہ افعال کرنے والا جنمی ہوگا۔ یہ تو تقاضہ بشریت رونہ پیننا۔ تسلی دینا انسان کا فطری کام ہے۔ کسی نے یہ کبھی نہیں کہا۔ سفر کرتے وقت یا آتے وقت اپنی اولاد کو کہ خوب رونہ پیننا کڑے پھاڑنا۔ نہیں تسلی دینا فطرت انسانی اور رونہ پیننا تقاضہ بشریت ہے۔ اسی لئے حضرت عائشہ نے وفات رسول پر یہ کام کیا۔ عن عبد اللہ ابن زبیر قال سمعت عائشہ تقول مات رسول اللہ بین مکہ و یثرب و فی دولقی لم یظلم فیہا احداً من سفھی و احداً من انہ من ان رسول اللہ قبض و هو فی حجدی ثم وضعت راسہ علی و ساقہ و قہمت التدم و مع النساء و اہمیب و حبی و صدی۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد چار ص ۳۵) عبداللہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے سنا بی بی عائشہ ام المؤمنین فرماتی تھیں کہ رسول خدا میرے سینہ پر اور میری باری میں فوت ہوئے۔ میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔ میری سفاہت اور کم سنی ہے۔ تحقیق رسول خدا فوت ہوئے میری گردن میں پھر میں حضرت کا سر تکیے پر رکھ دیا۔ اور خود اٹھ کر دو عورتوں کے ساتھ رونے اور پیننے لگی۔ اور میں اپنا منہ اور سینہ بیٹھتی تھی۔ لہذا اگر یہ فعل جنہیوں کا فعل ہوتا تو حضرت عائشہ ام المؤمنین وفات رسول پر نہ کرتیں۔ آج کل کے ملاؤں نے صفت میں مفتی بن کر غم اہل بیت میں رونے پیننے والوں کو بدعتی اور جنمی قرار دیدیا۔ حالانکہ وہ کم عقل خود یہ بھی جانتے ہیں (باقی ص ۳۶ پر)

المصطفیٰ میں روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ بیمار ہوئے۔ جس بیماری میں کہ دنیا سے رحلت فرمائی۔ جناب فاطمہؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جب حضرتؐ کو اس حال میں مشاہدہ فرمایا۔ بیتاب ہو کر حضرتؐ کے منہ پر گر پڑیں۔ اور اپنا سیدہ حضرتؐ کے منہ پر رکھ کر بیت روئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ نہ رو اور صبر اختیار کر۔ یہ سن کر حضرتؐ سیدہؑ اٹھیں اور بیٹھ گئے۔ مبارک حضرتؐ سے آسو جاری تھے۔ پس تین مرتبہ فرمایا۔ خداوندایہ میرے اہل بیت ہیں اور میں ان کو تیرے اور ہر مومن کے سپرد کرتا ہوں۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب رحلت حضرتؐ بجانب ریاض جنت نزدیک ہوئی۔ جناب امیرؑ سے ارشاد کیا۔ یا علیؑ میرا سر اپنے دامن میں لے لو۔ کہ حکم خدا آپہنچا ہے اور جب روح میرے جسم سے مفارقت کر جائے۔ اپنے ہاتھ سے مجھے اپنے منہ کی طرف کر دینا۔ اور توجہ تجمیز ہونا۔ اور پہلے تم مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور مجھ سے جدا نہ ہونا۔ جب تک قبر میں نہ آنا لینا۔ اور ان سب امور میں خدا سے نصرت چاہنا۔ جب جناب امیرؑ نے سر مبارک اپنے دامن میں رکھا۔ حضرتؐ یہوش ہو گئے۔ پس جناب فاطمہؑ حضرتؐ کے جمال پر نظر فرماتیں اور روتی تھیں اور بیان کرتی تھیں اور شعر پڑھتی تھیں کہ مضمون اس کا یہ ہے۔ وہ سفید رو کہ جس کی برکت سے طلب باراں کرتے ہیں۔ فریادیں تیمان و پناہ زنانا ہے۔ حضرتؐ نے آواز جناب سیدہؑ سنی آنکھیں کھول دیں اور باواضعف فرمایا۔ اے دختر یہ کلام تیرے بچا ابوطالب کا ہے اس کو نہ کہہ و لیکن یہ کہہ و ما محمدؐ الامر رسولؐ قد خلت من قبلة الرسل افان مات او قتل القلب تم علیٰ اعتقادکم اور جب جناب فاطمہؑ بہت روئیں۔ حضرتؐ رسولؐ نے قریب اپنے بلایا۔ اور کان میں کوئی راز کہا۔ جسے سن کر جناب سیدہؑ شاد ہو گئیں اور جب روح مقدس حضرتؐ نے مفارقت کی۔ جناب امیرؑ کا ہاتھ بلند کیا۔ اور اپنے منہ کی طرف اٹھایا۔ اور آنکھیں حضرتؐ کی ڈھانپ دیں۔ اور چادر حضرتؐ کے قامت مبارک پر اوڑھادی۔ پھر جناب سیدہؑ سے پوچھا۔ وہ ملا کیا تھا کہ جسے حضرت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :- کہ یہ فعل حضرت رسولؐ مقبول نے لاش حمزہ پر کیا۔ اور حضرت عائشہؑ نے وفات رسولؐ پر اور ان کے فتوے کی زد میں رسولؐ مقبول اور حضرت عائشہؑ بھی آجاتی ہیں لیکن ان کی پرواہ نہیں۔ مخالفت شیعہ کرنی ہے۔ خواہ کافر ہو کہ ہم کے ساتوں طبقے میں چلے جائیں۔ فقہی کتاب نور الانوار (ابن سنت) ملا ہے الحس امر داخل فی الفرض باعتبار الترتک۔ حرام فرض میں داخل ہے بلحاظ ترک کے۔ دفرق ہے جو دلیل بلاشبہ قطعی سے ثابت ہو اور یہ ہم شیعہ کا دعویٰ ہے کہ مخالفین ماتم ونوحہ کے پاس اس کی حرمت کے لئے کوئی دلیل قطعی الثبوت اور بلاشبہ قطعی سے ثابت ہو اور یہ ہم ثابت کرنا سفاہت کی دلیل دین سے لاعلمی کی نشانی دشمنی اسلام کی علامت ہے۔ (کوثر بھروی عفی عنہ)

رسولؐ نے تمہارے کان میں کہا۔ اس وقت تمہارا تم و اندوہ بہ شادی تبدیل ہو گیا۔ اور قلق و اضطراب کم ہو گیا۔ جناب سیدہؓ نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ پہلے میرے اہل بیت سے جو مجھ سے ملاقات کر لیا۔ وہ تو ہے اور میری مدت حیات بعد حضرت مرور کائنات بہت نہ ہوگی۔ اس وجہ سے شدت اندوہ و غم میرا جاتا رہا۔ اس لئے کہ مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ مدت مفارقت آنحضرتؐ بہت نہ ہوگی۔

## فصل پانچویں در بیان حضرت رسولؐ کی رحلت

بیان کیفیت وقوع مصیبت کبریٰ و حادثہ عظمیٰ یعنی وفات سیدنا نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیان غسل و کفن و دفن اور نماز آنحضرتؐ اور جو کچھ واقعات اس وقت یا اس وقت کے بعد پیدا ہوئے۔ جاننا چاہیے کہ اکثر علمائے خاصہ و عام یعنی علمائے شیعہ و سنی کا اعتقاد یہ ہے کہ ارتحال سیدنا نبیؐ بعالم بقا دو شنبہ کو ہوا۔ اور اکثر علمائے شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس دن اٹھائیسویں ماہ صفر کی تھی اور اکثر علمائے اہل سنت بارہویں ربیع الاول کہتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینی اس قول کے قائل ہیں۔ اور پہلا قول یعنی اٹھائیسویں صفر کی صبح اور بہت مشہور ہے۔ اور بعض علمائے اہل سنت دوسری اور بعض پہلی۔ اور بعض اٹھارویں اور بعض دسویں اور بعض بارہویں اور بعض آٹھ ربیع الاول کہتے ہیں اور اس میں اختلاف نہیں کہ سن حضرت کا تریسٹھ ۶۳ سال کا تھا۔ اور دو سو سال ہجرت سے تھا اور کشف الغم میں حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے دسویں سال ہجرت میں انتقال فرمایا۔ اور عمر شریف حضرت سے تریسٹھ سال گزرے تھے۔ چالیس سال مکہ میں رہے کہ وحی نازل ہوئی اور بعد اس کے تیرہ سال اور مکہ میں رہا کئے اور جب مدینہ میں ہجرت فرمائی۔ اس وقت تریسٹھ سال عمر شریف سے گزرے تھے۔ اور دس سال بعد ہجرت کے مدینہ میں رہے اور وفات حضرت کی دوسری ربیع الاول بروز شنبہ واقع ہوئی۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس قول کا علمائے شیعہ سے کوئی قائل نہیں شاید یہ قول حملی لفظ پر ہو۔ ایضا کشف الغم میں لکھا ہے کہ عمر شریف حضرت کی تریسٹھ سال کی ہوئی اور اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ دو سال چار ماہ رہے اور جب عبدالمطلب نے وفات پائی۔ اس وقت آٹھ سال حضرت کی عمر کے گزرے تھے اور بعد ان کے چچا ابوطالب حضرت کی حمایت اور کفالت کرتے رہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وقت وفات پدر بزرگوار حضرت سات ماہ کے تھے اور جب چھ سال کے ہوئے والدہ ماجدہ نے انتقال کیا۔ اور جب ابوطالب

حضرت کے چچا نے جانب ریاض جنت رحلت فرمائی۔ اس وقت عمر حضرت سے چھالیس سال اور آٹھ  
 مہینے چوبیس روز گزے تھے۔ اور اس کے تیسرے روز حضرت خدیجہ برفرتے انتقال فرمایا۔ پس اس وجہ سے  
 اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ اور حضرت بعد بعثت کے تیرہ سال مکہ میں رہے پھر تین یا چھ روز غار میں  
 پوشیدہ رہے اور بعد ازاں بجانب مدینہ ہجرت فرمائی۔ اور گیا دھویں ربیع الاول دو شنبہ کے دن مدینہ میں داخل ہوئے۔  
 اور دس سیال مدینہ میں رہے۔ پس دسویں سال ہجرت سے بتاریخ اٹھائیسویں ماہ صفر رحلت فرمائی۔  
**بیان تعیین تاریخ وفات حضرت رسول**۔ خطبہ راندی نے ابن عباس روایت کی  
 ہے کہ ایک روز ابوسفیان خدمت آنحضرت میں آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔  
 حضرت نے فرمایا۔ اگر تجھے منظور ہو تو میں قبل تیرے بیان کے تیرے سوال کا جواب لے دوں۔ ابوسفیان نے  
 کہا۔ اچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ تو مجھ سے سوال کرنے آیا ہے کہ میری عمر کس قدر ہوگی۔ اس نے کہا۔ ہاں میں ہی پوچھنے  
 آیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تریٹھ سال زندہ رہوں گا۔ ابوسفیان نے کہا۔ آپ نے سچ کہا۔ حضرت نے فرمایا۔  
 زبان سے کتا ہے نہ دل سے۔ اور ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔  
 دو شنبہ کو سفر نہ کرو۔ اور روزہ نہ رکھو کہ اس روز حضرت رسول نے دنیا سے رحلت فرمائی اور اس مضمون کی بہت  
 کی حدیثیں ائمہ اطہار سے منقول ہیں اور شیخ طوسی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر حضرت صادق سے روایت کی  
 ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ جب کوئی مصیبت درپیش آئے۔ مصیبت رسول خدا کی یاد کرو۔ کہ ایسی مصیبت  
 ہرگز کسی پر نہیں ہوئی۔ اور نہ ہوگی۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول نے فرمایا۔ یا علیؑ  
 جس کو کوئی مصیبت درپیش آئے وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ میری مصیبت سب مصیبتوں سے عظیم ہے۔  
 اور ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ چالیس درم کا فور بہشت سے اسطے حضور حضرت رسول  
 لائے۔ پھر اس کے برابر تین حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے لئے رکھا۔ اور ایک حصہ علیؑ کو دیا۔ اور ایک حصہ فاطمہؑ کو  
 دیا۔ اور شیخ طوسی نے بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ فرمایا میں اس وقت علالت حضرت کی خدمت  
 میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت کا سر مبارک ایک شخص کے دامن میں ہے کہ اس سے زیادہ میں خوبصورت کسی  
 کو نہ دیکھا تھا۔ اور حضرت آرام فرما رہے تھے جب میں گیا۔ اس شخص نے کہا اؤ۔ اور اپنے سر کا سراپنی گود میں لو۔ کہ  
 تم مجھ سے زیادہ سزاوار اور مستحق اس کے ہو۔ جب میں قریب گیا وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ اور حضرت کو میری  
 گود میں دیدیا۔ ایک ساعت میں بیٹھا۔ کہ حضرت بیدار ہوئے اور فرمایا وہ شخص کہاں گیا جس کی گود میں میرا  
 سر تھا۔ جناب امیر نے جو کچھ گزرا تھا۔ بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے علیؑ! تم نے اس شخص کو پہچانا۔ جناب  
 امیر نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں۔ میں نے نہیں پہچانا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ جبرئیل امینؑ ہے۔ کہ

جب مجھ پر مرض کی شدت ہوئی۔ انہوں نے باتیں کیں اور میں نے ان سے باتیں کیں کہ میری آنکھ لگ گئی۔  
**بیان غسل و کفن حضرت رسولؐ**۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں  
 نے حضرت رسولؐ خدا سے پوچھا۔ کہ آپ کو آپ کے انتقال کے بعد کون شخص غسل دے گا۔ حضرتؐ نے  
 فرمایا۔ ہر پوچھنے کو اس کا وصی غسل دینا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یا حضرتؐ آپ کا وصی کون ہے۔ حضرتؐ نے

لے عن علی بن حسین علیہما السلام عن ابن عمر قال سئل عن الفارسی وهو یومئذ ان یعود رجلاً ونحن جلوس فی خلقۃ  
 وینا رجل قال یقول لو شئت لانبأ تکم یا فضل هذه الامۃ بعد نبینا و افضل من هذین الرجلین ابی بکر و عمر  
 فسقام سلمان فقال ما ولیکم لو شئت لانبأ تکم یا فضل هذه الامت بعد نبینا و افضل من هذین الرجلین ابوبکر و عمر ثم مضی  
 سلمان فقیل له یا عبد اللہ ما قلت له قال سلمان رجعت علی رسول اللہ و هو فی غمرات الموت  
 فقلت یا رسول اللہ هل اوصیت قال یا سلمان اقدری من الاوصیاء قلت اللہ و رسولہ اعلم قال  
 آدم و کان وصیہ شیث و کان افضل من ترک بعد آدم و ولدہ و کان وصی نوح سام و کان  
 افضل من ترکہ بعدہ و کان وصی موسیٰ یوشع و کان افضل من ترکہ و کان وصی سلیمان اصعب  
 بن برخیا و کان افضل من ترکہ و کان وصی عیسیٰ شمعون بن فرخیا و کان افضل من ترکہ بعدہ  
 و اتی اوصیت ابی علی و هو افضل من اترکہ بعدی (مؤدۃ القرنی ص ۱۰۰۔ فردوس الاخبار و علی ص ۱۰۰) امام  
 علی ابن حسین زین العابدین علیہما السلام نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سلمان فارسی کسی شخص کی عیادت کے ارادے سے جا  
 رہے تھے کہ ان کا گندرم پر سے ہوا۔ اور ہم آدمیوں کے حلقہ میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص ہم سے کہہ رہا تھا۔ اگر میں جاہوں۔ تو  
 تم کو ایک ایسے شخص کے حال سے خبر دوں جو ہمارے نبی کے بعد ساری امت سے افضل اور ان دونوں ابوبکر و عمر سے  
 افضل ہے۔ پھر اس نے سلمان سے درخواست کی۔ تب سلمان نے کہا۔ اے لوگو! خدا کی قسم اگر میں جاہوں تو تم کو ایسے شخص سے  
 خبر دوں جو بعد رسولؐ ساری امت اور ابوبکر و عمر سے افضل ہے یہ کہہ کر سلمان روانہ ہوئے لوگوں نے کہا۔ اے  
 عبداللہ تم نے بیان نہ کیا۔ سلمان نے فرمایا۔ میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ نزع کی حالت میں تھے۔  
 میں نے عرض کی۔ آیا آپ نے اپنا وصی مقرر کیا ہے۔ فرمایا۔ اے سلمان! تم اوصیا کو جلتے ہو۔ میں نے عرض کی  
 کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے۔ اور وہ اولاد آدمؑ سے جو ان کے بعد  
 باقی رہی بہتر ہے اور نوحؑ کے وصی سامؑ تھے جو ان سب سے افضل تھے جن کو نوحؑ نے اپنے بعد چھوڑا۔  
 اور حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشعؑ تھے اور وہ ان سب سے افضل تھے جو حضرت موسیٰؑ کے بعد باقی رہے اور سلیمانؑ  
 کے وصی اصعب بن برخیا تھے اور جن کو سلیمانؑ نے اپنے بعد چھوڑا سب سے افضل تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے



فرمایا۔ میرا وصی علیؑ ہے۔ میں نے پوچھا۔ علیؑ آپ کے بعد کتنے سال زندہ رہیں گے۔ حضرت نے فرمایا تیس سال۔ جس طرح یوشع بن نون وصی موسیٰؑ بعد موسیٰ کے تیس سال زندہ رہے اور صغیرؑ و خضر شعیبؑ نے کہ زوجہ موسیٰؑ بھتی۔ یوشع پر خروج کیا۔ اور کہا میں تم سے زیادہ مستحق خلافت موسیٰؑ ہوں۔ یوشع نے اس سے مقابلہ کیا۔ اور قید کر لیا۔ بعد قید کرنے کے اس کی عزت کی۔ اسی طرح میری زوجہ عائشہؓ دختر ابوبکرؓ ہمراہ چند ہزار نامرد جو میری امت سے ہوں گے علیؑ پر خروج کرے گی۔ اور علیؑ اکثر مردان لشکر عائشہؓ کو قتل اور عائشہؓ کو اسیر کرے گا اور پھر اس پر احسان کرے گا۔ کلینیؒ و صفارؒ و شیخ طوسیؒ و ابن بابویہ و قطب راوندی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- وصی شمون بن فریخت تھے جو سب سے افضل تھے جن کو عیسیٰؑ نے اپنے بعد چھوڑا۔ اور میں نے علیؑ بن ابی طالب کو اپنا وصی کیا۔ اور وہ میرے بعد سب لوگوں سے جن کو میں چھوڑ رہا ہوں افضل ہیں۔ ہر نبی اپنا وصی یعنی خلیفہ خود مقرر کرتا ہے کسی امت نے اجماع نہیں کیا۔ توجہ دیگر امتوں نے اجماع سے وصی مقرر نہیں کئے تو امت محمدیہ کیوں کرے اور جب دیگر انبیاء نے خود مقرر کئے تو ہمارا نبی پیغمبر مقرر کئے جلا جائے۔ اور عیسا انبیاء کے تقرر ملاحظہ ہوں۔ آدمؑ نے مرض الموت میں شیث کو اپنا وصی و خلیفہ مقرر کیا۔ و روضۃ الصفا ص ۱۱۱ اور حضرت شیثؑ نے اپنے بیٹے افوش کو مرض الموت میں اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ تاریخ کامل جلد اول ص ۱۱۱ حضرت افوش نے اپنے بیٹے قینان کو مقرر کیا مرض الموت میں تاریخ کامل جلد اول ص ۱۱۱ حضرت قینان نے اپنے بیٹے سسلاہل کو مقرر کیا۔ تاریخ کامل جلد اول ص ۱۱۱ اور حضرت سسلاہل نے اپنے بیٹے یوحنا کو تاریخ کامل ص ۱۱۱ اور حضرت یوحنا نے اپنے بیٹے اوریس کو تاریخ کامل جلد اول ص ۱۱۱ اور حضرت اوریس نے اپنے بیٹے متوشیح کو اور انہوں نے اپنے بیٹے نوح کو اور حضرت نوح نے اپنے بیٹے سام کو۔ تاریخ کامل جلد اول ص ۱۱۱ یہ سلسلہ ایسے ہی حضرت ابراہیمؑ تک آیا۔ ابراہیمؑ نے اسحاقؑ شام میں اور اسمعیلؑ عرب میں اپنے خلیفہ مقرر کئے۔ روضۃ الصفا ص ۱۱۱ حضرت اسمعیلؑ نے اپنے بیٹے قیدار کو۔ اور حضرت اسمعیلؑ نے حضرت یعقوبؑ کو اور حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کو اور حضرت یوسفؑ کے بعد یہ سلسلہ حضرت موسیٰؑ تک آیا۔ حضرت موسیٰؑ نے ہارونؑ اور بعد انتقال حضرت یوشع بن نون اور اسی طرح حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو۔ روضۃ الصفا ص ۱۱۱ اور حضرت عیسیٰؑ نے خود حضرت شمعون کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا۔ روضۃ الصفا ص ۱۱۱ اور یہاں سے یہ سلسلہ خاندان قریش سے ہوتا ہوا نبی ہاشم میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کے پاس پہنچا۔ لہذا مثل سابق انبیاء کے سلف تاجدار و دو عالم کے لئے بھی یہ مزدی و ملائی ہو گیا کہ اپنے بعد خلیفہ امدومی خود مقرر کریں۔ اور امت کو اجماعی مگر ای سے بچائیں۔ خداوند تعالیٰ نے علیؑ آپ کو یا ایھا المس سولے بطنے ما انزل آیت بھیج کے تنبیہ فرمائی۔ اور اپنے غدیر خم پر علیؑ ابن ابی طالب کو اپنے بعد تمام مومنین و مومنات کا مولاد امیر اور اپنا وصی و خلیفہ مقرر کر دیا۔ سر العالمین امام غزالی ص ۱۱۱ تذکرہ خواص الامر ص ۱۱۱ -

(کوثر کبیر بلوی عفی عنہ)

جناب امیر المؤمنینؑ و امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ جب میں انتقال کر جاؤں۔ تجھ مشک پانی چاہ غرس سے کھنچ کر مجھے اچھی طرح اس سے غسل دیتا۔ اور کفن و حنوط کرتا۔ اور جب غسل و کفن و حنوط سے فارغ ہونا میرا اگر بیان کفن پکڑنا اور مجھے لٹانا۔ اور جو کچھ جی چاہے مجھ سے پوچھنا۔ جو پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا۔ چنانچہ جناب امیرؑ نے ایسا ہی کیا۔ اور فرمایا۔ اس وقت بھی ہزار باب مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب مجھ پر متوج ہوئے اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب جناب امیر المؤمنینؑ نے فرمایا، حضرتؑ جو کچھ قیامت تک گذرے گا۔ اس کی مجھے خبر دی۔ پس کوئی گروہ مردم نہیں مگر یہ کہ میں جانتا ہوں ان میں سے راہ حق پر کون ہے۔ اور گمراہ کون ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا۔ جناب امیرؑ نے سب کچھ اس وقت لکھ لیا۔ اور شیخ طوسیؒ نے سند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے علیؑ جب میں انتقال کر جاؤں مجھے غسل اس طرح دینا کہ بغیر تنہا سے کوئی میری شرمگاہ نہ دیکھ سکے۔ اس نے جو دیکھے گا۔ اندھا ہو جائے گا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یا حضرت میں تنہا غسل کیسے دے سکوں گا۔ بغیر اس کے چارہ نہیں کہ دوسرا شخص بھی ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ بوقت غسل جبرئیلؑ تمہارے معین ہوں گے۔ اور فضل بن عباسؑ کو حکم دیا کہ وہ تم کو پانی سے مگر کھدو کہ جی آنکھوں پر پانہ لے لے اس لئے کہ اگر اس کی نظر میری شرمگاہ پر پڑے گی تو وہ اندھا ہو جائے گا۔

**میان کفن حضرت رسولؐ**۔ ابن بابویہ نے سند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ دو مرد قریشی امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے کہا۔ تم چاہتے ہو کہ میں تم کو وفات سرور کائنات کی خبر دوں۔ ان دو قریشی نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوارؐ نے خبر دی کہ تین روز پہلے وفات رسول خداؐ سے جبرئیلؑ آئے اور کہا۔ اے احمدؑ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بسبب آپ کے فضل اور بزرگی کے بھیجا ہے اور پوچھا ہے کہ باوجودیکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اے محمدؐ کیسے ہو حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ بے چین ہوں۔ جب تیسرا روز ہوا۔ جبرئیلؑ مع ملک الموت پھر حاضر ہوئے اور ان کے ہمراہ اسمعیلؑ موکل ہوا بھی متر بزار فرشتوں کے ساتھ آیا۔ اور جبرئیلؑ ان سے پہلے وہی پیغام لئے۔ اور حضرتؑ بھی وہی جواب دیا۔ اس وقت ملک الموت نے اجازت گھر میں آنے کی چاہی۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ ملک الموت ہے۔ اور اجازت گھر میں آنے کی مانگتا ہے۔ اور اس نے کبھی کسی سے قبل آپ کے گھر میں آنے کی اجازت نہیں مانگی۔ اور بعد آپ کے کسی سے بھی نہ مانگے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ اجازت ہے آئیں۔ جبرئیلؑ نے اجازت دی۔ جب ملک الموت حاضر ہوئے۔ ادب سے حضرت کی خدمت میں کھڑے ہوئے اور کہا۔ احمدؑ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں اگر حکم ہو تو روح قبض کروں۔ اور اگر حکم ہو تو پھر جاؤں۔ حضرت

نے فرمایا۔ اے ملک اگر میں تم کو حکم دوں کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ گے اور مجھے چھوڑ دو گے۔ ملک الموت نے عرض کی۔ ہاں یا محمدؐ مجھے ایسا ہی حکم ہوا ہے۔ کہ آپ جو کچھ فرمائیں میں اس کی اطاعت کروں۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا۔ اے احمدؑ حق تعالیٰ آپ کا مشاق لقا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا اے ملک الموت جس کام پر تم مامور ہوئے ہو مشغول ہو۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ میرا نانا زمین پر آخِر میں تھا۔ آپ ہی دُنیا میں میری حاجت تھے اور آپ ہی سے مجھے کام تھا۔ اب دُنیا میں میرا کوئی کام نہیں۔ پس روح مقدس نے حضرت کے بدن اطہر سے مفارقت کی۔ ناگاہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے ان کو تعزیت دی۔ آواز **تعزیت حضرت حضرتؑ**۔ اس کی سنتے تھے مگر دکھائی نہ دیتا تھا۔ پس کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمة فمن نر حزن عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحیوة الدنیا الا متاع العسوس۔ یعنی ہر نفس ذائقہ موت چکھنے والا ہے۔ اور تم اپنی اجرت بروز قیامت پاؤ گے پس جو درد کیا جائے اتنی بہنم سے اور داخل کریں اس کو بہشت میں وہ دستگاہ ہوا اور زمین سے زندگانی دینا۔ مگر متاع فریب۔ پھر کہا۔ صبر فرمانے والی ہر مصیبت سے ہے اور خدا جلیلہ ہر مالک کا ہے اور تدارک اس کے عوض ثواب کا کرتا ہے۔ پس خدا پر اعتماد کرو۔ اور اسی سے امید رکھو۔ کیونکہ مصیبت زدہ وہی ہے جو رحمت خدا سے محروم رہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ یہ حضرت حضرتؑ تھے جو ہماری تعزیت کو کئے تھے۔ ایضاً۔ ابن بابویہؑ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضرت بستر بیماری پر لیٹے۔ اور اصحاب گرد جمع ہوئے۔ اس وقت عمار بن یاسرؓ اٹھے۔ اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یا حضرت جب آپ بخوار رحمت پر درد گار واصل ہوں۔ کون ہم سے آپ کو غسل دے۔ حضرت نے فرمایا مجھے علیؑ غسل دے گا کیونکہ جس عضو کے دھونے کا قصد کرے گا۔ ملائکہ اس کے اٹھانے کا قصد کریں گے۔ پھر عمار بن یاسرؓ نے پوچھا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ہم سے آپ پر پہلے کون نماز پڑھے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا رحمت کرے چپ رہو۔ پس جناب امیرؑ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے علیؑ جب دیکھنا کہ روح نے میرے بدن سے مفارقت کی مجھے غسل دینا۔ اور اچھی طرح غسل

ملہ جبرئیلؑ کا یہ کہنا کہ اب یہ میرا زمین پر آنا آخری ہے برائے نبوت تھا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی تھے اور آپ کے بعد اب کوئی نبی اور رسول نہ کئے گا۔ جس کے پاس جبرئیلؑ من جانب اللہ بخیرام لائیں۔ یعنی جبرئیلؑ اب نبوت کے لئے زمین پر نہیں آئے گا۔ بلکہ جبرئیلؑ اذیل نے نبوت کے پاس آتا رہا۔ اور آئندہ بھی آئے گا۔ لہذا جبرئیلؑ کا میدان کر بلا میں وہی وغیرہ رسول امام حسین علیہ السلام کے پاس آنا سنی شیعہ دونوں فرقوں کی کتب میں مرقوم ہے در مشورہ ہے حوالہ کی ضرورت نہیں (کوثر پبلیکیشنز)

دینا۔ اور ان دو کپڑوں میں جو میں پہنے ہوئے تھے کھن کرنا۔ پاجامہ سفید مصری اور چادر مینہ میں مجھے کھن کرتا۔ اور کھن میرا بہت گراں نہ کرنا۔ اور مجھے اٹھا کر نزدیک قبر رکھ دینا۔ پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ خداوند جبار ہے کہ عرشِ عظمت و جلال پر مجھ پر صلوات بھیجے گا۔ بعد ازاں جبرئیلؑ دیکھا گیا اور اسرافیلؑ ہمراہ شکر ہائے ملائکہ کہ ان کی گنتی بغیر ہر در و درکار کوئی نہیں جانتا۔ مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ بعد ان کے وہ ملائکہ نماز پڑھیں گے جو عرشِ الہی کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ ان کے بعد ساکنانِ ہر آسمان ایک دوسرے کے بعد مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اس کے بعد جمع اہل بیت میرے اہل بیتوں میں میری بحسب مراتب اشارہ اور سلام مجھ پر کریں گے۔ جو حق اور اشارہ سلام کرنے کا ہے۔ اور آزاد بعد لائے نالہ و فغان نہ ہو جائیں۔ پھر حکم فرمایا۔ اے بلالؓ لوگوں کو میری مسجد میں جمع کر۔ جب لوگ جمع ہوئے۔ حضرت بابر شریف لائے۔ عمامہ مبارک پر اور مکان پر تکیہ کئے یہاں تک کہ منبر پر گئے۔ اور حمد و ثنائے الہی بجالائے۔ اور فرمایا۔ اے گروہ اصحاب میں تمہارے لئے کیسا بیغیر تھا۔ آیا میں نے تمہارے واسطے جہاد نہیں کیا۔ آیا میرے آگے کے دانتوں کو تم نے نہیں توڑا۔ آیا میری پیشانی کو خاک آلود تم نے نہیں کیا۔ آیا خون میرے منہ پر تم نے نہیں بہایا۔ یہاں تک کہ میری دارِ مہی رنگین ہو گئی۔ آیا میں تمہیں شدتوں اور سختیوں کا اپنی قوم کے نادانوں کے ہاتھوں نہیں ہوا۔ آیا بھوک سے بھر میں نے اپنی امت کی رعایت کے لئے پیٹ پر نہیں باندھا۔ اصحاب نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ تحقیق آپ صبر کرنے والے واسطے خدا کے اور متع کوئے والے برائیوں کے تھے۔ حق تعالیٰ آپ کو ہم سب کی طرف سے جزائے خیر دے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدام کو بھی جزائے خیر دے۔ پھر حضرت نے **بیانِ قصاصِ حضرت رسولؐ** فرمایا۔ حق تعالیٰ نے حکم کیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ اس سے ظلم کسی ستمگار کا نہ چل سکے گا۔ لہذا میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ کہ جس کسی پر محمدؐ سے مظلمہ ہوا ہو۔ اللہ اٹھ کھڑا ہو اور مجھ سے قصاص لے لے کہ قصاص دنیا میرے نزدیک قصاصِ عقبی سے سامنے گروہ ملائکہ اور انبیاء کے بہتر اور محبوب تر ہے۔ یہ سن کر ایک شخص سب سے پیچھے سے اٹھا۔ کہ اس کا سودا بن قیس نام تھا۔ اور کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یا رسول اللہ جب آپ طائف سے آئے تھے۔ میں آپ کے استقبال کو آیا۔ اور آپ ناقہِ غضب پر سوار تھے۔ اور عصلے مشوق آپ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آپ نے عصا کو بلند کیا۔ کہ اس کو اونٹ پر ماریں۔ وہ میرے پیٹ پر لگا۔ نہیں معلوم آپ نے عمداً مارا یا سہواً۔ حضرت نے فرمایا۔ معاذ اللہ اگر میں نے عمداً ایسا کیا ہو۔ پس فرمایا۔ اے بلالؓ قافلہ کے گھر جا اور وہی عصلے آج جب بلالؓ مسجد سے باہر آئے۔ بازارِ مدینہ میں منادی کی اے گروہ مردم کون ہے قبل روزِ قیامت اپنے نفس کو قصاص فرمائے۔ اس وقت رسول خدا قبل قیامت اپنا قصاص چاہتے ہیں اور جب

دروازہ سیدہ پر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا۔ اے جناب فاطمہؓ حضرت اپنا عصائے مشوق طلب فرماتے ہیں۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اے بلالؓ آج عصا کا کام نہیں۔ کیوں حضرت طلب فرماتے ہیں بلالؓ نے کہا۔ اے فاطمہؓ مگر آپ نہیں جانتی کہ آپ کے پدر بزرگوار منبر پر تشریف رکھتے اور تمام لوگوں کو دواعی فرما رہے ہیں۔ جب جناب سیدہ نے کلام سُننا۔ فریاد کی۔ اور کہا۔ افسوس غم و اندوہ حسرت میرے دل نگار کی۔ اے پدر بزرگوار آپ کے غم و اندوہ پر ہو۔ بعد آپ کے اے حبیب خداؓ محبوب قلوب نقرافیتوں اور بیچاروں اور غریبوں اور محتاجوں کی کون خبر لے گا۔ اور یہ لوگ کس سے پناہ مانگیں گے۔ پس بلالؓ نے عصا لیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب عصا حضرت کو دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ پیر مرد کہاں گیا۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں حاضر ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ سے قصاص لے کہ تو۔ رضامند ہو جائے۔ اس مرد نے کہا۔ یا حضرت اپنا شکم کھویئے۔ جب حضرت نے شکم مبارک کھولا۔ اس مرد نے کہا۔ یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اجازت دیجئے کہ میں اپنا منہ آپ کے شکم مبارک پر رکھوں۔ جب اجازت پائی۔ اس مرد نے شکم مکرم سید عالم کو بوسہ دیا۔ اور کہا میں آتش بہنم سے بروز قیامت پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے سودا آیا قصاص کرتا ہے یا عفو کرتا ہے۔ سودا نے کہا۔ بلکہ عفو کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا خدا و ندا جس طرح سودا نے تیرے پیغمبر کو عفو کیا۔ تو بھی سودا سے عفو کر۔ یہ فرما کر حضرت منبر سے اترے اور ام سلمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرماتے تھے۔ خدا و ندا میری امت کو آتش جہنم سے محفوظ رکھنا۔ اور ان پر حساب روز جزا آسان کرنا۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا حضرت کس لئے آپ کو غمگین اور آپ کا رنگ مبارک متغیر باقی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ جبریلؑ نے اس وقت مجھے خبر مرگ پہنچائی۔ میں تم پر سلام ہو دُنیا میں کہ بعد اس دن کے پھر آواز محمدؐ کی نہ سنو گی۔ ام سلمہ نے جب یہ خبر وحشت اثر حضرت سے سُنی چلائیں اور کہا۔ وا حسرتنا آپ پر ایسا غم و اندوہ مجھے ہوا۔ کہ جس کی ندامت و حسرت کا تدارک نہیں کر سکتی۔ پس حضرت نے صدائے غم زائے دفتر نیک اختر سُنی چشمہائے مبارک کھولیں۔ اور فرمایا۔ اے دفتر گرامی۔ بہت جلد میں تجھ سے مفارقت کرتا۔ اور تجھے دواعی کرتا ہوں۔ اے دفتر تجھ پر سلام ہو۔ جب جناب سیدہ نے یہ خبر وحشت اثر سیدہ شہسُنی آہ سرد دل پر دروسے کھینچا۔

**ملاقات حضرت رسولؐ در حشر**۔ اور کہا۔ اے پدر بزرگوار بروز قیامت کہاں ملاقات آپ سے کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ میں جہاں حساب خلائی ہو گا لوں گا۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اگر آپ کو وہاں نہ پاؤں تو کہاں ڈھونڈوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مقام خمود میں کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہاں گناہگار ان امت کی شفاعت کروں گا۔ جناب سیدہ نے عرض کی۔ اگر وہاں سے نہ پاؤں تو کیا کروں۔

حضرت نے فرمایا۔ نزدیک صراط تلاش کرنا۔ جس وقت کہ امت میری صراط سے گذرتی ہو۔ اور میں وہاں کھڑا ہوں۔ اور جبرئیلؑ میرے دائیں جانب اور میکائیلؑ بائیں طرف اور جبرئیلؑ میرے پس و پیش کھڑے ہوں۔ اور سب کے سب درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کریں کہ پروردگار سلامت سے امت محمدؐ کو صراط سے اتار دے۔ اور ان پر حساب کو آسان کر دے۔ پس جناب فاطمہؑ نے پوچھا۔ میری ماں خدیجہ کبریٰ کہاں ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک قصر میں ہیں۔ چار دروازے اس قصر کے بہشت کی طرف کھلے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت بے ہوش ہو گئے۔ اور متوجہ عالم قدس ہوئے۔ اور جب بلالؓ نے آواز بنا کر دی اور کہا۔ الصلوٰۃ من حکم اللہ۔ حضرت ہوش میں آئے اور مسجد میں تشریف لا کر نماز سکھاد فرمائی۔ اور جب فارغ ہوئے اسامہؓ بن زید اور جناب امیرؓ کو بلایا۔ اور کہا مجھے فاطمہؑ کے گھر لے چلو۔ جب جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے۔ اپنا سر مبارک سیدہ کی گود میں دیا۔ امام حسنؓ اور امام حسینؓ اپنے نانا کا یہ حال دیکھ کر بیتاب ہو گئے اور رونے لگے اور کہتے تھے۔ ہماری جانیں آپ کی جان پر فدا ہوں اور ہمارے منہ آپ کے منہ پر فدا ہوں۔ حضرت نے پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ جناب امیرؓ نے عرض کی۔ یہ آپ کے فرزند ان گرامی حسنؓ و حسینؓ ہیں۔ حضرت نے قریب بلایا۔ اور ہاتھ ان کی گردن میں ڈال کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ جب جناب حسنؓ بہت روتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے حسنؓ اس قدر نہ رو۔ اور پٹھر جا۔ کہ تیرا رونہ مجھے سخت ناگوار اور باعث آزار و لطفگار ہے۔ ناگاہ ملک الموت حاضر ہوئے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہؐ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام اے ملک الموت۔ میری تم سے ایک حاجت ہے۔ ملک الموت نے کہا۔ یا رسول اللہؐ آپ کی کیا حاجت ہے حضرت نے فرمایا۔ میری روح جب تک جبرئیلؑ نہ آئیں۔ اور مجھے سلام نہ کر لیں اور میں ان کو سلام نہ کر لوں اور وداع نہ کر لوں قبض نہ کرتا پس ملک الموت باہر چلے گئے اور کہتے تھے یا محمدؐ آہ اتنے میں جبرئیلؑ ہوا سے ملک الموت کے پاس آئے۔ اور پوچھا۔ اے ملک الموت قبض روح محمدؐ کر چکے۔ ملک الموت نے کہا۔ نہیں اے جبرئیلؑ حضرت رسولؐ نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ جب تک جبرئیلؑ سے ملاقات نہ کر لوں۔ اور ان کو وداع نہ کر لوں میری روح قبض نہ کرتا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت نہیں دیکھتے کہ حوران بہشتی نے روح حضرت محمدؐ کی تشریف آوری میں اپنا بناؤ سنگار کیا ہے۔ پس جبرئیلؑ قریب حضرت کے آئے۔ اور کہا۔ السلام علیک یا ابا القاسم۔ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام یا جبرئیلؑ۔ اے جبرئیلؑ ایسی حالت میں مجھے تم تنہا چھوڑ دیتے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا حضرت آپ کو رحلت فرمانا نا چاہیے اور سب کو مرگ دہیشت ہے اور ہر نفس ذائقہ مرگ چکھنے والا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ اے میرے حبیب میرے پاس آؤ۔ جبرئیلؑ قریب آئے۔ اور ملک الموت بھی آئے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت دوبارہ قبض روح محمدؐ وصیت حق تعالیٰ یاد رکھنا۔ پس

بہر ٹیلی داہنی طرف اور میکائیل بائیں جانب اور ملک الموت سامنے کھڑے ہوئے اور مشغول قبض روح اظہر ہوئے۔

**بیان رحلت حضرت رسول**۔ ابن عباس نے کہا۔ کہ حضرت اس روز مکر فرماتے تھے۔ میرے حبیب کو بلاؤ۔ اور جس کو لوگ سامنے لاتے تھے۔ اس سے حضرت مُنہ پھیر لیتے تھے۔ جناب فاطمہ سے لوگوں نے کہا۔ ہمیں یقین ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب کو بلاتے ہیں۔ جناب فاطمہ کہیں اور جناب امیر کو بلا لائیں۔ جب نظر مبارک سید انبیاء روئے منور سید اوصیاء پر پڑی۔ ہنسنے لگے اور مکر فرمایا۔ اے علی میرے پاس آؤ۔ یہاں تک کہ ہاتھ جناب امیر کا پکڑ کر اپنے سر ہاتے بٹھایا۔ اور بیہوش ہو گئے۔ اتنے میں حسن اور حسین تشریف لائے اور جب ان کی نظر اپنے نانا کے جمال بيمثال پر پڑی اور حضرت کا وہ حال دیکھا۔ قریاد و اجداہ و احمدہا کر کے روٹے ہوئے سینہ حضرت پر گر پڑے۔ جناب امیر اٹھے کہ ان کو اٹھائیں حضرت ہوش میں آئے۔ اور کہا۔ اے علی ان کو رہنے دو۔ کہ میں ان دو توں اپنے باغ کے پھولوں کو سونگھوں اور یہ میرے گلِ رخسار کو سونگھیں اور میں ان کو وداغ کروں۔ اور یہ مجھے وداغ کریں۔ یہ دونوں بعد میرے مظلوم ہوں گے۔ تیغ ظلم و ستم زہر سے ملے جائینگے۔ پس تین مرتبہ فرمایا۔ خدا کی لعنت ان پر ہو۔ جو ان پر ظلم کرے۔ پھر ہاتھ جناب امیر کا تھام کر لحاف کے اندر سے لیا۔ اور اپنا منہ ان کے مُنہ کے اوپر اور دوسری روایت میں اپنا مُنہ جناب امیر کے کان کے اوپر رکھا۔ اور بت لاکھے۔ اور اسرار الہی و علوم غیر متناہی بیان فرمائے۔ یہاں تک کہ روح مقدس حضرت جنتِ جنتِ آشیان عرشِ رحمت پروردگار اور اسرار الہی و علوم غیر متناہی بیان فرمائے۔ پرواز فرمائی۔ جناب امیر لحاف بشیر و نذیر سے باہر تشریف لائے اور کہا حق تعالیٰ تمہارے اجر کو تمہارے پیغمبر کی مصیبت میں عظیم کرے۔ واضح ہو کہ خداوند عالمیان روح برگزیدہ پیغمبر آخر الزمان کو اپنی طرف لے گیا۔ یہ مُنہ کہ صدائے خروش و شیون اہل بیت رسالت بلند ہوئی۔ اور کچھ لوگ مومنین سے جو غصبِ خلافت میں مشغول نہ ہوئے۔ تعزیت اور مصیبت اہل بیت میں شریک ہوئے۔ ابن عباس نے کہا۔ کہ جناب امیر سے پوچھا۔ وہ راز جو حضرت نے آپ سے لحاف کے اندر کہا تھا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ ہزار باب علم مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے اور ہزار باب کھل گئے۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا۔ بعد حضرت رسول پہلی بلا اور امتحان جو مجھ پر وارد ہوا یہ تھا۔ کہ میرا بغیر حضرت مسلمانوں میں کوئی مونس و مددگار نہ تھا۔ کہ میں اس پر اعتماد کرتا۔ اور امید و نصرت اس سے رکھتا حضرت نے مجھے بچپن میں تربیت کی۔ اور جب میں بڑا ہوا۔ اپنی بناہ میں رکھا۔ نیسی سے نکالا۔ میرے اور میرے عیال کے خراج کی کفالت فرمائی۔ مجھے ہر حاجت سے بے نیاز کیا۔ حضرت کی برکت سے محتاج نہ ہوا۔ اور اسی طرح چند نعمتہائے دینا حضرت کی برکت سے تمہیا تھیں۔ اور یہ سب باوجود زیادتی اس شفقت اور مرحمت کے سلنے کم تھیں کہ مجھے درجات عالیہ اور کمالات نامتناہیہ پر فائز کیا۔ اور علوم ربانی سے ممتاز فرمایا اور راہ نمائی مراتبِ قرب وصال

دو اصل ملک متعال سے فرمائی۔ افعال و اقوال و آداب حسنہ سے آراستہ فرمایا۔ پس ذفات حضرت سرور کائنات سے ایسے چند اندوہ و الم مجھ پر نازل ہوئے کہ مجھے گمان ہے اگر مصیبتوں کو پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ تاب و تحمل نہ لاسکیں۔ اس مصیبت میں۔ میں نے لوگوں کو مختلف پایا۔ بعضوں کا روننا بیٹنا اس درجہ تھا کہ مطلق ضبط نہ کر سکتے تھے اور قوت تحمل اس مصیبت عظیم پر نہ تھی۔ شدت غم و اندوہ نے صبران سے دور کر دیا تھا۔ اور ان کی عقل کو پریشان کر دیا تھا۔ مجھے سمجھانے اور کئے سننے والوں کے درمیان ان کی جرع اور مصیبت حاصل تھی یہ حال اہل بیت و خلیشان حضرت اور فرزند ان عبداللہ کا تھا۔ اور تمام لوگوں کی کیفیت تھی۔ کہ بیٹھے ماتم پر سا دیتے تھے اور کہتے تھے۔ اس کو مصیبت و اندوہ عظیم میں جو دفعۃً مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ میں نے صبر و شکیبائی و خاموشی اختیار کی۔ اور جو کچھ حضرت نے غسل و کفن و حنوط و نماز و دفن کرنے اور کتاب جمع کرنے میں مجھے وصیبت فرمائی تھی اس میں مشغول ہوا۔ اور مجھے بجا آوری امور ضروری میں کہ حضرت کی جانب سے مامور تھا۔ گریہ پیتا بانہ اور آہ و نالہ سوزش سیدہ اور مصیبت دردناک مانع ہوئی۔ یہاں تک کہ جو حق تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر لازم تھا۔ سب میں نے ادا کیا۔ اور از روئے صبر و شکیبائی و امیدواری رحمت نامتناہی الہی ان درد اور مصیبتوں کو میں نے بھلا دیا۔ یہاں تک کہ تمام احکام خدا اور رسول سے فارغ ہوا۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضور ایک روز شدت مرض میں بے ہوش ہو گئے۔ ناگاہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ **اذن ملک الموت درخانہ رسول**۔ جناب سیدہ نے فرمایا۔ کون ہے جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں ایک غریب مرد ہوں اور حضرت رسول سے ایک سوال کرنے آیا ہوں۔ اجازت ہے کہ گھر میں داخل ہوں۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اپنے کام کو جا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ کیونکہ حضرت اپنے مرض میں ہیں تجھ سے بات نہ کر سکیں گے۔ یہ سن کر وہ شخص چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا۔ ایک غریب رخصت چاہتا ہے کہ حضرت رسول کے پاس آئے۔ آیا غریبوں کو رخصت دیتے ہو۔ اس وقت حضرت رسول ہوش میں آئے۔ اور آنکھیں کھول کر فرمایا اے فاطمہ تم جانتی ہو یہ کون ہے۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اسے پدر بزرگوار میں نہیں جانتی۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ جماعت کا پرآگندہ کرنے والا اور لذتوں کا برطرف کرنے والا۔ اے فاطمہ یہ ملک الموت ہے۔ تجھ سے پہلے کسی سے گھر میں آنے کی اجازت اس نے نہیں لی۔ اور نہ بعد میرے کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ مجھے جو کر امت اپنے پروردگار کے نزدیک ہے۔ اس سبب سے اجازت چاہتا ہے۔ اے فاطمہ اجازت دو کہ آئیں۔ جناب سیدہ نے فرمایا۔ خدا رحمت کرے گھر میں داخل ہو۔ پس مثل نسیم تند ملک الموت داخل ہوئے اور اہل بیت رسالت پر سلام کیا اور کہا۔ **بیان اذن ملک الموت**۔ السلام علی اہل بیت رسول اللہ۔ حضرت نے جناب امیر کو



وصیت فرمائی۔ کہ جو روحِ جفا و ظلم و ستمِ اشقیاء سے صبر کرنا اور نافرمانی کی حفاظت کرنا۔ اور قرآن کو جمع کرنا یا میر قرض کو ادا کرنا۔ اور مجھے غسل دینا اور میری قبر کے گرد دیوار بنانا۔ اور حسن و حسین کی حفاظت کرنا کشف الغمہ میں روایت ہے کہ وقت وقات حضرت ایک شخص نے اجازت چاہی کہ حاضر خدمت ہو۔ جناب امیرؑ تشریف لائے اور فرمایا۔ کیا کام ہے۔ اُس شخص نے کہا۔ میں حضرت سے ملاقات کرنے آیا ہوں۔ جناب امیرؑ حضرت رسولؐ کی خدمت میں آئے۔ اور اس شخص کے لئے اجازت طلب کی حضرت نے فرمایا۔ کہو آئیں۔ جب وہ شخص حضرت کے سرہانے بیٹھا۔ اور کہا۔ اے پیغمبرِ خدا میں حق تعالیٰ کی طرف سے برسالت آپ کے پاس آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم کون ہو۔ اُس شخص نے کہا۔ میں ملک الموت ہوں حق تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور اختیار دیا ہے۔ خواہ آپ دنیا میں تشریف رکھیں یا لقائے پروردگار قبول فرمائیں حضرت نے فرمایا۔ مجھے جبرئیلؑ کے آنے تک ہمت دو۔ کہ ان سے مشورہ کر لوں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا رسول اللہؐ آپ کے لئے دینا سے آخرت بہتر ہے۔ اور حق تعالیٰ آخرت میں ایسے قرب و کرامت و منزلت کے دے گا اور شفاعت کے قبول فرمائے گا۔ آپ بہت خوش ہوں گے۔ اور لقائے دینا سے لقائے پروردگار بہتر و برزخ ہے۔ یہ سُن کر حضرت نے ملک الموت سے کہا۔ جس پر تم خدا کی طرف سے مامور و مقرر ہو۔ اس کام کو بجا لاؤ۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت جلدی نہ کرو۔ میں اپنے پروردگار کے پاس ہواؤں۔ ملک الموت نے کہا۔ اے جبرئیلؑ روحِ مقدس وہاں تک پہنچی کہ تاخیر کرنا جائز نہیں۔ یہ سُن کر جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ زمین پر میرا آنا آخری تھا۔ اور اب زمین پر آنے کی مجھے کوئی حاجت نہیں۔ ایضاً ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جس وقت مرضِ رسولؐ پر سنگین ہوا۔ اس وقت ابوبکر آئے اور کہا۔ یا حضرت آپ کس وقت انتقال کریں گے حضرت نے فرمایا۔ میری اجل حاضر ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ آپ کی بازگشت کہاں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ جانبِ سدرة المنتہی و جنت المادوی و رفیقِ اعلیٰ عیش گوارا جو عیائے خرابِ قرب حق تعالیٰ ابوبکر نے کہا۔ آپ کو غسل کون دے۔ حضرت نے فرمایا۔ جو میرے اہل بیت سے وصیتِ غسل و لُحْن۔ مجھ سے قریب ہوگا۔ ابوبکر نے پوچھا۔ کس چیز میں آپ کو کفن کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ان ہی کپڑوں میں جو میں نے پہن رکھے ہیں۔ یا جاہائے مہینی و مصری میں۔ ابوبکر نے پوچھا۔ کس طرح آپ پر نماز پڑھیں۔ اس وقت شور و غلغلہ جوش و فرودش آواز مردم بلند ہوا۔ اور در و دیوار کا پھٹنے لگے۔ حضرت نے اہل بیت سے فرمایا۔ صبر کرو۔ خدام لوگوں سے عفو کرے جب مجھے غسل دینا۔ اور کفن اس وقت مجھے قبر کے نزدیک ایک تختہ پر رکھنا اور ایک ساعتِ علیؑ ہو جانے۔ اور مجھے ہنہا چھوڑ دینا۔ کہ پہلے جو سب مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ وہ خدادندِ عامیان ہے۔ پھر ملائکہ گواہی دے گا۔ وہ مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اور سب سے پہلے جبرئیلؑ نازل ہوں گے۔ بعد ان کے اسرافیلؑ ان کے بعد میکائیلؑ ان کے بعد ملک الموت اور ان کے بعد تمام شکرانے ملائکہ آئیں گے۔

اور مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اس وقت تم لوگ فوج فوج اس گھر میں آنا اور مجھ پر صلوات بھیجنا اور سلام کرنا اور مجھے آزاد نہ دینا۔ اور لازم ہے کہ سب سے پہلے آدمیوں سے وہ مجھ پر نماز پڑھے گا۔ جو میرے اہل بیت سے قریب ہوگا۔ بعد اس کے عورتیں اور لڑکے میرے اہل بیت سے ان کے بعد اور لوگ نماز پڑھیں۔ ابو بکر نے کہا۔ آپ کو قبر میں کون اتارے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ جو شخص میرے اہل بیت میں سے مجھ سے بہت قریب ہوگا۔ ہمراہ چند ملک مجھے قبر میں اتارے گا۔ ان فرشتوں کو تم نہ دیکھو گے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ اٹھ جاؤ اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس سے اور لوگوں کو مطلع کرو۔ ایضاً۔ جناب امیر سے روایت کی ہے کہ آخری بیماری میں جبرئیل ہر روز اور ہر شب نازل ہوتے تھے۔ اول کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ۔ پروردگار نے آپ کو سلام کہا۔ اور فرمایا ہے آپ کا کیا حال ہے باوجودیکہ آپ کا حال آپ سے بہتر جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ آپ کے شرف و کرامت کو زیادہ کرے جس طرح آپ کو جمع خلق پر فضیلت دی۔ اور چاہتا ہے کہ عیادت بیماریوں کی آپ کی امت میں سنت ہو جائے اگر حضرت کے درد ہوتا تو فرماتے درد ہے جبرئیل کہتے یا حضرت کوئی شخص حق تعالیٰ کے نزدیک گرامی تر آپ سے نہیں۔ آپ کو اس لئے درد دیا ہے۔ کہ آپ کی حدائے دعا کا سُننا اچھا معلوم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ کے درجے بہشت میں بلند فرمائے۔ اور اگر حضرت فرماتے میں راحت میں ہوں۔ جبرئیل کہتے۔ عافیت پر خدا کی حمد کیجئے کہ خدا تعالیٰ حمد کرنے والوں کے حمد کو دوست رکھتا ہے اور اپنی نعمت کو ان پر زیادہ کرتا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ جس وقت جبرئیل نازل ہوتے اور ان کے آنے کے آثار ہم پر ظاہر ہوتے سب لوگ سوائے میرے گھر سے باہر چلے جاتے۔ آخر مرتبہ جبرئیل نے حضرت سے کہا۔ یا محمد پروردگار سلام فرماتا ہے اور آپ کا حال پوچھتا ہے باوجودیکہ وہ بہتر جانتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں مفر آخرت پر آنے کو مہیا دیکھتا ہوں۔ اور آثار مرگ اپنے میں پاتا ہوں جبرئیل نے کہا۔ یا محمد بشارت ہو کہ بسبب اس حال کے جو آپ کا ہے۔ حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے جس قدر درجات ہیں سب کو اختیار فرمائیے۔ باوجودیکہ آپ کے درجے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیل ملک الموت نے اجازت گھر میں آنے کی جارہی۔ اور آئے مگر میں نے اُن سے مہلت تمہارے کتے تک کی مانگی ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ یا محمد پروردگار آپ کا مشتاق ہے اور ملک الموت نے بغیر آپ کے کسی سے اجازت نہیں طلب کی۔ اور نہ طلب کرے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیل جب تک ملک الموت نہ آئیں تم نہ جانا میں حضرت نے میمیوں اور فرزندوں کو دھت کیا۔ اور جناب فاطمہ سے کہا۔ اے دختر میرے پاس آ۔ جب آئیں حضرت نے کوئی راز کان میں کہا جب سیدہ نے اوپر سر اٹھایا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے حضرت نے دوسری دفعہ قریب بلایا۔ اور گویں لیا۔ اور کوئی راز کان میں کہا جب جناب سیدہ نے سر اٹھایا ہنسنے لگیں۔ زنان حضرت نے اس حال سے تعجب کیا۔ اور جناب سیدہ سے پوچھا۔ فرمایا پہلی مرتبہ خبر وفات اپنی مجھ سے بیان فرمائی اور اس سبب سے میں رونے لگی۔ دوسری مرتبہ فرمایا۔ اے دختر نہ

روز میں نے پروردگار سے سوال کیا پہلے سب سے میرے اہل بیت سے جو میرے پاس آئے وہ تو ہو۔ اور حق تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور میرے بعد دنیا میں تو بہت نہ رہے گی۔ اس کے سننے سے خوش ہو گئی۔ پس حضرت نے جنین کو طلب فرمایا۔ اور مبارک کر کے رونے لگے۔ شیخ طلوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ **صدائے شیطان بعد وفات حضرت رسول** جب حضرت رسول نے دنیا سے رحلت کی۔ ایک پردہ حضرت کے سامنے ڈال دیا۔ اور جناب امیر پردہ کے آگے بیٹھے تھے اور شدت اندوم سے اپنے دونوں ہاتھ روئے مبارک کے نیچے رکھے تھے اور جب ہوا چلتی تھی۔ پردہ روئے مبارک پر لگتا تھا اور اصحاب دروازہ پر اور مسجد میں بھرے ہوئے تھے۔ اور صدائے نالہ وزاری بلند تھی۔ روتے اور خاک اڑاتے تھے۔ ناگاہ ایک آواز حضرت کے گھر سے بلند ہوئی۔ کہ کہنے والے کو نہ دیکھتے تھے۔ وہ شخص کتا تھا۔ تمہارا پیغمبر طاہر و مطہر تھا۔ دفن کرو۔ اور غسل نہ دو۔ جب امیر نے یہ آواز سنی جانا۔ یہ آواز شیطان کی ہے۔ فقہ انگریزی سے خائف ہو کر سزا فونے اندوہ سے اٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے دشمن خدا دور رہو۔ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے ان کو غسل و کفن دوں اور دفن کروں اور یہ سنت تاقیامت سب لوگوں کے لئے جاری رہے۔ بعد اس کے دوسری آواز آئی کہ علی شرمگاہ وقت غسل اپنے پیغمبر کی لوگوں سے بھچا دینا۔ اور اس کا پیرا ہن سے جدا نہ کرنا۔ شیخ مفید اور شیخ ابن الدین وغیروں نے بسند معتبرین بحال وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسول نے دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ جناب امیر متوجہ غسل ہوئے۔ اور عباس حاضر تھے۔ فضل بن عباس جناب امیر کی مدد کرتے تھے جب غسل سے فارغ ہوئے اور کفن پہنایا۔ جناب امیر نے منہ حضرت کا کھولی کر کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ زندگی میں اور بعد مرنے کے کیسے طیب و طاہر ہیں۔ وہ آپ کے مرنے سے منقطع ہوا جو کسی پیغمبر کے مرنے سے منقطع نہ ہوا تھا۔ آپ کے بعد وحی آسمانی منقطع ہو گئی۔ آپ کی مصیبت اس درجہ عظیم ہوئی۔ کہ اوروں کی مصیبت سے تسلی دینے والی ہوئی۔ اور آپ کی محنت و فاقہ ایسی عام ہوئی۔ کہ آپ کی مصیبت میں جمیع خلق صاحب مصیبت ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ آپ نے مجھے صبر کا حکم فرمایا ہے اور رونے سے منع کیا ہے۔ البتہ میں آپ کی مصیبت میں آنسو بہاتا اور آپ کے درد مصیبت کی ہرگز دوا نہ کرتا۔ اور آپ کے جواحت مفارقت کو ہرگز سیدہ سے باہر نہ کرتا۔ اور اس سب کی آپ کی مصیبت میں کچھ حقیقت نہیں اور حسرت کا کوئی چارہ نہیں اور آپ کا حزن مفارقت بر طرف ہونے والا نہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ مجھے اپنے پروردگار کے سامنے یاد کرنا۔ اور مجھے اپنے دل سے بھلا نہ دینا یہ کہم کہ حضرت کے روئے اقدس پر گر پڑے اور روئے مبارک کے بوسے لئے اور آہ حسرت میں پروردگار سے کہنچی۔ بعد اس کے کپڑا حضرت کے منہ پر ڈال دیا۔ اور لبائے الدرجات میں منقول ہے کہ جس دن جناب امیر نے حضرت کو غسل دیا حق تعالیٰ نے بیان شمرکت ملائکہ درجہ پیغمبر و تکفین حضرت رسول و اکملہ طاہرین۔ ان سے راز کئے۔

ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے بعالم بقا رحلت فرمائی۔ جبرئیلؑ اور ملائکہ اور روح کہ شب قدر میں حضرت پر نازل ہوئے تھے۔ پس حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ کی آنکھیں روشن کر دیں کہ ان کو مشتمل اُسمان سے زمین تک دیکھتے تھے۔ اور یہ سب جناب امیرؑ کو غسل دینے اور نماز پڑھنے میں اعانت کرتے تھے اور قبر کھودتے تھے۔ اور بخدا سو گندہ جز ملائکہ اور کسی نے حضرت کی قبر نہیں کھودی۔ یہاں تک کہ جناب امیرؑ داخل قبر ہوئے اور حضرت رسولؐ کو قبر میں اتارا۔ پس حضرت رسولؐ فرشتوں سے کلام فرماتے۔ اور حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ کے ناول کو سننے کا حکم فرمایا کہ حضرت فرشتوں سے جناب امیرؑ کی سفارش فرماتے ہیں۔ یہیں کہ جناب امیرؑ رونے لگے اور سنا کہ ملائکہ حضرت سے کہتے ہیں۔ ہم علیؑ کی خدمت و نصرت و اعانت خیر خواہی میں کمی نہ کریں گے۔ اور وہ ہمارے صاحب۔ امام اور پیشوا ہیں اور ہم ہمیشہ ان کے پاس آئیں گے۔ ولیکن وہ بغیر آج کے ہم کو نہ دیکھیں گے۔ مگر آؤ انہیں ہماری سنیں گے۔ اور جب جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ اور ملائکہ اور روح۔ جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ پر نازل ہوئے اور دونوں صاحبوں نے فرشتوں کو دیکھا۔ اور جو کچھ وفات حضرت سرور کائنات میں واقع ہوا اور جناب پیغمبر خدا کو دیکھا۔ کہ ہمراہ ملائکہ دفن و کفن جناب امیرؑ میں مدد و اعانت فرماتے ہیں۔ اور جب امام حسنؑ نے رحلت فرمائی۔ امام حسینؑ نے جبرئیلؑ و ملائکہ اور روح اور رسول خداؐ امیر المؤمنین کو دیکھا کہ نازل ہوئے اور غسل و کفن و دفن میں شریک ہوئے اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے امام زین العابدینؑ نے جبرئیلؑ و ملائکہ و روح اور حضرت رسولؐ جناب امیرؑ جناب حسنؑ کو دیکھا۔ کہ تشریف لائے ہیں اور جمیع امور میں جناب علیؑ کی نصرت و مددگاری فرمائی۔ اور جب امام زین العابدینؑ نے وفات فرمائی۔ امام محمد باقرؑ نے جناب رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ کو دیکھا کہ میری مدد و نصرت ہے جبرئیلؑ و ملائکہ اور روح فرماتے ہیں۔ اور جب امام محمد باقرؑ نے انتقال کیا۔ جناب صادقؑ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ اور امام زین العابدینؑ اور ملائکہ و روح غسل و کفن و دفن اور نماز و جمیع امور میں میری مدد و نصرت اور اعانت کرتے تھے۔ اور یہ حکم آخر امام تک جاری اور باقی ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں شاید ان حدیثوں سے مراد یہ ہو جن میں گذرا ہے کہ جبرئیلؑ نے کہا۔ میں اب زمین پر نازل نہ ہوں گا یہ ہو۔ کہ وحی لیکر نہ آؤں گا۔ تاکہ ان احادیث کے خلاف نہ ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعد حضرت رسولؐ کے زمین پر آئے نہ ہوں۔ اور بالائے ہوا یہ سب کام کرتے ہوں شیخ طوسی اور کلینی وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ کو تین کپڑوں میں کفن دیا۔ ایک چادر حریری سرخ اور دو جامدہ سفید سحرہ من سے ایضاً بسند حسن جناب صادق سے روایت کی ہے بیان نماز جنازہ حضرت رسولؐ۔ کہ عباس جناب امیرؑ کی خدمت میں آئے اور کہا۔ لوگوں نے اتفاق کیا ہے۔ کہ حضرت کو بقیع میں دفن کریں اور ابو بکرؓ کے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے جناب امیرؑ نے جب منافقوں کا فساد جانا گھر سے باہر آئے اور فرمایا۔ ایچھا الناس رسول خداؐ۔ امام و پیشوا ہمارے حیات اور رحمت میں ہیں۔ اور حضرت نے خود فرمایا

ہے میں وہاں دفن ہونگا۔ جہاں میری روح قبض کی جائے۔ اس وقت اس وجہ سے یہ لوگ اپنا کام نکال چکے تھے۔ اس امر میں ہارن اور مانع نہ ہوئے اور کہا۔ جو بہتر جانو وہ کرو جناب امیر مدوازے کے آگے کھڑے ہوئے۔ اور حضرت کی نماز پڑھی۔ اور اس کے بعد اصحاب کو اجازت دی۔ دس دس نفر داخل ہوتے اور گرد جنازہ کے کھڑے ہوتے تھے اور جناب امیر ان کے بیچ میں کھڑے ہو کر یہ ایت پڑھتے تھے۔ ان اللہ وہ ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور یہ لوگ بھی ایت پڑھتے تھے اور درود حضرت پر بھیجتے اور باہر جلتے تھے یہاں تک کہ جمیع اہل مدینہ و اطراف مدینہ نے درود بھیجا اور پڑھنے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ دس آدمی جلتے اور بغیر امام نماز پڑھتے تھے بروز شنبہ اور شنبہ سے صبح تک اور صبح سے شنبہ سے شام تک یہاں تک کہ جمیع خرد و بزرگ و مرد و زن مدینہ و اطراف مدینہ سب نے اسی طرح حضرت پر نماز پڑھی۔ اور کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسول نے انتقال کیا۔ جمیع ملائکہ۔ ہماجرین و انصار فوج فوج آئے اور نماز پڑھنے لگے۔ اب جناب امیر نے فرمایا حضرت رسول نے حالت صحت میں فرمایا۔ کہ آئینہ مذکورہ فجر پر نماز پڑھنے کے بارہ میں بجز میری رحلت کے نازل ہوا۔ اور پڑھی نے بسند معتبر حضرت روایت کی ہے کہ جب جناب امیر نے حضرت کو غسل دیا۔ ایک کپڑا حضرت کے منہ کے اوپر ڈال دیا۔ اور گھر میں نہ دیا۔ جو گروہ آتا تھا۔ حضرت کے گرد کھڑا ہو کر درود بھیجتا تھا۔ اور نماز پڑھتا تھا۔ اور پھر باہر چلا جاتا تھا۔ اس کے بعد دوسرا گروہ آتا تھا۔ جب سب نماز سے فارغ ہوئے۔ جناب امیر داخل قبر آنحضرت ہوئے اور فضل بن عباس کو بھی قبر میں لے گئے۔ جب جناب امیر نے حضرت کو ہاتھوں میں لیا۔ کہ قبر میں آتاریں۔ تاکہ ایک مرد انصاری نے گروہ بنی خیلا سے جس کا نام ادس بن خولی تھا۔ اس نے گھب کے باہر سے دیکھ کر کہا میں تم کو تم دیتا ہوں ہمارے حق کو قطع اور ہماری خدمت کو فراموش نہ کرو۔ اور ہم کو بھی اس شرف سے بہرہ اندوز کرو۔ یہ سن کر جب امیر نے اسکو بلایا۔ اور داخل قبر کیا۔ اور وہ شخص جگ بدر میں حاضر ہوا تھا۔ راوی نے پوچھا۔ جنازہ حضرت کا کس جگہ رکھا تھا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ قبر کے پائنتی رکھا تھا۔ اور وہاں سے داخل قبر کیا۔ کتاب استیحاء اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں سلمان فارسی سے روایت ہے کہ جب جناب امیر غسل و کفن حضرت سے فارغ ہوئے مجھے اور ابو ذر۔ مقلاد۔ اور فاطمہ و حسنین کو گھر میں لے گئے اور آپ آگے کھڑے ہوئے اور میں نے بچے بچے ہانپھی اور حضرت پر نماز پڑھی۔ عاکشہ وہاں موجود تھی۔ مگر ہمارے نماز پڑھنے سے مطلع نہ ہوئی۔ اس وجہ سے کہ جسیر اس کی آنکھیں ڈھانپتے تھے۔ پس دس دس نفر کو داخل حجرہ فرماتے اور یہ لوگ درود بھیجتے اور باہر آتے یہاں تک کہ ہماجرین و انصار بھی فارغ ہوئے۔ اور نماز حضرت پر پڑھی تھی جو جناب امیر نے بیان فرمائی اور کتاب کفایتہ الاثر میں بسند عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا۔ جناب امیر کو بلایا۔ اور بہت رازان سے فرماتے۔ پس فرمایا۔ تو میرا

دلی اور وارث میرا ہے اور حق تعالیٰ نے تجھے علم و فہم عطا کیا ہے۔ جب میں دُنیا سے رحلت کروں گا۔ اس وقت  
 کیونہ ہائے دیرینہ جو ایک جماعت کے سینوں میں پنہاں ہے ظاہر کریں گے! دیر تراجی غضب کریں گے۔ یہ  
 سُن کر جناب سیدہ و حسنینؑ رونے لگے۔ حضرت رسولؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا۔ اے بہترین زنان عالمیاں کیوں  
 روتی ہے۔ جناب سیدہ نے عرض کی۔ اے پدر بزرگوار۔ میں ڈرتی ہوں کہ بعد آپ کے میرا جی غضب کریں اور  
 میری حرمت کی رعایت نہ کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ! بشارت ہو کہ پہلے سب سے جو میرے اہل بیت  
 سے ملحق ہو گا وہ تو ہے گریہ نہ کر اور اندوہناک نہ ہو۔ تحقیق اے فاطمہ! تو بہترین اہل بہشت ہے اور تیرا باپ  
 بہترین پیغمبران ہے اور تیرا عم پسر بہترین اوصیائے پیغمبران ہے اور دو فرزند تیرے بہترین جوانان اہل بہشت  
 ہیں اور حق تعالیٰ اصحابِ حسینؑ سے نافرزدن ظاہر کرے گا۔ وہ سب مطہر اور مصوم ہونگے اور میری اولاد سے  
 ہمہدی اسی امت کا مددگار ہو گا۔ بعد اس کے جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا۔ اے علیؑ تجھے غسل دکن بغیر تمہارے  
 اور کوئی نہ دے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت آپ کے غسل دینے میں میری کون اعانت کریگا۔ حضرت  
 نے فرمایا۔ جبرئیلؑ تمہاری اعانت کریں گے اور فضل بن عباسؑ تمہیں پانی دیں گے اور فقہ الوہابیں مذکور ہے جب  
 جناب امیرؑ حضرت کے غسل سے فارغ ہوئے۔ اپنی زبان سے جو کچھ گزشتہ رسولؐ خدا تھا چاٹ لیا اور کہا۔ میرا باپ  
 آپ پر قربان ہوں۔ آپ حیات اور وفات میں طیب و پاکیزہ ہیں۔ اور بیچ البلاغ میں ہے کہ بعد وفات جناب  
 سیدہ حضرت امیرالمومنین نے جناب رسولؐ خدا سے خطاب فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ! مفارقت عظیم اور مصیبت  
 دردناک آپ کی مجھے صبر فرمائے والی ہر مصیبت سے ہے اس لئے کہ میں نے ہاتھ اپنے سے آپ کو قبر میں اتارا اور  
 آپ کی روح مقدس نے میری آغوش میں مفارقت کی۔ دوسرے خطبہ میں فرمایا۔ کہ جب روح مقدس کو قبض کیا۔  
 اس وقت مبارک حضرت کا میرے سینے پر تھا۔ اور جان حضرت کی میرے پنج میں جاری ہوئی۔ اور حضرت کو  
 میں نے اپنے منہ کی جانب اٹھا لیا۔ اور آپ ہی متوجہ غسل حضرت ہوا۔ اور ملائکہ میرے معین و مددگار  
 تھے۔ اس وقت وہ گھر اور اطراف خانہ صدائے ملائکہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک گروہ ملائکہ آسمان کے ادر جاتا اور دوسرا  
 نیچے آتا۔ اور میں ان کی آوازیں سنتا تھا۔ کہ حضرت پر درود بھیجتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے جس مٹھ کو مرقد منور میں  
 پنہاں کیا۔ پس مجھ سے زیادہ کون حیات اور بعد وفات سزاوار ہے۔ کلینی نے روایت کی بسند جناب صادقؑ  
**بیانِ دشنِ رسولؐ**۔ سے کہ ابو طلحہ انصاری سے لحد حضرت رسولؐ کھودی۔ موافق فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ  
 بظلمہ را لیسوا ہو لوگوں کی نظروں میں کہ ابو طلحہ کھودتا ہے۔ اور حقیقت میں ملائکہ کھودتے ہوں کہ منافات حدیث سابق  
 نہ ہو۔ کلینی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ شقراق آزادہ کردہ رسولؐ خدا نے قبر حضرت میں اینٹیں دیں۔  
 بسند صحیح دیگر جناب صادق سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرت کی قبر میں اینٹیں دیں بسند معتبر حضرت

صادق سے روایت ہے کہ قبر حضرت پر سکریزہ ہائے سُرخ بچھائے کلبینی و صمیری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے جناب امیر سے فرمایا کہ جب میں انتقال کروں تم مجھے اسی مکان میں دفن کرنا۔ اور میری قبر زمین سے چار انگشت اونچی کرنا اور اس پر پانی چھڑکنا۔ شیخ طوسی نے دوسری حدیث میں روایت کی ہے۔ کہ قبر شریف حضرت کو ایک بالشت زمین سے اونچا کیا۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ احادیث بخصوص بلندی چار انگشت بہت ہیں۔ اور احتمال ہے کہ باعتبار اختلاف کئی ہوں۔ اس لئے چار انگشت کشادہ قبر قریب ایک بالشت کے ہے۔ اور احتمال ہے کہ پہلے چار انگشت ہو اور بعد سکریزہ بچھانے ایک بالشت ہو گئی ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث تقیید پر محمول ہو۔ شیخ طوسی نے روایت کی ہے۔ کہ ام سلمہؓ نے کہا جب حضرت نے بعالم بقارحلت فرمائی۔ میں نے اپنا ہاتھ حضرت کے سینہ پر رکھا۔ پس کئی ہفتہ تک جب کھانا کھاتی یا دھو کرتی خوشبو و مشک کی میرے ہاتھ سے آتی تھی۔ کلبینی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جس رائے کو حضرت نے جانب ریاض حیت رحلت فرمائی۔ وہ رات اہل بیت پر تمام راتوں سے طولانی تھی اور ایک ایسی حالت ان پر طاری تھی یہ نہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ آسمان کی نیچے ہیں یا زمین پر۔ اس لئے کہ حضرت نے واسطے رضائے خدا کے ہر نزدیک و دور سے دشمنی کی تھی۔ اور ان سے بہت لوگ قتل کئے تھے۔ پس انتقام کافریں و منافقین سے اہل بیت ترساں تھے۔ حق تعالیٰ نے اس حالت میں ایک فرشتہ بھیجا۔ بروایت دیگر جبرئیلؑ کو بھیجا کہ دیکھتے نہ تھے۔ مگر آواز سننے تھے کہ اس نے کہا۔ السلام علیکم یا اهل البیت ورحمة اللہ وبرکاتہ والضح ہو کہ ظاہر مصیبت سے تسلی دینے والا اور ہر مملکت سے نجات دینے والا ہے۔ اور ہر چیز فوت شدہ کا تدارک کرنے والا ہے۔

پھر یہ آیت پڑھی کل نفس ذائقة الموت واما تو فون اجورکم یوم القيمة فمن ضح عن الناس وادخل الجنة فقد فانس واما الحیوۃ الدنیا الامتاع الغر وحق تعالیٰ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تمام لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ گناہوں اور عیبوں سے پاک کیا ہے اور تم کو اپنے پیغمبر کا اہل بیت کیا ہے اور اپنا علم تمہارے سپرد کیا ہے اور اپنی کتاب تمہاری میراث میں دی ہے اور تم کو اپنا صندوق علم کہا ہے۔ اور تم کو اپنا عصلے عزت کیا ہے۔ اور تمہارے واسطے اپنے نور سے مثال دی ہے اور تم کو موصوف گردانا ہے اور لغزش فتنہ و فساد سے تم کو بے خوف کیا ہے۔ پس خدا کے لئے صبر کرو۔ حق تعالیٰ تم سے اپنی رحمت دور نہیں کرتا۔ اور اپنی نعمت تم سے زائل نہیں فرماتا۔ بخدا سو گندم لوگ اہل خدا ہو تمہارے سبب سے اپنی نعمت کو خلق پر تمام کیا۔ اور برگزیدہ کو منتخب کیا۔ اور کلمات کو متفق کیا۔ اور تم خدا کے دوست ہو جو کوئی تمہاری ولایت اختیار کرے وہ دستکار ہے اور جو کوئی تم پرستم کرے اور تمہارا حق تم سے چھین لے وہ ہلاکت میں ہے۔ حق تعالیٰ نے تمہاری محبت کو اپنی کتاب میں مومنوں پر واجب کیا۔ اور خدا جس وقت چاہے تمہاری نصرت و

مددگاری پر قادر ہے۔ لہذا صبر کرو اور عاقبت بخیر کے منتظر رہو۔ کیونکہ بازگشت جمیع امور کی خدا کی طرف سے ہے۔ اور تحقیق کہ بغیر خدا کے تم کو حق تعالیٰ کے سپرد کیا۔ اور حق تعالیٰ نے قبول کیا۔ اور تم کو زمین پر اپنے دوستوں اور مومنوں کے سپرد کیا۔ جو شخص امانت ادا لے الہی کرے اور تمہاری ولایت کو اپنے اوپر واجب جانے اور تمہاری حرمت کی رعایت کرے۔ حق تعالیٰ جزائے نیک اس کو قیامت میں دے گا۔ تم لوگ امانت خدا اور رسولؐ ہو۔ اور تمہاری قیمت واجب اور اطاعت فرض ہے۔ اور حضرت دنیا سے نہیں گئے۔ جب تک کہ دین کو تمہارے لئے کامل نہیں کیا اور تمہارے لئے راہ نجات کو واضح کیا۔ اور کسی جاہل کے لئے کوئی حجت باقی نہیں۔ مگر کوئی نادان ہو یا اظہار نادانی کرے۔ یا کسی حق کا انکار کرے یا بھول جائے۔ یا اظہار قرا موٹی کرے۔ خدا پر اس کا حساب ہے اور خدا تمہاری حاجتیں بر لائے والا ہے اور تم کو میں خدا کے سپرد کرتا ہوں والسلام۔ راوی نے حضرت سے پوچھا۔ یہ تعزیت کس طرف سے تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ تعزیت خدا کی طرف سے تھی۔ اور احادیث معتبرہ میں وارد **بیان در زہر کتف گو سفند** ہے کہ حضرت رسولؐ شہید دنیا سے گئے۔ چنانچہ صفار نے بسند صحیح حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ بروز جنگ خیبر حضرت کو دست بزغالہ میں زہر دیا۔ اور جب حضرت نے لقمہ تناول فرمایا۔ اس گوشت نے کہا۔ یا رسول اللہؐ تجھے زہر آلود کیا ہے۔ چنانچہ حضرت اپنے مرض موت میں فرماتے تھے۔ آج کے دن اس زہر نے جو میں نے خیبر کے دن کھایا۔ میری کمر کو شکستہ کیا ہے۔ اور کوئی بیخبر۔ وحی پیغمبر نہیں مگر یہ کہ شہید دنیا سے جاتا ہے اور ۱۰ مہری روایت میں فرمایا۔ کہ زن یودیر نے حضرت کو کتف گو سفند میں زہر دیا۔ اور جب حضرت نے اس سے کچھ تناول فرمایا۔ اس کتف نے کہا تجھے زہر آلود کیا ہے یہ سُن کر حضرت نے اُسے پھینک دیا۔ اور ہمیشہ وہ زہر ہم مبارک میں اڑتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی زہر سے رحلت فرمائی۔ شیخ مفید شیخ طوسی و شیخ طبری اور جمیع محدثین فریقین روایت کی ہے کہ جب حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ منافقین مہاجرین و انصار نے اہل بیت رسالت کو اسی حال پر بھجو دیا۔ اور ان کی تعزیت کو نہ آئے۔ اور نہ متوجہ تہنیز و تکفین حضرت ہوئے۔ اسی وجہ سے ان میں سے اکثر کو نماز جنازہ حضرت میر نہ ہوئی۔ جناب امیر نے بریدہ کو ان کے پاس بھیجا کہ حضرت پر نماز پڑھنے حاضر ہوں۔ اور یہ نہ آئے یہاں تک کہ حضرت کو دفن کر چکے تھے اور جب صبح ہوئی جناب سیدہ نے فریاد کی۔ کہ واسو صبا جا۔ یعنی اے روز بد آ کہ تیرا دن ہے۔ اور انہوں نے غنیمت جانا۔ کہ جناب امیر متوجہ تہنیز و تکفین میں۔ اور بنی ہاشم مصیبت جدائی حضرت میں بے قرار ہیں۔ ان سب نے آپس میں اتفاق کیا۔ کہ ابو بکر کو خلیفہ کریں جس حالت حیات سرور کائنات میں مشورہ کیا تھا۔ جب انہوں نے (انصار نے) چاہا۔ کہ سعد بن عبادہ کو خلیفہ کریں۔ وہ مہاجرین کی برابری نہ کر سکے اور مغلوب ہوئے۔ جب بیعت ابو بکرؓ کی تمام ہوئی ایک شخص اس وقت جناب امیرؓ کی خدمت میں آیا جب حضرت پہلچہ ہاتھ



میں لٹے ہوئے قبر رسالت مآب کو درست فرما رہے تھے۔ اس شخص نے کہا۔ لوگوں نے ابوبکر سے بیت کی اس خوف سے کہ جب آپ فالغ ہو جائیں تو وہ طلب خلافت نہ کر سکیں۔ یہ سن کر جناب امیر نے پہلے ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا۔ اور یہ آیت پڑھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آلم۔ احسب الناس ان یقرؤوا ان یتقوا ان یقولوا ائنا وهما لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلهم فیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین اور حسب الذین یعلمون السیئات ان یسبقتوا ما ما یجکون اور تفصیل اس قصہ کی آئندہ انشاء اللہ بیان ہوگی شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ امام محمد تقیؑ سے لوگوں نے کلام حضرت امیر المؤمنینؑ پوچھا۔ کیا جناب امیر نے آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ تو خود بھی غسل کیا۔ حضرت نے جواب دیا۔ کہ حضرت رسولؐ ظاہر و مطاہر تھے۔ ولیکن جناب امیر نے غسل کیا۔ کہ سنت جاری رہے کہ جو شخص میت کو چھوئے وہ غسل کرے شیخ طوسیؒ شیخ طبریؒ و جمیع محدثین فریقین نے روایت کی ہے۔ کہ بروز شوریٰ جناب امیر نے منافقین پر حجت تمام کی ارشاد فرمایا تم میں بغیر میرے کوئی ایسا ہے۔ جس نے حضرت رسولؐ کو ہمراہ ملائکہ مقررین غسل دیا ہو۔ اور وہ ملائکہ ہمراہ اپنے خوشبو و گلہائے ہشت کو لائے تھے۔ اور اعضاء حضرت کو ایک جانب سے دوسری جانب پھرتے تھے۔ اور میں انکی باتیں سنتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ اپنے پیغمبر کی شرمگاہ چھپاؤ۔ کہ حق تعالیٰ تمہاری شرمگاہ چھپائے۔ سب نے یہ سن کر کہا۔ بغیر آپ کے کوئی ایسا نہیں۔ پھر جناب امیر نے فرمایا۔ بغیر میرے کوئی تم میں ایسا ہے جس نے حضرت کو کفن دیا اور اپنے ہاتھ سے دفن کیا۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ پھر جناب امیر نے فرمایا۔ آیا سو امیرے کوئی شخص تم میں ہے جسے حق تعالیٰ نے بڑسا دیا ہو۔ جس وقت کہ حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور فاطمہؑ رو رہی تھیں۔ ناگاہ سامنے سے میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے اور ہم سب اس کو نہیں دیکھتے۔ کہتا وہ یہ ہے۔ السلام علیکم یا اهل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے حجت و ثواب الہی ہر مصیبت میں ہے اور ہر امر گذشتہ سے تسلی فرماتے والا ہے اور ہر امر فوت شدہ کا تدارک کرنے والا ہے۔ لازم ہے خدا کی تعزیت فرماتے سے صبر کرو۔ اور جانو کہ سب اہل زمین و مہاں گے۔ اور اہل آسمان سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور اس وقت اس گھر میں بغیر میرے اور فاطمہؑ و حسنینؑ کے کوئی اور نہ تھا۔ حضرت رسولؐ بیچ میں لیٹے ہوئے تھے۔ اور کپڑا حضرت کے منہ پر ڈالا تھا۔ سب نے کہا۔ بجز آپ کے کوئی نہیں۔ پھر جناب امیر نے فرمایا۔ آیا تم میں کوئی ایسا ہے۔ جس نے حضرت رسولؐ کو حنوط ہشت دیا ہو۔ اور فرمایا۔ اس کے تین حصے کرو۔ ایک ثلث سے حج حنوط اور ایک ثلث سے میری دختر فاطمہؑ کو اور ایک ثلث واسطے اپنے رکھو۔ سب نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا آیا تم میں کوئی ہے جو حالت حیات میں حضرت کا

مجھ سے زیادہ مقرب ہو۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ پھر فرمایا۔ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ آیا تم میں بغیر میرے کوئی ایسا ہے۔ جس کو حضرت بزرگ علیہ السلام نے علم تعلیم فرماتے ہوں مگر ہر کلمہ کلمہ کی دوسرے ہزار کلمہ کی ہو۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ کلینی نے بسند **ذکر مصحف حضرت فاطمہ** معترف حضرت صادق سے روایت کی ہے۔ جب حضرت نے انتقال کیا۔ جناب سیدہ کو وفات پد بزرگوار جو رستم۔ امت اس درجہ حزن و اندوہ ہوا کہ بغیر حق تعالیٰ کوئی اس حزن و غم سے واقف نہ تھا۔ پس حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو جناب فاطمہؑ کے پاس بھیجا۔ کہ باتیں کرے اور شدت اندوہ و غم جناب سیدہ کو تسکین کریں۔ چنانچہ ہر روز جبرئیلؑ آتے اور دلجوئی و تسکین جناب فاطمہؑ کی فرماتے۔ اور بعد ان کے ان کی ذریت طاہرہ پر جو جو مصیبتیں دشمنوں پر گزریں گی اس کا ذکر کرتے تھے اور جو کچھ ان کے دشمنوں پر عذاب ہوگا۔ اور جو کوئی اس امت میں سلطنت یا دولت بحق باطل کریگا۔ ان سب کا حال بیان کرتے تھے۔ جب جناب سیدہ نے یہ حالت ملاحظہ فرمائی۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ کوئی شخص آتا ہے اور اس طرح کی خبریں سُناتا ہے۔ مجھ سے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ جب تمہارے پاس وہ آئے تھے خبر کرتا۔ پس جس وقت جبرئیلؑ آتے۔ جناب فاطمہؑ حضرت امیرؑ کو خبر کرتی تھیں اور جو کچھ جبرئیلؑ کہتے۔ جناب امیرؑ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک کتاب جمع ہو گئی۔ اور وہ مصحف فاطمہؑ ہے۔ کہ اس میں احوال آئندہ تاریخ و قیامت مندرج ہیں۔ اور وہ کتاب اب حضرت قائم آل محمدؑ کے پاس ہے۔ اور حضرت نے فرمایا۔ جناب فاطمہؑ بعد رحلت حضرت رسولؐ پہنچتے دن زندہ رہیں۔ اور ہمیشہ مخزون و معین رہیں۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملتی ہو گئیں۔ صلوات اللہ علیہا و علیٰ آہلہا و علیٰ اولادہا الطاہرین و لعنة اللہ علیٰ اعداءہم اجمعین۔

## فصل چھٹی

### بیان بعد دفن آنحضرتؐ

فصل چھٹی۔ بیان اُن چند احوال کا جو بعد دفن آنحضرتؐ واقع ہوئے اور جو کچھ قریب ضریح اقدس ظاہر ہوا۔ و بیان غرائب احوال روح پر فتوح آنحضرتؐ شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب جاہار و قہر اقدس پر عمارت بنائی ہے۔ اس وقت ضریح کے سر اہتے اور پائنتی سے مشک نکلا۔ کہ ایسا خوشبو مشک نہ دیکھا تھا۔ کلینی نے بسند معتبر حضرت جعفر بن منقذی خطیب سے روایت کی ہے۔ کہ میں مدینہ میں تھا۔ کہ سقف مسجد حضرت رسولؐ جس جگہ قبر شریف تھی وہاں سے مندم ہو گئی۔ اور عمار و مزدور بھت پرتے جاتے تھے۔ میں نے اسمعیل بن عمار عمار سے کہا کہ جناب صادق سے پوچھو۔ آیا ہم چھت پر جا سکتے ہیں۔ اور وہاں سے جا قبر شریف دیکھ

سکتے ہیں۔ دوسرے روز اسماعیل خبر لائے۔ میں نے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اچھا نہیں جانتا۔ کہ کوئی قبر شریف حضرت سے مشرف ہو۔ اور میں بے خوف نہیں ہوں۔ کہ وہ ایسی چیز دیکھے کہ اندھا ہو جائے۔

اس سبب سے کہ وہ دیکھے حضرت کھڑے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں یا یہ دیکھے کہ ہمراہ بعض زنانہ طاہرہ بیٹھے ہیں **بیان نصب مہر حکم معاویہ**۔ ہیں۔ ایضاً۔ بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ اکتالیسویں سال ہجرت حضرت سے معاویہ نے ارادہ حج کیا۔ اور بڑھی معہ لکڑیوں اور اوزاروں کے بھیجے اور حاکم مدینہ کو نامہ لکھا۔ کہ حضرت رسول کا منبر اکھڑ کر تباہی بڑا منبر میں نے شام میں بنوایا ہے۔ بناوے۔ جب قصد منبر کے اکھڑنے کا کیا۔ سورج کو گھن لگا۔ اور زلزہ عظیم زمین سے ظاہر ہوا۔ اور لوگوں نے منبر نہ اکھڑا۔ اور یہ قضیہ معاویہ کو لکھا۔ معاویہ نے جواب میں لکھا۔ جو میں نے کہا ہے۔ اس کی تعمیل کرنا لازم ہے۔ پس حکم معاویہ منبر حضرت کا اکھڑ ڈالا۔ اور بڑا بنا یا صفحہ وغیرہ نے بسند ہائے صحیح و معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز حضرت رسول نے اصحاب سے فرمایا۔ مسیری زندگی اور موت تمہارے لئے بہتر ہے۔ اصحاب نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ تو ہم جانتے ہیں آپ کی زندگی ہمارے لئے بہتر ہے۔ ہم نے آپ کے سبب سے آتش جہنم اور ضلالت سے نجات پائی۔ مگر آپ کا انتقال ہمارے لئے کس طرح بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ بعد میرے انتقال کے تمہارے اعمال مجھے دکھائے جائیں گے۔ جو عمل نیک تم سے دیکھوں گا دعا کروں گا۔ خدا تمہاری توفیق زیادہ کرے اور جب عمل بد تم سے ہوگا۔ تمہارے لئے طلب آمرزش کروں گا۔ اس وقت ایک شخص نے منافقین میں سے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کیونکر ہمارے اس وقت دعا کریں گے جبکہ استخوان آپ کے خاک ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے میرے گوشت کو زمین پر حرام کیا ہے اور میرا بدن بوسیدہ اور کمنہ نہ ہوگا۔ بسند ہائے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کوئی پیغمبر اور وحی پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ گوشت و استخوان و روح اس کا آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تمام لوگ ان کی قبر کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور دور و نزدیک سے لوگوں کا سلام ان کو پہنچتا ہے۔ بسند معتبر

**بیان اجتماع جناب امیر**۔ جناب صادق سے روایت ہے جس وقت حضرت ابو بکر نے قبضہ خلافت کر لیا۔ تو جناب امیر نے فرمایا۔ کیا میری اطاعت کا تجھے رسول خدا نے حکم نہیں دیا۔ ابو بکر نے کہا۔ نہیں اگر مجھے حکم دیتے تو میں اطاعت کرتا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اگر تو پیغمبر کو دیکھے اور وہ تجھے حکم میری اطاعت کا کریں۔ آیا میری اطاعت کرے گا۔ ابو بکر نے کہا۔ ہاں۔ جناب امیر نے کہا۔ میرے ہمراہ مسجد قبا میں چل۔ جب مسجد قبا میں پہنچے۔ ابو بکر نے دیکھا۔ حضرت رسول کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب حضرت نماز

سے فارغ ہوئے۔ جناب امیر نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ابو بکر کو انکار ہے کہ آپ نے میری اطاعت کا حکم اُسے نہیں دیا۔ جناب رسول نے فرمایا۔ میں نے مکرر تجھے طاعت علیؑ کا حکم نہیں کیا ہے جا اور اسکی اطاعت کر۔ ابو بکر خائف و ترساں وہاں سے پھرا۔ راہ میں جناب عمرؓ ملے۔ عمر نے کہا۔ ابو بکر تم کو کیا ہو گیا ہے۔ ابو بکر نے کہا۔ حضرت رسولؐ نے مجھے ایسا حکم فرمایا ہے۔ عمر نے کہا۔ وہ گروہ ہلاک ہونے والے میں۔ جو تجھ ایسے احمق کو سردار کرے۔ کیا تو نہیں جانتا یہ سب بنی ہاشم کا سحر ہے۔ کتاب اختصاص و بصائر الدرجات اور جمیع کتب معتبر میں بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے۔ جب جناب امیرؓ کا گریبان مبارک پکڑ کر ابو بکر کی بیعت کو مسجد میں لے گئے۔ راہ میں جناب امیرؓ قبر رسول خدا کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ یا ابن امران القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ اے میرے بھائی قوم نے مجھے ضعیف کیا۔ اور قریب ہے کہ مجھے مار ڈالیں۔ اس وقت ایک ہاتھ قبر رسول خدا سے باہر ابو بکر کی طرف آیا۔ کہ سب نے پہچانا۔ یہ ہاتھ حضرت رسولؐ کا ہے اور ایک آواز ایسی آئی۔ سب نے پہچانیا اور رسولؐ کی ہے اور فرمایا۔ اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفة ثم سوک من جلا۔ یعنی کافر ہوا۔ اس خاک سے جس سے خدا نے تجھے پیدا کیا ہے پس نطفہ سے پس تجھے آدمی کیا۔ روایت دیگر ہاتھ ایک قبر سے باہر آیا۔ اور اس ہاتھ پر لکھا تھا۔ اکفرت یا عمرو بالذی خلقک من تراب ثم من نطفة ثم سوک من جلا ایضا صفار وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے

سہ یہ حضرت عمر اور حضرت ابو بکر کا اپنا کلام ہے وہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ سکتے ہیں۔ ہم کو اس میں دم مارنے کی جگہ نہیں۔ کیوں کہ حضرت عمر اپنے کو حضرت ابو بکر سے نیک اور اچھا تصور کیا کرتے تھے لہذا اپنے بڑا ہونے کی وجہ سے وہ ایسے کلمات اکثر حضرت ابو بکر کو کہہ دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔ ما توفی رسول اللہ قال ابو بکر انا ولی رسول اللہ حجتنا قطلب یترانک من ابن اخیك و یطلب ہذا امیرات امرائنا من ابیہما فقال ابو بکر قال رسول اللہ ما نورثہ ما ترثناہ صدقت فرا یتماہ کا ذبنا غادرنا اماننا و اللہ یعدنا لہ لصادق باور اللہ تابع للحق توفی ابو بکر لکن انت انا ولی رسول اللہ و ولی ابی بکر فرا یتماہ کا ذبنا اماننا و اللہ یعدنا لہ لصادق باور اللہ تابع للحق عباس اور حضرت علیؑ سے حضرت عمر نے کہا جب رسولؐ نے وفات پائی ابو بکر نے کہا میں بیعت رسولؐ ہوں اور تم دونوں میراث طلب کر رہے ہو مجھے کی ادائیگی ہے اپنی زور کا حق ابو بکر نے کہا۔ رسولؐ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا پس تم نے اس کو کاذب و غدار خانہ اثم جانا اس کے بھری ابو بکر اور رسولؐ کا ولی ہوا پس تم نے مجھے بھی کاذب و غدار خیانت کرنے والا اور محنت گناہوں کا پیمانہ یہ صمد کا آئیں کا معاملہ ہے اور حضرت عمر کا خاص کر ابو بکر اور خود کو عباس اور علیؑ کے نزدیک پانا۔ (کوثر بھریوی صحنی ص ۷۸)

اپنے اصحاب سے فرمایا حضرت کو کس لئے آزرہ کرتے ہو۔ اصحاب نے کہا ہم کس بات میں حضرت کو آزرہ کرتے ہیں۔ جناب صادق نے فرمایا مگر نہیں جانتے تم کہ تمہارے اعمال حضرت برپیش کئے جاتے ہیں۔ جب محصیت حضرت تم سے دیکھتے ہیں تو آزرہ ہوتے ہیں۔ کلینی اور صفار وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادق سے روایت کی۔ کہ جب شب چہر ہوتا ہے روح رسول خدا اور روح پیغمبر ان گذشتہ و ارواح اوصیاء گذشتہ و روح امام زمان کو نصبت ملتی ہے پس ان کو عرش پر لے جاتے ہیں اور صوات بارگاہ عرش کے طواف کرتے ہیں۔ اور ہر قائمہ عرش کے نزدیک نماز پڑھتے ہیں اور جب صبح ہوتی ہے علم ان کا زیادہ ہو جاتا ہے اور روایت معتبر دیگر میں وارد ہے کہ جب خدا چاہتا ہے علم تازہ امام زمان کو بغیر حلال و حرام تعلیم فرماتے ہیں اس علم کو ہمراہ رسول خدا ایک ملک ان کے پاس بھیجتا ہے اور وہ ملک حضرت پر عرض کرتا ہے حضرت فرماتے ہیں عیٰ پاسبان جا اور اس علم کو ان تک پہنچا جب وہ ملک جناب امیر پاسبان آتا ہے جناب امیر فرماتے ہیں میں پاسبان جا اور اسی طرح ہر ایک امام دوسرے کے پاس جانے کا حکم دیتا ہے یہاں تک کہ امام زمان تک منہتی ہوتا ہے۔ اور صمیری و صفار وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کل رات کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اس جگہ دیکھا۔ اور ان سے معاف کیا۔

## باب دوم

### بیان تاریخ ولادت و وفات اور بعض احوال کریمہ مناقب حضرت سیدہ

اس باب میں آٹھ فصلیں ہیں۔

**ولادت سیدہ کلینی نے بسند صحیح حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ولادت جناب سیدہ** بعد پانچ سال بعثت جناب رسول خدا کے واقع ہوئی اور سن ثمر لیل وقت وفات اٹھارہ سال اور پچھتر روز کا تھا۔ اور کشف الغمہ میں بھی مثل اس حدیث کے حضرت صادق سے روایت ہے شیخ طوسی نے مصباح وغیرہ میں اور اکثر محققین علماء نے ذکر کیا ہے۔ کہ ولادت باسعادت بیستویں جمادی الاخر روز جمعہ دوسرے سال بعثت میں ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے پانچویں سال بعثت میں ہوئی۔ اور اہل سنت نے روایت کی ہے کہ ولادت سیدہ پانچ سال قبل بعثت واقع ہوئی۔ اور پہلا قول مشہور اور قوی تر ہے۔ اور طبری رمانی نے دلائل الامامت میں

جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ولادت جناب سیدہ بنتا لیسویں سال ولادت حضرت رسول خدا سے بیسویں ماہی الاخر واقع ہوئی۔ پندرہ سال مکہ معظمہ اور دس سال مدینہ منورہ میں رہیں اور پچتر روز بعد ولادت رسول خدا تیسری ماہ جلادی الاخر گیارہویں سال ہجری جانب ریاض جنات متعال کیا۔ اور جناب زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جب جناب سیدہ متولد ہوئیں۔ ہر روز اس قدر بڑھتی تھیں۔ جتنا اون کے سات روز میں بڑھتے ہیں۔ اور ایک ہفتہ میں بقدر ایک مہینہ کے اور ایک مہینہ میں بقدر ایک سال کے اور جب حضرت رسول خدا نے مدینہ میں ہجرت فرمائی۔ ام سلمہ کو عقد میں لائے اور جناب سیدہ کو ام سلمہ کے سپرد کیا۔ کہ مشغول خدمت و تربیت جناب سیدہ رہیں۔ ام سلمہ نے کہا۔ قسم خدا میں جناب سیدہ سے آداب سیکھتی تھی اور ان کو حاجت آداب سیکھنے کی نہ تھی۔ بلکہ سب چیزوں کو کھ سے اور سب سے بہتر جانتی تھی۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز عائشہ حضرت رسول کے پاس آئیں۔ دیکھا کہ رسول جناب سیدہ کو چار فرما رہے ہیں عائشہ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ جناب سیدہ کو بہت دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ قسم خدا اگر تو جانے کہ میں اس کو کس قدر دوست رکھتا ہوں۔ اس وقت دوستی تیری نسبت اس کے زیادہ ہوگی۔ واضح ہو کہ جب میں شب سحر اچھو تھے آسمان پر پہنچا۔ جبرئیل نے اذان اور میکائیل نے اقامت کی۔ جبرئیل نے کہا۔ اے محمدؐ کے کھڑے ہو جیسے کہ ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں۔ میں نے کہا۔ بھلائے جبرئیل میں نمازیں تمہارے کئے کھڑا ہوں۔ جبرئیل نے کہا۔ ہاں جی تعالیٰ نے پیغمبرانِ مرسل کو ملائکہ پر فضیلت دی ہے۔ اور آپ کو مخصوص تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ بیٹن کر میں آگے کھڑا ہوا۔ اور ہمراہ ملائکہ آسمان چہارم پر نماز پڑھی۔ پس داہنی جانب نظر کی دیکھا حضرت ابراہیمؑ ایک بالغ میں باغملائے بہشت تشریف رکھتے ہیں۔ اور گروہ ملائکہ گرد موجود ہیں۔ وہاں سے اڑ پڑ جناب آسمان پیچیم گیا۔ اور وہاں سے جناب آسمان ششم گیا۔ اور صدائے حق تعالیٰ مجھے وہاں پہنچی۔ اے محمدؐ نیک باپ باپ تھا تمہارا ابراہیمؑ اور نیک بھائی بھائی تھا راہے علی ابن ابی طالب۔ پس جب میں جناب میں پہنچا۔ جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور داخل بہشت کیا۔ جب بہشت میں پہنچا۔ ایک درخت نور میں نے دیکھا۔ اور اس درخت کی جڑ پاس در فرشتے دیکھے کہ کھلمائے بہشت نہ کر رہے ہیں۔ میں نے جبرئیل سے کہا۔ اے حبیبؐ یہ درخت کس کے لئے ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ علی ابن ابی طالب کے لئے ہیں۔ اور یہ دو فرشتے قیامت تک کے لئے چلے بہشت کے تر کرتے رہیں گے۔ وہاں سے میں کھوڑا آگے بڑھا۔ میں سے

۱۔ رسول پاک کو علم تھا کہ فرشتے بلکہ جبرئیل سب میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے خادم ہیں۔ میں فرشتوں اور بعد خدا تمام مخلوق سے افضل ہوں۔ وہ میری پہلے ملائکہ نے کسی کو امام بنا کر نماز اقامتیں ادا نہیں کی تھی۔ اس لئے آپ نے فرمایا۔ جبرئیل میں کھڑا ہوں اگر میں تو تم پر چھوڑے۔ انہوں نے کہا۔ ضرور حکم خدا ہم پر چھوڑے۔ (کوثر بھریوی عقی عنہ)

ایک رطب مکہ سے زیادہ نرم اور مشک سے خوشبو زیادہ اور شہد سے شہری زیادہ دیکھا وہ رطب میں لکھایا۔ اور وہ رطب میرے صلب میں نطفہ ہوا۔ اللہ عجیب میں زمین پر قدر بگڑے سے بہتر ہوا اور وہ فاطمہ سے حاملہ ہوئیں۔ پس فاطمہؑ حوریرہ النبیہ ہے۔ ظاہر میں بصورت انسان ہے اور صفات و اخلاق میں مثل حوروں کے ہے جب مجھ بہشت کا شوق ہوتا ہے۔ اس وقت میں فاطمہ کو دیکھتا ہوں اور اس سے مجھے بڑے بہشت آتی ہے۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت رسول سے کہا آپ فاطمہ کو کیوں زیادہ پیارا کرتے ہیں اور گود میں لیتے ہیں۔ اور اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔ اور ان سے خاص کچھ آپ ایسی محبت کرتے ہیں کہ کسی اور سے نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا سبب اس کا یہ ہے جبرئیلؑ بہشت سے ایک سیب میرے لئے لائے۔ اور میں اس کو کھایا۔ پس وہ میرے شکم میں نطفہ ہو گیا اور میں خدیجہ سے ہم بستر ہوا۔ اور خدیجہ حمل فاطمہؑ حاملہ ہوئیں۔ اور میں ہمیشہ فاطمہ سے بڑے بہشت سوگنھتا ہوں علی بن ابراہیم وغیرہ نے بسند طے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے حضرت رسولؐ فاطمہ کو بہت پیارا کرتے تھے اور سوگنھتے تھے یہ بات عائشہ کو بہت بُری لگی۔ اور کسی روز حضرت سے اس کا ذکر کیا حضرت نے فرمایا۔ اے عائشہ جب مجھے آسمان پر لے گئے۔ اور میں داخل بہشت ہوا۔ اس وقت جبرئیلؑ مجھے درخت طربنی کے پاس لے گئے۔ اور اس درخت کا میوہ مجھے دیا۔ اور میں نے کھایا۔ وہ میوہ میرے پیٹ میں پانی ہو گیا۔ اور جب زمین پر گیا۔ فاطمہ سے ہم بستر ہوا۔ اور وہ حمل فاطمہؑ حاملہ ہوئیں۔ جب میں فاطمہ کو سوگنھتا ہوں اس سے بڑے بہشت آتی ہے۔ کتاب معانی الاخبار **بیان نور شریف جناب سیدنا**۔ میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہ کے نور کو قبل پیدائش آسمان و زمین خلق کیا۔ بعض لوگوں نے عرض کی۔ یا حضرت آیا فاطمہ داخل انس نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہ باطن میں حوریرہ اور ظاہر میں انبیہ میں۔ لوگوں نے کہا یا حضرت آپ حقیقت اس کلام کی ہم سے بیان فرمائیے۔ حضرت نے کہا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہ کو اپنے نور سے قبل پیدائش آدم پیدا کیا۔ جس وقت کہ ارواح خلایق کو پیدا فرمایا پس جب حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا۔ فاطمہ کا نور ان پر عرض کیا۔ اصحاب نے کہا۔ یا حضرت قبل پیدائش آدم فاطمہ کا نور کہاں تھا فرمایا۔ ایک شیشہ میں ساق عرش کے نیچے تھا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا حضرت خوراک اس نور کی کیا تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ خوراک اس کی بیس و تھلیل و مجید حق تعالیٰ تھی جب حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ اور مجھے ان کے شکم سے ظاہر کیا اور چاہا۔ کہ فاطمہ کو میرے شکم سے ظاہر کرے۔ پس فاطمہ کے نور کو بہشت میں ایک سیب بنا دیا۔ اور جبرئیلؑ اس سیب کو میرے لئے لائے۔ اور کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اے میرے حبیب جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمد تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ اسی سے سلامتی ہے اور اسی کی طرف سلام اور نیت ہے جبرئیلؑ نے کہا یا محمد یہ سیب حق تعالیٰ نے آپ کو بہشت سے ہدیہ بھیجا ہے۔ اس سیب کو میں جبرئیلؑ سے لے کر اپنے سینے

سے لگا لیا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اس سیدب کو کھاؤ جب اس کو توڑا۔ ایک نور اس سے ساٹھ ہوا۔ میں اس سے ڈر گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ آپ بخوف نوش کیجئے۔ حضرت یہ نور اس کا ہے جس کا نام آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہ ہے۔ میں نے کہا۔ اسے جبرئیلؑ بھیب میرے اس کو آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہ کس لئے کہتے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ زمین پر فاطمہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے شیعوں کو آتش جہنم سے چھڑایا۔ اور اپنے دشمنوں کو اپنی محبت سے قطع کیا ہے۔ آسمان پر منصورہ اس لئے کہتے ہیں۔ اپنے مجوں کی نصرت و مددگاری کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ دِلْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُونَ لِيَشَآءَ - اور کتاب عیون العجرات میں عمار بن یاسر سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیر فاطمہؑ کے پاس گئے۔ جب نظر سیدہؑ جناب امیر پر پڑی۔ کہا۔ یا علیؑ میرے قریب آؤ میں تم کو گذشتہ اور آئندہ قیامت تک غیر دوں۔ جب جناب امیر نے یہ کلام سنا۔ پھر گئے اور حضرت رسولؐ کی خدمت میں آئے جب جناب رسول خداؐ کی نظر جناب امیر پر پڑی۔ فرمایا۔ اے ابوالحسن میرے قریب آؤ جب جناب امیر نزدیک بشیر و نذیر بیٹھے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد کیا منظور ہے میں تم سے کوئی خبر بیان کروں یا تم مجھے خبر دو۔ جناب امیر نے کہا۔ یا رسول اللہؐ آپ کا فرمانا میرے کہنے سے بہتر ہے۔ پس جو کچھ جناب فاطمہؑ نے جناب امیر سے کہا تھا وہ حضرت نے ارشاد کیا۔ جناب امیر نے کہا۔ یا حضرت آیا نور فاطمہؑ کا میرے نور سے ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ مگر یا علیؑ تمہیں نہیں معلوم کہ فاطمہؑ کا نور میرے نور سے ہے پس جناب امیر نے سجدہ کیا۔ اور شکر الہی بجالائے۔ اور جناب فاطمہؑ کے پاس آئے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ میرے باپ پاس تم گئے تھے۔ اور جو کچھ میں نے کہا تم نے ان سے کہا تھا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ ہاں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ ابوالحسن سُنو۔ حق تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور میرا نور حق تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا۔ پھر میرے نور کو ایک درخت میں درختا ئے بہشت کے سپرد کیا۔ اور وہ درخت میرے نور سے روشن ہو گیا۔ جب شب معراج میرے باپ داخل بہشت ہوئے۔ حق تعالیٰ نے انہیں الہام کیا۔ اس درخت سے سیوہ توڑ کر تناول فرمایا۔ پس میرا نور ان کے شکم مبارک میں ٹھہرا۔ اور ان کے شکم سے رحم خدیجہؑ کو فر فریڈ میں منتقل ہوا۔ اور میں اس نور سے پیدا ہوئی۔ علم گذشتہ اور آئندہ کو جانتی ہوں اے ابوالحسن مومن بنور الہی دیکھتا ہے۔ ابن بابوی نے بسند معتبر مفضل بن عمر سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب صادق سے سوال کیا۔ کہ ولادت جناب سیدہؑ کس طرح ہوئی حضرت نے فرمایا۔ جب خدیجہؑ نے جناب رسول خداؐ کے ساتھ عقد کیا۔ اور زنان مکہ بوجہ اس عداوت کے جو حضرتؐ رکھتی تھیں علیحدہ ہو گئیں اور ان کو سلام کرنا چھوڑ دیا۔ اور کسی عورت کو خدیجہؑ کے پاس نہ جانے دیتی تھیں۔ خدیجہؑ کو اس سبب کمال صدمہ ہوا۔ لیکن زیادہ رنج و غم خدیجہؑ کا حضرت رسولؐ کے لئے تھا۔ کہ مبادا شدت عداوت کے سبب کوئی صدمہ حضرت کو پہنچے۔



جب بھل فاطمہ حاملہ ہوئیں۔ جناب سیدہ شکم میں ان سے باتیں کرتیں۔ اور مونس و مہدم خدیجہ کی بھتیجی اور خدیجہ کو صبر و تسلی دیتی تھیں۔ اور خدیجہ اس حالت کو حضرت سے پوچھتی رہتی تھیں۔ ایک روز حضرت تشریف لائے اور سنا خدیجہ باتیں کر رہی ہے۔ مگر کسی کو ان کے پاس نہ دیکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خدیجہ! تم سے باتیں کر رہی ہو۔ خدیجہ نے کہا۔ یہ فرزند جو میرے شکم میں ہے۔ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ اور میرا مونس و مہدم ہے حضرت نے فرمایا۔ اس وقت جبرئیلؑ مجھے خبر دیتے ہیں کہ یہ فرزند دختر ہے اور وہ نسل ظاہرہ با من و بابرکت ہے اور حق تعالیٰ میری نسل اس سے ظاہر کرے گا۔ اور اس کی نسل سے پیشوا و امامان دین پیدا ہوں گے اور حق تعالیٰ بعد انقطاع وحی ان کو اپنا خلیفہ زمین پر کرے گا اور ہمیشہ خدیجہ کی طرح رہیں یہاں تک کہ ولادت جناب سیدہ بیان ولادت فاطمہؑ قریب پہنچی اور دروزہ محسوس ہوئے۔ زنان قریش و زنان ہاشمیہ کو بلایا۔ کہ آئیں۔ انہوں نے جواب میں کہلا بھیجا۔ تم نے ہمارا کہنا نہیں مانا اور ہمارا قول قبول نہ کیا۔ اور تم اب طالب کی بی بی بنیں جو مفلس ہے اور کچھ مال نہیں رکھتا۔ ہم اس وجہ سے تمہارے گھر میں نہ آئیں گے اور تمہارے کاموں میں شریک نہ ہوں گے۔ جب خدیجہ نے ان کا بیخام سنا۔ بہت اندوہ ناک ہوئیں۔ ناگاہ کیا دیکھتی ہیں۔ کہ چار عورتیں گندم گوی۔ طویل انقامت حاضر ہوئیں۔ اور زنان بنی ہاشم سے مشابہتیں۔ خدیجہ ان سے ڈریں ایک عورت نے ان میں سے کہا۔ اے خدیجہ! ہم سے نہ ڈرو۔ ہم تمہارے پاس خدا کی طرف سے آئی ہیں۔ اور ہم تمہاری بہنیں ہیں۔ میں سارہ زہرا ابراہیم اور دوسری آسیہ دختر مزاحم ہے کہ تمہاری اور تمہاری بیٹی کی بہشت میں رفیق ہوگی اور تیسری مریم دختر عمران اور چوتھی کلثوم خواہر موسیٰ ہے حق تعالیٰ نے ہم کو بھیجا ہے کہ وقت ولادت مولود مسعود تمہارے پاس رہیں اور تمہاری اعانت کریں۔ پس ان میں سے ایک دایئیں جانب خدیجہ کے اور دوسری بائیں طرف اور تیسری سامنے اور چوتھی پیچھے بیٹھیں۔ پس جناب سیدہ پاک دیا کیزہ پیدا ہوئیں۔ اور جب زمین پر تشریف لائیں نور اس قدر چمکا۔ کہ مکہ کے گھر روشن روئے اور مشرق و مغرب میں کوئی گھر آباد نہیں رہا۔ مگر یہ کہ اس نور سے روشن ہو گیا۔ اور دس حورالعین جناب خدیجہؑ پاس آئیں۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں طشت و ابریق بہشت تھا۔ اور ان کی ابریقین کو تر سے بھری ہوئی تھی۔ پھر اس عورت نے جو خدیجہ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اس نے حضرت فاطمہؑ کو اٹھایا۔ اور آب کو تر سے غسل دیا۔ اور دو جامہ سفید لگا کے کہ دو دھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے خوشبو تر تھے جناب سیدہ کو ایک جامہ میں لپیٹا۔ اور دوسرے جامہ کا کیا۔ اور جناب سیدہ سے باتیں کیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان ابی رسول اللہ سید الانبیاء و ان یعلیٰ سید الاوصیاء و ولدی سادۃ الاسباط میں گواہی دیتی ہوں یگانگی پروردگار پر اور کہ میرے باپ بہترین پیغمبران ہیں اور میرا شوہر بہترین اوصیائے

پیغمبران اور میرے فرزند بہترین فرزندان پیغمبران ہیں۔ پس ہر ایک کو ان چار عورتوں نے سلام کیا۔ اور ہر ایک کا نام لیا۔ اور ان عورتوں نے خوشی ظاہر کی۔ حوران بہشت سینے لگیں۔ ساکنان فلک اور حوران بہشت نے ایک دوسرے کو بشارت دی۔ آسمان پر ایک ایسا نور چمکا کہ پہلے اس کے ایسا نور نہ تھا۔ پھر ان زمان مقدس نے خدیجہؓ سے خطاب کیا۔ اور کہا۔ اس دختر کو لو۔ کہ طاہرہ و مطاہرہ و پاکیزہ و بابرکت ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کو اور اس کی نسل کو برکت دی ہے۔ یہ سن کر خدیجہؓ نے خوشی خوشی جناب سیدہ کو گود میں لیکر بکمال فرحت و خوشی دودھ پلانے لگیں۔ جناب سیدہ ایک روز میں اس قدر بڑھتی تھیں کہ ادھر بچے ایک مہینہ میں۔ اور ایک مہینہ میں اس قدر نشوونما فرماتی تھیں کہ اور اطفال میں قدر ایک سال میں بڑھیں۔

## فصل دوسویں

### بیان اسمائے شریفہ سیدہ

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خدا کے ہاں فاطمہ کے تو نام ہیں۔ فاطمہ۔ صدیقہ۔ مبارکہ۔ طاہرہ۔ ذکیہ۔ راضیہ۔ مرضیہ۔ محدثہ۔ زہرا۔ حضرت نے فرمایا آیا تو جانتا ہے فاطمہ کی تفسیر کیا ہے اور اے نے عرض کی۔ اے سید میرے آپ خبر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ یعنی بڑی سے علیؑ ہے۔ پھر فرمایا۔ اگر جناب امیر سیدہ کو تزویج نہ فرماتے تو قیامت تک زمین پر کھونہ تھا۔ نہ آدم نہ وہ لوگ جو بعد آدم کے پیدا ہوئے۔ مولف فرماتے ہیں۔ صدیقہ معنی معصومہ ہے اور مبارکہ یعنی صاحب برکت و علم و فضل و کمالات و معجزات و اولاد کرام ہیں۔ اور طاہرہ پاکیزہ یعنی پاک نقص سے اور ذکیہ یعنی ترقی کرنے والی۔ کمالات و خیرات میں اور راضیہ یعنی رضائے الٰہی میں راضی ہونے والی۔ مرضیہ یعنی پسندیدہ خدا و دوستان خدا اور محدثہ یعنی قرشتے آپ سے باتیں کرتے تھے۔ اور زہرا یعنی بندہ تورانی بنو ظاہری و باطنی واضح ہو کہ یہ حدیث شریف اس پر دلالت کرتی ہے کہ جناب امیر جمیع پیغمبران و اوصیاء سے بغیر پیغمبر آخر الزماں افضل ہیں اور بلکہ بعضوں نے استدلال فضیلت جناب فاطمہؓ پر بھی پیغمبروں پر کیا ہے۔ ایضاً کتاب علل الشرائع میں بسند معتبر روایت کی ہے۔ ابان بن تغلب نے جناب صادقؑ سے سوال کیا۔ جناب فاطمہ کو کس وجہ سے زہرا کہتے ہیں۔ حضرت فرمایا۔ اس لئے کہ تو فاطمہ ایک دن میں تین مرتبہ جناب امیر کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ اول روز جبکہ جناب سیدہ صبح کی نماز کو کھڑی ہوتیں اور لوگ موتے ہوتے۔ اس وقت ایک نور جناب فاطمہ سے چمکتا۔ اور صبح خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور ان کے گھروں کی دیواریں اس نور سے سفید ہو جاتیں۔ اس حالت کے دیکھنے سے سب لوگ متعجب ہوتے اور خدمت رسول خداؐ میں جا کر اس کا سبب دریافت کرتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے۔ فاطمہ

کے گھر میں جاؤ اس نور کا سبب تم پر ظاہر ہو۔ جب جناب سیدہؑ کے گھر میں آتے۔ دیکھتے کہ جناب فاطمہؑ حراب عبادت میں بیٹھی مشغول نماز میں۔ اور وہ نور رونے مبارک سے جگمگاہے پس جانتے تھے وہ نور ہمارے گھروں کو منور کر رہا ہے نور فاطمہ ہے۔ اور جب دوپہر وصل جاتی۔ اور فاطمہؑ جیتے نماز ظہر ہوتیں۔ ایک نور زرد و صین میں سیدہؑ سے ساطع ہوتا۔ اور جمیع خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور اس نور سے درو دیوار کیڑے اور لوگوں کی رنگتیں زرد ہو جاتیں۔ جناب رسول خداؐ سے جب دریافت کرتے حضرت ان کو حکم دیتے فاطمہؑ کے گھر جاؤ۔ جب وہاں جلتے دیکھتے فاطمہؑ حراب عبادت میں بیٹھی مشغول نماز میں۔ اور ایک نور زرد رونے مبارک سے ساطع ہے۔ پس جانتے وہ نور جناب سیدہؑ کا نور ہے۔ جب شام ہوتی اور آفتاب غروب کرتا۔ رونے منور جناب فاطمہؑ سرخ ہو جاتا۔ اور ایک سُرخ نور بسبب فرحت و سرور و شکر و نعمت الہی رونے نورانی سے ساطع ہوتا۔ اور تمام خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور ان کے گھروں کی دیواریں سُرخ ہو جاتیں۔ اس حال سے متحجب ہو کر جناب پیغمبر خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور سوال کرتے اور آنحضرتؐ جناب فاطمہؑ کے گھر بھیجے وہاں پہنچ کر دیکھتے۔ کہ جناب سیدہؑ حراب میں بیٹھی تسبیح و تہجد الہی میں مشغول ہیں۔ اور چہرہ نورانی سے ایک سُرخ نور ساطع ہے اس وقت سمجھ جاتے تھے۔ کہ وہ نور آثار نور جمال سیدہؑ ہے۔ اور وہ نور ہمیشہ صین میں فاطمہؑ میں تھا۔ یہاں تک کہ جناب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ اور وہ نور پیشانی امام حسنؑ میں منتقل ہوا۔ بعد اس کے پیشانی مبارک امام حسینؑ میں رہا۔ اور ہمیشہ وہ نور ہمارے ساتھ ہے اور ایک امام سے دوسرے امام میں تا روز قیامت منتقل ہوتا رہے گا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے جناب صادقؑ سے و ترجمہ زہرا دریافت کی۔ حضرت نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے اپنے نور عظمت سے ان کو پیدا کیا۔ جب اس نور کو پیدا کیا۔ جمیع آسمان و زمین اس نور سے روشن اور دیدہ ہوا ملائکہ خیرہ ہو گئے۔ اور سب کے سب سجدہ حق تعالیٰ میں جھک گئے۔ اور عرض کی اے ہمارے رب اور اے بزرگ یہ نور کیا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی یہ نور وہ نور ہے جس کو میں نے اپنے نور سے پیدا کیا۔ اور آسمان پر رکھا ہے اور اپنی عظمت سے میں نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اور اس کو اس پیغمبر کے شکم سے ظاہر کروں گا۔ جو سب پیغمبروں سے افضل ہے۔ اور اس نور سے پیشوایان دین کو پیدا کروں گا۔ کہ میرے امر کو قائم کریں گے۔ اور میرے دین حق پر لوگوں کو ہدایت کریں گے۔ اور ان کو زمین پر بعد منقطع ہونے وحی کے اپنا خلیفہ کر دوں گا۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ کا نام زہرا اس لئے رکھا کہ جب حراب عبادت میں کھڑی ہوئیں بھتیں ان کا نور اہل آسمان کو روشنی بخشتا تھا۔ جس طرح ستارے اہل زمین کو روشن کرتے ہیں۔ بیان معنی فاطمہؑ۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ کو معلوم ہے۔ کہ حضرت رسول اکرمؐ سے رستگاری کریں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک طرح خلافت کرے گا۔ لہذا جب جناب

فاطمہؑ پیدا ہوئیں۔ ان کا نام فاطمہؑ رکھا۔ اس لئے کہ خبر دے خلافت بعد رسولؐ اسکے شوہر اور فرزندوں میں ہے اور بوریہ و لؤلؤ فاطمہؑ طمع خلافت اوروں سے منقطع ہو گئی اس لئے کہ فاطمہؑ مشتق فطم سے ہے اور فطم کے معنی قطع و برید کے ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔ جب جناب سیدہؑ پیدا ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ کہ حضرت رسولؐ کی زبان پر اس نے جاری کیا۔ کہ جناب سیدہؑ کا نام فاطمہؑ رکھیں پس حق تعالیٰ کی جانب سے اس فرشتے نے خطاب کیا۔ تم کو جہل سے بسوئے علم میں نے علیحدہ کیا۔ اور تم کو حائض ہونے سے باز رکھا پس جناب محمد باقرؑ نے فرمایا۔ قسم بخدا۔ حق تعالیٰ نے روز الست سے فاطمہؑ کو مخصوص کیا۔ اور کئی فرشتے عین اوکا کو دیکھا ہے۔ دیگر سے محفوظ فرمایا۔ اور احادیث متواترہ میں بطریق شیعوہ دستی روایت ہے کہ سیدہؑ کو اس واسطے فاطمہؑ کہا کہ حق تعالیٰ نے جناب فاطمہؑ اور جمیع شیعیان فاطمہؑ کو آتش جہنم سے جدا کر دیا۔ اور ابن بابویہؑ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہؑ بروز قیامت جہنم کے کنارے کھڑی ہوگی اور اس روز ہر ایک شخص کے در آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ کہ مومن ہے یا کافر اس دن ایک محب اہل بیت کو جس نے بہت گناہ کئے ہوتے حکم ہوگا اس کو جہنم میں ڈال دے۔ اور جب اس کو جناب فاطمہؑ کے پاس لے جائیں گے۔ جناب فاطمہؑ اس کی پیشانی میں پڑھیں گی کہ وہ محب آنحضرتؐ ہے۔ اور ذریت آنحضرتؐ سے ہے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ فرمائیں گی۔ اے خدا اور اے میرے سید تو نے میرا نام فاطمہؑ رکھا۔ اور مجھ سے وعدہ کیا۔ کہ میرے سبب سے میرے دوستوں کو آتش جہنم سے آزاد کرے گا۔ اور وعدہ تیرا حق ہے اور تو خلافت وعدہ نہیں کرتا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے فاطمہؑ تو نے سچ کہا۔ میں نے تیرا نام فاطمہؑ رکھا جو شخص تجھے اور تیری ذریت سے اماموں کو دوست رکھے۔ اور تیری اور تیری ذریت کے موالیوں سے ہو۔ اس کو میں نے آتش جہنم سے قطع کیا۔ اور جدا کیا۔ اور میرا وعدہ حق ہے اور میں خلافت وعدہ نہیں کرتا۔ مگر اس بندہ کو جہنم میں لے جانے کے واسطے اس لئے میں نے حکم دیا تھا کہ تو اس کی شفاعت کرے اور اس کے حق میں تیری شفاعت قبول کروں کہ تیری قدر و منزلت۔ ملائکہ انبیاء و رسل اور اوصیاء پر ظاہر ہو۔ اے فاطمہؑ تو میں کی پیشانی پر مومن لکھا دیکھ اس کا ہاتھ پکڑ اور داخل بہشت کر۔ ایضاً۔

**تفسیر فاطمہؑ و بتولؑ و زہراؑ** بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ سے پوچھا جناب فاطمہؑ کا نام آپ نے بتولؑ کس نے رکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ جو خون ماہواری عورتیں دیکھتی ہیں وہ نہیں دیکھتی اور خون دیکھنا دختران پیغمبر میں نازیبا ہے اور دوسری روایت میں حضرت رسولؐ نے منقول ہے کہ فاطمہؑ میں مثل اور عورتوں کے کثافت نہیں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ سے سوال کیا۔ کہ جناب فاطمہؑ کا زہراؑ کس لئے نام رکھا۔ فرمایا۔ اس لئے کہ روئے انور جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ کے لئے اقل روز مثل آفتاب اور وقت زوال مانند ماہ منیر اور قریب غروب آفتاب مانند ستارہ روشن تاباں ہوتا تھا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جناب صادقؑ سے پوچھا گیا۔ کہ جناب فاطمہؑ کو زہراؑ کیوں کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے۔ کہ جناب فاطمہؑ کے لئے

بہشت میں ایک قبر یا قوت مٹوخ کا ہے۔ ہندی اس قبر کی ایک سالہ راہ ہے۔ اور بقدرت حق تعالیٰ وہ قبہ ہوا میں کھڑا ہے نہ اوپر سے کسی چیز میں ٹکا ہے اور نیچے کوئی ستون ہے۔ کہ اس پر قائم رہے اور اس قبہ کے ہزار دروازے ہیں۔ اور ہر ہر دروازے پر ہزار ہزار فرشتے کھڑے ہیں۔ اور اہل بہشت اس قبہ کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح تم لوگ ستاروں کو آسمان پر دیکھتے ہو پس کہتے ہیں۔ یہ قبہ زہرا اور تورانی سیدہ نسائے دو عالمی نے کتاب ارشاد القلوب میں مسلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب رسول خداؐ مسجد میں بیٹھے تھے ناگاہ عباس حضرت کے چچا آئے اور سلام کیا۔ حضرت نے سلام کا جواب دیا۔ اور ان کو مرعبا کہا۔ عباس نے کہا۔ مجھ پر علی ابن ابی طالب نے کس مرتبہ سے فضیلت پائی۔ اور حالانکہ اصل ہماری ہے حضرت نے فرمایا۔ اے چچا واضح ہو حق تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو اس وقت پیدا کیا جب آسمان نہ تھا نہ زمین نہ بہشت نہ دوزخ نہ لوح نہ قلم اور جب حق تعالیٰ نے چاہا۔ ہم کو پیدا کرے۔ ایک کلمہ سے کلام فرمایا اس سے نور پیدا ہوا پھر دوسرا کلمہ فرمایا۔ اس سے روح پیدا ہوئی۔ اس وقت اس نور کو اس روح سے مزوج کر کے مجھے اور علیؑ کو پیدا کیا۔ بعد اس کے میرے نور سے عرش کو پیدا کیا۔ اور میں عرش سے بزرگ تر ہوں۔ اور علیؑ کے نور سے آسمانوں کو پیدا کیا۔ پس علیؑ آسمانوں سے جلیل تر ہے اور بزرگ تر ہے اور نور حسنؑ سے نور آفتاب اور نور حسینؑ سے نور ستاروں کو پیدا کیا۔ جنین ماہتاب و آفتاب سے بزرگ تر ہیں۔ اس وقت ملائکہ حق تعالیٰ کی تسبیح کرتے اور کہتے **سُبْحُوْحُ قُدُّوْسُ**۔ کس قدر یہ نور حق تعالیٰ کے نزدیک بزرگ و گرامی ہیں۔ جب حق تعالیٰ نے چاہا۔ کہ ملائکہ کا امتحان کرے۔ ان پر ابرتاریک نازل کیا۔ اور اس ابرنے ان کو اس قدر گھیر لیا۔ کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ ملائکہ نے عرض کی۔ بار اللہ۔ اور اے خداوند وسید بزرگ ہمارے جس روز سے نور نے ہم کو پیدا کیا۔ اب تک ایسی حالت ہم نے نہیں دیکھی تجھ سے بتصدق ان انوار کے ہم سوال کرتے ہیں کہ اس ظلمت کو ہم سے دُور فرما دے۔ پس حق تعالیٰ نے جناب فاطمہؑ کا نور مانند ایک قندیل کے پیدا کیا۔ اور عرش کے کنارے ٹکا دیا۔ اور اس نور سے آسمان ہائے ہفت گانہ اور طبقات زمین روشن ہو گئے۔ اس سبب سے جناب فاطمہؑ کا نام زہرا رکھا۔ ملائکہ نے تسبیح و تقدیس کی اور حق تعالیٰ نے فرمایا۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ تمہاری تسبیح و تقدیس کا ثواب تاروز قیامت میں نے جہان و دوستان فاطمہؑ اور اس کے شوہر اور اس کے فرزندوں کے لئے **بیان کنیت ہائے جناب سیدہ**۔ مقرر کیا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ کنیت ہائے جناب سیدہ ام الحسن۔ ام الحسین دام الحسن دام الاممہ دام ایماہتیں اور نام آپ کے فاطمہؑ بتول محدثہ۔ کورہ۔ حصان و حرہ و سیدہ و عذرا و زہرا و حورا و مبارکہ و طاہرہ و ذکیہ و راضیہ۔ مرضیہ و مریم البکری و صدیقہ البکری ہیں۔

# فصل تیسری

## بیان فضائل و مناقب سیدہ

فضائل و مناقب اور بعض احوال و معجزات جناب فاطمہ کا بیان شیخ مفید اور شیخ ابن بابویہ وغیرہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا حق تعالیٰ فاطمہ کے غضب سے غضبناک اور فاطمہ کی خوشنودی سے خوشنود ہوتا ہے۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا حق تعالیٰ نے عورتوں میں سے چار عورتوں کو منتخب کیا اور مقرب فرمایا مریم، آسیہ، خدیجہ، فاطمہ ایضا بسند معتبر امام رضا سے روایت ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ حسین جمیع اہل زمین سے میرے بعد اور اپنے ماں باپ کے بعد بہتر ہیں۔ اور ان کی ماں بہترین زنان اہل زمین ہے۔ ابن بابویہ نے بطریق مخالفان مادر انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب سیدہ نے ہرگز خون حیض و نفاس نہیں دیکھا۔ ایضا بسند صحیح روایت کی ہے۔ جناب صادق سے سوال کیا کہ جناب رسول خداؐ نے جو فرمایا ہے کہ فاطمہ بہترین اہل بہشت ہے آیا اپنے زمانے میں بہترین زنان ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہم اپنے زمانے میں بہترین زنان تھیں اور جناب فاطمہ بہترین زنان اہل بہشت اولین و آخرین ہیں پھر پوچھا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ حسین بہترین جوانان اہل بہشت ہیں۔ آیا ایسا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا حسین بہترین جوانان بہشت گذشتگان و سیدہ کا زیور راہ خدا میں دیتا۔ آئیندگان ہیں۔ ایضا معتبر روایت کی ہے جب رسول خداؐ کسی سفر سے مراجعت فرماتے۔ پہلا پی دفتہ جناب سیدہ کے گھر تشریف لاتے اور مدت تک تشریف رکھتے تھے بعد اپنی بیویوں کے گھر جاتے تھے پس حضرت کسی سفر میں تھے۔ اور جناب سیدہ نے دو کنگن اور طوق اور گوشوارے چاندی کے بنوائے اور دروازہ پر پردہ چھوڑ دیا۔ حضرت سفر سے واپس تشریف لائے۔ اور جناب فاطمہ کے گھر میں آئے۔ اور اصحاب دروازہ پر چڑھے۔ جب حضرت نے اندر جا کر ملاحظہ فرمایا۔ غصہ میں باہر تشریف لائے اور مسجد میں قریب غیر بیٹھ گئے۔ جناب سیدہ کو کمان ہوا کہ اس زینت کی وجہ سے حضرت ناراض ہوئے۔ یہ کنگن اور کنگنوں کو ہمار ڈالا۔ اور پردہ اٹھا دیا۔ اور زور حضرت پاس بھیج دیا۔ اور کہلا بھیجا۔ حضرت عرض کرنا۔ آپ کی بیٹی سلام عرض کرتی ہے اور کہتی ہے اس زیور کو راہ خلائم دیجئے جب حضرت پاس وہ زیور لائے۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ جو میں چاہتا تھا ویسا ہی فاطمہ نے کہا۔ باپ اس پر سے قربان دنیا محمدؐ اور آل محمدؐ کے لئے نہیں۔ اور اگر دنیا فوجی و عمدگی میں پریشہ کے برابر ہو تو خدا دنیا میں ایک کافر کو بھی پانی کا گونٹ نہ دیتا۔ یہ فرما کر حضرت اٹھے اور جناب فاطمہ کے گھر تشریف لائے۔ ایضا بسند معتبر جناب صادق سے

روایت کی۔ ایک روز جناب فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ سے پوچھا۔ اے پد جو رگوار بروز قیامت میں آپ سے کہاں ملاقات کروں حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ قریب دروازہ ہشت جس وقت کہ علم حد میرے پہلو ہو۔ اور اپنی امت کی شفاعت اپنے پروردگار سے کروں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اگر وہاں آپ سے ملاقات نہ ہو۔ تو پھر کہاں ڈھونڈوں۔ حضرت نے فرمایا۔ نزدیک حوض کوثر جس وقت اپنی امت کو حوض کوثر سے سیراب کرتا ہوں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو کہاں ڈھونڈوں حضرت نے فرمایا۔ قریب مراد جس وقت اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہوں۔ پروردگار امیری امت کو مراد سے سلامت اتار دے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو کہاں ملاقات کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ نزدیک میزان کے طوں گا جس وقت کہ پروردگار اپنے سے عرض کرتا ہوں۔ کہ خداوند امیری امت کو عذاب سے سالم رکھ۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اگر وہاں بھی نہ پاؤں تو کہاں تلاش کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہنم کے کنارہ پر بلوں گا جس وقت کہ وہاں پر کھڑا ہو کہ تمہارا وہ خطہ ہے آتش کو اپنی امت سے منع کروں گا۔ پس جناب فاطمہؑ ان باتوں کو سنتے خوش ہو گئیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر

**سیدہ کا گردن بند دینا**۔ حضرت امام موسیٰ سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ جناب سیدہ کے گھر میں تشریف لائے اور جناب سیدہ کی گردن میں ایک گردن بند دیکھا پس اُسے مبارک پھر لیا۔ جب جناب سیدہ نے جانا۔ کہ حضرت نے گردن بند دیکھ کر ہنسنے پھر لیا۔ اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تو مجھ سے ہے۔ ناگاہ ایک سائل نے سوال کیا۔ جناب سیدہؑ نے وہ گردن بند اس کو دے دیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ غضب خدا غضب رسولؐ اس پر شدید ہے جو میرا خون بہائے اور مجھ کو میری عزت میں آزار دے شیخ مفید شیخ طوسی نے بطریق اہل سنت روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ فاطمہؑ میری پارہ تن ہے جس نے اس کو خوش کیا۔ اس نے مجھ کو خوش کیا۔ اور جس نے اس کو آزار دہمہ دیا۔ اس نے مجھ کو آزار دہمہ دیا۔ فاطمہؑ میرے نزدیک عزیز ترین مردم ہے۔ ایضاً۔ بطریق اہل سنت عائشہ سے روایت کی ہے کوئی مردوں میں سے حضرت رسولؐ کے نزدیک محبوب مثل علیؑ ابن ابی طالب زیادہ اور عورتوں میں سے محبوب فاطمہؑ سے زیادہ نہ تھی۔ عائشہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن جناب رسول خداؐ فضیلت زہراؑ علیہا السلام بیان فرماتے تھے۔ اور جناب فاطمہؑ حضرت کے پاس تشریف لائیں۔ اور مثل رقت حضرت رسولؐ راہ جاتی تھیں جب حضرت کی نظر ان پر پڑی۔ دو مرتبہ فرمایا۔ مرحبا میری دختر کو پس فرمایا۔ اے فاطمہؑ آیا راضی نہیں ہے کہ جب بروز قیامت آئے تو بہترین زنان ہوسنان یا بہترین زنان امت ہو۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک دن حضرت بیٹھے تھے اور جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ و حسینؑ بھی حضرت پاس بیٹھے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوند اتا جانتا ہے یہ میرے اہل بیت میرے نزدیک

گراہی ترین مردم ہیں۔ جو ان کو دوست رکھے تو ان کو دوست رکھ اور جو ان کو دشمن رکھے۔ اور جو ان کی اعانت کرے تو بھی ان کی اعانت کر اور ان کو ہر تشک و شبہ سے مطہر اور ہر گناہ سے معصوم کر اور ان کی تقویت روح القدس اور اپنی جانب سے فرما۔ یہ کلمہ حضرت نے فرمایا۔ یا علی تم پیشوا میری امت کے اور میری امت میں بعد میرے خلیفہ ہو۔ اور تم ہی مومنوں کو بہشت کی جانب کھینچ لے جانے والے ہو۔ اور گویا میں اپنی فاطمہ کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ صبح اٹنے محشر میں ایک ناقہ زور پر سوار آئے اور داہنے بائیں آگے پیچھے اس کے ستر ہزار فرشتے ہیں اور میری زمان امت کو اپنے پیچھے بہشت میں لے جائے۔ پس جو عورت رات دن میں بلخ نمازیں ادا کرے اور ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھے اور خانہ خدا کا حج کرے۔ اور اپنے مال کی زکوٰۃ دے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے اقرار امامت کا علی ابن ابی طالب میرے بعد کرے میری فاطمہ کی شفاعت سے داخل بہشت ہوگی۔ تحقیق میری بیٹی بہترین زمان عالمیان ہے۔ لوگوں نے عرض کی۔ آیا یا حضرت فاطمہ اپنے زمانے میں بہترین زمان ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ مریم دختر عمران ہے کہ اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر تھی لیکن میری بیٹی بہترین زمان عالمیان گذشتگان و آئندگان ہے اور جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے ستر ہزار ملائکہ مقررین اس کو سلام کرتے ہیں اور اس کے لئے ندا کرتے ہیں۔ وہ ندا جو دختر عمران مریم کے لئے کرتے تھے۔ اور وہ فرشتے کہتے ہیں۔ یا فاطمہ ان اللہ اصطفاک و ظہوک واصطفک علی نساء العالمین اے فاطمہ بدستیکر حق تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ کیا۔ اور مطہر و پاکیزہ کیا۔ اور تجھے زمان عالمیان پر اختیار کیا۔ پھر جناب امیرؑ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ اے علیؑ فاطمہ میری پادشہ تہ اور نور دیدہ اور صوفہ دل ہے جو اسے آزدہ کرے اس نے مجھے آزدہ کیا۔ اور جو اس کو شاد کرے اس نے مجھے شاد کیا۔ اور سب سے پہلے جو میرے اہل بیت میں مجھ سے ملحق ہوگا۔ وہ فاطمہ ہے۔ اے علیؑ میرے بعد اس سے نیک سلوک کرنا لیکن حسینؑ کو یہ میرے فرزند ہیں۔ اور میرے بارغ کے دو بھول ہیں۔ اور بہترین جو انان بہشت ہیں۔ لازم ہے کہ ان کو مثل کان آنکھ کے گواہ و عورہ رکھتا۔ بعد اس کے حضرت نے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوند ایں تجھے گواہ کرتا ہوں۔ میں اس کو دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے اور ان کو دشمن رکھتا ہوں جو ان کو دشمن رکھے۔ اور جو ان سے بر صلح ہو میں ان سے بر صلح ہوں۔ اور جو ان سے بر جنگ ہے۔ میں ان سے بر جنگ ہوں۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت ہے۔ کہ دختر پیغمبر جائزہ نہیں ہوا کرتی۔ اور تحقیق حیض عورتوں کے لئے عقوبت ہے اور پہلے جو نیک عورتوں میں سے حائض ہوئیں وہ سارہ حقین شیخ طوسی نے بسند عائشہ سے روایت کی وہ فرماتی ہیں۔ میں نے کسی کو رفتار اور بات چیت میں جناب فاطمہ کو رسول خدا سے مشابہت زیادہ نہیں دیکھا۔ اور جناب فاطمہ حضرت پاس آتی تھیں حضرت مر جا فرماتے تھے اور سیدہ کے ہاتھ چومتے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔



اور جب حضرت نوح فاطمہ کے گھر تشریف لے جاتے۔ فاطمہ اٹھ کھڑی ہوتی اور حضرت کا استقبال کرتی اور مرحبا کہتی اور حضرت کا ہاتھ چومتی۔ جب مرض وفات حضرت رسول آیا۔ آنحضرت کے پاس آئیں۔ اور حضرت نے ان سے راز کہے۔ جناب سیدہ رونا لگیں۔ اس کے بعد ایک راز کہا۔ اس کو سن کر جناب سیدہ خوش ہوئیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں فاطمہ کو اور عورتوں سے بہتر جانتی تھی۔ اب معلوم ہوا۔ وہ بھی مثل اور عورتوں کے ہیں۔ جلد رونے اور ہنسنے لگتی ہیں۔ پس میں نے فاطمہ سے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا۔ جناب فاطمہ نے فرمایا میں افشائے راز نہ کر دوں گی۔ جب حضرت رسول نے دنیا سے رحلت فرمائی پھر میں اس راز کو پوچھا۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اول مرتبہ حضرت نے اپنے انتقال کی خبر دی۔ میں رونے لگی اور بعد اس کے فرمایا۔ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تو مجھ سے ملحق ہوگی۔ اس کے سننے سے میں ہنسنے لگی۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا جو شخص صد مرتبہ راز فاطمہ کو میری حیات میں دے۔ ایسا ہے کہ گویا اس نے اس کو بعد میری وفات کے آزاد دیا۔ اور جو فاطمہ کو میری وفات کے بعد آزاد دے۔ اس طرح ہے گویا اس کو میری حیات میں آزاد دیا جس نے اس کو ایذا دی۔ اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔ اور حق تعالیٰ نے درباب ایذا و آزار جناب امیرؑ و فاطمہؑ یہ آیت نازل فرمایا ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعدلہم عذاباً مہیباً تحقیق جو لوگ خدا و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ خدا نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے عذاب خوارکنندہ مقرر کیا۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی۔ حضرت رسول نے وصیت فرمائی۔ اے علی حق تعالیٰ کے علم کامل نے مخلوق کے احوال پر احاطہ فرمایا۔ اور مجھے مردان عالمیان سے برگزیدہ کیا۔ پھر جمع مردان عالمیان پر تمہارے فرزند ان امامان کو میرے اور تمہارے بعد اختیار کیا۔ پھر فاطمہ کو جمع زنان عالمیان سے برگزیدہ فرمایا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر حضرت رسول سے روایت ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہ مجھ سے ایک شاخ ہے۔ جو کوئی اسے ایذا دیتا ہے مجھ کو ایذا دیتا ہے۔ اور جو اسے شاد کرتا ہے مجھ کو شاد کرتا ہے اور تحقیق حق تعالیٰ فاطمہ کے غضب پر غضب کرتا ہے اور خوشنودی فاطمہ سے خوشنوبرتا ہے۔ اور صحیفۃ الرضایں اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے ایک دن جناب رسول خدا جناب فاطمہ کے گھر تشریف لانے اور فاطمہ کی گردن میں گردن بند سونے کا دیکھا۔ کہ جناب امیرؑ جناب فاطمہ کے لئے مالِ نعمت سے لائے تھے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ تجھے لوگ فریب نہ دیں۔ اور یہ نہ کہیں۔ فاطمہ تمہاری بیٹی ہے اور جباروں کا لباس پہننے سے یہ مسن کر جناب سیدہ نے وہ گردن بند اتار ڈالا۔ اور بیچ کر غلام خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت خوش ہو گئے۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے ایک روز حضرت رسول بیٹھے تھے۔ جناب فاطمہ تشریف لائیں۔ اور رنگ جناب فاطمہ کا

فاقوں سے متغیر ہو گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ! قریب آ۔ جب فاطمہ قریب گئیں حضرت رسولؐ نے دست مبارک سیدۃ فاطمہ پر رکھا۔ اور اس وقت جناب سیدۃ بچھتیں۔ پس فرمایا۔ خداوندائے بھوکوں کے سیر کرنے والے اور اے زیر دستوں کے بلند کرنے والے فاطمہ کو بھوکا نہ رکھ جب حضرت کی دعا ختم ہوئی۔ میں نے دیکھا جناب سیدۃ کا زرد رنگ سُرخ ہو گیا۔ اور اس درجہ سُرخ ہوا کہ گویا خون چہرہ مبارک پر جاری تھا۔ جناب سیدۃ نے فرمایا۔ بعد اس کے مجھے ہرگز بھوک نہیں لگی۔ ایضاً۔ بسند معتبر جابر انصاری سے روایت ہے کہ حضرت کو چند روز دکھانا ممکن نہ ہوا۔ اور بھوک نے غلبہ کیا۔ جگر ہائے زنان میں تلاش کیا۔ وہاں بھی نہ پایا۔ پس جگر طاہرہ جناب فاطمہ میں تشریف لائے فرمایا۔ اے بیٹی کچھ کھانا تیرے پاس ہے۔ میں اسے کھاؤں اس لئے بھوک نے مجھ پر غلبہ کیا ہے۔ جناب سیدۃ نے فرمایا۔ بخدا سو گند میری جان آپ پر سے قربان کچھ کھانا میرے پاس نہیں ہے۔ جب حضرت رسولؐ جناب سیدۃ کے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت جناب فاطمہ کی ایک کثیر دور روٹیاں اور گوشت بطور یہ ہدیہ لائی۔ جناب سیدۃ نے اس سے لے لیا۔ اور کاسہ نیچے رکھ کر اس پر کپڑا ڈال دیا۔ اور فرمایا قسم بخدا۔ میں حضرت رسولؐ کو اپنے اور اپنے فرزندوں پر مقدم جانتی ہوں۔ اس وقت صبح بھوکے تھے۔ پس امام حسنؑ و امام حسینؑ کو بھیج کر حضرت رسولؐ کو طلب کیا۔ جب حضرت تشریف لائے۔ جناب سیدۃ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار بعد آپ کے تشریف لے جانے کے حق تعالیٰ نے طعام میرے لئے بھیجا۔ اور میں نے آپ کے لئے اپنے فرزندوں سے چھپا رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دخترے! جب حضرت فاطمہ نے کاسہ کھولا۔ بقدرت حق تعالیٰ وہ کاسہ گوشت اور روٹی سے بھر گیا تھا۔ جناب فاطمہ نے ملاحظہ فرمایا۔ متحیر و متعجب ہوئیں اور دعا کا حق تعالیٰ نے کاسہ بھر دیا ہے۔ یہ دیکھ کر حمد الہی بجالائیں اور حضرت پر درود بھیجا۔ اور وہ طعام حضرت پاس لائیں۔ جب حضرت نے وہ کاسہ طعام سے بھرا دیکھا حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور پوچھا۔ اے فاطمہ! کہاں سے یہ کھانا لائیں۔ فاطمہ نے عرض کیا۔ حق تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے جسے بے حساب روزی دیتا ہے۔ حضرت رسولؐ نے جناب امیر کو طلب فرمایا۔ اور حضرت رسولؐ و جناب امیر جناب سیدۃ حسنینؑ اور جمیع آنحضرتؐ سے وہ کھانا نوش فرمایا۔ اور میر ہو گئے۔ جناب فاطمہ فرماتی ہیں وہ کاسہ بدستور بھرا ہوا تھا۔ اور کچھ کم نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ میں سب ہمسایوں کو اس کھانا سے سیر کیا۔ اور حق تعالیٰ نے اس میں بے حد خیر و برکت و کرامت فرمائی۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت ہے جب خدا نے دار فنا سے رحلت فرمائی۔ جناب سیدۃ اپنے پدر بزرگوار پاس مخطوط و بقرہ آئیں اور پوچھتی تھیں۔ اماں کہاں ہیں۔ حضرت جواب نہ دیتے تھے اور سیدۃ ہمیشہ یہ دریافت فرماتی تھی۔ اور گھروالوں سے بھی پوچھتی تھی۔ میری اماں کہاں ہیں اور جناب رسول خداؐ خیر انتقال نہ دیتے تھے۔ ناگاہ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا۔ آپ کا پروردگار آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ہمارا سلام

فاطمہ سے کہو۔ اور کہو تیری ماں خانہ ہائے بہشت سے ایک گھر میں ہے۔ جس کو قصب سے بنایا ہے اور قصب  
 سونے میں نصب کیا ہے اور اس کے ستون یا قوت مخرج کے ہیں۔ اور اس قصر میں آسیدہ زین فرعون۔  
 مریم دختر عمران بھی ہے جناب فاطمہ نے یہ سنا۔ فرمایا حق تعالیٰ تمام عیبوں اور نقصوں سے سالم ہے اور  
 سلامتی اسی میں ہے اور تحقیق اسی کی طرف پھرتی ہیں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب جناب فاطمہؑ نے  
 حال ام المومنین خادمہ سیدہؑ۔ رحلت فرمائی۔ ام المومنین خادمہ جناب سیدہؑ نے قسم کھائی۔ میں  
 مدینہ میں نہ رہوں گی۔ اس لئے جناب صدیقہ کی جگہ خالی نہیں دیکھ سکتی۔ پس مدینہ سے متوجہ مکہ ہوئی۔

اشنائے راہ میں کسی منزل پر بعض منزلوں میں سے اس پر پیاس نے غلبہ کیا۔ اور جب پانی سے یا اس ہوئی۔  
 ہاتھ آسمان کی جانب اٹھائے اور کہا خداوند! میں جناب فاطمہؑ کی خادمہ ہوں۔ کیا مجھے تشنگی سے ہلاک کر  
 ڈالے گا۔ یہ کہنا تھا۔ کہ ایک ڈول آسمان سے اس کے لئے پانی کا زین پر اترتا۔ اور ام المومنین نے وہ پانی پیا۔  
 اس کے بعد سات سال تک پانی پینے کی حاجت نہ ہوئی۔ لوگ اس کو کاموں کے لئے بہت گہنی کے ایام میں باہر  
 بھیجتے تھے اور وہ پیاسی نہ ہوتی تھی۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک دن سلمان فارسیؑ جناب سیدہؑ  
 بیان آسیدہ گوردانی جناب سیدہؑ کے گھر میں اجازت لے کر آئے اور دیکھا۔ جناب فاطمہؑ چکی پس رہی

ہیں۔ دست مبارک زخمی ہے اور خون خوب آسیدہ پر جاری ہے اور امام حسینؑ ایک طرف کوبھوک سے بکتے اور روتے  
 ہیں۔ سلمان نے عرض کی لئے خود اسے دفتر رسول خداؐ آپ کے ہاتھ چکی سے زخمی ہو گئے ہیں۔ حالانکہ آپ کی  
 کینز فتنہ بھی موجود ہے۔ یہ خدمت آپ اس سے کیوں نہیں لیتیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے سلمان حضرت رسولؐ  
 نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ گھر کا کاروبار ایک دن فتنہ کرے اور ایک دن میں کروں۔ کل فتنہ کی بادی تھی آج میری  
 بادی ہے۔ سلمان نے عرض کی۔ میں آپ کا غلام اور آزاد کردہ ہوں۔ مجھے حکم دیجئے۔ میں امام حسینؑ کو ہلاؤں یا چکی  
 پیسوں جناب سیدہؑ نے فرمایا میں حسینؑ کو ہر طرح ہملا سکتی ہوں۔ تم مجھے پیسو۔ سلمان نے تھوڑے جو پیسے۔ اور  
 اذان نماز سن کر مسجد میں گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ جو کچھ دیکھا تھا۔ جناب امیرؑ سے بیان کیا۔ جناب امیرؑ  
 اس کو گراں ہوئے اور گھڑائے اور پھر سننے مسجد میں تشریف لائے۔ جب حضرت رسولؐ نے بستنے کا حال پوچھا۔  
 جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت جب میں گھر گیا۔ دیکھا فاطمہؑ آرام کر رہی ہیں۔ اور حسینؑ ان کے سینہ اقدس  
 پر سو رہے ہیں۔ اور چکی بیچر اس کے کہ ہاتھ کسی کا دکھائی دے جل رہی ہے۔ حضرت یونسؑ نے لگے اور کہا۔ یا علیؑ  
 کیا یہ تم کو معلوم نہیں کہ خدا کے چند فرشتے لیے ہیں جو زمین پر پھرتے ہیں۔ اور تار و زقیا مست محمدؐ آل محمدؐ کی خدمت  
 کرتے ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے ابوذرؑ نے کہا۔ ایک دن حضرت رسولؐ نے مجھے جناب امیرؑ کے گھر بھیجا۔  
 کہ علیؑ کو ہلاؤ۔ جب میں گھر میں گیا۔ اور آواز دی مجھے کسی نے جواب نہ دیا۔ اور میں نے دیکھا کہ چکی چل رہی ہے۔

اور کوئی جگہ کے پاس نہیں۔ پس جناب امیر حضرت رسولیؐ پاس آئے۔ کوئی بات ایسی فرمائی کہ میں نہ سمجھا۔ میں نے عرض کی یا حضرت جناب امیرؑ کے گھر میں نے دیکھا۔ کہ چکی خود بخود گھومتی ہے حالانکہ اس کے پاس کوئی نہیں۔ اس سبب سے مجھے کمال تعجب ہے حضرت نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے دل اور جمیع اعضائے جسم میری دفتر کے ایمان اور یقین سے پھر دیئے ہیں۔ اور حق تعالیٰ اس کے ضعف سے واقف ہے۔ اس لئے اس کی اعانت و مدد فرماتا ہے اس کے امور اور مہمات کی کفایت کرتا ہے۔ اے ابوذرؓ تم کو نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ کے چند فرشتے ایسے ہیں۔ جو محمدؐ و آل محمدؑ کی مدد و اعانت کرتے ہیں۔ کتاب کشف الغمہ و المانی شیخ و تفسیر فرات بن ابراہیم میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ سے کچھ کھانا مانگا۔ اور کہا صرف اتنا جس سے میں چاشت کروں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ تم اس خدا کی جس نے میرے پدر بزرگوار کو گرامی کیا ہے اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جو تمہارے لئے لاؤں دو دن گذرے ہیں کہ کھانا نہ تھا۔ بغیر اس کھانے کے جو میں تمہارے لئے اپنے اور اپنے بچوں سے بچا کر رکھ چھوڑتی تھی۔ اور تم کو اپنے اور اپنے فرزندوں پر مقدم جانتی تھی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تم نے دو دن تک مجھ سے کیوں نہ کہا۔ کہ گھر میں کھانا نہیں ہے۔ میں تمہارے لئے تلاش کرتا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اے ابوالحسنؑ میں اپنے خدا سے شرم کرتی ہوں۔ کہ تم کو اس چیز کی تکلیف دوں جس پر تم قادر نہ ہو۔ پس جناب امیرؑ، گھر سے باہر تشریف لائے اور اعتماد تمام وثوق عظیم اپنے خدا پر فرما کر ایک دینار قرض کیا۔ اور چاہا اپنے عیال کے لئے کھانا خریدیں۔ ناگاہ راستہ میں وقت شدت تہمت از آفتاب مقدار سے ملاقات ہوئی۔ کہ حرارت آفتاب سے مقدار کا سر جلا جاتا تھا۔ اور پاؤں بجھنے جلتے تھے اور گرمی سے بہت متغیر تھا۔ جب جناب امیرؑ نے مقدار کو دیکھا۔ پوچھا۔ اے مقدار اس گرمی میں اس وقت کیوں گھر سے باہر نکلے مقدار نے کہا۔ اے ابوالحسنؑ آپ تشریف لے جائیے اور میرا حال نہ پوچھیے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے بھائی مجھے جائز نہیں۔ کہ تمہیں اس طرح دیکھوں اور تمہارا حال نہ معلوم کروں۔ مقدار نے پھر عذر کیا۔ اور حضرت نے مبالغہ فرمایا۔ اس وقت مقدار نے عرض کی۔ بحق اس خدا کے جس نے محمدؐ کو پیغمبر اور تم کو وصی کیا ہے۔ میں گھر سے باہر نہیں آیا۔ مگر شدت گرمی سے اور اپنے عیال کو بھوکا چھوڑ کر آیا ہوں۔ ان کے رونے سے مجھے تاب نہ رہی اور اس حال سے گھر سے باہر نکلا۔ جب جناب امیرؑ مقدار کے حال سے مطلع ہوئے۔ رونے لگے۔ اور اس قدر رونے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور فرمایا۔ اے مقدار بحق اس خدا کے جسکی تم نے قسم کھائی۔ میں بھی اس کام کے لئے باہر نکلا ہوں اور ایک دینار قرض لیا ہے۔ میں تمہیں اپنے نفس پر اختیار و اختیار کرتا ہوں۔ پس وہ دینار مقدار کو دیدیا۔ اور شرم سے گھر میں نہ گئے۔ مسجد میں تشریف لائے۔ نماز پڑھو و مغرب و عشاء رسول خداؐ کے ہمراہ ادا کی۔ جب سو نماز نماز سے فارغ ہوئے تو جناب امیرؑ کی طرف تشریف لائے جو صوف اول بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے اشارہ کیا اٹھو جناب امیرؑ کھڑے ہوئے اور حضرت کے پیچھے چلے۔ جب دروازہ مسجد

کے قریب پہنچے اور حضرت کو سلام کیا۔ حضرت نے جواب سلام دیا۔ اور فرمایا اسے علیؑ کچھ گھریں مہود ہے میں چل کر کھاؤں۔ جناب امیر یمنؓ کو شرم سے چپ ہو رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اور جناب رسولؐ وحی الہی سے جان چکے تھے۔ جو کچھ جناب امیرؓ پر اس روز گذرا تھا۔ اور حق تعالیٰ نے حکم کیا تھا۔ کہ آج کی رات علیؑ کے گھر افطار کرنا۔ جب حضرت نے جناب امیرؓ کو خاموش پایا۔ ارشاد کیا اے ابوالحسنؓ جواب کیوں نہیں دیتے۔ اگر اتنا کر دو میں پھر جاؤں یا اقرار کر دو تمہارے ساتھ چلوں جناب امیرؓ نے عرض کیا۔ حضرت! میں شرم سے جواب نہیں دے سکتا۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اچھا آؤ چلیں۔ پس جناب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور چل دیئے یہاں تک کہ جناب سیدۃ کے گھر میں تشریف لائے اور سیدۃ جائے نماز پر بیٹھی تھیں اور نماز سے فارغ ہو چکی تھیں۔ اور جناب سیدۃ کے عقب ایک کاسہ کھانے سے بھرا رکھا تھا۔ اور بھاپ اس کھانے سے اُٹھ رہی تھی۔ جب جناب سیدۃ نے حضرت رسولؐ کی آواز سنی جائے نماز سے اُٹھ کر باہر تشریف لائیں۔ اور حضرت کو سلام کیا۔ جناب فاطمہؓ حضرت کے نزدیک عزیز ترین مردم تھیں۔ پس حضرت نے جواب سلام دیا۔ اور دست مبارک سرہ رکھیرا۔ اور کہا۔ اے دختر کس حالت میں شام کی ہے۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ جناب سیدۃ نے فرمایا۔ بخیر و خلی میں نے شام کی ہے۔ پس حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ اور کی ہے میرے واسطے کھانا لا۔ میں کھاؤں۔ جناب سیدۃ نے وہ کاسہ اٹھایا۔ اور جناب رسولؐ اور جناب امیرؓ کے سامنے رکھا۔ جب جناب امیرؓ نے وہ کھانا دیکھا۔ اندر دئے تعجب جناب فاطمہؓ کی طرف نظر کی۔ جناب سیدۃ نے فرمایا۔ سبحان اللہ! اندر دئے تعجب مجھے آپ کیوں دیکھ رہے ہیں۔ کب میں نے کوئی برائی کی ہے کہ باعث آپ کے غضب کا ہوئی۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ اس سبب سے مجھے تعجب ہے کہ تم نے آج قسم کھائی تھی کہ دو روز سے کھانا نہیں کھایا۔ اور نہ گھر میں کچھ کھانا موجود ہے۔ اور اب ایسا کھانا لائی ہو۔ یہ سُن کر جناب سیدۃ نے جانب آسمان نظر کی۔ اور کہا۔ پروردگار آسمان وزمین جانتا ہے میں نے سچ قسم کھائی تھی۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ اے فاطمہؓ یہ کھانا کہاں سے لائی تھیں کہ اس کا خوشبو اور ذائقہ میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ اور نہ کھایا ہے۔ یہ سُن کر جناب رسولؐ خدا نے اپنا دست مبارک جناب امیرؓ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور فرمایا۔ اے علیؑ یہ عوض تمہارے اس دنیا کا ہے جو تم نے مقدار کو دیا۔ اور یہ جزا تمہارے دینار کی خدا کی طرف سے ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے بھلا دیتی ہے۔ یہ فرما کر حضرت رسولؐ رونے لگے۔ اور فرمایا حمد و سپاس اس خدا کی جس نے مجھ کو دنیا سے نہیں اٹھایا۔ یہاں تک کہ اے علیؑ تم کو بمنزلہ زکریاؑ کر دیا۔ اور فاطمہؓ کو بمنزلہ مریمؑ دختر عمران کیا۔ اور عیاشی نے مثل اس قصہ کے نام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ اور اس کے آخر میں ہے۔ کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اے علیؑ تمہاری اور فاطمہؓ کی مثال زکریاؑ اور زکریاؑ کی مثال ہے۔ جس وقت زکریاؑ مریمؑ پاس جلتے اور ان کے پاس کھانا دیکھتے۔ پوچھتے اے مریمؑ یہ کھانا

کہاں سے تمہارے پاس آیا۔ مریم کہتیں۔ خداوند عالم نے بھیجا ہے۔ تحقیق خدا جس کو چاہتا ہے یہ حساب روزی دیتا ہے۔ اور فرمایا۔ ایک جہینہ تک اس کاسہ میں سے کھایا اور کم نہ ہوا۔ اور وہ کاسہ اب میرے پاس ہے اور جناب صاحب الامراس کاسہ میں سے کھانا کھائیں گے۔ ابن شہر آشوب اور قطب راوندی نے روایت کی ہے۔

**منزلت و بزرگی میں جناب سیدنا**۔ ایک دن جناب امیر کو قرض لینے کی ضرورت پیش آئی۔ اور چادر جناب فاطمہ کی ایک یہودی کے پاس گروی کی۔ بر روایت ابن شہر آشوب اس یہودی کا نام زید تھا۔ اور وہ چادر بالوں کی تھی۔ پس چادر گرو فرما کر تھوڑے بچو اس یہودی سے لئے اور اس یہودی نے اس چادر کو لے جا کر کوٹھڑی میں رکھ دیا۔ جب رات ہوئی اور یہودی کی بی بی اس کو کوٹھڑی میں آئی۔ ایک نور اس چادر سے سامع دیکھا۔ کہ اس نے تمام کو کوٹھڑی کو روشن کر دیا ہے۔ جب زن یہود نے وہ حالت عجیب و غریب مشاہدہ کی۔ اور اپنے شوہر پاس گئی۔ جو دیکھا تھا بیان کیا۔ وہ یہودی بھی اس نقل سے متعجب ہوا۔ اور بھول گیا۔ کہ چادر جناب سیدنا کی اس کو کوٹھڑی میں ہے۔ جب کو کوٹھڑی میں گیا۔ دیکھا کہ شعاع چادر نور شہید فلک عصمت و طہارت ہے کہ اس کی شعاع نے مانند بلد منیر گھر روشن کر دیا۔ یہودی یہ دیکھ کر زیادہ متعجب ہوا۔ اور دونوں اپنے عزیزوں پاس گئے۔ اور انہی نفر یہود کو لائے اور برکت نورانی چادر جناب فاطمہ سے وہ سب بنور اسلام منور ہوئے۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ گروہ یہود میں شادی رچی وہ یہود حضرت رسول کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہمارا آپ بد حق ہمسائیگی ہے۔ اب ہمارے یہاں شادی ہے۔ لہذا التماس ہے۔ جناب فاطمہ کو شادی میں ہمارے گھر بھیج دیجئے کہ ہمارا موجب مزید عزت و مکرمت و فرحت ہو۔ اور اس بارہ میں بہت اصرار کیا حضرت نے فرمایا۔ وہ علی ابن ابی طالب کی زوجہ ہے اور ان کے حکم میں ہے۔ یہودیوں نے عرض کی آپ علی سے سفارش کر کے اجازت دلا دیجئے۔ اور عرض یہودیوں کی یہ تھی۔ کہ ان کی عورتوں نے خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کیا تھا۔ اور زیور و جاہلئے فاقرو پہنے تھے۔ اور جناب فاطمہ کو اس وجہ سے بلایا۔ وہ یا جاہلئے کہ ان کی شادی میں آئیں گی۔ اور موجب خواری و ذلت حضرت رسول ہوں گا۔ تاکہ جبرئیل نازل ہوئے اور زیور و جاہلئے بہشت جناب سیدنا کے لئے لائے۔ اور جناب فاطمہ وہ زیور و جاہلئے بہشت ہیں کہ یہودیوں کی شادی میں تشریف لے گئیں۔ جب زنان یہود نے وہ عموہ زیور و جاہلئے نفیس پہنے دیکھا۔ اور ان کے نور و قیاء و صفقا مشاہدہ کئے۔ سب جناب فاطمہ پاس آئیں اور زمین پر گر کر پائے مبارک چومتے گئیں۔ ان میں سے بہت عورتیں بشرق اسلام مشرف ہوئیں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ یہ قصہ کتابوں میں اس سے بہت زیادہ مذکور ہے مگر چونکہ کتب معتبرہ میں اسی طرح مندرج ہے۔

**تفسیر آیات سورہ رحمان**۔ میں نے بھی اس قدر لکھا۔ احادیث معتبرہ میں بطریق شیعہ و سنی جناب صادق اور علاوہ حضرت کے دیگر ائمہ ظاہرین نے بھی آیہ مبارکہ موجع الحسن بن علی تقیان کی اس طرح روایت

کی ہے یعنی دو دریا کو قلعہ کیا کہ آپس میں ملتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ مراد اس سے دو دریائے علم میں۔ علیؑ اور فاطمہؑ کہ حق تعالیٰ نے ان دونوں کو باہم کیا۔ بیٹھما بوزخ کا بیٹھیانے۔ یعنی ان کے درمیان قاصد ہے۔ ایک دوسرے پر زیادتی نہ کریں اور وہ قاصد حضرت رسولؐ ہیں۔ کہ سبب الفت علیؑ و فاطمہؑ ہوئے۔ یحییٰ ج منھما اللؤلؤ والمرجان۔ ان دریاؤں سے مروارید و مرجان نکلتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مروارید و مرجان سے مراد حسینؑ و حسینہؑ ہیں۔ کہ ان دو دریائے علم سے ظاہر ہوئے۔ کتب معتبرہ اہل سنت میں باسانید بسیار حضرت رسولؐ مختار سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ تمام عالم کی عورتوں سے کوئی بہتر نہیں۔ مگر چار عورتیں مریمؑ دختر عمران۔ آسیہ زین فرعون۔ خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہؑ دختر محمدؐ اور ان سب بہتر فاطمہؑ ہے۔ باسانید بسیار دیگر روایت میں ہے۔ بہترین زنان بہشت یہ چار عورتیں ہیں اور دوسری روایت میں بہترین زنان عالمیان یہ چار عورتیں ہیں۔ اور روایات متواترہ میں بطریق شیعہ و سنی منقول ہے فاطمہؑ بہترین زنان اولین و آخرین ہیں۔ ایضاً۔ اہل سنت نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے جناب سیدہؑ سے فرمایا۔ اے فاطمہؑ بشارت ہو خدا نے تجھے زنان علیان سے برگزیدہ کیا ہے اور دوسری حدیث میں وارد ہے۔ بروز قیامت آسیہ و مریم دختران عمران و خدیجہ جناب فاطمہؑ کے آگے آگے مانند دربانوں اور خدمتکاروں کے چلیں گی۔ یہاں تک کہ داخل بہشت کریں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جیب حضرت رسولؐ ارادہ سفر فرماتے۔ سب سے آخر جے وداع کرتے وہ جناب فاطمہؑ تھیں۔ اور جب سفر سے واپس آتے۔ سب سے پہلے جس سے ملاقات کرتے وہ جناب فاطمہؑ تھیں۔ ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ وصف بہشت سیدہؑ۔ نے فرمایا جب حق نے مجھے حکم دیا۔ کہ فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کر دوں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ حق تعالیٰ نے ایک بہشت موتیوں سے بنایا ہے۔ اور اس کی دیواریں قطعات مروارید و یاقوت سے بنائی ہیں اور مشک بظاہر ہے اور بھت زبرجد بنہ سے بنائی ہے اور اس بہشت میں موتیوں سے طاق نکالے ہیں اور ان کو یاقوت سے مکمل و آراستہ کیا ہے اور اس بہشت میں غرنے پیدلے ہیں۔ اور ان کو سونے چاندی۔ موتی۔ یاقوت۔ زبرجد کی ایک ایک اینٹ سے بنایا ہے اسان غرفوں میں چٹھے جاری کئے ہیں کہ دیبچوں کے اطراف سے جاری ہیں اور ان دیبچوں کے گرد نہریں جاری کی ہیں۔ اور ان نہروں پر قبہ ہائے مروارید بنائے ہیں اور ان قبوں کو سونے کی زنجیروں سے باندھ لیا ہے اور ان کے گرد اگر دو درختان میوہ دار آگے ہیں۔ اور بالائے ہر شاخ قبہ بنایا ہے اور قبہ میں سفید موتی کا ایک تخت رکھا ہے اور ان تختوں کے سامنے تحریر نازک پر سے لٹکائے ہیں اور فرش زمین زعفران سے ہے اور ان تختوں کو مشک و عنبر سے معطر کیا ہے۔ اور ہر قبہ میں ایک عورت ہے اور اس قبہ کے ایک نلوہ دروازے ہیں اور ہر دروازہ پر دو

کیزمیں کھڑی ہیں۔ اور گرد اس قبر کے آیتہ الکرسی نقش ہے۔ پس میں نے کہا۔ اے جبرئیل! اس قبہ کو کس لئے پیدا کیا ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ علی اور فاطمہ کے لئے بنایا ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ بغیر اہل بیت کے جو ان کے لئے پیدا کئے ہیں۔ خاص اس واسطے کہ آپ کی آنکھیں روشن اور دل شاد ہو جائے۔

ابن شہر آشوب نے حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خدا جب تک جناب سیدہ کو بیار نہ کر لیتے نہ سوتے تھے اور اپنا روئے مبارک سینہ جناب سیدہ پر رکھتے اور ان کے لئے دعا فرماتے تھے۔ جناب صادق سے روایت کی ہے حضرت سے معنی حی علی خیر العمل کے پوچھے حضرت نے فرمایا۔ کہ تار و قیامت فاطمہ اور اس کے فرزندوں کی طرف یہ نیکی رزق کر دے یہ بہترین اعمال ہیں۔

**گھوڑا رہ جنباتی ملائکہ**۔ ثعلبی اور دیگر مفسرین اہل سنت نے روایت کی ہے کہ جب اہل بہشت بہشت میں ساکن ہوں گے۔ اس وقت بہشت میں ایک نور شاہدہ کریں گے کہ اس نور سے تمام بہشت روشن ہو جائیگا اس وقت اہل بہشت عرض کریں گے۔ پروردگار اتنے قرآن میں فرمایا ہے اہل بہشت سورج نہ دیکھیں گے یہ نور کیسا ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ پس منادی ندا کرے گا۔ یہ نور چاند سورج کا نہیں۔ بلکہ علی و فاطمہ بنتے ہیں۔ اندر نور ان کا ہے۔ ایضا روایت کی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ جناب فاطمہ مشغول عبادت ہوتی تھیں اور کوئی بچہ جناب سیدہ کا چھو لے میں دقتا تھا پس حق تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرماتا۔ کہ وہ آکر چھو لہاتے تھے۔ یہاں تک کہ جناب فاطمہ نماز سے فارغ ہوتی تھیں۔ کتاب کشف الغمہ میں بسند معتبر حضرت امام حسن عسکری سے روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدم و حوا کو پیدا کیا۔ انہوں نے بہشت میں فرمایا۔ آدم نے حوا سے کہا۔ خدا تعالیٰ نے کوئی مخلوق تم سے بہتر نہیں پیدا کی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم فرمایا۔ کہ آدم و حوا میرے دونوں بندوں کو فردوس اعلیٰ کی طرف لے جاؤ۔ جب آدم و حوا داخل فردوس اعلیٰ ہوئے۔ دیکھا ایک لڑکی تخت پر تختہائے بہشت سے بیٹھی ہے اور ایک تاج نور سر پر رکھا ہے۔ اور دونوں کانوں میں دو گوشوارے نور کے ہیں۔ اور تمام بہشت اس کے نور سے روشن ہو گیا۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ فاطمہ دختر محمد ہے اور وہ ایک پیغمبر آپ کے فرزندوں میں ہے کہ زمانہ آخر میں پیدا ہوگا۔ آدم نے کہا۔ یہ تاج جو سر پر ہے کیا چیز ہے۔ کہا۔ یہ تاج اس کا شوہر علی ابن ابی طالب ہے۔ آدم نے پوچھا یہ دونوں بندے اس کے کان میں کیسے ہیں۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ اس کے دو فرزند حسن اور حسین ہیں۔ آدم نے کہا۔ اے حبیب من۔ اے جبرئیل! آیا یہ مجھ سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ علم پہاں حق تعالیٰ میں چار ہزار سال قبل آپ کی پیدائش کے تھے۔ ایضا۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے کہ عائشہ کہتی تھی۔ محبوب ترین زنان بسوئے رسول خدا فاطمہ تھیں۔ اور محبوب ترین مردان بسوئے سرور عالمیان جناب امیر شہر فاطمہ تھے۔ ایضا۔ عائشہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ سچا زیادہ کسی کو میں نے فاطمہ سے نہیں دیکھا۔ سوئے اس کے باپ کے۔ ابن بابوی نے بسند معتبر



حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ بہشت چار عورتوں کی مشتاق ہے۔ مکرم دختر عمران آسیہ زنی فرعون کہ بہشت میں زوجہ رسولؐ خدا ہوگی۔ و خدیجہ زوجہ آنحضرتؐ دنیا و آخرت میں اور فاطمہ دختر محمدؐ کشف الغم میں بطریق مخالفین روایت ہے۔ ایک دن رسولؐ خدا گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور جناب سیدہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے تھے اور فرماتے تھے جو اسے پہنچاتا ہے پہچانتے اور جو نہیں پہچانتا۔ وہ پہچانتے کہ یہ محمدؐ کی بیٹی ہے اور میری پارہ تین ہے اور یہ میری دل و جان ہے۔ میرے دونوں پہلو کے درمیان ہے جس نے اس کو آزاد کیا۔ اس نے مجھ کو آزاد دیا۔ اس نے خدا کو آزاد دیا۔ ایضاً بطریق مخالفین ام سلمہ سے روایت ہے۔ فاطمہ شہیدہ ترین مردم صورت اور خلقت اور سیرت میں رسولؐ خدا سے تھیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے جناب رسولؐ خدا نے حضرت فاطمہ سے فرمایا۔ جو کوئی تم پر درود بھیجے گا۔ خدا اس کے گناہوں کو بخش دیگا۔ اور اس کو بہشت میں جس جگہ میں ہونگا جگہ دے گا۔ اور کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں بسند معتبر حضرت صادق سے روایت ہے ایک دن جناب رسولؐ خدا نے نماز عصر ادا فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ محراب میں بیٹھ گئے۔ اور اصحاب گرد جمع تھے۔ ناگاہ ایک مرد پیر مہاجرین چھٹے پرلے کپڑے پہنے حاضر ہوا۔ اور بڑھاپے سے آپے میں نہ تھا۔ اس کی طرف حضرت متوجہ ہوئے۔ اور حال پوچھا۔ اس بوٹھے نے عرض کی۔ یا حضرت میں بھوکا ہوں۔ مجھے کھانا دیجئے۔ میں تنگاہوں مجھے کپڑا عنایت کیجئے۔ فقیر ہوں بے نیاز کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ تیرے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔ لیکن خیرات کا بتانے والا مثل خیرات کرنے کے ہے۔ اس شخص کے گھر جا۔ جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے تھے اور رضائے خدا اپنی جان پر اختیار کرتا ہے۔ اے شخص فاطمہ کے گھر جا۔ اور جناب فاطمہ کا گھر جو ہر رسالت مآب سے متصل تھا۔ اور حضرت کو منظور ہوتا کہ ازواج سے علیحدہ رہیں۔ اس جگہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا اس مرد پیر کو فاطمہ کے گھر لے جا۔ جب وہ مرد پیر دروازہ فاطمہ پر پہنچا۔ باواز بلند ندا کی۔ السلام علیکم یا اهل بیت النبوة و مختلف الملائکة و مہبط جبرئیل الروح الامین بالتنزیل من عند رب العالمین۔ تم پر سلام پہلے اہل بیت پیغمبر و محل آمد و رفت ملائکہ اور محل نزول جبرئیلؑ روح الامین باقرؑ پروردگار حمید کی جانب سے پس جناب فاطمہ نے کہا۔ تم پر سلام ہو تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں مرد پیر عرب ہوں تمہارے والد پاس آیا ہوں۔ بہت دور سے اے دختر پیغمبرؐ میں تنگاہ اور بھوکا ہوں۔ اپنے مال سے میری دستگیری کرو۔ کہ خدا تم پر رحم فرمائے اور یہ وقت تھا۔ کہ جناب فاطمہ جناب امیرؑ اور جناب رسولؐ خدا نے تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اور حضرت رسولؐ ان کی حالت سے خوب واقف تھے۔ جناب فاطمہ کے گھر میں ایک پوست کو سفند تھا کہ حسینؑ اس پر آرام کرتے تھے وہ پوست کو سفند اس مرد پیر کو دے دیا۔ اور فرمایا۔ اے شاید حق تعالیٰ تیرے لئے اس سے بہتر کر دے۔ اعزائی نے کہا۔ اے دختر پیغمبرؐ مجھے بھوک کی

شکایت ہے۔ اور آپ پوست گو سفند دیتی ہیں۔ اسے میں کیا کر دوں کیونکہ میں بھوکا ہوں۔ جب سائل سے یہ سنا۔ اس وقت جناب تیرہ نے اپنا گردن بند جو فاطمہ دختر حمزہ نے بطور تحفہ دیا تھا۔ اپنی گردن سے اتار کر اعرابی کو دے دیا۔ اور فرمایا۔ اس گردن بند کو لے اور فروخت کر دے شاید حق تعالیٰ اس کے عوض تجھے بہتر عطا فرمائے۔ اس اعرابی نے گردن بند لے لیا۔ اور سید میں حاضر ہوا۔ حضرت رسولؐ ہنوز صبح اصحاب بیٹھے تھے۔ اس اعرابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ نے یہ گردن بند مجھے دی ہے اور کہا ہے فروخت کر شاید حق تعالیٰ اس سے بہتر میسر کرے۔ حضرت رسولؐ نے جب یہ سنا رونے لگے اور فرمایا۔ حق تعالیٰ تیرے لئے اس سے بہتر کیونکر میسر کرے۔ نہ کرے گا۔ حالانکہ بہترین دختر محمدؐ فاطمہ بہترین دختران فرزندان آدمؑ نے تجھے دیا۔ اس وقت عمار بن یاسرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ یا حضرت آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس گردن بند کو خریدوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے عمار خرید لو۔ تحقیق اگر تمام جن دانس اس گردن بند میں شریک ہوں۔ تو حق تعالیٰ ان سب کو آتش دوزخ سے عذاب نہ کرے گا۔ عمار نے اعرابی سے کہا یہ گردن بند کتنے کو بیچتے ہو۔ اعرابی نے کہا۔ اس قدر گوشت روٹی میں سے سیر ہو جاؤں اور ایک چادر یعنی جس سے اپنا بدن چھپاؤں۔ اور اس سے اپنے پروردگار کی تمنا پر مھوں اور ایک دینار طلا کہ راہ میں خرچ کرتا ہوں اپنے اہل و عیال تک پہنچ جاؤں اس وقت عمار نے اپنا حصہ غیر کی غنیمت کا بیچا تھا۔ اور علاوہ اس کے کچھ نہ تھا پس عمار نے کہا اس گردن بند کو میں قیمت ذیل میں تجھ سے لیتا ہوں۔ بیس دینار طلا اور دو سو درہم بھری اور ایک چادر یعنی اور ایک اونٹ جو میرے پاس ہے اس لئے کہ تیرے عیال تک پہنچاؤں۔ اور اس قدر گیموں کی روٹی اور گوشت جس تو میرے ہو جائے اعرابی نے کہا۔ اے مرد اپنے مال پر تو اس قدر جوان مرد ہے۔ عمار اپنے ساتھ اس اعرابی کو لے گئے۔ اور جو کچھ تھا سب اس کو دے دیا۔ پھر وہ اعرابی حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی سیر ہوا۔ اور کپڑا پہنا۔ اعرابی نے عرض کی۔ ہاں یا حضرت میرے مال باپ آپ پر قربان میں مستغنی اور بے نیاز ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہ کو دعا دے جو اس نے تیرے ساتھ سلوک کیا۔ اعرابی نے کہا۔ خداوند تو ہی وہ پروردگار ہے جسے ہر حادثہ نہیں جانتا۔ بلکہ تو ہمیشہ سے ہے اور تو ہی وہ خدا ہے کہ دوسرا معبود۔ بجز تیرے نہیں۔ اور تو ہی مجھے ہر حال میں روزی دینے والا ہے۔ خداوند فاطمہ کو وہ عطا کر جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا۔ اور کسی کان نے نہ سنا۔ پھر حضرت رسولؐ نے دعائے اعرابی پڑھیں کہی۔ اور اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ حق تعالیٰ نے دنیا میں فاطمہ کو وہ عطا کیا۔ جو اعرابی نے آخرت میں اس کے لئے طلب کیا۔ اس لئے میں اس کا باپ ہوں۔ اور کوئی تمام عالم میں مثل میرے نہیں۔ اور علیؑ اس کا شوہر ہے اور اگر علیؑ نہ ہوتا۔ تو فاطمہ کے مانند اور مثل شوہر نہ ہوتا۔ اور حق تعالیٰ نے حسینؑ فاطمہ کو عطا فرمائے کہ تمام عالم میں خدا نے ایسے فرزند

کسی کو نہیں دیئے۔ حسینؑ بہترین فرزندگان پیغمبران عالم اور بہترین جوانان بہشت ہیں۔ اس وقت حضرت کے نزدیک سلمانؓ، مقدادؓ اور عمارؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ چاہتے ہو اس سے زیادہ بیان کروں۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ! ارشاد فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ جب فاطمہؑ دینکے صلت فرمائیگی۔ اور ان کو دفن کر سکیں گے۔ اس وقت دو فرشتے ان کی قبر میں آئیں گے اور سوال کریں گے تمہارا پروردگار کون ہے۔ جواب دیں گی۔ خداوند عالم بیان میرا پروردگار ہے پھر کہیں گے کہ پیغمبر تمہارا کون ہے۔ جواب دیں گی میرا باپ میرا پیغمبر ہے۔ پھر کہیں گے۔ دلی تمہارا کون ہے۔ جواب دیں گی۔ یہ مرد جو قبر کے کنارے کھڑا ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ کے اور فضائل بیان کر دیں۔ تحقیق حق تعالیٰ نے بہت سے فرشتوں کے گروہ فاطمہؑ پر موکل کئے ہیں کہ پیش رو اور پشت سر اور داہنے بائیں جانب سے حالت حجاب میں حفاظت کرتے ہیں۔ اور بعد وفات نزدیک قبر رہیں گے اور درود بکثرت فاطمہؑ اُس کے باپ اور شوہر اور فرزندوں پر بھیجتے ہیں جو کوئی اس کے بعد میری قبر کی زیارت کرے۔ ایسا ہے گویا میری زیارت میری زندگی میں کی۔ اور جس نے فاطمہؑ کی زیارت کی۔ اس نے میری زیارت کی۔ اور جس نے علیؑ کی زیارت کی۔ اس نے فاطمہؑ کی زیارت کی اور جس نے حسینؑ کی زیارت کی۔ اس نے علیؑ کی زیارت کی اور جس نے ان کے فرزندوں یعنی باقی نو اماموں کی زیارت کی۔ اس نے ان کی زیارت کی۔ عمارؓ نے اس گردن بند کو مشک سے خوشبو غلام کا آزاد ہو میرکت گردن بند۔ کر کے چادریں میں لپیٹ کر اپنے غلام کو جس کا نام سہم تھا۔ اور حصہ غنیمت خیبر سے اس کو خرید کیا تھا۔ دیا اور کہا۔ اس کو حضرت کی خدمت میں لے جا۔ اور تجھے بھی میں نے حضرت کو بخش دیا۔ جب وہ غلام حضرت رسولؐ کی خدمت میں آیا۔ اور عمارؓ کی گزارش عرض کی۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ پاس جاؤ اور یہ گردن بند فاطمہؑ کو دے دو اور میں نے بھی تجھ کو فاطمہؑ کو بخش دیا۔ جب وہ غلام جناب سیدہؑ کی خدمت میں آیا۔ اور پیغام حضرت کا بیان کیا۔ جناب فاطمہؑ نے گردن بند لے لیا اور غلام کو آزاد کر دیا۔ اس وقت وہ غلام ہنسنے لگا۔ جناب فاطمہؑ نے پوچھا۔ کیوں ہنستا ہے۔ اس نے کہا۔ اس گردن بند کی برکت سے میں ہنستا ہوں کہ بھوکے کو کھانا کھلایا اور ننگے کو کپڑے پہنائے فقیر کو غنی کیا۔ اور غلام کو آزاد کسب۔ اور پھر اپنے مالک کے پاس آگیا۔ کلینیؑ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے ایک دن جناب رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا۔ اٹھو اور وہ کاسہ لاؤ پس جناب سیدہؑ اٹھیں اور وہ کاسہ لائیں۔ اس کاسہ میں کچھ گوشت اور نان غوروش گرا کر مٹی جس سے بھاپ اٹھ رہی تھی مٹی وقت آسمان اتر آقا۔ حضرت رسولؐ جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ جناب حسینؑ تیرہ روز تک اس سے تناول فرمایا کئے۔ ام ایمن نے ایک دن دیکھا۔ کہ امام حسینؑ اس میں سے تھوڑا سا ہاتھ میں لئے تناول فرما رہے ہیں۔ ام ایمن نے پوچھا۔ کہاں سے لئے۔ امام

حسینؑ نے فرمایا کئی روز سے ہم اس سے کھا رہے ہیں۔ ام المین جناب فاطمہؑ پاس آئیں۔ اور کہا۔ جب کوئی چیز ام المین کو دستیاب ہوتی ہے وہ گویا۔ آپ کی اور آپ کے بچوں کی ہوتی ہے اور جب کوئی چیز آپ کو دستیاب ہو اس میں ام المین کا حصہ نہ ہو۔ یہ سن کر جناب سیدہؑ وہ کاسہ لائیں اور ام المین نے اس سے کھایا۔ اور اس سبب سے کھانا اس کاسہ سے غائب ہو گیا۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ اگر فاطمہؑ اس کاسہ سے کھانا کسی کو نہ دیتیں۔ تو قیامت تک تمہارے فرزندوں کے لئے باقی رہتا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ وہ کاسہ اب ہمارے پاس ہے اور قائم آل محمدؑ اس کو ظاہر کریں گے۔ ایضاً۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔

**نواب مسیح جناب سیدہؑ۔** حق تعالیٰ۔ تمجید و تعظیم کسی چیز سے عبادت نہیں کیا گیا۔ جو کہ مسیح جناب سیدہؑ سے بہتر ہو۔ اگر جناب فاطمہؑ کی تسبیح سے اور کوئی بہتر ہوتی۔ بیشک حضرت رسولؐ ان کو عطا فرماتے۔ اور فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حضرت امام صادقؑ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جبار انصاری نے میرے پدر بزرگوار سے فضائل جناب سیدہؑ پوچھے۔ حضرت نے کہا۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا۔ جب قیامت ہوگی۔ میرے اور رسولوں کے لئے منبر ہائے نور نصب کئے جائیں گے۔ اور میرا منبر ان سب کے منبروں سے بہت اونچا ہوگا۔ اس وقت حق تعالیٰ مجھے ندا فرمائے گا۔ اے محمدؐ خطبہ پڑھو۔ میں ایسا خطبہ پڑھوں گا۔ کہ کسی پیغمبر اور رسولؐ نے ایسا خطبہ نہ سنا ہوگا۔ اس کے بعد منبروں کے اوصیاء کے لئے نور کے منبر نصب کئے جائیں گے۔ اور میرے وصی علی ابن ابی طالب کے لئے ان منبروں میں سب سے اونچا منبر نصب کیا جائے گا۔ اور حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے علیؑ خطبہ پڑھو۔ پس علیؑ ایسا خطبہ پڑھیں گے۔ کہ کسی وصی نے ایسا خطبہ نہ سنا ہوگا۔ بعد اس کے منبر ہائے نور فرزندان پیغمبران کے لئے نصب کئے جائیں گے پس میرے دو گلی بوستان اور فرزندان حسنؑ حسینؑ کے لئے دو منبر نصب کریں گے حق اللہ ان کو حکم فرمائے گا۔ خطبہ پڑھیں گے۔ اور یہ خطبہ ایسے پڑھیں گے کہ اور کسی پیغمبر کی اولاد سے ایسا خطبہ ادا نہ ہوگا۔ اس وقت جبرئیلؑ ندا کریں گے۔ فاطمہؑ دختر محمدؑ و خدیجہؑ دختر خویلدہ۔ مریم بنت ماریم۔ کلثوم خواہر موسیٰ مادر یحییٰ کہاں ہیں۔ یہ سن کر وہ اٹھ کھڑی ہوں گی۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے اہل عشر آج کے دن بزرگوار کی کو کس کے لئے ہے۔ محمدؑ و علیؑ۔ حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ کہیں گے۔ مخصوص خداوند یگانہ تھا کہ لئے۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے اہل عشر آج کے دن بزرگوار کی کو کس کے لئے ہے۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ کے لئے میں نے مقرر کی۔ اے اہل عشر نہ نیچے کرو۔ آنکھیں بند کر لو۔ فاطمہؑ بہشت میں جاتی ہیں۔ پس جبرئیلؑ ایک ناقہ ناقہا نے بہشت سے فاطمہؑ کے لئے لائیں گے۔ اس کے پہلوؤں کو دیبائے بہشت مزین کیا ہوگا۔ اور ہمارے اس کی مراد یہ تر سے اور کجاہ مرجان کا ہوگا۔ اس اونٹ کو جناب فاطمہؑ پاس بٹھادیں گے۔ اور جناب سیدہؑ اس اونٹ پر سوار ہوں گی۔ حق تعالیٰ سو ہزار فرشتے بھیجے گا۔ کہ داہنی جانب چلیں اور سو ہزار فرشتے بائیں جانب

چلیں اور سو ہزار فرشتے اپنے پرول پر اٹھا کر جانب بہشت پر دوازہ کریں۔ جب دوازہ بہشت پر پہنچیں گی۔ جانب عقب نظر کریں گی۔ حق تعالیٰ نے نوا کرے گا۔ اے دختر حبیب من کیسا دیکھتی ہے۔ حالانکہ میں نے حکم کیا ہے۔ تجھے بہشت میں لے جائیں۔ جناب فاطمہ عرض کریں گی۔ اے میرے پروردگار میں چاہتی ہوں کہ میری قدر و منزلت جو تیرے نزدیک ہے۔ وہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے دختر حبیب من جانب محشر پھر جا۔ اللہ جس کے دل میں اپنی جانب یا اولاد کی محبت پانا۔ اس کو داخل بہشت کرے پس جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ اے جابر انصاری بخدا سو گندہ جناب فاطمہ اس دن اپنے محبوب اور شیعوں کو اس طرح میدان محشر سے اٹھالیں گی۔ جس طرح مرغ اچھے دانا کو بڑے دانا سے الگ کر کے اٹھا لیتا ہے۔ اور جب حضرت کے شیعوں دوازہ بہشت پر پہنچیں گے۔ حق تعالیٰ ان کے دلوں میں ڈالے گا اپنی پشت کی طرف دیکھیں۔ اس وقت حق تعالیٰ ندا کرے گا۔ لے دوستان من تم پیچھے کیوں دیکھتے ہو حالانکہ فاطمہ دختر محمد مصطفیٰ نے تمہاری شفاعت کی ہے۔ یہ سن کر وہ عرض کریں گے۔ اے پروردگار تیرے نزدیک جو ہماری قدر و منزلت ہے وہ آج اہل محشر و عظامہ و آشکار ہو جائے۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ لے دوستان من جانب محشر پھر جاؤ۔ اور نظر کرو۔ جس نے تم کو بسبب دوستی فاطمہ دوست رکھا۔ اور جس نے کیر بوجہ دوستی کھانا دیا ہو۔ اور جس نے تم کو بسبب محبت فاطمہ پانی دیا ہو۔ اور جس نے بوجہ دوستی فاطمہ تمہاری تم غیبت کو رد کیا ہو۔ اس وقت ان کا ہاتھ پکڑو اور داخل بہشت کرو۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا بخدا سو گندہ صحرائے محشر میں سوائے شک کنندہ یا کافر یا منافق اور کوئی باقی نہ رہے گا۔ جب باقی ماندہ کو طبقات جہنم میں ڈالیں گے۔ وہ کہیں گے۔ فہمنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنی ہماری شفاعت کرنے والے نہیں اور یار ہربان نہیں ہیں۔ پس کہیں گے فلوان ساکوۃ فتکون من المؤمنین کیا اچھا ہونا اگر ہماری بازگشت دنیا میں ہوتی۔ پس ہم مؤمنین میں سے ہو جاتے۔ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا بیسبات ہیسات اس دن ان کی آرزوان کو کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اور اگر دنیا کی طرف پھر جائیں پھر وہ ہی عمل کریں گے۔ جن سے ان کو منع کرتے تھے۔ تحقیق یہ جھوٹے لوگوں میں سے ہیں۔ سید ابن طاووس نے بسند معتبر ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ بادشاہ حبشہ نے حضرت کے لئے قصہ رسولؐ مع ہاجرین و انصار۔ سے روایت کی ہے کہ بادشاہ حبشہ نے حضرت کے لئے ایک چادر زرتارہ ہدیہ بھیجی۔ حضرت نے فرمایا۔ البتہ اس چادر کو اس شخص کو دے دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جب اصحاب نے یہ سنا۔ سب نے گردنیں اٹھائیں۔ کہ شاید ان کو دیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں۔ عمارؓ نے جب بیسنا۔ جناب امیرؓ کے گھر کی طرف دوڑتے ہوئے آئے اور جناب امیرؓ سے بیان کیا۔ جب جناب امیرؓ تشریف لائے حضرت رسولؐ نے

وہ چادر عطا فرمائی۔ امد کہا۔ یا علیؑ۔ تم ہی اس چادر کے مناد اور ہو۔ جناب امیرؑ اس چادر کو لیکر جانبِ سوقِ البیلی  
 گئے اور تار تار اس کے جدا فرما کر سوتا اس کا ہماجرین و انصار پر تقسیم کیا۔ اور جب گھر میں واپس تشریف لائے۔  
 کوئی چیز اس چادر کے ہمراہ نہ لائے۔ دوسرے دن جناب رسولؐ گھڑائے ملاقات کر کے کہا۔ علیؑ کل تمہیں ہمیں ہزار  
 مشقال طلا ملا ہے۔ ہلندائیں اور بیچ ہماجرین و انصار تمہارے گھر چاشت کھائیں گے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔  
 یا حضرت ایسا ہی ہوگا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ بیچ ہماجرین و انصار آئے۔ کندھی کھٹکھٹائی۔ جناب امیرؑ  
 باہر تشریف لائے۔ اور جب نظر مبارک ان پر پڑی۔ جیسا سے عرق ہو گئے۔ اس لئے گھر میں تھوڑی  
 بہت چیز کا بھی گمان نہ تھا۔ بعد اس کے سید مختار بیچ ہماجرین و انصار تشریف لائے۔ اور بیٹھے جناب امیرؑ جناب  
 فاطمہؑ پاس گئے۔ تاکاہ ایک بہت بڑا کاسہ دیکھا۔ کہ روٹی سے بھرا ہوا تھا۔ امد ایک پارچہ گوشت اس پر  
 رکھا تھا۔ جس سے بڑے مشک آ رہی تھی۔ جناب امیرؑ نے چاہا۔ اس کاسہ کو اٹھائیں۔ مگر نہ اٹھا سکے۔ جناب  
 سیدہؑ نے بھی مل کر اٹھایا۔ اور اٹھا کر جناب رسولؐ خدا کے پاس رکھ دیا۔ جب حضرت نے وہ کھانا دیکھا جناب  
 فاطمہؑ پاس آئے۔ اور کہا۔ اے بیٹی یہ کھانا کہاں سے آگیا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اے پدر بزرگوار خدا نے بھیجا  
 ہے تحقیق خدا جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا۔ حمد اپنے پروردگار کی  
 کرتا ہوں۔ جس نے مجھے دنیا سے نہیں اٹھایا۔ یہاں تک میں نے اپنے دختر میں دیکھا جو زکریا نے دیکھا۔  
 مریم بنت عمران نے دیکھا۔ ابن بابویرؑ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب فاطمہؑ کو اس لئے  
 حمد شہ کیا گیا ہے کہ فرشتے آسمان سے آتے اور ندا کرتے تھے ان کو جس طرح مریم دختر عمران کو ندا کرتے تھے۔ فرشتے  
 کہتے تھے۔ فاطمہؑ خدا نے مجھے برگزیدہ اور مہر و معصوم کیا ہے اور تمہیں زنانِ عالمیان پر اختیار کیا ہے۔ اے فاطمہؑ  
 اپنے پروردگار کے لئے عبادت کرو اور خضوع کرو اور رکوع و سجود کرو رکوع کرنے والوں کے ہمراہ پس جناب سیدہؑ ملائکہ  
 سے باتیں کرتی اور ملائکہ جناب فاطمہؑ سے باتیں کرتے۔ ایک دن ملائکہ سے کہا۔ آیا مریمؑ دختر عمران برگزیدہ  
 زنانِ عالمیان سے نہیں فرشتوں نے کہا۔ مریمؑ اپنے زمانے میں زنانِ عالمیان سے بہتر تھی۔ امد حق تعالیٰ نے تم کو  
 تمہاری زنانِ زمان اور زنانِ زمانِ مریمؑ اور زنانِ اولین و آخرین سے بہتر کیا ہے۔

## فصل چہارم بیان مکارم و اخلاق سیدہ

بعض سیرت و مکارم جناب فاطمہؑ کا بیان قریب الاسناد میں بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت  
 کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے یہ انتظام فرمایا تھا۔ کہ خدمتِ باہر کی مثل کلثمی پانی لانے کی جناب امیرؑ کریں۔

اور خدمت گھر کے اندر کی مثل بجلی پیسے۔ کھانا پکاتے۔ جھاڑ دینے کی جناب فاطمہ کریں۔ ابن بابوی نے بسند معتبر جناب امام حسنؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ شب جمعہ میری مادر گرامی محراب عبادت میں کھڑے ہو کر مشغول عبادت ہوتیں۔ اور ہمیشہ تا طلوع صبح رکوع و سجود و قیام و دعا فرماتیں۔ میں نے سنا۔ ہمیشہ واسطے موئین اور مومنات کے دعا کرتیں۔ اور ان کے نام لیتیں۔ اور بہت دعا ان کے لئے فرماتیں اور اپنے لئے دعا نہ کرتیں۔ میں نے کہا مالہ مادر آپ نے مثل اودوں کے پہنے لئے کیوں دعا نہ فرمائی۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اسے فرزند پہلے ہمسایہ کا خیال چاہیے بعد اس بیان امور خانہ داری سیدہؑ کے اپنا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت ہے۔ جناب فاطمہ حضرت رسولؐ کو محبوب ترین مردم تھیں اور اس قدر خشکیزے پانی کے اٹھائے کہ سینہ مبارک سے اثر ایذا ظاہر ہوا۔ اور اس قدر بگی پیسی۔ ہاتھ جروح ہو گئے۔ اور اس قدر گھر جھاڑ دئی کہ کپڑے گرد آلود ہو گئے۔ اور اس قدر کھانے پکائے اور آگ سلگائی کہ کپڑے سیاہ ہو گئے۔ لہذا کثرت کا وہاں جناب سیدہؑ کو سخت تکلیف ہوئی۔ میں نے ایک روز کہا۔ اپنے پدر بزرگوار پاس جاؤ۔ اور عرض کرو۔ مجھے کام کاج کے لئے ایک کینز مول لے دیجئے۔ جناب فاطمہ جناب رسولؐ خلیا پاس گئیں۔ لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ کہ حضرت سے باتیں کر رہے ہیں۔ اس وقت حسب مانع ہوئی کہ حضرت سے باتیں کریں۔ گھر میں پھر آئیں۔ جناب رسولؐ خذائے خیال فرمایا۔ اور جانا۔ فاطمہ کسی کام کو آئی تھیں۔ دوسرے دن صبح کو حضرت پاس آئے۔ اور ہم دونوں ایک محاف میں تھے۔ دوسرا کپڑا نہ تھا۔ کہ اسے اودھ کر باہر آتے۔ حضرت نے فرمایا۔ السلام علیکم۔ ہمیں شرم آئی کہ اس حالت میں حضرت کے سلام کا جواب دیں۔ دوسری مرتبہ حضرت نے سلام کیا۔ اور ہم نے جواب جیلے نہ دیا۔ تیسری مرتبہ حضرت نے سلام کیا۔ ہم ڈیلے اگر ہم جواب نہ دیں گے تو حضرت پھر جائیں اور عادت حضرت کی یہی تھی۔ تین مرتبہ سلام کہتے تھے اگر جواب نہ ملتا۔ واپس تشریف لے جاتے تھے۔ میں نے کہا۔ وعلیک السلام یا رسول اللہ تشریف لائیے۔ پس حضرت تشریف لائے۔ سر ہانے بیٹھے اور فرمایا۔ اسے فاطمہ کل میرے پاس۔ جو آئی تھیں۔ جب جواب سیدہؑ نے مارے شرم کے نہ دیا۔ میں ڈرا اگر جواب نہ دوں گا۔ تو حضرت اٹھ جائیں گے۔ اس وقت میں سر محاف سے نکالا۔ اور مطلب جناب فاطمہ کا عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا میں تم کو اس چیز کی خبر دوں۔ جو کہ کینز سے تمہارے لئے بہتر ہو پس فرمایا۔ جب بستر خواب پر جاؤ۔ تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس الحمد للہ اور چونتیس کرتیں کر تمہ اللہ اکبر کہو۔ اس وقت جناب فاطمہ نے محاف سے منہ نکال کر تین مرتبہ فرمایا۔ میں خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں۔ کتاب بیان تقسیم پارچا ہائے وغیرہ۔ مکارم الاخلاق میں بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔ جب جناب رسولؐ خدا سفر کا ارادہ فرماتے۔ سب سے آخر جناب فاطمہؑ کو رخصت کرتے اور ان کے گھر سے متوجہ سفر ہوتے۔ اللہ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے جناب فاطمہؑ سے ملاقات کرتے۔ جناب امیرؑ نے کوئی چیز

مال غنیمت میں کسی لڑائی میں پائی تھی اور وہ جناب سیدہؓ کو دے دی تھی۔ جب جناب رسول خداؐ سفر میں گئے۔ جناب فاطمہؓ نے اس مال غنیمت سے دو چاندی کے کٹے بنوائے ہاتھ میں پہنے اور دروازہ پر کھڑا لیکر پردہ ڈالا جبکہ حضرت رسولؐ سفر سے واپس آئے اور داخل خانہ نہر ہونے جناب فاطمہؓ خوش خوش استقبال کو آئیں حضرت نے جب کپڑے اور پردہ دیکھا۔ پھر آئے اور مسجد میں جا کر بیٹھے۔ جناب سیدہؓ کو اس بات سے بہت رنج ہوا۔ اور نہ کو فرمایا لگیں۔ اس سے پہلے کبھی حضرت نے ایسا نہیں کیا۔ پس جناب حسنؑ اور جناب امام حسینؑ کو بلایا۔ اور پردہ کھول ڈالا۔ ایک صا جزادے کو کٹے اور دوسرے کو پردہ دیا۔ اور فرمایا۔ ان کو میرے پردہ بزرگوار کے پاس لے جاؤ اور میرا سلام کہو۔ اور کہو بعد آپ کے تشریف لے جانے کے سوائے اس کے میں نے اور کوئی کام نہیں کیا۔ جو باعث آپ کے غضب و خصلت کا ہو۔ آپ ان چیزوں کو جو چاہیں فرمائیں۔ جب دونوں شاہزادوں نے پیغام اپنی ماہ بزرگوار کا پہنچایا حضرت نے دونوں فرزندوں کو گود میں لیا۔ اور پیرا کیا۔ دونوں کو اپنے ناناؤں پر بٹھایا پھر حکم دیا۔ ان کو رو کر توڑ کر نقرائے ہماجرین اہل صفہ کو کواہ لوگ کوئی مکان و منزل نہ رکھتے تھے بلکہ تقسیم کر دو اللہ پردہ بقدر تنگیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور ان لوگوں جن کے پاس کپڑا ستر پوشی کو نہ تھا تقسیم فرما دیا۔ کہ بجائے ننگ یا نہ ہتھتے تھے اور وہ پردہ چونکہ عرض میں تھا۔ سجدہ میں ستر عورتیں نہ کر سکتے تھے۔ اس وجہ سے حضرت نے فرمایا۔ کہ تازہ جماعت میں مرد عورتوں سے پہلے سر اٹھائیں۔ عورتوں کی نظر ان کی شرمگاہ پر نہ پڑے اور یہ سنت مقرر ہوئی۔ حضرت نے فرمایا خدا فاطمہؓ پر رحمت نازل کرے۔ اور اس کو بوض اس کپڑا کے جاہائے بہشت پہنائے۔ اور بوض اس زیور کے زیور بہشت سے آراستہ کرے۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ حسن بصری نے کہا۔ جناب فاطمہؓ عابدترین بقیں اور عبادت حق تعالیٰ میں اس قدر کھڑی ہوتی تھیں کہ پاؤں درم کرتے۔ **بیان خواب جناب سیدہؓ**۔ تھے۔ ایضاً بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ خدا حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور فاطمہؓ اونٹ کی کھال کا جامہ پہنے اپنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں۔ اور ساتھ فرزند کو دودھ پلا رہی تھیں۔ جب جناب رسول خداؐ آتے فاطمہؓ کو اس حال میں دیکھا آنسو چہمائے مبارک سے رواں ہوئے اور فرمایا اے دختر گرامی تلخ ہوائے دنیا کو حلاوت ہائے آخرت کے لئے آج چکھو۔ یہ سن کر جناب سیدہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اپنے خدا کی ان نعمتوں پر حمد کرتی ہوں۔ اور اس کی کرامتوں پر اس کا شکر کرتی ہوں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمایا۔ **وَسُوْفُ يَعْطِيْكَ رِيْحًا فَتَوْفَىٰ**۔ حق اللہ بزرگوارت اس قدر عطا کریگا۔ کہ تو راضی ہو۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جناب فاطمہؓ ہر ہفتہ کی صبح کو حضرت حمزہ اور دیگر شہدا کی قبروں کی زیارت کو جاتی۔ اور ترم و استغفار حضرت حمزہ کے لئے فرماتی۔ علیؑ بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے ایک شب جناب فاطمہؓ نے خواب میں دیکھا۔



جناب رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ اور حسنینؑ کو مدینہ سے لے کر باہر گئے جب باغملے مدینہ سے گزے دور راستے ان کو ملے۔ حضرت رسولؐ داہنے راستے پر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک موضع میں پہنچے وہاں پانی میٹھا اور خرمائے درخت تھے۔ حضرت نے ایک گوسفند مول لیا۔ اور اس کے کان میں نقطہ ہائے سفید تھے۔ اور حکم دیا اس کو ذبح کر کے پکاؤ۔ جب تناول کیا سب مر گئے۔ جناب فاطمہؑ خواب سے گریاں و ترساں میدار ہوئیں۔ اور حضرت رسولؐ کو اطلاع فرمائی جب صبح ہوئی۔ حضرت نے پوچھا منگایا۔ اور اس پر جناب فاطمہؑ کو سوار کیا۔ اور جناب امیرؑ کو حکم دیا۔ حسنینؑ کو مدینہ سے باہر لے جاؤ۔ جب باغستانہائے مدینہ سے گزر گئے۔ دوراہہ ملا حضرت داہنی جانب جس طرح جناب فاطمہؑ نے دیکھا تھا۔ خواب میں متوجہ ہوئے یہاں تک کہ ایک موضع میں پہنچے اور وہاں پانی اور درختان خرم بھی تھے۔ حضرت نے ایک گوسفند مول لیا۔ اسی شکل کا جیسا فاطمہؑ نے خواب میں دیکھا تھا۔ اور حکم دیا اُسے ذبح کر کے پکائیں جب تناول کریں۔ جناب فاطمہؑ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور کھانے جا کر اس خوف سے جو خواب میں کیفیت دیکھی تھی رونے لگیں حضرت نے بلایا اور جناب فاطمہؑ کو ملتا پایا پوچھا۔ اے دختر گرامی تیرے رونے کا کیا سبب ہے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ یا حضرت ابن تک جو کیفیت گذری سبب میں نے خواب میں دیکھی تھی اور اب جو میں خواب میں سے الگ چلی گئی۔ اس سے مطلب یہ تھا بعد اس کے جو کیفیت میں نے خواب میں دیکھی تھی وہ نہ دیکھوں۔ یہ سن کر حضرت اُٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی بعد فراغت نماز بارگاہ بے نیاز میں مناجات فرمائی۔ ناگاہ جبرئیلؑ غافل ہوئے اور کہا۔ یا حضرت فاطمہؑ کا خواب ایک شیطان سے ہے جس کا نام دھار ہے اور وہ خواب ہائے مومنین میں آتا اور ان کو آزار و تکلیف دیتا ہے اور خواب ہائے پریشان ان کو دکھاتا ہے وہ اندوہ گین ہوتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ اس شیطان کو حضرت کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے پوچھا۔ تو میں نے یہ خواب فاطمہؑ کو دکھایا۔ اس نے کہا۔ ہاں یا محمدؐ۔ پس حضرت نے تین مرتبہ آب دہان مبارک اس کی طرف ڈالا۔ اور اُس کے سر کو تین جگہ سے عبود کی کیا۔ جبرئیلؑ نے عرض کی یا حضرت جس وقت کوئی مومن یا آپ خواب میں ایسی باتیں دیکھیں کہ اچھی معلوم نہ ہوں۔ تو یہ دعا پڑھیں اَعُوذُ بِمَا كَذَبَتْ بِهِ مَلَائِكَةُ اللَّهِ الْمُقَرَّبُونَ وَأَنْبِيََاءَ اللَّهِ الْمُرْسَلُونَ وَعِبَادَ اللَّهِ الْمُتَمَحِّصُونَ

سے شیاطین انہیاد اور ائمہ معصومین نیز جناب تیرہ معصوم کے پاس پہنکانے کے نہیں آسکتا اور نہ دوسرے بیاد کر سکتے۔ کیونکہ اس نے خدایے سے وعدہ کیا ہے الاعداد منہم المخصمین۔ لیکن بعض اوقات یہ ملعون انبیاد اور دیگر ائمہ معصومین کو فرامین خدا میں عمل کرتے ہوئے ان کے خیال کو دوسری طرف بدلنے کے لئے آسکتا تھا اور آتدے جیسا کہ امام زین العابدینؑ کے پاس حالت نماز میں سابق بن کر کبھی ضعیف انسان بن کر اسی طرح حقیقت میں خواب آ رہا تھا یہ ملعون آگیا۔ لہذا عفت فاطمہؑ پر اس کے کرنے سے کوئی حرف نہیں آیا۔ (کوثر بھریوی)

شَرَّ مَا دَرَأَتْ مِنْ رُؤْيَاهَا اور سورہ حمد و سوزتین وقل هو اللہ احد پڑھیں اور بائیں طرف تین دفعہ  
آب دہان و ایں جب ایسا کریں گے جو انہوں نے خواب دیکھا ہے وہ ان کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ پس حق تعالیٰ  
نے یہ آیت حضرت پر نازل فرمایا اِنَّهَا الْجَنُّوٰى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَّلَيْسَ بِخَبْرٍ  
هَمَّ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

## فصل پانچویں بیان تزویج جناب فاطمہ

شیخ مفیدؒ اور ابن طاہوسؒ اور اکثر افاضی علماء نے لکھا ہے بیزاوجت باسعادت پنجہ شبہ شب ایسویں  
ماہ محرم سال ہجرت کو واقع ہوئی اور شیخ طوسیؒ نے امالی میں روایت کی ہے زفاف جناب امیرؑ و جناب  
فاطمہؑ سورہ روز بعد از وفات رقیہ بعد مراجعت جنگ بدر ہوئی۔ اور چند روز ماہ شوال سے گذرے تھے۔  
اور بعضوں نے کہا ہے بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ کو ہوا کشف النعمہ میں جناب صادقؑ سے روایت ہے  
تزوید جناب امیرؑ ماہ مبارک رمضان میں اور زفاف ماہ ذی الحجہ سال دوم ہجرت میں ہوا۔ اور بعض صحابہ  
نے کہا۔ ماہ صفر میں بعد ایک سال ہجرت کے ہوا۔ اور بعضوں نے کہا۔ کہ بعد مراجعت جنگ بدر کے واقع  
ہوا۔ اور کتاب اخبار عمیران الرضا میں بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ حضرت  
رسولؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ چند نفر مردان تریش نے فاطمہؑ کے معاملہ میں مجھ سے سختی کی۔ اور کہا۔ ہم سے  
آپ سے فاطمہؑ کی خواستگاری کی۔ آپ نے ہم سے انکار کیا۔ اور علیؑ سے تزویج کر دیا میں نے ان سے کہا بخدا سو گند  
میں نے تم سے انکار نہیں کیا۔ اور علیؑ سے تزویج نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تم سے انکار اور علیؑ سے تزویج کر دیا پس جبرئیلؑ  
مجھ پر نازل ہوئے اور کہا۔ یا محمدؐ خداوند جلیل فرماتا ہے۔ اگر میں علیؑ کو نہ پیدا کرتا۔ فاطمہؑ تری دختر کا ہم نسب اور  
تہانا اور اس کا شوہر روئے زمین پر نہ آدم اور نہ غیر آدم کوئی ملتا۔ اور شیخ طوسیؒ نے جناب صادقؑ سے روایت کی  
ہے اگر حق تعالیٰ جناب امیرؑ کو جناب فاطمہؑ کے لئے پیدا نہ کرتا۔ بتحقق کہ روئے زمین پر اس کا ہم نسب اور مثل و  
نظیر نہ تھا۔ اور یہ مضمون بطریق شیعہ دینی بسند ہائے معتبر متعددہ وارد ہوا ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب امام  
رضاؑ سے روایت کی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں نے علیؑ سے فاطمہؑ کو تزویج نہیں کیا۔ مگر جبکہ حق تعالیٰ نے مجھے  
ان کے تزویج کا حکم فرمایا۔ ایشاؑ بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ایک فرشتہ  
میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے محمدؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد کرتا ہے میں نے فاطمہؑ کو علیؑ  
کے ساتھ تزویج کیا۔ لہذا تم فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کرو۔ اور میں نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا۔ کہ یا قوت

دربارِ اس خوشی میں نثار کر کے اور اس شادی سے اہل آسمان کمال شاداں ہوئے اور بہت جلد ان سے وہ فرزند متولد ہوں گے کہ بہترین جوانان اہل بہشت ہونگے۔ اور ان سے اہل بہشت زینت پائیں گے اور اے محمدؐ خوش ہو کہ تم بہترین پیشینیاں و آئیندگان ہو۔ بسند ہائے معبر امام موسیٰ ابن جعفر سے روایت ہے۔ کہ ایک قصہ محمود فرشتہ۔ دن حضرت رسولؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک فرشتہ ناگاہ حضرت پر نازل ہوا۔ جس کے چوہیں منہ تھے حضرت نے فرمایا۔ اے حبیب من جبرئیلؑ ہرگز تم کو میں نے اس صورت سے نہیں دیکھا۔ اس فرشتہ نے عرض کی میں جبرئیلؑ نہیں۔ بلکہ میں محمود ہوں۔ حق تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ نور کو نور سے پیوند کر دو۔ حضرت نے پوچھا۔ کس نور کو کس نور سے۔ فرشتہ نے کہا۔ فاطمہؑ کو علیؑ سے۔ جب فرشتہ نے پیوٹ پھیری۔ حضرت نے دیکھا اس کے درمیان دو کتف لکھا ہے محمدؐ رسولؐ علیؑ وصیہ حضرت نے اس سے پوچھا۔ یہ تیرے درمیان دو کتف کب سے لکھا ہے۔ فرشتہ نے کہا۔ بائیس ہزار سال قبل پیدائش آدم۔ در روایت شہر آشوب چوتیس ہزار سال قبل پیدائش آدم اور اہل سنت نے بھی اس حدیث کو متعدد روایت کیا ہے۔ بروایت اہل سنت نام اس فرشتہ کا ہر صائیل تھا اور اس کے بیس سر تھے۔ اور ہر سر میں ہزار زبانیں تھیں۔ اور اس کے ہاتھ ہفت آسمان و ہفت زمین سے بڑھے تھے۔ اور اس کے درمیان دو کتف بعد شہادتیں لکھا تھا۔ کہ علیؑ ابن ابی طالب مقیم الحجۃ۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند مغیرہ جناب امیرؑ سے روایت کی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ابو بکر و عمر میرے پاس آئے اور کہا۔ حضرت رسولؐ پاس جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کیوں نہیں کرتے۔ میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ جب حضرت کی نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ منے اور فرمایا۔ کس کام کو آئے ہو اے علیؑ اپنی حاجت بیان کر دو۔ میں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کی اور اپنی سابقہ الاسلام ہونے اور نصرت و مددگاری کہنے کو بیان کیا۔ اور جس قدر جہاد راہ خدا میں کئے ان کو بھی بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ تم نے سچ کہا۔ اور تم ان سب امور سے جن کا تم نے ذکر کیا زیادہ تر اچھے ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں استعا کرتا ہوں۔ فاطمہؑ کو مجھ سے نزدیک فرما دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ تمہارے قبل ایک جماعت نے اس کی خواستگاری کی۔ اور جب میں نے ان کا فاطمہؑ سے ذکر کیا۔ آثار کرامت اس کے چہرے سے پائے گئے۔ لیکن تم ٹھہرو میں فاطمہؑ پاس جا کر پھر آتا ہوں۔ جب حضرت رسولؐ حضرت فاطمہؑ پاس گئے۔ فاطمہؑ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور ردا ئے مبارک حضرت سے لے کر نعلین پائے مبارک حضرت سے اتاریں۔ پانی لاکر ہاتھ پاؤں دھوئے اور خدمت میں بیٹھیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ لبیک یا رسول اللہؐ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تم علیؑ ابن ابی طالب کی قرابت سے واقف ہو۔ اس کی فضیلت اور سبقت الاسلام اور اس کے حقوق جو دین خدا میں ہیں اسے جانتی ہو۔ اور میں

نے حق تعالیٰ سے سوال کیا۔ اے فاطمہ تمہیں بہترین خلق خدا۔ اور مقربین کبریا سے تزیین کروں۔ اب علیؑ نے تمہاری خواستگاری کی ہے کیا مصلحت ہے۔ جناب فاطمہ نے جب یہ سنا خاموش ہو گئیں۔ ولیکن منہ نہ پھیرا۔ اور کراہت نہ کی۔ یہ دیکھ کر حضرت رسولؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اللہ اکبر خاموشی علامت رضامندی ہے اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ فاطمہ کو علیؑ سے تزیین کر دینا تعالیٰ نے علیؑ فاطمہ کے لئے اور فاطمہ علیؑ کے لئے پسند کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرتؑ پس جناب فاطمہ کو میرے ساتھ تزیین کیا۔ قصہ تزیین جناب سیدہؑ۔ مناقب خوارزمی اور جمیع کتب معتبرہ شیعہ و سنی میں جناب امیرؑ و ام سلمہؑ و سلمان فارسیؑ سے روایت کی ہے۔ جب جناب سیدہؑ حد بلوغ کو پہنچی اکابر و اشراف قریش و صاحبان مال و ثروت و شرف و عزت نے جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کی۔ جو شخص ان میں سے خواستگاری کرتا تھا۔ حضرت رسولؐ آگے مبارک اس کی طرف سے پھیرتے تھے اور اظہار کراہت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ ہر ایک کو معلوم ہو جاتا تھا۔ کہ حضرت ہم سے اٹھی نہیں۔ یا آسمان سے وحی ہماری مذمت میں نازل ہوئی۔ اور ان سب میں سے جنہوں نے خواستگاری کی ابو بکرؓ بھی تھے حضرت رسولؐ نے جواب دیا۔ اس کا اختیار خدا کو ہے بعد اس کے عمرؑ نے خواستگاری کی۔ اور حضرت نے وہی جواب دیا۔ ایک دن ابو بکرؓ و عمرؓ و سعد بن معاذؓ مسجد حضرت رسولؐ میں بیٹھے تھے۔ آپس میں مزاحمت جناب فاطمہؑ کا ذکر رہے تھے۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ اشراف قریش نے فاطمہؑ کی خواستگاری حضرت سے کی۔ اور حضرت نے ان کو جواب دیا۔ کہ اس کا اختیار پروردگار کو ہے اگر اس کو تزیین کرنا چاہے۔ تو تزیین کر سکتا ہے اور علیؑ ابن ابی طالب نے اس بارہ میں ان سے کچھ نہیں کہا۔ اور نہ کسی نے ان کی طرف سے کہا۔

اسے یہ روایت اہل سنت سے ہے خوارزمی۔ طبری۔ اسد الغابہ وغیرہ کہ ابو بکرؓ نے فاطمہؑ سے نکاح کی خواستگاری کی اور حضرت نے اظہار کراہت فرمایا۔ جب فاطمہؑ ہر گانا نکاح رسولؐ اور خدا کو عمرؓ کے ساتھ ہونا منظور نہ تھا تو حضرت فاطمہؑ کا نکاح شریعت محمدیؐ میں عمرؓ کے ساتھ ہونا منظور ہو گیا یہ مسلمانوں کی جہات ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ام کلثومؑ بنت فاطمہؑ کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا فقط عزت رسولؐ برباد کرنا ہے۔ حضرت عمرؓ جناب ام کلثومؑ کے نام لگتے تھے حفصہ کے باپ ہونے سے مولوی صاحبان سخت توہین عمرؓ کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے تو اسی سے نکاح کر لیا۔ حالانکہ کسی شریعت پر جائز نہیں تھا۔ اور جس ام کلثومؑ کا نکاح عمرؓ سے ہوا وہ ام کلثومؑ اسماء کے بیٹ کی تھیں۔ محمد بن ابوبکرؓ کی بہن اور ابوبکرؓ کی لاڈلی تھی۔ جس سے عمرؓ نے رضی عنائے حاصل کر کے کم سنی یعنی نابالغی میں نکاح دجا لیا۔ ان سے زینب بیٹا سما۔ اور دونوں ماں بیٹا معاویہ کے پاس مر گئے۔ اور معاویہ سے ہی دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے برعکس فاطمہؑ سلام اللہ علیہا کی بیٹیاں جناب زینب اور ام کلثومؑ بیہ معاویہ واقعہ کر ملایں زندہ تھیں۔ جن کی کرلا و شام کی زندگی آج ان دشمن ملاؤں کی خرافات کی بغیر کسی حوالہ کے اس بات کی تردید کر رہی ہے کہ مسلمانوں نے عصمت اہل بیتؑ پر ہلا کرنے کے لئے یہ ڈھونڈنا چاہا ہے۔

(کوثر بیوی معنی عنس)

اور میں گناہ ہی ہے سوائے تنگدستی کے کوئی بات ان کو مانع نہیں ہے۔ اور جو کچھ ہم جانتے ہیں، خدا اور رسول خدا  
 نے بیشک فاطمہ کو علیؑ کے لئے رکھا ہے، پس ابو بکر نے عمر اور سعد بن معاذ سے کہا، اٹھو علی کے پاس چلیں۔ اور ان سے  
 کہیں فاطمہ کی خواستگاری کرو۔ اگر تنگدستی مانع ہے تو ہم ان کی مدد کریں، سعد بن معاذ نے کہا، بہت ٹھیک  
 ہے یہ کہہ کر اٹھے اور جناب امیرؑ کے گھر گئے، حضرت کو دریاں نہ پایا۔ اس وقت حضرت اپنے اونٹ کو لے گئے  
 تھے۔ اور باغ میں ایک موانصاری کی اجوت پر آب کشی کر رہے تھے۔ یہ لوگ اس باغ میں گئے، جب جناب  
 امیرؑ کی خدمت میں پہنچے، حضرت نے فرمایا، کیوں آئے ہو، ابو بکر نے کہا، اے علیؑ کوئی خصلت خصلتاً  
 نیک سے نہیں، مگر یہ کہ تم اور لوگوں پر اس خصلت میں افضل ہو، تمہارے اور حضرت رسول کے درمیان  
 جو وسطا بطریقاً و مصاحبت دائمی و نصرت و مددگاری اور جبر و ابط معنوی ہیں، وہ معلوم ہیں۔ جمیع  
 قریش نے فاطمہ کی خواستگاری کی، مگر حضرت نے قبول نہ کی اور جواب دیا، اس کا اختیار پروردگار کو ہے۔  
 اے علیؑ آپ کو کون سی چیز فاطمہ کی خواستگاری سے مانع ہے، ہم کو گمان یہ ہے خدا اور رسولؐ نے فاطمہ کو  
 آپ کے لئے رکھا ہے، باقی اور لوگوں سے منع کیا ہے، جب جناب امیرؑ نے ابو بکر سے یہ کلام سنا، انہیں ہانپنے  
 مبارک سے جاری ہوئے اور فرمایا، میرا اندوہ تم نے تازہ کیا، اور جو آرزو میرے دل میں نہیں تھی، اس کو تم نے  
 تیز کر دیا، کون ایسا جوگا، جو فاطمہ کی خواستگاری نہ چاہتا ہو گا، لیکن مجھے تنگدستی اس امر کے اظہار سے منہم دلاتی ہے۔  
 ان لوگوں نے جس طرح ہوا، حضرت کو راضی کیا، کہ جناب رسول خداؐ پاس جا کر فاطمہ کی خواستگاری کریں، جناب  
 امیرؑ نے اپنا اونٹ کھولا، اور گھر میں لا کر باندھا، اور نعلین پہن کر متوجہ خانہ حضرت ہوئے۔ اس وقت حضرت  
 حجرہ ام سلمہ میں تشریف رکھتے تھے، جب جناب امیرؑ نے کٹڑی کھا کھائی، ام سلمہ نے کہا، کون ہے، پس  
 قبل اس کے جناب امیرؑ فرمائیں، میں علی ابن ابی طالب ہوں، جناب رسول خداؐ نے فرمایا، اے ام سلمہ اٹھو اور  
 دروازہ کھول دو۔ یہ وہ مرد ہے، جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے  
 ہیں۔ ام سلمہ نے کہا، یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ کون شخص ہے، آپ جس کے حق میں ایسا  
 فرماتے ہیں اور ہنوز آپ نے اُسے نہیں دیکھا، حضرت نے فرمایا، اے ام سلمہ، چپ رہو، یہ وہ مرد ہے  
 جو سب پر واجب نہیں، بلکہ نازک مزاج اور شجاع ہے، یہ میرا بھائی اور ابن عم ہے اور مجھے یہ مرد سب خلق سے زیادہ محبوب  
 ہے۔ ام سلمہ نے کہا، میں اٹھی اور دروازہ کھولنے میں جلدی کی، میرا پائل دامن میں اٹھا اور نزدیک تھی، گھر میں جب  
 دروازہ کھولا، علی ابن ابی طالب کو دیکھا، بخدا سوئے، علیؑ گھر میں آئے، جب تک نہ جان لیا، میں پردہ میں چلی گئی  
 ہوں، پس داخل ہوئے اور کہا، السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب  
 رسول خداؐ نے جواب میں فرمایا، وعلیک السلام، اے علیؑ، بیٹو، ام سلمہ نے کہا، جب جناب امیرؑ خدمت حضرت

بشیر و وزیر میں بیٹھے لگا کھینچی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کسی کام کو آئے ہیں اور اس کا اظہار سے خرم کرتے ہیں۔ اور جہاں سے مرچھکانے ہوئے ہیں جرب رسول خدا نے علم نبوت جانا کہ علیؑ کے دل میں کیا ہے۔ اور فرمایا اے علیؑ ایسا معلوم ہوتا ہے تم کسی کام آئے ہو۔ اپنا کام بیان کرو۔ اور جو کچھ دل میں ہے اس کا اظہار کرو۔ تب ہدی حاجتیں میرے پاس مقبول ہیں۔ جناب امیر نے کہا۔ یا حضرت آپ جانتے ہیں کہ آپ نے مجھے ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد سے لیکر عہد طفلی میں مجھ کو پالا آپ نے اپنی غذا سے مجھے غذا دی۔ آپ نے مجھے آداب دیا۔ اور مجھ پر آپ میرے ماں باپ سے زیادہ مہربان رہے۔ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی برکت سے بچاؤں اور بزرگوں کی نگراہی سے ہدایت فرمائی۔ یا رسول اللہ آپ ذخیرہ و شرف میرا دنیا اور آخرت میں ہیں۔ اور سب ان کرامتوں کے جو حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی برکت سے عطا فرمائیں۔ امیدوار ہوں کہ گھر اور زوجہ مجھے ملے۔ اور آپ پاس خواستگارانہ یا ہوں کہ اپنی بیٹی فاطمہؑ سے مجھے تزویج فرمادیں۔ اور یا رسول اللہ آپ فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج فرمائیں گے ام سزا کہتی ہیں۔ میں نے دیکھا ان باتوں کے سننے سے روئے مبارک حضرت رسولؐ شکستہ ہو گیا اور حضرت ہنسنے لگے بعد اس کے از روئے قسم جناب امیر سے کہا اے علیؑ کچھ تمہارے پاس ہے۔ کہ میں فاطمہؑ کو تم سے تزویج کروں۔ جناب امیر نے عرض کی۔ میرے ماں باپ پر قربان بخدا سو گند آپ پر میرا کوئی امر مخفی نہیں میرے پاس ایک شمشیر اور ایک تیرہ اور ایک لونٹ ہے جس کے اوپر پانی پہنچاتا ہوں اور اس کے سوا کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے حضرت نے فرمایا لیکن شمشیر اس سے تمہیں احتیاج جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کہ دشمنان خدا سے مقابلہ کرو! اونٹ اس سے اپنے نخلستان کے لئے پانی کھینچتے ہو۔ اور اپنا اسباب وغیرہ سفر میں اس پر باد کرتے ہو۔ اچھا تمہارے پاس جو ایک تیرہ ہے میں اسی پر راضی ہوں۔ اور فاطمہؑ کو تم سے تزویج کرو۔ دونوں سا ابوالحسنؑ چاہتے ہو میرا تم کو بشارت دوں۔ جناب امیر نے کہا۔ ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بشارت دیجئے۔ آپ پر وہ وہ خدا جو آپ ہمیشہ بابرکت و سعادت و عینت و فیوضی گنبد اور گواہی سبے جناب رسول خدا نے فرمایا۔ ابوالحسنؑ تم کو بشارت ہو۔ حق تعالیٰ آسمان پر فاطمہؑ کو تم سے تزویج کر چکا ہے قبل اس کے میں زمین پر تم سے تزویج کروں۔ اور اسی جگہ قبل تمہارے آنے کے ایک فرشتہ مجھ پر نازل ہوا جس کے منہ لور ہاتھ بے شمار تھے۔ اور اس کے پہلے میں نے ایسا فرشتہ نہ دیکھا تھا۔ جب وہ فرشتہ آیا کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! اے محمدؐ آپ کو بشارت ہو۔ اجتماع اہل و پاکیزگی نسل سے میں

شہ تاجدار و عالم اور جناب علیؑ آپس میں بچاؤ نہائی تھے لہذا جو رسول کے سب رشتہ دار تھے وہ ہی حضرت علیؑ کے لہذا یہاں جناب علیؑ کا بزرگی سے شاہ ابوہب۔ ابوہب۔ ابوسفیان اور دیگر مشرک و کافر قریشوں کی طرف ہے۔ (دکتر ابو طہری مثنیٰ منہ)

تے کہا۔ اے ملک کیسی بشارت ہے جو تو مجھے دیتا ہے۔ اس نے کہا یا محمد میرا نام سبطا ثلث ہے اور میں ایک قائلہ عرش الہی پر ہو چکا ہوں۔ میں نے اپنے پروردگار سے اعیانت لی کہ آپ کو بشارت دوں اور جبرئیل بھی آئے ہیں وہ آپ کو کراتہا نے حق سبحانہ تعالیٰ جو آپ پر مبذول ہیں۔ ان کی خبر دینگے۔ ابھی کلام اس فرشتہ کا تمام نہ پڑا تھا کہ جبرئیل امین آپہنچے۔ اور کہا السلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا نبی اللہ! پس ایک حریر سفید حریرا نے بہشت سے میرے ہاتھ میں دیا۔ اور اس حریر پر دو مسطر لوز سے لکھی ہوئی لکھتیں۔ میں نے کہا اے حبیب من جبرئیل یہ حریر اور نذرشتہ کیا ہے جبرئیل نے کہا یا محمد چونکہ حق تعالیٰ اپنے علم سے احوال جہنم خلایق پر مطلع تھا۔ پس آپ کو صحیح خلق سے برگزیدہ کیا۔ اور برسات بھیجا اور بعد آپ کے جمیع خلق سے آپ کے لئے آپ کے بھائی اوسد زید اور صاحب اور دادا کو برگزیدہ کیا۔ پس آپ کی خوش فاطمہ کو اس سے نزدیک کیا۔ میں نے کہا اے حبیب من جبرئیل وہ کون شخص ہے۔ جبرئیل نے کہا یا محمد وہ آپ کا بھائی دنیا میں اور آپ کا ابن عم نسب میں یعنی علی ابن ابی طالب۔

بیان سامان تزویج جناب فاطمہ بالائے آسمان۔ حق تعالیٰ نے جمیع اہل بہشت کو وحی فرمائی کہ مرتین ہو جاؤ۔ پس رو ضات جنان مرتین ہو گئے۔ پھر درخت طوبیٰ کو حکم فرمایا۔ مذکورہ اور اسباب ذیبت سے آگاہ ہو۔ محمد بن بہشت نے بناؤ سنگا کید اور حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آسمان چہارم پر نزدیک بیت المعمور جمع ہوں۔ پس ہر فرشتہ جو آسمان پر تھا۔ بیت المعمور پاس آکر موجود ہوا۔ اور ہر جو فرشتہ آسمان چہارم سے نیچے تھے۔ سو پر ہو گئے۔ اور حق تعالیٰ نے رفوان خزانہ دار بہشت کو حکم فرمایا کہ منبر کرامت نزدیک بیت المعمور نصب کرے۔ اور وہ منبر وہ ہے حضرت آدم نے جس روز فرشتوں کو تعلیم اسماء کی۔ اس پر خطبہ پڑھا تھا۔ اور وہ منبر نور کا ہے۔ پس حق تعالیٰ نے ایک ملک کو ملائکہ جب سے جس کا نام راجیل ہے وہی فرمائی۔ اس منبر پر جا کر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور اس کو بجا لے، یہ زندگی یاد کرے۔ اور حق تعالیٰ کی تعریف کرے جس کا وہ مزارعہ ہے۔ اور وہ میان ملائکہ اس فرشتہ سے خوش بیان۔ نیز کو میان زبیلہ کوئی فرشتہ نہیں یہ سن کر وہ فرشتہ منبر پر آیا اور حمد حق تعالیٰ کی ان حمد سے بیان کی۔ جو مزارعہ عظمت و جلال ایزد متعال ہے اور سب آسمانوں سے حمدائے لوح و سرو تالی۔ اور پچھلی اہل سماوات نور سند و شاد ہو گئے۔ اور ایک روایت میں ہے اس فرشتہ نے یہ خطبہ پڑھا۔

خطبہ ملک۔ حمد و سپاس اس خدا کو مزارعہ ہے۔ جو سب پہلوں کی اویست سے ہے اور بعد نمائے عالیین کے باقی ہے۔ اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو ملائکہ روحانیاں کیا۔ اور ہم کو اپنے پروردگار کا اقرار کرنے والا کیا۔ اور ان نعمتوں پر جو ہم کو عطا ہوئیں۔ شکر کیا۔ ہم کو کمان سے شہرب اور بیہوش سے منور کیا۔ ہم کو عنوت میں مائل کیا۔ اور مغرب ہر اوقات فرمایا۔ ہم نے حرص شہادت زائل کی۔ اور حرص و خواہش ہماری اپنی تسبیح و تقدیس میں قرار دی۔ وہ خدا جس نے اپنی رحمت و وسیع کی نعمتوں کا بھٹنہ والا ہے اس سے جلیل تر

تھے جس سے مشرکین اس کو منسوب کرتے ہیں اور ابو جہر اپنی عظمت و جلال کے ان افتراؤں سے بلند تر  
ہے۔ جو اس پر محمد بن قرقاد دیتے ہیں۔ بعد اس حمد و ثناء کے بیان کیا۔ خداوند جبار نے اپنے برگزیدہ گرامی  
اور سہندیدہ کو اپنی کینز کے لئے اختیار کیا۔ کہ بہترین زنان اور بہترین دختران پیغمبران و اشرف مرسلان  
ہے۔ اس پیغمبر کے رشتے کو اس کے ایک مرد اہل بیت کے رشتے سے پیوند کر دیا۔ کہ وہ مرد اس کا مصاحب  
اور اس کی دعوت کی تصدیق کرنے والا۔ اور اس کے دین و ملت کی طرف مبادرت کرنے والا۔ اور وہ  
مرد علی ابن ابی طالب ہے جس نے دختر رسول یعنی فاطمہ بتول سے پیوند پایا و بروایت اول جبرئیل نے کہا  
حق تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی کہ ان کا عقد نکاح باندھوں۔ کیونکہ میں نے اپنی کینز فاطمہؑ اپنے حبیب محمدؐ  
کی دختر کو اپنے بندے علیؑ ابن ابی طالب سے تزویج کیا۔ یہ سن کر میں نے عقد نکاح باندھا اور ملائکہ مقربین  
کو گواہ کیا۔ اور ان کی گواہی اس حریر پر لکھی ہوئی۔ اور مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا کہ یہ نامہ آپ کو  
دکھاؤں اور مشک سے اس پر چہرہ کروں اور رندان خرمینہ و اہل بہشت کے سپرد کروں۔ اور جب حق تعالیٰ  
نے ملائکہ کو تزویج علیؑ پر فاطمہ کے ہمراہ گواہ کیا۔ درخت طوبیٰ کو حکم دیا جو کچھ زیور اور حلقے تجھ پر ہیں سب  
گرا دے اور ان پر شاہ کر۔ ملائکہ اور حورالعین نے وہ شاہ سمیٹ لیا اور اس شاہ کا حوریں ایک دوسرے  
کو ہدیہ بھیجتی ہیں۔ اور اس سے فخر و مباہات قیامت تک کرتی ہیں۔ اسے محمد حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا  
بے۔ کہ میں آپ کو حکم دوں فاطمہ کو علیؑ سے ذہین پر تزویج فرما دیجئے۔ اور ان کو بشارت دیجئے کہ حق تعالیٰ  
ان کو دو فرزند عطا کرے گا۔ وہ پاکیزہ نجیب طاہر باخیر صاحب فضیلت و نیلہ آخرت میں ہونگے۔  
بیان تزویج فاطمہؑ پر زینبین۔ اسے ابوالحسن وہ فرشتہ بخند اسوگند ابھی میرے پاس سے گیا تھا۔  
کہ تم نے دروازہ کھٹکھا دیا۔ واضح ہو کہ میں تمہارے مقدمہ میں امر یہ درکار جاری کروں گا۔ اسے ابوالحسن  
تم جاؤ اور میں تمہارے عقب میں مسجد میں جاتا ہوں۔ اور سب لوگوں کے سامنے فاطمہ کو تم سے تزویج کرتا  
ہوں اور تمہاری ایسی فضیلت بیان کروں گا۔ وہ تہلادی اور تمہارے دوستوں کی و نیلہ آخرت میں باعث رونمائی  
چشم ہوگی۔ جناب امیر نے فریاد میں خدمت بابرکت حضرت رسالت سے اٹھ کر جلدی مسجد کی طرف روانہ ہوا۔  
اور مجھے اس درجہ خوشی تھی کہ بیلین سے باہر بنے۔ ادھر ابو بکر و عمر منتظر جناب امیر تھے۔ اس لئے کہ امتحان تاج  
امیر کو جناب رسول خداؐ اس بھیجا جب جناب امیر کو آتے دیکھلے راہ ہی میں حضرت کو ٹوکا۔ اور پوچھا۔  
کہو کیا ہوا۔ جناب امیر نے فرمایا حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو مجھ سے تزویج کر دیا اور مجھے خیر دی کہ  
حق تعالیٰ نے آسمان پہ فاطمہ کو مجھ سے تزویج کبلا اور حضرت رسولؐ تشریف لائے ہیں کہ سب لوگوں کے  
سامنے فاطمہ کو مجھ سے تزویج فرمائیں جب انہوں نے یہ خبر سنی بظاہر خوش خوش مسجد میں گئے۔ جناب امیرؑ



نے فرمایا میں ہند مسجد کے اندر تک نہ گیا تھا کہ جناب رسول خدا ﷺ نے اور انشاؤں و خود می رونے مبارک سے ظاہر تھے اس وقت بلال کو حکم دیا کہ ہاجرین و انصار کو ندا کرے کہ سب جمع ہوں۔ جب سب جمع ہوئے حضرت منبر کے پہلے زمین پر تشریف لے گئے۔ اور حمد و ثنائے حق تعالیٰ ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا اے گروہ مسلمانان آج جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی میرے یہ ورد و کار نے ملائکہ کو بیت المعمور میں جمع کیا۔ اور سب کو اس پر گواہ کیا کہ میں نے اپنی کینز فاطمہ و دختر رسول کا عقد اپنے بندے علی ابن ابی طالب سے کیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ زمین پر فاطمہ کو علی سے تزویج کروں۔ اور میں تم کو اس پر گواہ کرتا ہوں یہ فرما کر بیٹھ گئے اور جناب امیر سے فرمایا۔ اے ابوالحسن اٹھو اور فاطمہ کی اپنے لئے خواستگاری کرو۔ جناب امیر اٹھے۔ اور خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور بعض الفاظ اس خطبہ کے یہ ہیں اپنے حق تعالیٰ کی۔ اس کی نعمتوں اور شکر و احسان پر حمد کرتا ہوں۔ اور وہ گواہی خدا کی و عدائیت پر وتباہوں جو موجب صدامندی اور خود کشی حق تعالیٰ ہو۔ اور محمد و آل محمد پر درود بھیجتا ہوں جو باعث اس کے مزید قرب و منزلت کا ہو اور واضح ہو کہ نکاح منجملہ ان چیزوں کے ہے جن کا خداوند عالمیان نے حکم دیا۔ اور اسے پسندیدہ فرمایا۔ اور یہ مجلس و جمع ہتھننا و قدر حق تعالیٰ یہاں ہوا۔ اور تحقیق جناب رسول خدا نے اپنی دختر فاطمہ زہرا کو محمد سے تزویج فرمایا۔ اور مہران کا یہ میری زہرا قرار دی۔ بروایت دیگر پانچ سو دہم مہر مقرر کیا۔ اور میں اس سے راضی ہوا۔ تم سب رسول خدا سے دریافت کرو۔ اور گواہ ہو۔ یہ سن کر اصحاب نے رسول خدا سے دریافت کیا۔ یا حضرت آپ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو علی سے تزویج کیا حضرت رسول نے فرمایا۔ ہاں میں نے تزویج کیا اصحاب نے کہا۔ خدا ان کو برکت دے اور ان کی جدائی کو مبدل پر یکجا بنائے۔ بعد اس کے حضرت رسول اپنے ازواج کے گھر تشریف لے گئے۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق قمضیل شاد مئی جناب فاطمہ سے روایت کی ہے۔ جب حضرت رسول نے جناب فاطمہ کو علی ابن ابی طالب سے تزویج کیا اور فاطمہ اس تشریف لے گئے۔ دیکھا اور وہی ہیں حضرت نے رونے کا سبب پوچھا اور ارشاد کیا اگر میرے اہل بیت میں کوئی اس سے بہتر ہوتا تو میں اس کے ساتھ تزویج کرتا۔ اور میں نے اسے فاطمہ تجھے علی سے تزویج نہیں کیا لیکن حق تعالیٰ نے تجھے علی سے تزویج کیا۔ مال نے اور تم کو جب تک زمین و آسمان باقی ہیں تم ہمارے مہر مقرر کیا۔ جناب امیر نے فرمایا حضرت رسول نے مجھ سے ارشاد کیا۔ اے علی اٹھو اور اپنا زہرا بیچ ڈالو۔ یہ سن کر میں گیا۔ اور زندہ فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور روپے حضرت کے دامن میں رکھ دیئے۔ حضرت نے مجھ سے نہ پوچھا۔ کہتے روپے ہیں۔ اور میں نے بھی کچھ نہ کہا۔ بعد اس کے ان میں سے ایک مٹھی بھر لیا۔ اور بلال کو بلا کر دیا۔ اور فرمایا فاطمہ کے لئے عطر و خوشبو لے آؤ۔ پھر ان میں سے

روٹیاں البوکرہ کو دیں۔ بازار میں جا اور کپڑا وغیرہ جو کچھ اثاثات البیت درکار ہئے لے آئے۔ پھر عماد بن یاسر کو اور ایک عمت صحابہ کو البوکرہ کے بعد بھیجا۔ اور سب بلاد میں پہنچنے ان میں سے جو شخص چیز لیتا تھا البوکرہ کے مشورہ سے لیتا تھا ایک ہزار ہزار سات درہم کو اور ایک مقررہ چار درہم کو اور ایک چار درہم وغیرہ اور ایک کرسی جس کے دونوں پلٹ خرمے کی چھال سے جڑے ہوئے تھے۔ اور درویشک جاہلئے مصری۔ ایک خرمہ کی چھال سے بھرا ہوا۔ اور دوسرا پشم کو خرمہ سے اور چاند تکھڑے ست طاقت کے جن کو گویاہ ازخرمہ سے بھرا تھا۔ اور ایک پردہ پشم اور بونے سحری اور چکی اور بادبوسی اور ایک ڈول جڑے کا اور کاسہ چرمین درودہ کے لئے اور ایک مشک پانی کے لئے اور ایک آفتاب روغن اور ایک سوسے سبز اور کوزہ ہائے سفالین خرید کے۔ جب سب اسباب خرید چکے۔ البوکرہ نے سب اصحاب مذکورہ لے کر حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت ہر ایک چیز و سرت مبارک میں لے کر ملاحظہ فرماتے اور کہتے تھے خداوند امان بیان تر فوج فاطمہ زہراء کو میرے اہل بیت پر مبارک کرے ہر روایت دیگر انوشہ ہائے مبارک سے وان ہوئے اور سر بجانب آسمان بلند کر کے فرمایا خداوند امان گدوہ کو برکت دے جس کے فردت زیادہ تر سفالین ہوا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ بعد اس کے میں ایک بیٹے تک ہمراہ حضرت کے مسجد میں نماز پڑھا اور اپنے گھر پھر جاتا۔ اور جناب فاطمہ کے بارہ میں کچھ نہ کہتا۔ ازواج جناب رسول خدا نے مجھ سے کہا۔ تمہیں منظور ہے کہ تقدیر مراد حبت میں حضرت رسول سے ہم کہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ یہ سن کر ازواج حضرت رسول پاس گئیں۔ ام المین نے کہا یا رسول اللہ اگر تم میرے زندہ ہوتے زلف فاطمہ سے ان کی آنکھیں روشن ہوتیں۔ علی اپنی زوہرہ کے خواستگار ہیں۔ لہذا دیدہ فاطمہ کو اس کے شوہر سے روشن کیجئے۔ اور ان دو زہد گوار کو جمع فرمائے اور ہماری آنکھیں اس مراد حبت سے روشن فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا علی اپنی زوہرہ کو مجھ سے کیوں نہیں طلب کرتے۔ میں ان کے طلب کرنے کا منتظر ہوں۔ جناب امیر نے کہا۔ یا حضرت مجھے حیا مانع ہوتی ہے حضرت ازواج کی طرف مخاطب ہوئے۔ کون کون میرے ازواج سے یہاں حاضر ہے۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا حضرت میں اور زینب اور فکلاں فلاں حاضر ہیں۔ حضرت نے فرمایا میرے مجھوں میں سے ایک جڑہ میری بیٹی فاطمہ اور میرے جان علم علی ابن ابی طالب کے لئے چھاڑا ہمارا کر صاف کرو۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا حضرت کون سا جڑہ۔ فرمایا تم اپنا جڑہ دست کرو اور اپنی ازواج کو حکم دیا کہ فاطمہ کو آراستہ کریں۔ اور جو کچھ فاطمہ کو درکار ہو۔ ہمیں کریں۔ ام سلمہ نے کہا میں نے فاطمہ سے پوچھا تھا ہے پاس کچھ خوشبو ہے۔ جناب فاطمہ نے کہا۔ ہاں۔ پھر ایک شیشہ روشن اور اس میں سے تھوڑا میری تنہیلی پر دیا مجھے ایسی خوشبو آئی کہ کبھی ایسی خوشبو نہ منو گھی تھی۔ میں نے پوچھا۔ اے فاطمہ یہ خوشبو کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا دھیرے دھیرے میرے پردہ پر گوارہ کی خدمت میں آتے۔ حضرت فرماتے اپنے چہرے کے لئے مکیر لاکر رکھو۔ میں مکیر لاتی اور دھیرے دھیرے مکیر کر کے بیٹھتے اور جب اٹھتے

جو کچھ ان کے کپڑوں میں سے گرتا، حضرت فرماتے اس کو جمع کر لو۔ جناب امیرؓ نے حضرت رسولؐ سے یہ چھایا یا مقتر کیا، چر گرتی تھی حضرت نے ارشاد کیا وہ جبرئیل تھے جو بصورت وحیہ کلبی آتے اور یہ عنبر ہے جو ان کے بدن سے جبرئیل آتا ہے۔ بروایت دیگر جناب فاطمہؓ کلاب بھی لائیں۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں ہرگز میں نے ایسا خوشبو گلاب نہ منگھا تھا۔ ام سلمہ نے پوچھا یہ کلاب کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہؓ نے کہا جب حضرت رسولؐ امرت فرماتے ہیں پسینہ حضرت کا لے کر اس شیشہ میں دھن کر تی تھی۔ اور یہ کلاب نہیں پسینہ حضرت ہے جناب امیرؓ نے فرمایا حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا اے علیؓ اپنے اعزہ کے لئے عہد کھانا تیار کرو۔ اور فرمایا گوشت روٹی ہیں لاتا ہوں۔ تم خرما اور مدخن لاؤ۔ حسب الامر میں خرما اور مدخن لے کر آیا۔ حضرت رسولؐ نے لہجہ دست مبارک سے کپڑے میں مدخن ڈالا۔ اور خرے توڑ کر اس میں لے۔ گوشت فروغ اور بہت سی روٹیاں بھی منگالیں۔ جب کھانا تیار ہوا تو فرمایا لے علیؓ کھاؤ اور جس کو چاہو بلا لاؤ۔ حبیب میں مسجد میں آیا۔ تمام مسجد اصحاب سے بھری ہوئی تھی۔ مجھے شرم و حیا دامنگیر ہوئی۔ کہ ان میں سے بعض کو بلاؤں اور بعض کو نہ بلاؤں۔ پس میں نے بلند ہی پر آکر آواز دی کہ دو بیوہ لائے ہیں مسکین لوگ تکلیف کریں۔ یہ سن کر مجمع حاضرین مسجد اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے گھر چلے۔ مجھے کثرت مردم اور قلت طعام سے شرم و حیا آتی تھی۔ جب حضرت نے مجھے تشکر و شرمندہ پایہ فرمایا میں دعا کروں گا۔ حق تعالیٰ اس کھانے میں برکت فرمائے گا۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ بربرکت دعائے حضرت رسولؐ میں اس کھانے سے زیادہ کھالیا اور پانی پیا۔ اور میرے لئے دعائے برکت کی۔ اور میرے ہر گز باہر نہ گئے۔ اور یہ لوگ چاہتے تھے۔ اور اس کھانے میں کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ سے لاؤ۔ جب یہ لائے۔ وہ کھانا ان میں بھرا اور اپنی ازواج کے گھر بھرا۔ پھر ایک کاسہ اور طلب کیا۔ اس میں کھانا بھرا۔ اور ارشاد فرمایا یہ علیؓ و فاطمہؓ کا حصہ ہے۔ جب آفتاب غروب ہوا۔ حضرت نے ام سلمہؓ سے فرمایا فاطمہؓ کو لاؤ۔ ام سلمہؓ جناب فاطمہؓ کو لائیں۔ دامن زمین پر لٹکتا اور فرط حیا سے عرق چمکتا تھا۔ نہایت شرم و حیا سے سر نہ ہٹائے تشریف لائیں۔ جناب رسولؐ نے فرمایا حق تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں لغزش کی نگلہ سے محفوظ رکھے۔ جب جناب فاطمہؓ حضرت رسولؐ کے سامنے کھڑی ہوئیں۔ حضرت نے نقاب روئے منور جناب فاطمہؓ سے اٹھادی کہ علیؓ نے عورت شہیدہ جمال بمثال مشاہد فرمایا۔ پھر جناب سیدہ کا ہاتھ پکڑ کے جناب امیرؓ کے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا اے علیؓ خدا مواصلت و خیر رسولؐ خدا کو تھا ہے ساتھ مبارک کرے۔ اے علیؓ فاطمہؓ نیک زوجہ ہے اور اے فاطمہؓ علیؓ نیک شوہر ہے۔ اپنی منزل میں جاؤ اور میرے آئے کا انتظار کرو۔ جناب امیرؓ نے فرمایا فاطمہؓ زہرا کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں تمام کر اپنے گھر لے گیا۔ اور ایک گوشہ میں بٹھا کر دوسرے گوشہ میں جا بیٹھا۔ ہم دونوں شرم و حیا سے سر جھکائے ہوئے تھے۔ ناگاہ حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور فرمایا یہاں کون ہے۔ میں نے کہا یا حضرت آپ کو

مرحبا آپ زیارت کرنے والے اور تشریف لانے والے۔ یہ سن کر حضرت تشریف لائے اور فاطمہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمایا۔ اے فاطمہ پانی لاؤ جب فاطمہ اٹھ کر پانی کا کاسہ لہرائیں۔ حضرت نے ایک گھونٹ اس میں سے دکان مبارک میں لیکر مضمضہ فرمایا۔ اور اسی کاسہ میں ڈال دیا اور تھوڑا پانی اس میں سے لے کر جناب فاطمہ کے سر پر چھڑکا۔ اور فرمایا پشت میری طرف کرو۔ پھر تھوڑا پانی دونوں شانوں کے درمیان چھڑکا اور فرمایا۔ خداوندایہ میری بیٹی ہے اور مجھے محبوب ترین خلق ہے۔ خداوند اس کو اپنا ولی اور اطاعت کنندہ اور اس کے اباں کو اس کے لئے مبارک فرما لے اور اس کے ارشاد کیا۔ اے علی اپنی زوجہ پاس جاؤ۔ خدا تم کو برکت دے اور اے اہل بیت تم پر رحمت خدا و برکات ہو۔ بدرستہ کہ خدا برکات دے اور دوسری روایت سے جنتناہ امیر نے فرمایا کہ شب زفاف حضرت رسولؐ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اللہ بنا خدا اور کچھ برکت خدا جاتا ہوں اور جو کچھ خدا چاہتا ہے واقع ہوتا ہے اور کاموں میں سوائے مدد خداوت نہیں اور میں نے توکل خدا پر کیا۔ پس مجھے جناب فاطمہؑ پاس لاکر بٹھادیا۔ اور فرمایا۔ خداوندایہ دونوں مجھے حبیب ترین خلق میں۔ تو ان کو دوست رکھ۔ اور ان کے فرزندوں میں برکت دے۔ اپنی طرف سے حفاظت کرنے والا فرما۔ اور میں ان کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ اور ان کی ذریت کو شیطان جہیم سے تیری حفاظت و حراست میں رہتا ہوں۔ کتب معتبرہ فریقین میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے۔ جب حضرت نے عجم اصحاب میں فاطمہؑ کی مجھ سے تشریح کی کہ اس کے بعد ایک مہینہ تک میں نے صبر کیا۔ اور پھر بصرہ و حیا فاطمہؑ کے متعلق میں نے رسالت مآبؐ سے کچھ ذکر کیا۔ لیکن جب میں حضرت کے ساتھ حلیہ میں بیٹھا۔ مجھ سے فرماتے۔ اے ابوالحسن تہاہری زوجہ کیا نیک ہے۔ اے ابوالحسن شاد و خوش رہو کہ تم سے میں نے بہترین زنان عالمیان کو ترہیح کیا جب ایک مہینہ گند گیا۔ میرے پاس میرے ابائی عقیل آئے۔ بروایت دیگر جعفر و عقیل آئے اور کہا۔ اے برادر ہم کسی چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوئے۔ جس قدر تمہارے فاطمہؑ کے ساتھ ترہیح ہونے سے خوش ہوئے۔ اے برادر کس لئے تم حضرت رسولؐ سے سوال نہیں کرتے۔ کہ فاطمہؑ تمہیں عطا کریں۔ اور تمہارے زفاف سے ہماری آنکھیں روشن ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بخدا سو گند میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے منزم حیا مانع ہے کہ اس بات کو حضرت سے عرض کروں۔ یہ سن کر عقیل مجھے قسم دلا کہ اپنے ہمراہ لے گئے۔ اٹھائے راہ میں ام ایمن سے ملاقات ہوئی۔ ام ایمن نے کہا۔ میں جا کر اس بارہ میں حضرت سے گفتگو کرتی ہوں۔ عورتوں کی باتیں اس مقدمہ میں بہت مفید ہوتی ہیں۔ پھر ام ایمن پھر کرام سلمہؑ پاس گئیں۔ اور اس بارہ میں مصلحت کی۔ ام سلمہؑ نے حضرت کی سب ازواج کو طلب کیا اور سب الکر حضرتؐ پاس گئیں۔ اور حضرت اس وقت جو حافشہ میں تھے سب نے حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ ہم اس بات کے لئے خدمت میں جمع ہوئے

میں اگر آج خدیجہ زندہ ہوتیں تو ان کی آنکھیں اس سجدہ شن ہوئیں۔ ام سلمہ نے کہا: جب ہم نے خدیجہ کا نام لیا۔ حضرت رسول نے لگے اور فرمایا: مثل خدیجہ کے کون ہے۔ میری اس نے اس وقت تصدیق کی جس وقت سب لوگ تکیہ بکرتے تھے۔ میری اس نے نصرت دین خدا پر کی۔ اس نے اپنے مال سے میری امانت کی۔ مجھے حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں خدیجہ کو شہادت دوں کہ حق تعالیٰ نے اسے ایک گھر فقہہاٹے زمرہ سے بتایا ہے۔ اس گھر میں تعویذِ شفقت نہیں۔ ام سلمہ نے کہا: میں نے عرض کی۔ ہمارے بابا آپ پر قربان یا رسول اللہ آپ کے فضائل خدیجہ کے ہم سے بیان فرمائیے۔ سب حق تھے اور وہ واصل رحمت پروردگار ہوئیں۔ اور کہتا ہائے حق تعالیٰ میں پہنچیں۔ خدا کہ امتیں انہیں گواہا کریں اور اپنی رحمت سے ہمارے اولاد کے درمیان ہیشت میں جمعیت عطا فرمائے۔ اب آپ کا بارہ نیاہ آخرت میں اور آپ کا پسر علم نرب میں علی ابن ابی طالب نے مسئلہ بنے کہ اس کی ذمہ داری عطا فرمائیے حضرت نے فرمایا: اے ام سلمہ! نے خود مجھ سے کیوں سوال نہ کیا۔ ام سلمہ نے عرض کی یا حضرت انہیں شرم و حیا مانے ہے۔ ام المین کہتی ہیں۔ حضرت نے کہا مجھ سے جاؤ اور علی کو لے آؤ۔ جناب امیر نے فرمایا: جب ام المین نے مجھے بلایا۔ اور میں حضرت کی خدمت میں پہنچا حضرت کی ازواج اللہ کھڑی جو نہیں اور میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا۔ اور شرم و حیا سے میں نے سر جھکا لیا۔ حضرت نے فرمایا: چاہتے ہو میں تمہیں ذمہ تسلیم دے عطا کروں۔ میں نے شرم سے سر نیچا کر لیا۔ اور میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: آج کی رات یا کل کی رات انشاء اللہ ظلمہ کو تمہیں سپرد کر دوں گا۔ یمن کر میں حضرت کی خدمت سے خوش خوش باہر آیا۔ حضرت نے اپنی ازواج کو طلب کیا۔ اور فرمایا: ظلمہ کو آراستہ کر خوشبو لگاؤ اور چہرہ میں فرش بچھاؤ۔ اور قیمت زدہ سے جو ام سلمہ کے سپرد کی تھی اس میں سے دس دہم لے کر مجھے دینے اور فرمایا: اے علی! جاؤ۔ خرما، روغن، پنیر، مول لے آؤ۔ میں مول لے کر حضرت کی خدمت میں بلایا۔ حضرت نے دستک دی اور دسترخوان پر دست مانگا۔ اور اپنے دست مبارک سے خرما، پنیر، روغن، باہم لاکر مثل چنگل بنایا۔ اور فرمایا: اے علی! جس کو چاہو بلاؤ۔ میں مسجد میں گیا۔ اور اس وقت اصحاب حضرت کے سب کے سب مسجد میں جمع تھے۔ میں نے کہا: تم کو حضرت نے بلایا ہے۔ سب اللہ کھڑے ہوئے اور حضرت کے مکان کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ میں جلدی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی: بہت لوگ آئے ہیں۔ حضرت نے: مال دسترخوان پر ڈال دیا۔ اور فرمایا: دس دس آدمیوں کو لاؤ۔ کھانا کھاؤ۔ اور باہر جائیں پس لوگ اس طرح آئے اور کھانا کھا کر باہر جاتے تھے۔ کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ملت سر مرد و عورت نے برکت آنحضرت اس میں سے کھانا کھایا۔ و ہر روایت دیگر جناب امیر کی آواز با عبادت میں اہل مدینہ اطراف مدینہ کے پہنچتی اور سب کے سب اپنے اپنے باغوں تختستانوں سے متوجہ خانہ حضرت ہوئے اور

ان کے لئے مسجد میں فریضہ میں بچایا اور سب نے اس کھانے سے کھایا۔ اور میرے ہونے اور یہ لوگ چار ہزار سے زیادہ تھے۔ بعد میں تین روز تک لوگ آتے اور اس کھانے سے کھاتے تھے اور کھانا کچھ کم نہ ہوتا تھا۔ ام سلمہ نے کہا حضرت رسول نے علیؑ و فاطمہؑ کو بلایا۔ علیؑ کو دہانے ہاتھ اور فاطمہؑ بائیں ہاتھ سے پکڑ کر دونوں کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور پیشانی کے ریسے لے کر فاطمہؑ کو علیؑ کے سپرد کیا اور فرمایا: اے علیؑ نیک بی بی تمہاری بی بی بنے اور پھر جناب فاطمہؑ سے مطالبہ ہوئے اور کہا: اے فاطمہؑ نیک شوہر تمہارا منحوم ہے یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ یہاں تک ان کو ان کے گھر میں جمان کے لئے خالی کیا تھا پھر نیا کراپ باہر چلے گئے اور دونوں پٹ دروازے سے پکڑ کر اپنے دست مبارک سے ارشاد کیا: خدام کو مہلہ کر کے اللہ تمہاری نسل کو پاک و پاکیزہ کرے۔ میں اس کا دوست ہوں جو تمہارا دوست تھا اور میں اس سے برسرِ جنگ ہوں جو تم سے برسرِ جنگ ہے۔ میں تم کو خدا کو سونپتا ہوں۔ اور خدا کی تم پر اپنا ظمقہ مقرر کرتا ہوں بروایت دیگر فرمایا: مرحبا وودریائے نے آپس میں ملاقات کی اور مرحبا درخج آسمان سعادت و شرف کو کہ آپس میں نزدیک ہوئے۔ جناب امیر نے فرمایا حضرت یمن روزِ ناک ہمارے پاس نہیں آئے۔ جب چھتھے دن صبح ہوئی حضرت نے ہانک کر تشریف لائیں کہ: سماء بنت عیس کو دیکھا۔ دروازے کے باہر کھڑی ہیں۔ فرمایا: کیوں یہاں کھڑی ہو۔ کہ مرد اس مجھ میں ہے۔ اسماء نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قرآن۔ جب وہن شوہر کے گھر جاتی ہے۔ تو جو عورت اس کے ہمزہ آتی ہے۔ وہ اس کی خدمت کرتی ہے۔ اور میں حضرت فاطمہؑ کی خدمت کے لئے کھڑی ہوں۔ جناب رسول خدا نے ارشاد کیا: اے اسماء حق تعالیٰ تمہارے حوائج دنیا و آخرت بر لائے۔ جناب امیر نے فرمایا: اس وقت نہایت مروی تھی۔ میں اور فاطمہؑ ایک عبا میں سرگئے تھے۔ جب حضرت کی آواز ہم نے سنی جاوا۔ انہیں جناب رسول خدا نے قسم دلائی۔ تم کو قسم ہے جو تم بے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نکلوں۔ پس ہم اسی طرح منتظر رہے۔ یہاں تک کہ حضرت ہمارے سر لے آکر ہمارے سر کے نزدیک بیٹھے۔ اور پاؤں مبارک ہماری عبا میں پھیلا دیئے اور دھنا پاؤں حضرت کا میں نے اپنے منہ سے اور بائیں حضرت کا فاطمہؑ نے اپنے سینے سے لگالیا۔ اور حضرت کے پاؤں گرم کر دیئے۔ جب حضرت کے پاؤں گرم ہو گئے فرمایا: اے علیؑ گوزہ آب ہاتھ میں کوزہ آب لایا۔ تین مرتبہ حضرت نے آپ دہن مبارک اس میں ڈالا۔ اور چند آیت قرآن اس پر پڑھے۔ پھر فرمایا: اے علیؑ اس کو پی لو۔ اور تھوڑا سا پانی بہتے دو۔ جب میں پانی چکا۔ تھوڑا سا پانی میرے سر اور سینے پر چھڑکا۔ اور ارشاد کیا: اے اللہ! محسن حق تعالیٰ ہر پدی کو تم سے دور رکھے اور تم کو گناہوں اور عیبوں سے پاک کرے۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ پھر فرمایا: اور پانی لاؤ۔ جب میں پانی لایا۔ تین مرتبہ آپ نے آب دہن مبارک اس میں ڈالا۔ اور آیات قرآن اس پر پڑھے کہ جناب فاطمہؑ کو دیا اور فرمایا:

لے فاطمہؑ کی لڑ اور تھوڑا سا ہنسنے وہ۔ باقی ماندہ پانی مرو سینہ فاطمہؑ پر پھینکا اور فرمایا۔ خدا میری تم کو وہ در کرے اور  
 میں اس گناہوں سے تم کو پاک کرے جو سخن پاک کرنے کا ہے۔ یہ فرمایا کہ مجھے گھر کے باہر بھیج دیا اور فاطمہؑ سے تخلیہ  
 میں فرمایا لے فاطمہؑ کیا حال ہے اور شوہر تیرا کیسا ہے۔ جناب سیدہ نے کہا۔ پندہ بندہ گوارا شوہر میرا ایک ہے لیکن نہاں  
 قریش میرے پاس آئیں اور کہا۔ حضرت رسولؐ نے ہمیں ایسے شخص سے تزویج کیا ہے جو پریشان حال اور کچھ مال اس  
 کے پاس نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ لے دختر تیرا باپ اور تیرا شوہر پریشان حال نہیں۔ واضح ہو کہ خزانہ ہائے زمین میرے  
 لئے پیش کئے گئے اور میں نے قبول نہ کئے۔ بلکہ نواب آخرت اختیار کیا۔ اسے دختر اگر تو مانے جو تیرا باپ جانتا ہے  
 تو دنیا کی تیری نظر میں کچھ قدر نہ ہوتی۔ بخدا سو گند لے۔ دختر تیری خیر خواہی میں میں نے تقصیر نہیں کی۔ اور تجھے  
 اس سے تزویج کیا جس کا اسلام سب سے پہلے اور صحت کا علم و علم سب سے زیادہ۔ لے دختر حق تعالیٰ نے مجھ  
 اہل زمین سے وہ شخص اختیار کئے۔ ایک تیرا باپ اور ایک تیرا شوہر لے دختر تیرا شوہر نیک شوہر ہے کسی ماہ میں  
 اس کی مخالفت جائز نہ رکھا۔ پس مجھے آواز دی۔ اور طلب فرمایا۔ میں نے کہا۔ لبیک یا رسول اللہؐ فرمایا۔ اپنے گھر  
 میں آؤ اور اپنا خرد و جسم سے شفقت و مہربانی کرو۔ اس لئے کہ فاطمہؑ میری پارہ تن ہے جو اسے آرزو کرے وہ مجھے  
 آرزو کرتا ہے اور جو اسے شاد کرے وہ مجھے شاد کرتا ہے میں تم کو خدا کو سونپتا ہے اور خدا کو تم پر خلیفہ کرتا ہوں۔  
 جناب میرے نے فرمایا بخدا سو گند جب تک فاطمہؑ میرے پاس زندہ ہم میں میں نے اس کو بچیدہ نہ رکھا۔ اور ہرگز  
 کوئی امر جو ان کی طبع اقدس پہ گراں ہوا۔ مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔ وہ ہرگز مجھے غیظ و غضب میں نہ لائیں اور کسی  
 امر میں میری نافرمانی نہیں کی۔ جب میں ان پر نظر کرتا۔ تمام مال و نعم و غنیمت مجھ سے دور ہو جاتے۔ جب حضرت  
 رسولؐ نے چاہا باہر نکلنے لے جائیں۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ ہاں مجھ میں طاقت خانہ داری کی نہیں۔ کوئی  
 خادمہ میرے لئے حمایت ہو۔ وہ میری خدمت اور امور خانہ داری میں میری اعانت کرے۔ حضرت نے فرمایا  
 لے فاطمہؑ تمہیں وہ چیز نہیں منظور جو خادمہ سے بہتر ہو۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اں کہہ دو منظور ہے۔ پس جناب  
 فاطمہؑ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہؐ جو چیز خادمہ سے بہتر ہو منظور ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہر روز تفتیس مرتبہ  
 سبحان اللہ اور تفتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ یہ زبان پر ایک سو تیس بچے اور

لے رسول پاکؐ کا فاطمہؑ نہرا کہ یہ فرمایا اس لئے تھا کہ لوگ عظمت علیؑ سے غمگین اور اگا ہو جائیں۔ وہ نہ فاطمہؑ زہراؑ اور شہادت علم نبوت سے  
 مات تھی امدان بچوں کی ماں تھی جو کہ رسولؐ میں بی بی کر لو کہ محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ان الفاظ سے نشانہ سببوں میں  
 کوئی کمی نہیں ہے تو دلچسپی میں۔ جیسا کہ چھابی زبان میں مثال ہے۔ آگاہاں وحسی نون سنداں تو نہہ نون۔ ہنڈنی  
 کریم کا فاطمہؑ زہراؑ کو شہادت کو تانا و کیسا نام مقصود تھا۔ (دکتر بھیر پوری عقی عتہ)

میزان میں اس کا ثواب ایک ہزار ہے۔ اے فاطمہ اگر ہر روز صبح کو یہ تسبیح پڑھو گی۔ حق تعالیٰ کفایت امور دنیا و آخرت کرے گا۔ ابن ماجہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی۔ حضرت رسول نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے مجھ میں اور علیؑ میں برادری قائم کی۔ اور ساتویں آسمان پر میری دختر فاطمہ کو علیؑ کے ساتھ نزدیک کیا۔ اور ملائکہ مرتبین کو اس کے تزویج پر گواہ کیا۔ اور علیؑ کو میرا وزیر اور ضیئہ مقرر کیا۔ پس علیؑ مجھ سے ہے۔ اور میں علیؑ سے ہوں۔ اس کا دوست میرا دوست اس کا دشمن میرا دشمن۔ ملائکہ بوجہ محبت و دوستی علیؑ حق تعالیٰ سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔ ایضاً بسند صحیح جناب صادق سے روایت ہے کہ ایک دن ام المینؑ حضرت رسولؐ پاس آئیں۔ اور اپنی چادر میں کچھ لٹے ہوئے تھیں حضرت نے فرمایا۔ اسٹام امین تمہارے پاس کیا ہے۔ ام امین نے کہا۔ میں غلام عہدت کی شادی میں گئی تھی۔ اس پر جو شاہ کیا۔ یہ اُس میں ہے۔ یہ کہہ کر ام امین رونے لگیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہؐ آپ نے فاطمہ کی شادی فرمائی اور ان پر کچھ شاہ نہ کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ام امین کیوں بھوٹ بولتی ہو۔ واضح ہو کہ جب حق تعالیٰ نے فاطمہ کو علیؑ سے تزویج کیا۔ درختان بہشت کو حکم دیا کہ اہل بہشت پر اپنے زبیر اور حلقوں اور موتیوں اور حریر و زمرود کو شاہ کئے۔ پس اس قدر شاہ حاصل کیا کہ اس کا وصف نہیں کر سکتے۔ اور حق تعالیٰ نے درخت طوبیٰ فاطمہ کے ہر میں دیا اور اس درخت کو علیؑ ابن ابی طالب کے گھر میں قرار دیا۔ علی بن ابراہیم نے بسند معتبر فضائل علیؑ زبانی رسولؐ سے روایت کی ہے۔ جو شخص جناب فاطمہ کی خواستگاری حضرت رسولؐ سے کرتا۔ حضرت اپنا منہ اس کی جانب سے پھیر لیتے۔ اور اظہار کرامت فرماتے جب ارادہ تزویج ہمراہ علیؑ ہوا۔ جناب فاطمہ سے پوچھا کہ بیان کیا جناب فاطمہ نے کہا۔ میرا اختیار آپ کو ہے۔ لیکن ننان قریش کہتی ہیں۔ علیؑ بزرگ شکم اور بلند دست ہیں اور بلند ہائے استخوان گندہ ہیں۔ آگے سر کے بال نہیں۔

۱۔ روایت کہ حضرت علیؑ بڑے پیٹ والے تھے جناب سیدہ نے کہہ مخالفین نے بیانی بولی ہے اور طبری۔  
 ۲۔ الغاب اس کے نازل ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ جیسا کہ اکثر احادیث میں ہے کہ فاطمہ اتنی باعظمت عورت ہیں کہ خدا نے خود عہد کیا اور حضرت علیؑ کی اس سے بزرگی چلی گئی۔ لہذا ایسے واقعات اجماعی مشنوں میں بنے تاکہ لوگ یہ معلوم کریں کہ یہاں عہد فضیلت علیؑ و فاطمہ والی ویسی ہی ہے۔ بلکہ فاطمہ تو ناراض تھیں نکاح سے۔ رسول نے مواظبت زبردستی کر دیا مگر سچ ہے جو دشمن آل رسول ہو کہ عقل سے گرا ہو گا اور جو عقلمند ہو گا دشمن آل رسول نہ ہو گا۔ لہذا اس میں بھی جواب رسول میں وہ باتیں صادر ہوئیں جو حق تھیں اور عظمت علیؑ و فاطمہ کو اور دہلا کر گئیں۔ سچ ہے ۵

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے  
 کہ خوشیہ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے  
 دگر تر بھری عینی عنہ



انکھیں پڑی اور ہمیشہ خنداں و بان اور مفلس ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ کیا تم کو معلوم نہیں حق تعالیٰ  
 جانب دنیا متوجہ نہا۔ اور مجھ کو جس مردان عالمیان سے اختیار کیا۔ پس پھر دوسری دفعہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔  
 اور علیؑ کو مردوب عالمیان سے اختیار کیا۔ پھر تیسری دفعہ دنیا کی طرف متوجہ نہا۔ اور چھ زمان عالمیان سے  
 اختیار کیا۔ اے فاطمہ جس رات مجھے آسمان پر لے گئے۔ میں نے دیکھا سنگ بیت المقدس پر لکھا تھا۔ لا الہ  
 الا اللہ محمد رسول اللہ، ایدتہ ابو ذریعہ و نصرتہ ابو ذریعہ یعنی محمدؐ کی میں نے اس  
 کے وزیر سے تقویت کی اور اس کے وزیر سے اس کی نصرت کی اس وقت میں نے جبرئیل سے پوچھا میرا وزیر  
 کون ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ علی بن ابی طالب آپ کے وزیر ہیں۔ اور جب سدرۃ المنقہ پر پہنچا۔ وہی مکر اس پر  
 بھی لکھا دیکھا۔ اور جب عرش پر پہنچا۔ وہاں بھی وہ لکھا دیکھا۔ اور جب داخل بہشت ہوا۔ اور رخت طوبی  
 کو علیؑ کے گھر میں دیکھا۔ اور بہشت میں کوئی قصر و منزل نہیں۔ مگر یہ کہ رخت طوبی کی اس میں ایک شاخ ہے۔  
 اور اس درخت پر سبائے استبرق و حلہاٹے سندس ہیں۔ اور ہر مومن کے لئے ہزار ہزار سہ ہیں اور ہر سہ میں سو  
 ہزار ملے ہیں اور ایک حملہ دوسرے کے شجرہ نہیں رکھتا۔ ہر ایک کا رنگ جدا۔ اور جاہائے اہل بہشت انہی  
 حملوں سے ہیں۔ اور اس درخت کے درمیان ایک ندر کشیدہ ہے۔ اور بہشت کا مومن شل میزوں اور آسمانوں کے  
 ہے۔ اور وہ ان لوگوں کے لئے فروم کئے ہیں۔ جو ایمان خدا اور رسول پر لائے ہیں۔ اگر سوار اس درخت کے سایہ  
 میں سو ہزار سال گھوڑا دوڑائے۔ اس درخت کے سایہ سے باہر نہیں جاسکتا۔ اور یہی ہے مراد قول اللہ تعالیٰ  
 سے وہ فرماتا ہے وظل محمد و ذل اور اس درخت کے نیچے میوہ ہائے اہل بہشت ہیں۔ اور طعناہائے بہشت  
 ان کے ہر گھر میں لٹکا ہے اور اس درخت کی شاخ میں سو قسم کا میوہ ہے جن کی شبیہ دنیا میں دیکھی اور جنگی  
 نہیں بھی دیکھی۔ اور جنہیں بنا اور جن کو نہیں بھی سنا۔ اور جو میوہ اس درخت سے جدا ہوتا ہے۔ اسی وقت  
 پھر وہی ای میوہ اس میں لگ جاتا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ لا تسفروا عنہ ولا عنہ  
 اور اس درخت میں ایک نہر جاری ہے اس نہر سے چار نہری نکلتی ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ پہلی نہر  
 اس پانی کی ہے جس کا پانی بزرگ رنگ نہیں بدلتا۔ دوسری نہر وہ ہے جس کا پانی سفید نہیں بدلتا۔ تیسری  
 نہر شرب کی ہے کہ پینے والوں کو لذت بخشی ہے۔ چوتھی نہر غسل مصنی کی ہے۔ اے فاطمہ خالق نے علیؑ کے  
 حق میں مجھے سات غلقتیں عطا کیں۔ علیؑ ان میں سے پہلا ہے جو میرے ساتھ قرے بائیں آئے گا۔ اور جو سب سے  
 پہلے مرا طر پر میرے ساتھ کھڑا ہوگا۔ اور آتش تبہم کو حکم کرے گا۔ کہ اسے کھڑے اور اس کو چھوڑ دے پہلا ان میں  
 سے ہے جو میرے ساتھ لباس پہنے کھڑے ہونگے۔ اور پہلا ان میں سے ہے جو دہنی طرف عرش کے میرے ساتھ  
 کھڑا ہو۔ اور پہلا ان میں سے جو میرے ساتھ دروازہ بہشت کھولیں۔ اور پہلا ان میں سے ہے جو پہلے میرے ساتھ

علیین میں ہونگے۔ اور پہلا ان میں سے جو میرے ساتھ بہشت میں شریعت نوش کرے گا۔ اس میں چاہیے کہ رغبت کرنے والے رغبت کریں۔ اے فاطمہ حق نے علی کو قیامت میں بریکر امتیں دی ہیں۔ اور رسول کے لئے بہشت میں فراہم فرمائی ہیں۔ اگرچہ دنیا میں اس کے پاس مال نہیں۔ مگر آخرت میں اس کے لئے عظمت و جلال ہے۔ لیکن اے فاطمہ جو تم نے کہا جو تم نے کہا۔ بیٹا اس کا بزرگ ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کو علم سے ملبو فرمایا۔ اور اس کو میری امت میں میرے علم سے مخصوص کیا۔ لیکن یہ جو تم نے کہا کہ سر پآگے بال نہیں اور آنکھیں ٹھری ہیں۔ واقعہ یہ کہ حق تعالیٰ نے علی کو بعثت و صورت آدم پیدا کیا لیکن ہاتھ کی بلندی۔ حق تعالیٰ نے اس لئے علیؑ کے ہاتھ بلند کئے ہیں کہ خدا دشمنوں اور میرے دشمنوں کو قتل کرے گا۔ اور حق تعالیٰ علیؑ کی برکت سے میرے دین کو سب دینوں پر غالب کرے گا۔ ہرچند مشرکین نہ چاہیں۔ حق تعالیٰ اس کی فتوحات کرامت کرے گا۔ اور علیؑ تنزیل قرآن پر کافروں اور مشرکوں سے مقابلہ کرے گا۔ منافقوں اور باغیوں اور زبیت توڑنے والوں اور دین سے خارج ہو جانے والوں کے ساتھ تاویل قرآن لڑائی کرے گا۔ اور حق تعالیٰ پشت علیؑ سے دو سید جبرائیل بہشت پیدا کرے گا۔ جن سے قیامت میں عرش کو زینت دے گا۔ اے فاطمہ حق تعالیٰ نے کسی بچہ کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے صلب سے فرزند قرآن دے گا۔ اور میری ذریت کو صلب علیؑ سے ظاہر کرے گا۔ اگر علیؑ نہ ہوتا تو میری ذریت زمین پر نہ پڑتی۔ یہ سن کر جناب فاطمہ نے فرمایا۔ میں ان پر کسی اہل زمین کو اختیار نہیں کرتی۔ پس حق تعالیٰ نے فاطمہ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ ابن ابوبکر نے بسند بنائے معتبر امام زین العابدین امام جعفر صادق و امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیر نے فرمایا۔ میں تزویج جناب سیدہ کا خیال دل میں رکھتا تھا۔ اور شب روز یہی خیال تھا۔ مگر جرات نہ پڑتی تھی۔ کہ حضرت رسولؐ سے عرض کروں۔ یہہں تک کہ ایک روز حضرت کی خدمت میں گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ علیؑ تم کیا چاہتے ہو میں تمہارا عقد کر دوں۔ میں نے عرض کی۔ آپ میری مصالحت بہتر مانتے ہیں۔ اور مطلب حضرت کا یہ تھا۔ کہ کسی دن قرینہ کو مجھ سے تزویج فرمائیں اور مجھے یہ خوف تھا۔ کہ کہیں امیر جناب فاطمہ میرے ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ ایک روز میں بے خبر بیٹھا تھا ناگاہ ایک شخص حضرت سے سوال پاس سے آیا۔ اور کہا حضرت آپ کو بلا تے ہیں۔ مبارک تشریف لے چلیے۔ جناب امیر نے فرمایا میں جلد حاضر خدمت ہوں گا۔ اور حضرت کو میں نے کبھی اس درجہ خوش نہ پایا تھا۔ حجۃ ام سلمہ میں حضرت و نقیہ اور روز تھے جب نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ اثر خوشی بہرین جبین سے ظاہر ہوا۔ اور شگفتہ ہو کر اس قدر خندان ہوئے کہ دنیا نہاٹے مبارک کا نور ساطع ہوا۔ پھر فرمایا۔ اے علیؑ جس چیز کا اہتمام تمہاری تزویج میں مجھے لاحق تھا۔ حق تعالیٰ نے اس کی کفایت فرمائی۔ میں نے کہا یا حضرت کیونکہ فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے۔ اور سنبل و قرنفل بہشت لہنے ہلہ لہنے میں نے ان سے لیکر سونگھا۔ اور پوچھا اس سنبل و قرنفل لائے کا کیا سبب ہے۔

جبرئیل نے کہا حق تعالیٰ نے ساکنانِ جہنم کو ملائکہ وغیرہ سے جو بہشت میں ہیں حکم دیا کہ راستہ ہو جاؤ اور کھجور باغستان نہاٹے بہشت کو معہ زمینوں اور درختوں اور میوؤں کے ذمیت کریں۔ اور قصروں کے اور بہشت کی بھاؤں کو حکم دیا کہ با نواع ہانے پہننے لگیں۔ اور حورانِ بہشت کو حکم دیا کہ سورہ مکہ و طس و یس و حمت و مستی کی تلاوت کریں۔ اس وقت ایک منادی نے عرش کے نیچے سے ندا کی کہ آج علی ابن ابی طالب کا ولید ہے۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں۔ میں نے فاطمہ و خیر محمد کو علیؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ اس لئے کہ میں نے ان کو ایک دوسرے کے لئے پسند کیا ہے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ایک ابرہہ بنیہ بھیجا کہ اس ابرہہ نے ان پر یاقوت و مروارید و زبرجد برسائے اور ملائکہ نے اوپر کی سنبل و قزقل بہشت نچا اور کیا۔ اور یہ شاہد ملائکہ سے ہے۔ جو میں آپ کے لئے لایا ہوں۔ حق تعالیٰ نے ایک ملک کو ملائکہ سے جس کا نام راحیل ہے اور درمیانِ ملائکہ **کلام راحیل فرشتہ**۔ اس سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی فرشتہ نہیں حکم فرمایا کہ خطبہ پڑھے۔ اس فرشتہ نے ایسا خطبہ ادا کیا کہ اس کے مثل کسی اہل آسمان و زمین نے سنانا نہ سنا۔ ایک منادی نے جانب حق تعالیٰ سے ندا کی۔ اے میرے ملائکہ اور اے میرے ساکنانِ بہشت علی ابن ابی طالب پر برکت بھیجو۔ وہ عجیب اور دوست محمدؐ کا ہے اور فاطمہؑ و خیر محمدؐ پر بھی بھیجو۔ غیثت کریں نے ان پر برکت بھیجو۔ میں نے اپنے محبوب ترین زمان کو اپنے محبوب ترین مردان سے بعد غیر آخر الزمان ہے تزویج کیا راحیل نے کہا۔ وہ برکت جو ان پر بھیجی نہ اس کے ذرا تو ہم نے آج مشاہد کی۔ اور اٹھی کہ امتیں آؤ نے ظاہر کریں۔ اس سے زیادہ کیا ہو گا۔ حق تعالیٰ نے ندا فرمائی اے اہل آسمان میری برکت سے یہ ہے کہ میں الفت و محبت نیک پر باہم جمع کرتا ہوں۔ اور ان کو خلق پر اپنی محبت کرتا ہوں۔ اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ میں ان سے ایک خلق پیدا کروں گا۔ اور وہ انکی ذریت ہوگی۔ اور انکو پانچ تہذیبیں زمین پر ادا اپنا تمدن اٹھے علم کون گا۔ اور یہ کہ میرے دین کی طاعت و عورت کریں گے۔ اور میں ان کے وسیلے سے بعد پیغمبروں کے خلق پر اپنی محبت تمام کروں گا۔ پس اے علیؑ تم کو بشارت ہو کہ حق تعالیٰ نے تم کو وہ کرامت عطا کی جو کسی شخص کو اپنی خلق سے کرامت عطا نہیں کی۔ اور میں نے اپنی دختر فاطمہؑ کو جس طرح خدا نے تزویج کیا۔ اسی طرح تم سے تزویج کیا۔ اور میں فاطمہؑ کے واسطے منیٰ ہوا جس طرح خدا اس سے راضی ہوا پس تم کو مجھ سے اپنی زود جو کہ تم اس کے مجھ سے زیادہ نزاوار ہو۔ جبرئیل نے مجھے خبر دی۔ بہشت بسوئے علیؑ و فاطمہؑ مستحق ہے اور اگر یہ نہ ہوتا جو حق تعالیٰ نے مقدر کیا ہے کہ علیؑ و فاطمہؑ سے اپنی جنتیں خلق پر ظاہر کرے و تو بیشک دعا ہے بہشت و اہل بہشت تمہارے حق میں مستجاب کرتا۔ اور تم کو بہت جلد ان تک پہنچانا پس تم نیک و نایاب اور برادر و مصاحب میرے ہو اور تم کو خوشنودی خدا اور ان کی خوشنودی سے کافی ہے۔ جناب امیر نے کہا۔ آیا میری قدرت اس درجہ ہے کہ مجھے بہشت میں یاد کریں۔ اور حق تعالیٰ مجھے درمیانِ ملائکہ تزویج فرمائے حضرت رسولؐ نے فرمایا جب حق سبحانہ تعالیٰ اپنے ولی اور دوست

کو گراہی فرماتا ہے۔ ایسا گراہی فرماتا ہے کہ آنکھوں نے نہ دیکھا اور اوردکانوں نے نہ سنا اور۔ یا علیؑ یہ کہ امتیں جو تھیں  
 نے تمہیں عطا کیں ہیں۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ رب اوزعنی ان شکر لعمرك الله التی علی و علی والدی  
 ان عامل صاحبنا ترضاه واصحابہ لی فی ذرمتی۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ امین یا رب العالمین یا خیر الناس  
 بیان زفاف فاطمہؑ۔ کتاب قرب الاسناد میں بسند معتبر جناب صادقؑ سے منقول ہے۔ شب زفاف جناب  
 فاطمہؑ و جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ بچہ بچا تھا۔ وہ پوست گو سفید تھا۔ جب اس پر امامؑ کرنا چاہتے پھر کرنا ملا  
 نہ بچا لیتے۔ اور اس پر سو رہتے اور تکیے پرست کے تھے۔ ان میں خرمے کی چھال بھری تھی اور مہر حضرت کا آہنی  
 ذرہ تھی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے۔ جب جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ  
 کو جناب امیرؑ سے تزویج کیا ایک جماعت قریش نے حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ نے فاطمہؑ کو مہر  
 قلیل ہر تزویج کر دیا۔ حضرت نے کہا۔ میں نے اپنی بیٹی علیؑ سے تزویج نہیں کی۔ بلکہ خدا نے فاطمہؑ کو علیؑ سے  
 شب مہر لے کر آسمان پر بلایا۔ نزدیک سدرۃ المنتہیٰ تزویج کیا۔ حق تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ پر وحی کی۔  
 جو تیرے پاس ہے وہ شاہد کہ سدرۃ المنتہیٰ نے مرغان درمیا مید و انواع جو اہر کو شمار کیا۔ اور حوران ہشتی وہ  
 جو اہر جن کہ ایک دوسرے کو بد بھیبھی اور فخر کرتی ہیں۔ یہ فاطمہؑ و فرزند محمدؐ کے شاہد سے ہیں۔ اور جب شب زفاف  
 فاطمہؑ ہوئی حضرت نے اپنا استرا شہب منگایا اور ایک چادر اس پر ڈالی کہ فاطمہؑ کو سواد کیا اور سلمان کو  
 حکم دیا کہ استرا کھینچیں حضرت رسولؐ استرا کے پیچھے پیچھے جاتے تھے۔ آٹھ راہ میں آوازیں بکرتی تھیں۔  
 ناگہ جبریلؑ و میکائیلؑ شتر شتر زاد فرشتوں کے ہمراہ حاضر ہوئے حضرت نے پوچھا کس لئے آئے ہو۔ جبریلؑ و میکائیلؑ  
 نے تکبیر کہی۔ لو مان سب فرشتوں نے بھی تکبیر کہی۔ اور عرض کی۔ جناب علیؑ و فاطمہؑ کے زفاف کی اہمیت کے  
 لئے حاضر ہوئے ہیں۔ تب حضرت نے بھی تکبیر کہی۔ اس سبب سے شب عورتی تکبیر کہا سنت مقرر ہوا۔  
 بیان مہر فاطمہؑ۔ ایضا بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی۔ حق تعالیٰ نے عہد چہارم دنیا و  
 بہشت و دوزخ مہر جناب فاطمہؑ کا مقرر ہوا۔ کہ اپنے دشمنوں کو ماحل بہنم اور دوستوں کو ماحل بہشت کرے گی  
 اور وہ صدیقہ کبریٰ ہیں۔ اور جمع پیران گذشتہ جناب سیدہ کی ولادت و معرفت پر معلوم ہوئے ہیں۔  
 قرب الاسناد میں بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ مہر جناب فاطمہؑ کا ایک قیمتی ذرہ تیس دن دم  
 کی تھی مولف فرماتے ہیں۔ ائمہؑ ہر جناب فاطمہؑ کا پاسور دم تک کہ اس زمانے کے سب سے تین  
 تمان اور ایک ہزار پاسور دینا ہوئے ہیں۔ اور قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے وقت ولیمہ جناب فاطمہؑ  
 جبریلؑ آسمان سے ایک ہلکے اور وہ ایک طرف تھا جس میں مدنیؑ اور نقیہ بہشت کے تھے اور ایک یہی  
 میوہ آئے بہشت سے لائے تھے جناب رسول خداؐ نے اپنے دست بملک سے روکے تھے کہ نہ نصف علیؑ

کہ اور نصف جناب فاطمہؑ کو عطا فرمایا اور فرمایا یہ تمہارے واسطے بہشت کا ہدیہ ہے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ  
 جب ریل آسمان سے ایک حد بہشت سے لائے جس کی قیمت دنیا کے برابر تھی۔ اور جب جناب سیدہؑ نے وہ حد  
 پہنچا تو صحیح زمان قریش میں کر لیں۔ اس لئے کہ وہ سائل نہ دیکھا تھا۔ اور کہا۔ یہ کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہؑ نے  
 فرمایا۔ یہ حد خدا کی جانب سے آیا ہے۔ ایضاً۔ جناب صادق سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسول کو  
 وہی فرمایا کہ فاطمہؑ سے کہو علیؑ کی نافرمانی نہ کرے کیونکہ جب وہ غنیف و مضرب میں آتا ہے۔ میں اس کے غنیف و  
 مضرب سے غنیف و مضرب میں آتا ہوں۔ بسند معتبر امام محمد۔ باقر سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ  
 سے فرمایا۔ میں نے علیؑ کی طرف سے پانچواں حصہ دنیا کا اور تیسرا حصہ بہشت کا فاطمہؑ کو بخشا۔ اور اس کے لئے  
 دنیا میں چار نہریں مقرر کیں۔ نہر فرات و نیل مصر و نہر دوان و نہر بلخ۔ اور تم فاطمہؑ کو نہ بین پر پانسو درہم میں نہ بیچ کر وہ  
 تہلہ ہی امت کے لئے بیعت جاری رہے۔ بروایت دیگر حضرت رسولؐ نے کہا۔ یا علیؑ میں نے فاطمہؑ کو تم سے حصہ  
 پانچ زمین اور چار سو اسی درہم پر بیچ کر حق تعالیٰ تزیین کیا۔ ایضاً۔ جابر انصاریؓ سے روایت کی ہے۔ جب شب  
 زفاف جناب فاطمہؑ ہوئی۔ حضرت رسولؐ آگے آگے اور جبریلؑ و اسنی جانب و میکائیلؑ بائیں طرف اور ستر ہزار فرشتے  
 پیچھے پیچھے حضرت رسولؐ کے گئے۔ اور تسبیح و تہلیل و تقدیس حق تعالیٰ کا شروع صبح کرتے تھے۔ بروایت دیگر حضرت نے  
 دختران عبدالمطلب کو حکم دیا کہ براہ فاطمہؑ جائیں۔ اور خوشی کریں۔ درجہ پڑھیں۔ تیکر و تجمید حق تعالیٰ بجالائیں۔ اور خدا  
 جس چیز کو پسند نہیں کرتا وہ نہ کہیں۔ جابر نے کہا۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے جناب سیدہؑ کو اپنے ناقد پر اور  
 بروایت دیگر اپنے اشتر اشہب پر سوار کیا۔ سلمان نے ہمارا بکڑی۔ اور گرو جناب فاطمہؑ کے ستر حد یہ جاتی تھیں۔  
 اور حضرت رسولؐ و حمزہ و عقیل و جعفر اور اہل بیت پیچھے پیچھے جلتے تھے اور ننگی تلواریں اٹھوں میں تھیں نہ مان  
 رسولؐ آگے آگے جاتیں۔ اور جڑ پٹھتی تھیں۔ یہاں تک کہ جناب فاطمہؑ اور جناب امیرؑ کو حجرہ عزت و مشرف و  
 سلوک تک پہنچا دیا۔ جب صبح ہوئی حضرت رسولؐ ان کے پاس آئے۔ اور ایک کاسہ شیر لائے۔ جناب فاطمہؑ سے  
 فرمایا۔ تیرا اب بچہ پر قرآن۔ اس کاسہ میں سے دو دھری۔ اور جناب امیرؑ سے فرمایا۔ تیرا پر علم تجھ پر فدا۔ اس میں سے  
 دو دھری۔ کتاب کشف الغمہ میں اس روایت میں سے روایت کی ہے۔ مٹائیں نے جناب فاطمہؑ فرمائی تھیں کہ جس بات  
 کو جناب امیرؑ سے بستر تشریف لائے۔ میں نے سنا کہ زمین جناب امیرؑ سے باتیں کرتی ہے۔ میں ڈر گئی۔  
**کلام زمین از جناب امیرؑ**۔ جب صبح ہوئی اور حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور مجھے گھبراہٹ میں  
 پایا۔ میں نے وہ نصہ حضرت سے بیان کیا۔ سن کر حضرت سجدہ میں گئے۔ اور شکر حق تعالیٰ بجالائے۔ پھر سر سجدہ  
 سے اٹھا کر فرمایا۔ اے فاطمہؑ تمہیں فرزند ان طیب کی بشارت ہے۔ حق تعالیٰ نے تمہارے شوہر کو صحیح خلق پر  
 فضیلت دی ہے۔ اور زمین کو حکم دیا ہے۔ جو کچھ اس میں مشرق و مغرب میں گذر رہا ہے۔ سب علیؑ ابن ابی طالب

سے بیان کرے۔ قلب راوندی اور شہراہن آشوب نے روایت کی ہے ایک دن حضرت رسولؐ دولت برکت سے  
 ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور دو شے مبارک سے نور مثل ماہ تاباں ساطع تھا پس عبدالرحمن بن حوف نے  
 اٹھ کر عرض کی یا رسول اللہؐ یہ نور کیسا ہے جو آپ کے روئے اقدس پر مشاہدہ کرتے ہیں۔ حضرت نے  
 فرمایا یہ نور اس بشارت کی وجہ سے ہے۔ جو درباب برادر و سپہر علم علی ابن ابی طالب و دختر من فاطمہ مجھے پہنچی  
 ہے واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے فاطمہ کو علیؑ سے نزدیک کیا ہے۔ اور رضوانِ خزینہ داد بہشت کو حکم دیا کہ درخت  
 طوبیٰ کو حرکت دے۔ اور اس میں اجد و عثمان اہل بیت رسولؐ نو شے حیات لگیں اور اس درخت کے نیچے  
 چند فرشتے نور سے پرہیز کئے۔ اور ہر فرشتہ کو ان نو شتوں میں سے ایک نو شہ دیا۔ حسب قیامت پر پابندی  
 وہ فرشتے درمیان خلایق نفاذ کریں گے۔ اس دن کوئی دوست و دوستان اہل بیت سے باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ  
 ایک نو شہ ان نو شتوں میں سے ہر ایک کو دیں گے۔ اس نو شہ میں یہ دو شے جو گاہ کہ وہ آتش جہنم سے  
 آنا دہے۔ اے عبدالرحمن برو قیامت برکت برادر و سپہر علم علی ابن ابی طالب و دختر من فاطمہ بہت سے بندے  
 آتش جہنم سے آزاد ہو جائیں گے۔ کتاب کشف الغم میں اہل سنت سے سبند ہائے بسیار روایت کی ہے۔  
 حضرت رسولؐ نے فرمایا جو کوئی مجھ سے فاطمہ کی خواستگار ہو کر تادم میں اس کا جواب نہ دیتا۔ اور منتظر می پورنگاہ  
 تھا۔ یہاں تک کہ ماہ مبارک رمضان کی چوبیسویں تاریخ شب کو جبرئیل میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ اے محمدؐ  
 خداوند علیؑ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ملائکہ کو کہہ دینا کہ وہ جانیں کہ اس جگہ میں جسے ایضاً کہتے ہیں۔  
 درخت طوبیٰ کے نیچے جمع کیا۔ اور فاطمہ کو جناب علیؑ سے تزویج کیا۔ میں خطبہ کندہ اور خداوند عالمیان  
 ولی فاطمہ تھا۔ درخت طوبیٰ کو حکم دیا کہ زیور اور حلقے اور مروارید و یاقوت اٹھالے اور ان پر نثار کرے۔  
 پس حوران بہشت نے وہ نثار چن لیا۔ جس نے زیادہ اور عمدہ اٹھایا وہ اوروں پر تاقیامت نثار کرتی ہے۔  
 اور کہتی ہے یہ نثار فاطمہؑ ہے۔ اور جب شب زفاف آئی۔ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل مع ستر ہزار فرشتوں کے  
 زمین پر آئے۔ اور دلیل جناب فاطمہ کے لئے لائے۔ جبرئیل نے لگام اس کی پکڑی۔ اور اسرافیل نے دکان  
 تھامی اور میکائیل پہلوئے دلیل میں تھے۔ اور حضرت رسولؐ جاہانے فاطمہ دست مبارک سے تھامے  
 ہوئے تھے۔ پس جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و جیس ملائکہ نے تکبیر کہی اور تکبیر کہنا سنتِ شب زفاف ہوا۔  
**بیان نثار فاطمہؑ در بہشت**۔ کتاب خزائن الاخبار نے مشابہ اہل سنت سے اور انہوں نے ابن  
 عباس سے روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے علیؑ ابن ابی طالب سے فرمایا۔ اے علیؑ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو تم  
 سے نزدیک کیا اور زمین اس کے بہر میں عطش کی۔ پس جو کوئی زمین پر اہلے اور تہا داد دشمن ہو۔ وہ زمین پر حرام واہ  
 چلا ہے۔ کتاب کشف الغم میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب فاطمہؑ نے جناب رسولؐ خدا

سے جناب امیرؓ کی شکایت فرمائی۔ کہ جو کچھ پیدا کرتے ہیں۔ وہ فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں حضرت نے فرمایا  
 اے فاطمہ تم چاہتی ہو۔ مجھے درباب ہزار ابن عم علیؓ سے شٹناک کرو۔ تحقیق کہ ختم علیؓ میرا ختم اور میرا ختم خدا کا  
 ہے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؓ نے کہا میں غضب خدا اور رسول سے پناہ مانگتی ہوں۔ محمد بن یعقوب کہیں نے سید محمد  
 امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے۔ جناب امیرؓ نے ایک چادر کہنے اور ایک درہ تیس درہم کی اور  
 ایک بچہ نابالغ کو مستگو مستغذ کر جب اس پر کرام کرنا مقصود ہوتا۔ تو اس کو الٹا کہہ لیتے تھے۔ اور اس کے بالوں پر  
 سوراہتے تھے جناب فاطمہؓ کو مہر میں دیا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک دن حضرت رسول جناب  
 فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا جناب سیدہؓ رورہی ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ کیوں روتی ہو۔  
 تم یقین جانو۔ اگر میرے اہل بیت میں کوئی علیؓ سے بہتر ہوتا تو میں اس سے تجھے تزویج کرتا۔ اور میں نے تجھے  
 اس سے تزویج نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تجھے اس سے تزویج کیا۔ اور جب تک آسمان و زمین باقی ہیں پاپڑاؤں حصہ  
 دنیا کا تیرے مہر میں دیا۔ ایضاً بسند حسن جناب صادق سے روایت کی ہے کہ حلال چیز بیان کرنے میں غیرت  
 نہیں کرنا چاہئے۔ کیوں کہ جناب رسولؐ نے شب زفاف جناب علیؓ اور جناب فاطمہؓ سے فرمایا۔ جب تک میں دائلوں۔  
 کام دکرنا جب حضرت رسول تشریف لائے۔ دونوں پاؤں دونوں صاحبوں کے رخت خواب میں دراز فرمائے۔  
 ایضاً روایت کی ہے کہ مبارکباد شب زفاف فاطمہؓ میں لوگ بالرفاء و البینین حسن طرح ان میں تعارف تعلق  
 یعنی یہ مزاجت مقرون بالافتق و کثرت اولاد ہو۔ ابن شہر آشوب نے جناب امیرؓ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ  
 نے جناب امیرؓ پر حیات جناب فاطمہؓ میں اور عورتیں حرام کی تھیں۔ اس لئے جناب سیدہ طاہرہ تھیں اور کبھی  
 سائنس و ہوتی تھیں اور بوجھے محققین نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے سورہ ہٰی اٰتی میں انوار نعمت مانے بہشت کو  
 بیان فرمایا مگر حوزوں کھڑ کر نہیں کیا۔ شاید وجہ یہ ہو۔ چونکہ یہ سورہ اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے اس لئے حق  
 تعالیٰ نے برعایت جناب فاطمہؓ حوروں کا ذکر نہ کیا۔ ابن ابویہ نے بسند محض الغین ابو ہریرہ سے روایت کی ہے  
 فاطمہ و علیؓ کا آپس میں سلوک۔ اس نے کہا ایک روز حضرت رسولؐ نماز صبح ہلکے ساتھ

لے نڈاڑا کرے اس اجتماعی شہزادی کا جس نے مسلمانوں کو درغلانے کے لئے غلط حدیثیں تیار کر دی تھیں۔ یہ روایت بھی ابو ہریرہ  
 کی بیان کردہ ہے اور وہ بنی امیہ میں یہ زبان ابو ہریرہ سے نکلی بے مقصد یہ تھا کہ ابو ہریرہ نے اگر سیدہؓ دنیا سے ناماں گئیں  
 تو علیؓ سے بھی ندامت رہتی تھیں۔ لیکن یہ روایت ایک تو بنی ہوئی ہے دوسرے خواہ کسی ہی ہے فاطمہؓ زوجہ تھیں اور علیؓ  
 شوہر لہذا آپ جیسی فقیر۔ علیہ۔ زاہد سے بالکل بیگانا کہنے کو شہرہ کی شکایت کرے۔ اور نیکیوں سے شرم کو منہ کرے۔  
 جناب سیدہؓ اور حضرت علیؓ ہمیشہ ایسی باتوں سے پاک اور معصوم لگتے۔ (کوثر پھیلوی ص ۱۰۷)

پڑھ رہے تھے اور اثر حزن و ملال حضرت کے رونے مبارک سے ظاہر تھا۔ ناگاہ اللہ کھڑے ہوئے۔ اور جناب فاطمہ کے گھر کی طرف تشریف لے چلے۔ اور ہم بھی حضرت کے پیچھے پیچھے چلے۔ دروازے پر پہنچے دیکھا۔  
 مناب امیر بندہ ہاتھ کے بیچ میں خاک بہ سہ ہے۔ میں حضرت جناب امیر پاس بیٹھ گئے۔ اور خاک جناب امیر کی پوٹے سے  
 جھاڑنے لگے۔ اور فرمایا: اسے ابو تراب میرے ماں باپ تم پر قربان اللہ۔ پس اتنے جناب کا پیکر دواخل خانہ فاطمہ  
 ہوئے۔ اور ہم ایک ساعت دوپازہ کے باہر کھڑے رہے۔ پس اتنے میں صدائے قہقہہ آئی۔ اور فوراً حضرت شہنشاہ  
 تازہ و خوشحال باہر تشریف لائے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ آپ اندھنک گئے اور فرحناک باہر تشریف لائے۔  
 تو حضرت نے فرمایا: کس طرح میں شاد ہوں۔ حالانکہ ان دو محبوب کے درمیان جو محبوب ترین اہل جہاں وہاں  
 آسمان ہیں میں نے اصلاح کی۔ بروایت دیگر حبیب حضرت گھر میں داخل ہوئے کچھ نا حضرت کے لئے بچھایا  
 اور حضرت اُس پر بیٹھے۔ جناب فاطمہ ایک طرف اور جناب امیر دوسری طرف بیٹھے۔ حضرت رسولؐ نے جناب  
 امیر کا ہاتھ پکڑ کر اپنے شکم مبارک پر رکھا۔ اور جناب فاطمہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا اور دیر تک ان سے  
 باتیں کیں۔ یہاں تک کہ اصلاح فرمائی۔ اور جب خوش و خرم باہر آئے۔ فرمایا: میں کیونکر خوش اور شاد ہوں۔  
 حالانکہ میں نے ایسے دو محبوب کے درمیان صلح کی جو محبوب ترین زمین میں موفقت فرماتے ہیں۔ ابن بابوی نے  
 کہا: یہ مندرجہ بالا حدیث میرے نزدیک محمد و معتبر نہیں۔ اس لئے کہ جناب امیر سید اوصیاء اور فاطمہ سیدہ نساء  
 جیہ اور ان دو درگاہ کے نزدیک رخصت جائز نہیں۔ کتاب علل الشرائع و ایشارة المصطفیٰ و خواجہ می میں بسند ہائے  
 معتبر روایت کی ہے الوند اور ابن عباس سے جب جعفر طیار مدینہ میں آئے۔ ایک کینز کو بلوا تھو اپنے بھائی  
 علی ابن ابی طالب پاس بھیجا۔ اور وہ کینز جناب امیر کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن جناب فاطمہ گھر میں آئیں۔  
 اور دیکھا کہ جناب امیر کا اس کینز کے دامن میں ہے۔ جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی تنفیہ ہو گئیں۔ اور پوچھا: اس کینز  
 کے ساتھ کیا تم نے کوئی تعلق کیا ہے جناب امیر نے فرمایا: بجز اسوگند اسے دختر محمدؐ میں نے اس کے ساتھ کوئی  
 کوئی تعلق نہیں قائم کیا۔ اب جو کچھ تم کو منقولہ ہو بیان کرو۔ میں سجالاؤں۔ جناب سید نے کہا: مجھے میرے پد  
 پڑ گوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیر نے فرمایا: میں نے اجازت دی۔ پس جناب فاطمہ نے چادر سر پہ  
 اور صحن اور اپنے باپ کی خدمت میں پہنچیں۔ جبرئیل انہ جناب خداوند جلیل نازل ہوئے اور کہا: حق تعالیٰ  
 آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد کرتا ہے: اس وقت فاطمہ تمہارے پاس علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہے۔ تم  
 حق علیؑ میں فاطمہ کی کوئی شکایت قبول نہ کرنا۔ جب جناب فاطمہ دواخل دولت سلسلے پد پڑ گوار ہوئیں حضرت  
 رسولؐ نے فرمایا: فاطمہ علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب فاطمہ نے کہا: ہاں۔ بس کہہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔  
 علیؑ پاس پھر جاؤ۔ اور کہو میں تم سے راضی ہوں۔ پس جناب فاطمہ جناب امیر پاس آئیں۔ اور دین مرتبہ فرمایا۔



میں تم سے راضی ہوں جس میں تمہاری رضا ہے جناب امیر نے فرمایا تم نے میری شکایت میرے دوست سیر حبیب اور میرے باور رسول خدا سے کی۔ سو اتنا تاہ افسوس میری شرمندگی پر حضرت رسول خدا کے سامنے لے فاطمہ میں خدا کی گواہ کرتا ہوں۔ اس کو نیز کہ محض برصائے حق تعالیٰ میں نے آزاد کیا اور چار سو درہم جو میری عطا سے زیادہ آتے ہیں۔ میں فقرا کے مدینہ میں مقصد فی کرتا ہوں۔ یہ کہا اور متوجہ رسول خدا ہوئے۔ جاہ و نعمتیں بہت۔ پھر جو شیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا محمد من تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ علی سے کہہ کر کہ نیز آزاد کرنے سے اور فاطمہ کو تمہیں خوش کرنے سے میں نے بہشت تم کو عطا کیا۔ اور بروض چاہ سو درہم جو تم نے تصدق کئے اختیار جنم تم کو دیا میری رحمت سے جس کو تم چاہو داخل بہشت کرو یا داخل جہنم۔ اور جس کو چاہو میرے بھروسے جہنم سے نکال لاؤ۔ اس وقت جناب امیر نے فرمایا۔ میں قسمت کفترہ جنت و دوزخ ہوں۔ نعمت فرمائے ہیں۔ کار ہائے بزرگان دین و بارگاہ رب العالمین میں فکر نہ کرنی چاہیے۔ اور جو کچھ ان سے خبر پہنچنے اس پر مقام رہنا و انقیاد میں رہنا چاہیے۔ اور اکثر ایسا جو تاہ ہے کہ ایسے امور سبب ظاہر معاصرت ہوتے ہیں۔ اور موافقہ میں مشتمل مصالح نامتناہی ہوتے ہیں اور جو سکتا ہے یہ امر اس لئے ہوں کہ جلال و منزلت انکی اور لوگوں پر ظاہر ہو۔ ابن بابویہ بیان پانچ اشخاص کے گریہ و رجا کا کہ۔ نے بسندائے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ بہت رونے والے پانچ شخص تھے۔ آدم۔ یعقوب۔ یوسف۔ فاطمہ و خیر محمد اور علی ابن ابی طالب۔ لیکن آدم مفداقت بہشت میں اس قدر روئے کہ دونوں رخساروں پر آنسو مانند نہروں کے جاری رہتے تھے۔ اور یعقوب مفداقت یوسف پر اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کہا۔ بخدا سو گند یوسف کو آپ اس قدر یاد کرتے ہیں کہ مشقت عظیم اٹھاتے ہیں اور ہلاک ہو جائیں گے۔ لیکن یوسف مفداقت یعقوب پر اس قدر روئے کہ اہل زندان ان کے۔ رونے سے عجیب ہو گئے اور ان سے کہتے رات کو روئیے اور دن کو چپ رہیے کہ ہمیں آرام ملے یا دن کو گریہ کیجئے اور رات کو چپ رہیے کہ ہمیں آرام ملے۔ حضرت یوسف نے زندانیوں سے کہا۔ اچھا رات کو روئے گا یا دن کو۔ لیکن جناب فاطمہ ذات سرور کائنات پر اس وجہ روئیں کہ اہل مدینہ ان کے رونے سے تنگ آ گئے۔ اور بچپن جو کران سے کہا۔ تم کو تم نے زیادہ رونے سے تکلیف و آند دیا۔ پس جناب فاطمہ مقبرہ شہدائے احد پر تشریف لے جاتیں اور جس قدر سچا ہتیں لادیں اور پھر مدینہ تشریف لے آئیں۔ لیکن علی ابن ابی طالب اپنے پد بزرگوار پر میں اسل بروایت دیگر چالیس سل روئے اور کبھی گونگون کے سامنے نہیں آیا۔ کہ اسے دیکھ کر نہ روتے ہوں اور ہرگز پانی نہیں پیا۔ کہ ماپ کی پیاس کو یاد کر کے نہ روتے ہوں۔

## فصل چھٹی بیان کیفیت معاشرت جناب امیر جناب فاطمہؑ

ابن ہالون نے بسند صحیحین ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا ایک روز حضرت رسولؐ نماز میں جاکے ساتھ چڑھ رہے تھے اور ماثر حزن دلال روئے مبارک آنحضرتؐ سے عاہرتا۔ ناگاہ اللہ کھڑے ہوئے اور خانہ قاطر کی طرف چلے۔ اور ہم بھی حضرتؐ کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب دروازے پر پہنچے دیکھا جناب امیرؑ دروازے کے بیچ میں خاک پر سو رہے ہیں حضرت جناب امیرؑ پاس بیٹھ گئے اور خاک جناب امیرؑ کی پیٹھ سے جھاڑنے لگے اور فرمایا۔ اے ابو تراب میرے نائب تم پر قرآن اٹھو۔ پس جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر داخل خانہ قاطر ہوئے اور ہم ایک ساعت باہر دروازہ کے کھڑے رہے۔ پس اتنے میں صدائے قہقہہ آئی۔ اور فوراً حضرت شگفتہ و شاد و خوشحال باہر تشریف لائے ہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ اندوہناک لگے۔ اور فرحناک باہر تشریف لائے حضرت نے فرمایا کس طرح میں شاد نہ ہوں۔ حالانکہ ان دو محبوب کے درمیان جو محبوب ترین اہل زمین جناب اسمان ہیں۔ میں نے اصلاح کی۔ بروایت دیگر جب حضرت گھر میں گئے۔ کچھ دیر حضرت کے لئے بچھایا۔ اور حضرت اس پر بیٹھے جناب امیرؑ ایک طرف اور جناب فاطمہؑ دوسری طرف تھے۔ اور حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے شکم پر رکھا۔ اور جناب فاطمہؑ کا ہاتھ بھی اپنے شکم مبارک پر رکھا۔ اور دیر تک ان سے باتیں کیں۔ یہاں تک کہ اصلاح فرمائی۔ اور خوش و خرم باہر آئے۔ فرمایا۔ میں کیونکر خرم و شاد نہ ہوں۔ حالانکہ میں نے ایسے

۱۰ روایت ابو ہریرہ کی تیار کر دی ہے۔ عبد اللہ مصنف علیہ الرحمۃ نے سنن میں لکھا ہے۔ حزب اقتدار کی اجتماعی شینزی جو رسولؐ اور اہل بیت کے متعلق حدیثیں گروہی تھیں اس کی سب سے بڑی کل دور بنی اُمیہ میں ابو ہریرہ تھے۔ محدثین نے جو حزب اقتدار کے حامی تھے ابو ہریرہ کو صادق اور حزب انکساف اہل بیت، کو معاذ اللہ کاذب جانتے تھے۔ علامہ ذریرہ میزبان الاعتدال جلد سوم ص ۱۹ پر رقمطراز ہیں کہ جناب محمد بن اسمعیل صاحب صحیح بخاری امام جعفر صادق سے اس لئے مروی احادیث نہیں تحریر کرتے تھے کہ ان کو کاذب جانتے تھے اور اس کے برخلاف بخاری و مسلم نے حزب اقتدار کے ملاق ابو ہریرہ سے پانچ ہزار تین سو احادیث تحریر کیں۔ (علامہ ترمذی، اور باب مدینہ العلم جناب تاجدار منبر سلونی حضرت علیؑ سے ۲۵ حدیثیں بخاری و مسلم نے تحریر کیں۔ ان میں بھی وہ صحیح باقی ضعیف لکھی ہیں۔ جب حال یہ تھا۔ حکومت اور علماء کا پورا اہل بیت کے خلاف احادیث کیونکہ تیار نہ ہوئیں اور لکھی نہ جائیں۔ یہ حدیث بھی اس مقصد کے لئے لکھی گئی۔ ان دو صدیوں میں بخش دکھائیں۔ ہذا روایت موصوف نے بھی اس حدیث موضوع مانا ہے۔ ذکر تہذیبی معنی ص ۱۰۱

دو محبوب کے درمیان اصلاح کی جو محبوب ترین زمین ہیں، نولف فرماتے ہیں کہ ابن بابویہ نے کہا۔ یہ حدیث میرے نزدیک معجزہ مسمد نہیں۔ اس لئے کہ جناب امیر سید اوسیدہ فاطمہ سیدہ نساہیہ اور ان دو بزرگوار کے درمیان کجش جاکر نہیں۔ کتاب نلل الشرائع و بشارات المصطفیٰ و مناقب خرازمی میں بسند لٹے مسند ابوہریرہ و ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب جعفر طیار حبشہ میں تھے ان کے لئے ایک کنیز کسی نے ہدیہ بھیجی جس کی قیمت چھ ہزار درہم تھے۔ جب جعفر طیار مدینہ میں آئے۔ اس کنیز کو بلکہ یہ اپنے بھائی علی ابن ابی طالب پاس بھیجا۔ اور وہ کنیز جناب امیر کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن جناب فاطمہ گھر میں آئیں دیکھا۔ سر جناب امیر کا اس کنیز کے دامن میں ہے جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی متغیر ہو گئیں۔ اور پوچھا کیا تم نے کوئی تعلق اس کنیز سے کیا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا قسم بخدا سے دختر محمد میں نے اس کنیز سے کوئی تعلق قائم نہیں کیا۔ اب جو کچھ تمہیں منظور ہو۔ بیان کرو میں بجا لاؤں۔ جناب سیدہ نے کہا۔ مجھے میرے پد بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیر نے فرمایا۔ میں نے اجازت دی۔ پس جناب فاطمہ نے پادہ سر سے اوڑھی اور اس پر برقع ڈال کر متوجہ بنانے پڑے۔ پھر وہیں لو قبل اس کے کہ جناب فاطمہ اپنے باپ کی خدمت میں پہنچیں۔ جو سبیل از جانب خداوند جمیل حاضر ہوئے۔ صورت حضرت رسولؐ میں اور کہہ سن تعالیٰ آپ کو سلام فرماتے اور ارشاد فرماتا ہے اس وقت فاطمہ تمہارے پاس علی ابن ابی طالب کی شکایت کرنے آئی ہیں تم حق علیؑ میں کوئی شکایت فاطمہ کی قبول نہ کرنا۔ جب فاطمہ داخل دولت مرآتے پلید بزرگوار ہوئیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہ علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ ہاں برب کہہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ علیؑ پاس پتھر پڑاؤ اور کہو میں تم سے راضی ہوں۔ پس جناب فاطمہ جناب امیرؑ پاس تشریف لائیں اور تین مرتبہ کہا میں تم سے راضی ہوں۔ جس میں تمہاری رضائے ہے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ تم میری شکایت میرے دوست میرے حبیب میرے یاد رسول خدا سے کی سزا سواتا۔

۱۔ یہ حدیث صحیحہ جماعہ مشیخہ کی تیار کر رہے تھے۔ شہر کو نیکاموں خیرات و صدقات سے وہ ذوجہ منج کر سکتی ہے۔ جو مال ہو۔ جھاپنے صورت تک کا بھی علم نہ ہو۔ اور حمدہ جانتی ہے کہ طہر پر ہی ہر حرکت کا نیک ہے اگر میں عبادت نافذ ہیں ادا کروں تو عبادت شہر ہو رہے نہیں۔ ایسی ذوجہ جبکہ عبادت ادا کرنے کیلئے شرفاً شہر کی جب خود محتاج ہے تو اس کو نیک نعل سے روک کر اس پر اپنا رعب بجا کر عبادت کسی گنہگار ہونے کے لئے کیسے منع کر سکتی ہے پھر سیدہ فاطمہ فاضلہ و ہدیہ دختر رسولؐ جیسی عورت سوا اللہ۔ بعد رسولؐ حزن قرار نہ تارنے حزن اختتام اہل بیت اور رسول پاک کی نظر ایسی عبادت مطلوب کہیں تاکہ عزت اہل بیت لوگوں کی نظر میں گر جائے۔ مگر

فانوس ہن کے جس کی مخالفت نفا کرے وہ شیخ کہیں نہ جھپے جسے روخن خدا کرے

دگر تو بھولدی معنی خدا

انہوں میری شرمندگی پر حضرت رسولؐ کے سامنے ناظرہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں۔ کہ اس کینیز کو میں نے بڑھائے  
حق تعالیٰ زاد کیا اور چار سو درہم جو میری عطاستہ زیادہ آئے ہیں۔ فقرا نے مدینہ میں تصدق کرتا ہوں یہ کہا اور  
ملا رو زمین پہنکے متوجہ حضرت رسولؐ ہوئے۔ پھر جبریل نازل ہوئے۔ اور کہا: یا محمدؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام  
فرماتا ہے۔ اور شاہد کرتا ہے کہ علیؑ سے کہو کینیز آزاد کرنے اور نالہ کر خوش کرنے سے میں نے تم کو بہشت عطا  
کیا اور جو چار سو درہم جو تم نے تصدق کئے انقیاد جسم تم کو دیا۔ جس کو چاہو تم داخل بہشت کرو اور جس کو چاہو  
جہنم میں ڈال دو۔ بسبب میری رحمت۔ اس وقت بننا میرے نے فرمایا۔ میں قسمت کنندہ بہشت مدفن  
ہوں۔ موفقت فرماتے ہیں کہ اپنے بزرگان دین و مقربان بادگاہ رب العالمین میں فکر نہ کرنی چاہئے۔ اور  
جو کچھ ان سے خیر ہو پوچھے اس پر تمام تسلیم و انقباد میں رہنا چاہیے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسب ظاہر  
غوارضات معلوم ہوتے ہیں اور حقیقت میں مشتمل مصالح نامتناہی ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس لئے ہوں۔  
کہ جلالت و منزلت ان کی اور لوگوں پر ظاہر ہو۔

## فصل سائیس۔ بیان کینیت و شہادت فاطمہؑ اور بیان ان ظلم و جوہر کا جو منافقان امت سے پہونچے بیان پنج روزے والوں کا

ابن ابویہ نے بسند اپنے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بہت روزے والے پانچ شخص تھے۔  
آدمؑ و یعقوبؑ، یوسفؑ و فاطمہ بنت محمدؑ اور علیؑ بن الحسینؑ۔ لیکن آدمؑ پس مفارقت بہشت میں اس  
قدر روئے کہ دونوں رخصتوں پر انہما تندر و نہروں کے جاری رہتے تھے اور یعقوبؑ وہ مفارقت بہشت  
میں اس قدر روئے کہ نائینا ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کہا: بخدا سو گند یوسفؑ کو آپ اس قدر یاد  
کرتے ہیں کہ مشقت عظیم اٹھائیے گا۔ یا ہلاک ہو جائیے گا۔ لیکن یوسفؑ وہ مفارقت یعقوبؑ پر اس قدر  
روئے کہ اہل زندان ان کے رونے سے بچیں ہوئے اور ان سے کہتے: ات کو رو پیٹے اور دن کو پھین  
سے رو پیٹے۔ یا دن کو گریہ کیجئے اور رات کو خاموش رہیں۔ پس حضرت یوسفؑ نے زندانیوں سے کہا: اچھا  
رات کو روں گا یا دن کو۔ لیکن جناب فاطمہؑ پس وفات سرور کائنات پر اس قدر روئیں۔ کہ اہل مدینہ ان کے  
رونے سے تنگ آ گئے۔ اور بے چین ہو کر ان سے کہا: کہ تم نے زیادہ رونے سے تکلیف نازار دیا۔ پس  
جناب فاطمہؑ مقبرہ ہائے شہدائے اور میں جائیں اور جس طرح چاہیں روتیں اور پھر مدینہ میں تشریف لاتی

تھیں۔ لیکن علی ابن حسین اپنے بڑے گوارا امام حسین کی مصیبت پر بیس سال اور ہر روایت دیگر چالیس سال روئے اندکھی ان کے سامنے نہیں آیا کرتی۔ اور سرکبا وغیرہ کا اور ہرگز پانی نہیں پایا کہ اسے دیکھ کر نہ روئے ہوں۔ یہاں تک کہ حضرت کے ایک غلام نے جو آذو کر یہ تھا عرض کیا میں آپ پر قربان یا ابن رسول اللہ میں ٹڈتا ہوں کہ آپ دوڑتے دوڑتے آپ کو ہلاک کر دیں گے حضرت نے فرمایا میں اپنے اندر وہ غم و مصیبت کی شکایت خدا سے کرتا ہوں اور میں خدا کی جانب سے مانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ میں جب فرزند ان خاطر ڈہرا کو بلا کرتا ہوں۔ گریہ میرے گلہ گر ہو جاتا ہے۔ شیخ طوسی نے بسند معتبرین میں اس سے روایت کی ہے جب وقت رفات سرد کا تھا ہذا حضرت اس قدر روئے کہ آنسو پیش مبارک پر رواں ہوئے۔ لوگوں نے عرض کی کہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا میں اپنے فرزندوں کے لئے وقتا ہوں۔ اور جو کچھ ان سے بد لوگ بعد میرے لوگ کریں گے کو یا میں اپنی دختر فاطمہ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس پر بعد میرے غم و ستم جو ہے میں اندر وہ چلا رہی ہے۔ کہ یا تباہ یا تباہ اور میری امت سے کوئی اس کی نصرت و مدد نہیں کرتا۔ جب جناب فاطمہ نے اشارہ دے لگیں حضرت نے فرمایا اے دخترائے فاطمہ نذر۔ جناب فاطمہ نے عرض کی میں ان ستموں پر نہیں روتی۔ جو آپ کے بعد مجھ پر ہونگے۔ لیکن یا حضرت میں اپنی مفارقت بردوتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ بشارت ہو تو سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہوگی۔ اور تو ان میں سے سب سے پہلی ہوگی۔ جو اہل بیت سے مجھ سے ملحق ہوں۔ تطہر و زندگی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عرض آخر حضرت رسول میں حضرت فاطمہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا میری خبر مجھ سے کی گئی ہے میں کہ جناب فاطمہ روئے لگیں حضرت نے فرمایا یہ نہ کرو۔ میرے بعد دنیا میں بہتر روز نصف روز سے زیادہ نہ رہو گی کہ مجھ سے ملحق ہوگی۔ جب تک کہ میرے ہائے ہیبت کہانے لئے دلائل۔ یہ سن کر جناب فاطمہ خوش ہو گئیں۔ کلینی وغیرہ نے بسند بیان مصحف جناب فاطمہ صحیح روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ اپنے پلہ بزرگوار کے بعد کچھ روز دنیا میں رہیں۔ اور مفارقت والد سے ہمیشہ مخزون مغموم رہیں۔ جو جبرئیل آئے اور جناب فاطمہ کو تسلی و دلاستی اور ان کا دل بہلاتے اور حضرت رسول ان کے مکان کی خبر بیان کرتے۔ اور جو کچھ بعد ان کے فرزندوں پر گفتے گھاس کی خریدتے تھے۔ جناب امیراں باخدا و احکام کو لکھتے تھے۔ اور یہ مصحف فاطمہ ہے بسند صحیح دیگر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب سیدہ بعد اپنے پلہ بزرگوار کے کچھ تر روز دنیا میں رہیں۔ اہاں مدت میں جناب فاطمہ کو کسی نے ہنسنے نہیں دیکھا۔ اور مہنت میں دو وغیرہ روز و شبہ و چرخہ و ولایت قبور شہدائے امد کو مائیں اور نماز و دعا گریہ فرماتیں اور ہمیشہ یہی حال تھا یہاں تک کہ دنیا سے رحلت فرمائی۔ بعض کتب معتبر میں جناب امیر سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا میں نے حضرت

رسولؐ کو ان کے پیراہن میں غسل دیا۔ اور فاطمہؑ ہمیشہ کہتی تھیں وہ پیراہن مجھے دیکھا وہ جب وہ پیراہن دیتا اسے نہ دیکھ کر ہمیشہ جوہا تیں۔ اس لئے میں نے وہ پیراہن چھپا ڈالا۔ اور پھر نہ دیا۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی، بلالؓ ۲؎ مودن آنحضرتؐ نے اذان دینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ میں لہجہ حضرت رسولؐ اذان نہ دوں گا جناب فاطمہؑ نے کہا۔ میں چاہتی ہوں۔ اپنے باپ کے مودن کی اعادہ سنوں۔ جب یہ خبر بلالؓ کو پہنچی، اذان دینی شروع کی، جب بلالؓ نے ارشاد کیا کہ فاطمہؑ اپنے چہرہ پر ہلکا اور ایام معاشرت آنحضرتؐ کو یاد کر کے ضبط کر رہے نہ کر سکی، جب بلالؓ نے اشھد ان محمد اس سولہ اللہ کہا۔ جناب فاطمہؑ ایک نعرہ مار کر منہ کے بل گریں اور غش آگیا۔ لوگوں نے جاننا کہ سیدہؑ نے دنیا سے رحلت کی۔ اور بلالؓ سے کہا۔ اذان ترک کرو۔ کہ وہ فتر محمدؐ نے انتقال کیا، پس بلالؓ نے اذان کہنا موقوف کیا۔ اور تمام نہ کی۔ جب جناب فاطمہؑ پیش میں آئیں۔ اور بلالؓ سے کہا۔ اذان ختم کرو۔ بلالؓ نے انکار کیا اور کہا۔ اے بہترین نفل عالمیان میں ڈو تاہوں کتری اور دشمن کر آپ جاں بحق نہ ہو جائیں۔ پس جناب فاطمہؑ نے بلالؓ کو اذان سے موقوف رکھا ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی کہ جب حضرت رسولؐ کو سراخ ہوئی یعنی تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا تین چیزوں میں امتحان کروں گا۔ دیکھوں صبر تمہارا کیسا۔ حضرت نے فرمایا اے میرے ہمدرد گاہ مجھے تم پر قبول ہے اور مجھے طاقت و قوت نہیں۔ مگر تیری جانب سے وہ تین چیزیں کون ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا پہلے ان میں سے یہ ہے کہ آپ اور عیال کو اپنے اہل کہ بھوکا کھو اور فقیران محتاجان امت سے کہ اپنے اور اپنے اہل پر اختیار کرو حضرت نے فرمایا۔ اے میرے ہمدرد گاہ میں نے اختیار و قبول کیا اور راضی ہوا۔ اور پھر سے توفیق و صبر کا طالب ہوں۔ اور حق و تعالیٰ نے فرمایا دو سرا امر یہ ہے کہ امت کی تکذیب کرنے اور ان سے رسالت ترس و خوفت میں صبر کرو۔ اور اپنی جان میری راہ رضامین اختیار کرو۔ اور کافروں سے بچان و مال محاربہ کرو اور جو کچھ تم کو اہل فتناء سے نذیت و نازا دیہو سچے اور جس تمدنخ عالم و بوجہت جنگ میں پہنچیں ان پر صبر کرو۔ حضرت نے فرمایا پروردگار مجھے قبول ہونے میں راضی ہوا اور قبول کیا اور تجھی سے توفیق و صبر طلب کرتا ہوں۔ پھر حق تعالیٰ نے ارشاد کیا تیرے وہ جو تیرے بعد تمہارے اہل بیت پر نقل ہونا گدے کے گالیکن تمہارا بھائی علیؑ ابن ابی طالب۔ اسکو تمہاری امت سے سخت کلامی اور بہت تکالیف پہنچیں گی۔ اسکو حق سے محروم کریں گے۔ اور مشقت و تعب میں ڈالیں گے اس پر تم کریں گے اور آخراکام سے شہید کریں گے حضرت نے فرمایا میں نے قبول کیا۔ اور سطح و نفاذ و فوائد یاد ہوا۔ اور تجھی سے توفیق و صبر ہوتا ہے کہ فاطمہؑ تیری ہدف مغللوں ہوگی۔ اس کو میراث سے محروم کریں گے جو حق تم اس کو دے گے۔ اس کو اس سے غضب کریں گے۔ حد و انہ اس کے پہلو پر چکروں۔ عالم ہوگی۔ گرا دیئے۔ اس کے گھراؤ عوم مرا میں بے اذن داخل ہونگے۔

ذلت و خواری اسے گھیر لیگی۔ اور کوئی با شقیانے امت کو نظروں اور دستوں سے منع نہ کرے گا اور جو اس حدیث عظیم کے پچھلے میں شہید ہو جائے گا خود بھی اس شدت و جراحت سے شہادت پلے گی۔ حضرت رسول نے فرمایا۔  
 انا لله وانا اليه راجعون۔ پروردگار! میں نے قبول کیا اور مطیع و منقاد فرمانبردار بناؤں۔ اور تجھی سے توفیق و صبر حاصل ہوں۔ پس حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمدؐ تہدی بیٹی فاطمہؑ اور پسر عم علیؑ ابن ابی طالب سے دو فرزند متولد ہونگے۔ ان میں سے ایک کے بزرگوار شہید کریں گے۔ اور دوسرے کو تیری امت کے لوگ جہاد کے لئے طلب کریں گے۔ اور اس کو ظلم و ستم سے شہید کریں گے۔ اس کے بیٹوں۔ بھائیوں اور عزیزوں کے ساتھ قتل کریں گے۔ اس کی رحمت صادر کریں گے۔ اس کا خیمہ لوٹ لیں گے۔ اور وہ ہر حال میں مجھ سے نصرت و اعانت طلب کیے۔ اور میں نے اس کے اماں کے اہل بیت اور اس کے یاروں کے لئے شہادت مقدسہ کی ہے۔ اس کا قتل ہونا تمام اہل ذمین پر محبت ہو گا۔ جس اہل آسمان و زمین اس پر بحالت بے صبری گریہ کریں گے۔ اسی فرزند کی پشت سے ایک فرزند ظاہر کروں گا۔ اور اس پسر سے تہدی نصرت کروں گا۔ اور اب بھی صورت و مثال اسکی زیر و پیش ہے وہ زمین کو عدالت سے لہو سے گا۔ اس کا وہب لوگوں کے دلوں میں ڈال دوں گا۔ اور اس قدر منافقوں اور کافروں کو قتل کرے گا۔ لوگ کہیں گے اس قدر لوگوں کو کیوں قتل کرتے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ میں نے تیرا حکم قبول کیا۔ اور ملا علی بن ابی طالب سے توفیق دےنا اور صبر پر اعانت پاتا ہوں۔ اس وقت ناسخ تعالیٰ کی طرف سے آئے گی۔ کہ اوپر نظر کرو۔ جب حضرت اور نظر کریں گے۔ ایک شخص کو دیکھیں گے۔ نہایت خرم صورت اور غمگین اور سر سے پاؤں تک اس کے نور ساطع ہے۔ حضرت اس شخص کو اپنے پاس بلا لیں گے۔ وہ شخص حضرت پاس جا ہائے اور پہنے اور ایسے شان و عمارت سے آئے گا۔ اس کی پیشانی سے ہر خیر و سعادت نکلے گی۔ اس وقت درمیان دو ہم حضرت پر سر لیں گے حضرت دیکھیں گے کہ اس کے گرد سجد فرشتے اطراف کئے ہیں۔ کہ وہ ان فرشتوں کے بغیر خدا اور کوئی نہیں ہوتا یہ دیکھ کر حضرت فرمائیں گے۔ پروردگار! میرا پسر غضب کر گیا۔ اور کس لئے یہ فرشتے اس نے جمع کئے ہیں۔ جو گرد اس کے ہیں۔ اور حالانکہ تو نے مجھے وعدہ نصرت دیا ہے اور میں تیری نصرت کا منتظر ہوں اور اس جماعت کا جو تو نے حال بیان کیا ہے یہ میرے یا اور میرے اہل بیت ہیں اور مجھے ان سنتوں کی خبر دی جو بعد میرے ان پر گندہیں گے۔ اگر تو چاہے تو ان کے حق میں مجھے نصرت ان کے دشمنوں پر دے سکتا ہے۔ حالانکہ میں نے تیرے حکم کی فرمانبرداری قبول کی۔ اور راضی بناؤں۔ اور تجھی سے رضا اور صبر حاصل ہوں۔ اس وقت مجھے حکم پروردگار ہو گا۔ بھائی تیرا علیؑ ابن ابی طالب اس کی جوامیرے نزدیک یہ ہے کہ بعد میں اس صبر کے جو وہ کرے گا۔ میں جنت المادنیٰ لے لے چلا کروں گا۔ اور اس کی محبت کو بروز قیامت تمام خلائق پر غالب کروں گا۔ اور جو من کو تیرا اسے اختیار دوں گا۔ کہ تہا کے دوستوں کو اس حوض سے پانی دے۔ اور دشمنوں

کو اس سے منع کرے اور ہمیں کو اس پر سرد و سلامت کروں گا۔ کہ جہنم سے جا کر جس کے دل میں اس کی طرف سے بددعا  
 میٹگنی قدرہ محبت ہو نکال لائے اور منزل تم سب کی ایک درجہ ہیشت میں قرار دوں گا لیکن تمہارے وہ  
 فرزند مقبول و مظلوم و شہیدان سے بروز قیامت میں اپنے عرش کی ذمیت کروں گا۔ اور بروز قیامت ان  
 کو بعد من ان بلاؤں کے جو دنیا میں پہنچیں۔ اس قدر کرامت عطا کروں گا۔ کہ کسی کے دل میں بھی گندی  
 ہوگی۔ اور ان کی زیارت کرنے والوں کو بزرگ و گرامی لکھوں گا۔ اس لئے کہ اسے محمد ان کی زیارت کرنے والے  
 تمہاری زیارت کرنے والے ہیں۔ اور تمہاری زیارت کرنے والے میری زیارت کرنے والے ہیں اور مجھ پر لایتم  
 ہے کہ اپنی زیارت کرنے والوں کو بزرگ و گرامی رکھوں۔ اور جو کچھ مجھ سے مانگیں میں ان کو عطا کروں اور ان کو قیامت  
 میں ایسی جزا دوں گا جو دیکھے گا اس کی آرزو کرے لیکن تمہاری بیٹی فاطمہ زہرا ہیں اس کو قیامت میں نزدیک عرش  
 جگہ دوں گا اور ندا کروں گا۔ کہ میں نے تجھے اپنی خلائق پر حاکم کیا۔ پس جس کسی نے تجھ پر یا تیری اولاد پر ستم کئے  
 ہیں تو ان کے حق میں جو چاہے حکم کر ان کے حق میں تر سے حکم کو میں اجازت دیتا ہوں۔ پس فاطمہ زہرا عرصہ  
 محشر میں آکر حکم کریگی۔ جنہوں نے اس پر اور اس کی اولاد پر ظلم و ستم کئے ہیں۔ ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے۔  
**انجام مصائب زبانی حضرت رسولؐ**۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔  
 ایک دن جناب رسول خداؐ باجماعت اصحاب مسجد میں رونق افروز تھے۔ ناگاہ امام حسنؑ دروازہ سے آئے جب نظر مبارک  
 حضرت رسولؐ امام حسنؑ پر پڑی۔ بہت رستے اور فریاد الی یا ابنی میرے پاس آؤ میرے فرزند۔ ولبن من ولے  
 انیس ول مستند من حبیب امام حسنؑ آئے حضرت نے اپنے داہنے والوں پر بٹھالیا ہتھوڑی دیکھے بعد جناب امام حسینؑ  
 بھی آئے جب حضرت کی نظر مبارک امام حسینؑ پر پڑی قطرات عبرت آنکھوں سے ٹپکا کر فرمایا اے زور دیدہ من  
 ولے سورسید من میرے نزدیک آ۔ جب امام حسینؑ قریب آئے حضرت نے امام مظلوم کو بائیں نالوں پر بٹھالیا۔  
 بعد ایک ساعت کے خورشید تن عصمت و جلالت الیہ حورا جناب فاطمہ زہراؑ اظہار شواہد جب حضرت رسولؐ  
 کی نظر جناب سیدہ ہر پڑی بے اختیار رونے لگے۔ اور فرمایا۔ اے بیٹی میرے پاس آ۔ جب جناب فاطمہ قریب  
 آئیں۔ حضرت نے برابر اپنے بٹھالیا بعد ایک لمحہ کے حضرت سیدہ و صیالی مرتضیٰ نے منہ خود شیدہ ہاں تشریف  
 لائے جب حضرت نے جناب امیرؑ کو دیکھا اشک حسرت دیدہ مبارک حضرت سے جاری ہوئے اور کہا اے  
 ابن عم و اے انیس دل پر غم میرے نزدیک آ۔ پس ان حضرت اصحاب الیمین کو یعنی امیر المؤمنین کو اپنے دل سے پہلو  
 میں بٹھالیا۔ اصحاب نے عرض کی۔ اے سید عالم و اے اطرف اولاد آدم۔ اس کا سبب کیا تھا کہ ان شکوہ من  
 فلک عصمت و طہارت کو دیکھ کر آپ رونے لگے حضرت نے فرمایا قسم بخدا جس نے مجھے راستی جانب خلق ہمیں اور  
 جمع خلائق سے برگزیدہ کیا۔ کہ یہ چار گویا حضرت عصمت و طہارت اور پانچواں میں اپنے حق سزا و قالی کے نزدیک



گراں ترین نفلج ہیں۔ اور ہم سے گراں زیادہ کوئی حق تعالیٰ کے نزدیک نہیں اور کسی کو اپنے خلق سے ان سے زیادہ  
 وہمت نہیں رکھتا لیکن علی بن ابی طالب میرا بھائی اور دمساز اور میرا شہید ہے اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور  
 دنیا میں پیشوا ہے مومن و مومنین اور اہل بیت ہیں۔ علی کا دوست میرا دوست اور علی کا دشمن میرا دشمن ہے۔  
 حق تعالیٰ میرے گنہگار ان امت کو ہرکت دوستی علی بن ابی طالب بخش دیگا۔ اور مجرموں کی سیاہ کاری کو بڑھاتا ہے  
 ولایت محمد کو کھڑے گا۔ اس کے دشمنوں کو لعذاب الیم معذب کرے گا۔ اور میرا علی پر گریہ کا سبب یہ ہے کہ میرے  
 بعد میری امت کے جفاکار اس سے غدار مکر کریں گے منصب خلافت کو اس سے غصب کریں گے۔ اس کو  
 بے یار و مددگار درمیان جماعت کلاب اہل نادر و بدترین اشرار تبدیل کریں گے۔ ہمیشہ امت سے محنت مانے شاذ اس کو پیچھے لگا  
 اور یہ بگڑا ہی صبر کرے گا۔ اور ہمیشہ موافق نصیحت کے ہونا کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک بد بخت ترین امت فریت فرق  
 ممالک سلطان سر پر خلافت پر لڑے گا۔ اس کی ریش مہابک اس کے خون سے رنگین ہو جائے گی۔ اور یہ خدا سے  
 اس حال سے طاقت کرے گا۔ پھر فریاد لیکن فاطمہ وہ سببہ زنان عالمیان و مہتر و ہنر و تہنیاں و پسینیاں  
 ہے اور وہ میری پادشہ اور نور چشم من و مبدیہ دل من اور میری جان ہے۔ جس وقت فاطمہ قدم بیدویت  
 محراب عبادت میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اور چہرہ ہنوا غلام منور ہوتا ہے اور وہ  
 ضرر لگے ہفت آسمان کو دھکا دیتا ہے اور اسکی شعاع عرش عظیم کو نور دے دیتی ہے جس طرح ستارے اہل زمین کو نور بخشتے ہیں۔ اور  
 حق تعالیٰ وہ دن میں فرمود بات کرتا ہے میرے لاکھ اس ہندی یعنی فاطمہ زہرا کی طرف نظر کر دو جو کہ بہترین مخلوق ہے کہ جس طرح لاکھ  
 خدمت میں کھڑی ہے اور اس کو بیچ مناصل و اخفا پر خوند سے کس طرح کاٹتا ہے ہیں اور کوئی کول جیسے ماسوئی سے اٹھا کر میرے  
 ..... جناب اقدس میں متوجہ ہے۔ اسے گروہ ملائکہ گواہ رہو۔ کہ اس کے شیعوں اور مجہوں کو آتش جہنم سے میں  
 نے بیخود کیا اور اپنے عذاب سے میں نے ان کو نجات بخشی۔ جب میں نے اپنی جگہ گوسٹہ یعنی فاطمہ زہرا کو اپنے  
 بعد اس کی بے کسی و عزیز اور ان محنتوں پر جو کہ جفاکاران امت اسے پہنچائیں گے۔ دیکھا مار دئے گا۔ بہت طلبہ  
 ایسا ہوگا۔ اس کے گھبر میں جو کہ بہت انزوت عزت و مکرمت ہے بدمذلت و خواہی جائیں۔ اور اس کی حرمت  
 کی رعایت ذکر کریں گے۔ کسی کو اس سے شرم نہ آئے۔ خدا کو جو خدا نے اسے دیا۔ اس سے چھین لیں گے۔  
 اس کو اس کی میراث سے منع کریں گے۔ جس طرف نظر کرے نہ کوئی یاد رہے جو اس کی یاد رہی کرے اور نہ  
 دلسزد کہ اس کی عنقریبی کرے اور اس امت کے ہر عرم اس پر رحم اور اس کی حرمت کا پاس ذکر میں اور وہ فریاد  
 کرے کہ یا اباہ یا محمدؐ اور کوئی اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور جس قدر تضرع و زاری کرے کوئی اس کی نصرت و  
 مددگاری نہ کرے۔ ہمیشہ بعد میرے محزون و دودناک غم ناگ گریہ و زاری نالہ و پیراوی کرے کہمھی العفان جوی  
 کو یاد کر کے آہ مانو زدل پر غم سے کھینچے اور کبھی میری صحبت کو دل میں یاد کرے۔ اور آتش حسرت اس کے سینہ

سوزاں سے بہرہ کے اور جب کان لگائے اور آواز تلاوت قرآن جو میں تہجد میں پڑھتا تھا۔ سنے نار نار روئے۔ اور اپنے ماں باپ کی فدا کی عزت و دولت کو یاد کر کے اپنی مذلت و بیقراری پر نوحہ و بیقراری کہے۔ اس وقت حق تعالیٰ ظالم کو وہیل ملاد اعلیٰ و قدسیں عالم بالا کو بد کرداری خاطر بھیجے اور اس کا مونس و مہدم کہے۔ اور اسے غلامانہ ..... مریم دختر عمران کہے کہ یا فاطمہ! اقسنتی لس بلك واصجدی وارکعی مسح لیساک عین یعنی اسے ڈال کر اپنے پروردگار کے لئے قنوت و حضور کر اور سجدہ رکوع کر پھر رکوع کرنے والوں کے اس وقت اس جہالت سے صاحب فرش ہو جائے۔ درد کی شدت ہو۔ اور فرش درد عالم پر بیگیس و غریب پڑی ہو اور حق تعالیٰ ملاد عیسیٰ کو اس کی دلجوئی اور پرستاری کے لئے بھیجنے کہ وہ وحشت و بیگیس میں اسکی مونس و ندیم ہو اور مرض و الم میں اس کی تیمار داری کرے۔ اور جب مرض عالم و جفا کے امت سے جنگ آنے وقت گناہ پنہاں میں بلند کرے اور کہے خداوندائیں تیری مشتاق تھا ہوئی، اور زندگی سے سیر ہوتی ہوں ملادائیں امت کی جفا سے تنگ آگئی ہوں اور محنت ہائے دنیا سے ملادائیں میں پند بندگوار سے ملحق ہوں پس حق تعالیٰ نے حق تعالیٰ بچے روضات رضوان اور عرفات جنان میں پند بندگوار سے ملحق فرمایا پس حق تعالیٰ اسے مجھ سے ملحق کرے گا۔ اور سب سے پہلے جو مجھ سے میرے اہل بیت سے ملحق ہو گا وہ فاطمہ ہے۔ اور جب علیین و مجروح میرے پاس آئے گا میں تشریح بدگاہ قاضی الحاجات بلذ کروں۔ اور فریاد کروں کہ خداوندائے ظالمان فاطمہ کو اپنے عذاب سے موزب کر۔ اور جس نے میری جگر گوشہ کا حق غضب کیا۔ اس پر اپنے وبال و نکال سے عذاب کر۔ اور جس نے اسے ذلیل و خوار کیا تو اسے ذلیل و خوار کر۔ اور اسے ہمیشہ آتش جہنم میں مہتمم رکھے۔ جس نے اس کے شکم پر دروازہ گرایا اور اس کے فرزند کو شہید کیا اور جو دعائیں کروں گھڑی آسمان کے فرشتے آئیں کہیں گے۔ بعد اس کے حضرت نے فرمایا لیکن حسن وہ میرا پیارا اور علی شہم اور سرور بسینہ و خرد دل ہے۔ اور سید و جہتر و بہتر جو انان اہل بہشت بنے۔ اور بعد اپنے پدر کے محبت و علیہ ہے جسے خلافت ہے۔ اس کا کہا میرا کہا۔ اور اس کا کیا میرا کیا ہے۔ جس نے اس کی متابعت کی۔ اس نے میری متابعت کی اور جس نے اس کی مخالفت کی۔ اس نے میری مخالفت کی جب میں نے حسن پر نظر کی۔ جو قسم اس پر گندیں گے۔ مجھے یاد آئے۔ اور اس کی بے کسی و غریبی و مظلومی پر میں رونے لگا۔ اس لئے کہ بعد میرے اس کے اصحاب اسے عزیز و بے یار در میان دشمنان جفاکار چھوڑ دیں۔ اور وہ ہمیشہ محنت و مشقت و پریشانی میں رہے گا۔ یہاں تک کہ اسے زہر قہر سے شہید کریں اور ظالمک ارض و سما کو وہیل ملاد اعلیٰ اس پر گریہ و بیقراری اور آسمان و زمین اس کی مصیبت پر ناہ و لاری کریں۔ اور مرغان ہوا و ماہیوں دنیا اس کی غریبی و کسی پر نوحہ و فریاد کریں۔ جو کوئی اس کی مصیبت پر اشک خویش آنکھوں سے ٹپکائے۔ ہر روز قیامت جبکہ آنکھیں سب کی نابینا ہوگی۔ اس کی آنکھ روشن رہے اور اس کی تعزیت میں اندوگین

رہے۔ بروہن جیکر دلہائے نملائق غم گیس ہوں۔ اس کا دل شاد و خرم ہو اور جو کوئی اس امام مظلوم کے روضہ  
 مہر کی زیارت کرے وہ صراط پر ثابت قدم رہے جس روز کہ قدر ہلے خلائق صراط پر لڑناں ہوں۔ ولیکن حسین  
 پس وہ میرا فرزند و لبند و انیس دل مستند ہے اور وہ بہترین مردان اور امام مسلمانان ہے بعد اپنے باپ اور  
 امانی کے فریاد رس درماندگان اور حجت خداوند عالمیان اور بہترین جو انان اہل جان ہے۔ درگاہ رستگاری  
 و فیروزی امت ہے اس کا حکم میرا حکم اور اس کی اطاعت میری اطاعت۔ جب میں نے اس کو چشم کو دیکھا۔  
 اس کی مغربی بیکسی اور پریشانی پر میں روضے لگا۔ اس نے کہ اس امت کے بد بخت اس کا قصہ قتل کریں۔  
 اور وہ مدینہ میں آئے۔ اور میرے حرم محترم و روضہ مکرم میں پناہ لے اور اسے وہاں بھی امان نہ دیں۔ اور  
 میری کسی وصیت میں اس کی رعایت نہ کریں۔ اس کے حرم سے شرم نہ کریں۔ اسے مجبور کریں پس میں خواب  
 میں اس سے ملاقات کروں۔ اور اس کا سر اپنے سینے سے نکاؤں اور اسے حکم کروں کہ میرے روضے سے ہجرت  
 کرے۔ اور اسے بشارت دوں کہ اس امت کے جفاکار۔ تجھے شہید کریں گے۔ اور تو بسعادت شہادت شرف  
 ہو گا۔ یہ سن کر وہ جگر گوشہ من با چشم گریاں و دل بربایاں میری مرقہ مطہر سے مفادقت کرے اور جانب زمین  
 کر بلا محنت و عناد قتل شہیدان آل عباس تو مجبور ہو اور کئی ہزار میری امت کے بد بخت اس پر تیغ بید و کھینچیں۔  
 اور ایک گروہ مسلماناں اس کی نصرت و مددگاری کرے کہ وہ گروہ بروز قیامت بہترین شہیدان امت ہوا۔ اور  
 ایک گروہ اشتیاق اس مظلوم کی بلا کو گہرے اور تیریاں کرے اور حب میرا وہ نوزویدہ گھوڑا سے زمین پر گر  
 پڑے وہ وسیعہ اس کا سر مبارک مثل گنبد کاٹ لبس۔ یہ حضرت نے فرمایا۔ اور آہ سرد دل پرورد سے کھینچ کر  
 رونے لگے۔ حاضرین سے غلغلہ شور و خروش اور صدائے زحمت جاری بلند ہوئیں۔ اس وقت حضرت اٹھ  
 کھڑے ہوئے اور سر آسمان کی طرف کر کے فرمایا۔ خداوند اچھو کچھ ظلم و ستم اس گروہ تمگاد سے میرے اہل بیت گندیج  
 ان کی شکایت میں تجھ سے کرتا ہوں۔ یہ فرما کر حجرہ ظاہرہ میں تشریف لے گئے۔ بسند معتبر جناب امیر سے روایت  
 کی ہے فرمایا۔ ایک روز میں اور فاطمہ و حسنین حضرت رسول کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ حضرت ہماری  
 طرف دیکھ کر رونے لگے۔ میں نے عرض کی۔ یا حضرت آپ کے رونے کا کیا سبب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میری  
 امت جو میرے بعد تم سے سلوک کریگی۔ اس پر دو تا ہوں۔ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ وہ کیا ہے۔ حضرت نے  
 فرمایا۔ میں اس نصرت سے ڈرتا ہوں جو تمہارے سر پر لگائیں گے۔ اور اس دروازے سے جو فاطمہ کے پہلو پر  
 گرائیں گے۔ اور نیزہ جو ران حسن پر ماریں گے۔ اور اس کو زہر سے شہید کریں گے۔ اور حسین کے ظلم و ستم قتل  
 ہونے پر دو تا ہوں۔ جب اہل بیت نے رکعت سے یہ خبریں سنیں سب کے سب رونے لگے ہیں نے عرض کی۔ یا  
 حضرت ہم کو ہمارے پردہ و گلارے نہیں پدا کیا۔ مگر واسطے بلا حضرت نے فرمایا۔ اے علی! شاد و خوش رہو۔

کہ خدا نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ تمہیں دوست نہیں رکھتا مگر مومن اور تمہیں دشمن نہیں رکھتا مگر منافق۔ ابی بن ہریرہ شہد شہد نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے وقت وفات جناب امیرؓ سے فرمایا تم پر سلام خدا ہو۔ اے پسر دو گل یوستان من اے ملی میں تمہیں اپنے دو ریگنا گھستا یعنی حسینؑ کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ ان کو محترم رکھنا بہت جلد تمہارے دور کن خراب و برباد ہو جائیں گے۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت کی جناب امیرؓ نے فرمایا۔ ایک رکن میرا خراب ہوا۔ جب جناب فاطمہؑ نے وفات پائی دو سرا رکن خراب ہوا۔ حضرت عائشہؓ اور بیان فضائل اہل بیت۔ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جس مرض میں حضرت رسولؐ نے دنیا سے انتقال کیا۔ فاطمہؑ کو بلایا۔ جب جناب فاطمہؑ ظاہر ہوئیں۔ انکی رفتار مانند سیدہ ام کلثومؑ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر نزدیک آئیں فاطمہؑ کو اپنے پہلو میں بٹھاؤ کوئی راز ان سے کہا۔ دو روئے لائیں۔ پھر وہ سولہ ماہ بیٹھے لگیں جب بعد وفات سرور کائنات جناب فاطمہؑ سے ہم نے پوچھا۔ فرمایا۔ پہلے مجھے حضرت نے کہا۔ جبرئیلؑ ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید مجھ پر عرض کرتے تھے۔ اور اس سال دو بار عرض کیا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے اس سال دنیا سے رحلت کرنا توکل اور تیرے سزا مند بعد میرے ظلم و ستم رسید ہونگے میں رخصت کرنے لگی۔ دوسری دفعہ حضرت نے فرمایا۔ بروایت دیگر حضرت نے فرمایا۔ کیا راضی نہیں۔ کہ سیدہ ذہاب عالمیان ہے۔ اس وجہ سے میں خنداں ہوئی۔ ایضاً۔ روایت ہے کہ جب سیدہ اہلیا نے بہالم تہ رحلت فرمائی جناب سیدہ ہمیشہ محزون و غمگین رہتیں اور عصابہ درد و الم محترم پر باندھے رہتیں اور جسم مبارک حنیف و نجیف ہو گیا تھا اور ارکان عزت و درم پر ہم ہونگے تھے اور ہمیشہ آلودہ ہائے حقدوں سے جاری تھے اور دل سوختہ جگر فروختہ تھیں۔ گھڑی گھڑی غش آجاتا تھا۔ حسینؑ سے کہتی تھیں۔ تمہارے مانا کہاں میں جو تمہیں گھڑی گھڑی گود میں بیٹھے تھے۔ کہاں میں تمہارے ناکا کہ سب خلق سے تم پر زیادہ مہربان تھے۔ اندر تھوڑے تھے کہ تم زمین پر چلو۔ اور ہمیشہ چاہتے تھے کہ ان کی گود اور کندھے پر رہو۔ اب بگھلائی نہیں کہ وہ اس دروازہ کو کھولیں اور میرے بیت الاحزان میں آئیں۔ اور اب میں نہ دیکھوں کہ تمہیں کندھے پر بٹھائیں۔ جس طرح ہمیشہ تم کو درش مبارک پر بٹھاتے۔ باسانید معتبر سلیم بن قیس ہمدانی وغیرہ سے روایت کی ہے۔

بیان حدیث قرطاس کہ کہ مسلمان و عباس نے کہا۔ جب مرض حضرت پر شدید ہوا۔ اور جماعت مہاجرین و انصار بالین سیدہ ام کلثومؑ حاضر ہوئے اور حضرت یہ جانتے تھے کہ میرے اصحاب علیؑ ابن ابی طالبؑ کی جمیت پر وفات نہ کریں گے۔ اس وجہ سے فرمایا۔ اے گروہ مردم ایک دو ات اور صحیفہ میرے پاس حاضر کرو کہ تمہارے لئے ایک ایسا نام لکھوں کہ میری وفات کے بعد تم ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے انتخاب کو چونکہ معلوم تھا کہ حضرت چاہتے ہیں کہ خلافت جناب امیرؓ کو تھریہ کریں۔ اس لئے کہا۔ اس مرض پر بیماری نے غلبہ کیا ہے اور مذاہبان کہتے ہیں کہ کتاب خدا ہم کو کافی ہے۔ اس کی کتاب دھرم کی ہم کو حاجت نہیں اور ایک جماعت اصحاب نے





امیر شمشاک اپنے مجروح طاہر کی طرف تشریف کے گئے۔ اور فرمایا: اب اس قرآن کو تم لوگ تا ظہور قائم آل محمد نہ دیکھو گے البکر نے دوسری دفعہ جناب امیر کو بلایا کہ بیعت خلیفہ رسول خدا کریں۔ جناب امیر نے کہا بیجا۔ اے ابو بکر کس قدر جلد تو نے جناب رسول خدا پر افترا کیا۔ جمیع مہاجرین و انصار جانتے ہیں۔ چھوٹے کیا اور بڑے کیا۔ کہ خدا اور رسول خدا نے مجھ میرے کسی کو تم پر خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ جب جناب امیر کا یہ پیغام ابو بکر کو پہنچا۔ ابو بکر نے کہا علی نے سچ کہا ہے رسول خدا نے مجھے خلیفہ نہیں کیا ہے۔ یہ سن کر عمر شمشاک ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ابو بکر نے مصالحتاً کہا تم بیٹھ جاؤ۔ یہ کہہ کر ابو بکر جناب امیر پاس کسی کو بھیجا۔ اور کہا کہہ دینا: امیر المؤمنین ابو بکر آپ کو بلا تے ہیں۔ جناب امیر نے کہا بیجا۔ ہنوز عہد رسول خدا تم سے قریب ہے۔ لیکن تم نے فراموش کیا۔ کہ خدا نے مجھے امیر المؤمنین کیا۔ اور مجھے اس اسم سامی سے اپنا مخصوص کیا۔ اور حضرت رسول نے تم کو حکم دیا کہ مجھے اس لقب گرامی سے سلام کریں۔ کیا تم نے سنا نہیں۔ کہ حضرت رسول نے فرمایا ہے کہ علی امیر مومنان و سید بہترین... مسلمانان و عامل لوائے محمد و صاحب کرامت و محمد ہے اور خداوند عالمیان ہر روز قیامت علیؑ کو صراط پر بٹھائے گا۔ کہ اپنے دوستوں کو حضرت و شرف و داخل ہیبت کرے۔ اور دشمنوں کو بذلت و خودی جہنم میں ڈال دے۔ جب یہ پیغام ابو بکر کو پہنچا۔ پھر عمر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک علیؑ کو تھل نہ کروں گا کام خلافت کا مستحکم مضبوط نہ ہو گا۔ اسے ابو بکر مجھے جلنے دو۔ کہ علیؑ کا سر کاٹ کر لے آؤں۔ پھر ابو بکر نے مصالحتاً عمر کو کہا بیٹھ جاؤ۔ اور پھر کسی کو کہا بیجا کہ ابو بکر آپ کو بلا تاتے۔ پھر جناب امیر نے قبول نہ فرمایا۔ اور

بیت حاشیہ صفحہ ۲۲۲۔ منافقین اور منافقین کے کردار سے واضح طور پر واقف رہتی اور گمراہ و ہرقتی منافقین جو اہل بیت کے خلاف تھے۔ اور حکومت کا ساتھ دے رہے تھے اور اہل اسلام میں شہور تھے بزرگ قدر طبقہ نے ان لوگوں کی تشہیر کر دینے کیلئے اس قرآن کو جاری کرنے سے انکار کیا۔ اور خود قرآن پاک اپنی مرضی سے ترتیب دیکر جزو اول ترتیب کے خلاف بنے اور بیان کو مینڈو کہے جاری کر دیا۔ اور جوعہ تک دنیا میں چل رہے تھے۔ اجماع متین قرآن پاک درست ہے اگرچہ ترتیب میں فرق ہے کلی آیات و کچھ اور مدنی آیات آئے کر دی ہیں۔ اسی نے جناب امیر نے موجودہ قرآن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ تیس سیپا سے جو نازل ہوئے تھے مکمل ہیں صرف ترتیب کا فرق ہے اور ایمان کا لانا بھی متن پر واجب ہے شرح پر نہیں۔ اور اہل سنت نے اس بیان بشرح کرمات قرأت میں حفاظ کی کمی زبانی سے محروم کیا۔ اور ان کو ماننا غیر ضروری قرار دے دیا۔ عوام کو فرقہ امامیہ کے خلاف ابھرانے کے لیے یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا قرآن پر ایمان نہیں ہے غلط ہے اہل بیت نے اس موجودہ متن قرآن کی تصدیق فرمائی ہے جو یہ اہل شیعوں پر لگانے وہ کذاب ہے لہذا جناب امیر نے اپنا حج کر وہ قرآن حبیب حکومت نے نام منظور کر دیا۔ تو اپنی ادوار کو دیدیا جو سلسلہ سلسلہ قائم آل محمد کے پاس پہنچا۔ آپ اس قرآن سے منافقین اور ان کی اتباع کرنے والوں پر نام دیکھا دیکھا کہ عتبت قائم آل محمد کے سزا دیں گے۔

(کوثر کبیر بلوی معنی عن)

ارشاد کیا میں مشغول تعمیل وصایا حضرت رسول ہوں۔ جب یہ پیغام پہنچا اس وقت ابو بکر و عمر نے کہا کہ جناب امیرِ مہمیت دکریں گے۔ اس وقت عمر نے قنفذ شقی کو آزاد کیا، نوا عمر کا غلام تھا۔ اور نفاق و شقاوت میں دو صوا ز شقی صورت و دشتی خصلت میں مشہور تھا۔ ہمراہ خالد بن ولید اور جماعت بدر نجتان قوم دروازہ اہل بیت رسالت و حجرہ عصمت و طہارت پر پہنچا اور کہا۔ جناب امیر کو لے آؤ۔ گھر سے مسجد میں کر ان سے بیعت لی جائے۔ جب یہ لوگ دروازہ عزت و سعادت و مریم و نعمت و جلال و دولت مراٹھے اہل بیت رسالت پر پہنچے۔ جرات نہ پڑی کہ بغیر اجازت گھر میں آئیں۔ اجازت مانگی۔ جناب امیر نے اجازت نہ دی۔ اس وقت یہ لوگ پھر گئے۔ اور کہا۔ علیؑ گھر میں آئے کی اجازت نہیں دیتے۔ اور ہمیں اس قدر جرات نہیں کہ ہم بلا اجازت داخل خانہ رسول خدا ہوں۔ اس وقت یس بن کر عمر نے ان کو ڈانٹا۔ اور کہا۔ تمہیں علیؑ کی اجازت سے کچھ مروا لائیں۔ جاؤ جس طرح ہو سکے۔ ان کو لے آؤ۔ اس دفعہ ثانی بھی ساتھ تھے۔ جب در دولت پر پہنچے۔ بے شرمی و بیعتی طائی سے دروازہ پر شور و غل جمانے لگے۔ عمر نے دروازہ پر لالت مار کر کہا۔ اے سپر اہل طالب دروازہ کھول دو۔ جناب امیر مہم فرماتے اور ان کے معترض نہ ہوتے تھے۔ آخر کار جناب خاتون رنگار بیتاب و بغیرار ہو کر دروازہ کے نیچے آئیں۔ شدت درد الم سے عصاب بر یہ باندھے تھیں۔ جسم شریف بسبب مصیبت رحلت حضرت رسالت ضعیف و نحیف ہو گیا تھا۔ فرمایا۔ اے عمر ہم مصیبت زدوں سے کیا چاہتا ہے۔ ہم کہ ہماری مصیبت و حالت پر چھوڑ دو۔ عمر نے کہا۔ دروازہ کھول دو۔ ورنہ تمہارے گھر میں آگ لگا دوں گا۔ اور تم کو حیلے و تیاہوں۔ جناب فاطمہؑ

لے۔ روایت مفصل طور پر پکتب اہل سنت میں ہے اور ان ہی لوگوں سے بلا ضرورت نے رقم کی ہے جس کا یہاں پر ہم اصل عبارت چھوڑ کر اردو ترجمہ کتاب السیاسة والامانت مصنفہ امام اہل سنت فقہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوی کی کتاب جداول مطبوعہ مصر سے تحریر کرتے ہیں۔ جو صاحبان مطالعہ کے لئے مشعل کاکام دے گا۔ ایک جماعت علیؑ کے ہمراہ تھی جس نے بیعت ابو بکر سے انکار کر دیا تھا۔ پس عمر بن خطاب ان کے پاس آیا۔ اذنا وازدی۔ جبکہ وہ علیؑ کے مکان میں تھے۔ انہوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ عمر نے اسی وقت لکڑیاں منگوائیں۔ اور کہا۔ خدا کی قسم باہر آتے ہو واکہ اس مکان کو مع ان کے جو اندہ ہیں آگ لگا دوں۔ عمر سے کہا گیا۔ اس وقت تو قنطربیت رسول بھی ہیں۔ عمر نے کہا۔ اگرچہ فاطمہؑ بھی اندہ ہوں۔ پہنک دوں گا۔ پس سوائے علیؑ کے سب لوگ باہر آئے اور بیعت کر لی۔ پس اس نے یہ لگان کیا کہ علیؑ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن مجید نہ لکھا جائے گا۔ ہر نہ لکھوں گا۔ رواد اور ہوں گا۔ اس وقت جناب فاطمہؑ دروازہ پر کھڑی کہہ رہی تھیں۔ بچے ایسی قوم سے کوئی عہد نہیں ہو سکتا۔ جو بڑی طرح آئے تم نے یہ میر علیہ السلام کی بیعت ہمارے ہاتھوں میں آ۔ دی۔ اور خود اہل و ریاست کے طے کرنے میں سہمک ہو گئے۔ اور ہم سے اس کے متعلق پوچھا تک نہیں۔ (باقی صفحہ ۲۲۹)



نے فرمایا کیا تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور یہ چاہتے ہو کہ بغیر میری اجازت میرے گھر میں چلے آؤ۔ یہ خانہ اہل بیت رسالت و بیت الحرم عزت و جلالت ہے۔ اس حرم محترم سے شرم کرنا اور یہ جوہر مستقیم جائز نہ رکھ کر عمر نے جناب فاطمہ کے کلام پر بالکل اعتقاد نہ کیا۔ اور لکڑیاں منگا کر دروازہ جلا دیا۔ جناب فاطمہ فریاد کرنے لگیں کہ یا ایتساہ یا رسول اللہ اور پھر گھر میں آنے سے منع کیا۔ مگر عمر نے کچھ پاس دیکھا اور غلاف شمشیر کا سرا پہلوئے جناب فاطمہ پر مارا۔ وہ مظلوم پھر فریاد کرنے لگیں۔ ثانی نے تازہ پانہ بلند کر کے دست مبارک جناب فاطمہ پر مارا۔ حضرت سیدہ فریاد و فغان کرتی تھیں۔ یا ایتساہ اپنے اہل بیت کا حلال ملاحظہ کیجئے۔ اس وقت جناب امیر نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۲۔ اور نہ ہمارا حق ہم کو تم لوگوں نے واپس دیا۔ پس عمر نے اس وقت آن کر ابو بکر سے کہہ دیا کیا تم بہت ایسے مخالفت کرنے والے کہ نہ دیکھا دے گے۔ ابو بکر نے اپنے غلام تنفذ کو علی کی طرف بھیجا علی نے اس سے کہا کیا کہن چاہتے ہو۔ تنفذ نے کہا۔ خلیفہ رسول نے آپ کو بلایا ہے۔ علی نے کہا کہس قدر جلد تم لوگوں نے رسول پر پھوٹا باندھا ہے۔ تنفذ نے یہ کلام علی کا آن کر ابو بکر سے کہہ دیا۔ اس وقت ابو بکر عرصہ تک روتے رہے۔ عمر نے دوبارہ کہا علی کو جہالت مت دو۔ ابو بکر نے پھر دوبارہ علی کو بلائے کے لئے تنفذ کو بھیج دیا۔ اس وقت اس نے کہا۔ یا علی ۲۱ امیر المؤمنین آپ کو بیعت کرنے کے لئے بلا رہے ہیں علی نے بلنڈ آواز میں جواب دیا۔ سبحان اللہ ابو بکر جس منصب کا اہل نہیں۔ اس کا دعویٰ کرتا ہے۔ تنفذ نے ان کو یہ کلام بھی ابو بکر سے کہا جس کو سن کر ابو بکر دیر تک روتے رہے۔ اس کے بعد عمر ایک ساعت کی محبت میں خاندان فاطمہ پر آئے اور دروازہ کھریا۔ جب بنت رسول نے ان کی آواز میں بلنڈ آواز سے چلائی۔ بابا جان تمہارے روتے کے بعد خطاب کے بیٹے اور قحاذ کے بیٹوں کے ہاتھوں لیا گیا نکالین ہم اہل بیت کو پھینچیں۔ قوم تو جناب سید کی فریاد کر رہے تھی کہ اس کو ہاتھوں لوت گئی روتی ہوئی۔ اور عمر چند امیروں محبت وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ انہوں نے علی علیہ السلام کو گھر سے باہر نکال لیا۔ اور ان کو ابو بکر پاس بلائے۔ ان سے خواہش کی ابو بکر کی بیعت کر لیں گے کہا اگر میں نہ کروں پھر کیا کرو گے۔ عمر اور انکی پارٹی نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اسے علی پھر تم کو قتل کر دیں گے۔ علی نے کہا کیا تم خدا کے بندے اور اس کے رسول کے بھائی کو قتل کر دو گے۔ عمر نے جواب میں کہا اسے علی عبد اللہ ہو تا تم اور بلند رسول جو نے دعویٰ غیر مسلم یہ سدا گفتگو ابو بکر خاموش سننے رہے۔ عمر نے پھر ابو بکر سے کہا۔ کیا اس معاملہ میں کوئی حکم نہیں دینا چاہیے۔ ابو بکر نے کہا جب تک فاطمہ علی کی طرف زاری میں ہے کسی بات میں اسکو مجبور کرنا نہیں چاہتا۔ اس وقت علی فریاد رسول سے بڑھ کر جو نہیں مارتے ہوئے اور روتے ہوئے قرقر رسول سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ اے میری ماں جانے بھائی قوم نے مجھ کو یہ حقیقت سمجھا۔ اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر لیں۔ اسکے بعد عمر نے ابو بکر سے کہا۔ چلو ہمارے ساتھ فاطمہ کے کان میں تجھیں ہم نے فاطمہ کو غضبناک کیا ہے پس سب کے سب فاطمہ کی طرف گئے۔ اور اندانے کی اہمازت مانگی۔ فاطمہ نے اجازت نہ دی پس علی کے پاس آئے کہ کچھ کہا سنا۔ علی ابو بکر اور عمر کو اندازے لگئے جب دونوں سید کے سامنے بیٹھ گئے۔ تو جناب نے دیوار کی طرف منہ پھیر لیا۔ دونوں نے سلام کیا۔ فاطمہ نے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ حالت ایسی رہی کہ اور ہمیشہ کے لئے ان میں اور فاطمہ میں جدائی پڑ گئی۔ (دکھو شہر بھڑیوںی معنی عنہ، لہ حاشیہ صفحہ ۲۰۶ پر ملاحظہ کریں۔)

اور کشتانی کو زمین سے بلند کیا۔ اور سے مارا۔ ناک و گردن اس کی زخمی کر ڈالی۔ اور چاہا کہ قتل کریں مگر وصیت  
 آنحضرت یا دکنی آنحضرت نے فرمایا۔ یا علی بہت جلد چھٹا کاران امت تم سے غزوہ مکہ کریں گے۔ تمہاری  
 بیعت کو توڑ ڈالیں۔ میرے عہد پر وفادہ کریں۔ اور تمہیں سبکس و تنہا شقیہ میں چھوڑ دیں۔ یا تم مجھ سے بجز لہ  
 اردن کے موسیٰ سے ہو۔ جس طرح قوم موسیٰ نے اردن کو چھوڑ دیا۔ اور عبادت گو سالہ سامری کا اختیار کیا اسی  
 طرح میری امت بھی تم کو چھوڑ کر اس امت کے گو سالہ سامری..... سے بیعت کریں گے۔ ہمناب امیر نے آنحضرت  
 سے پوچھا۔ جب آپکی امت کے لوگ مجھ سے ایسا کریں گے۔ اس وقت میں ان سے کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا۔  
 اگر دوست اور ناصر لیں تو ان سے جہاد کرنا در نہ صبر کرنا۔ اور ان سے اتھ اٹھانا۔ ان کے معاملات کو ہمدرد گار پر  
 چھوڑ دینا۔ اور جب ناصر یا اور پانا جہاد کرنا۔ یہاں تک کہ میرے پاس آؤ۔ اور خون تمہاری شمشیر سے ٹپک رہا ہو پس  
 جناب امیر نے بقتضائے وصیت جناب رسول خدا ثانی کو چھوڑ دیا۔ اور فرمایا میرے سپرد صفا کھشیدہ میں قسم کھا آہوں  
 اس خدا کی جس نے محمد کو یہ بھیجی گرامی کیا۔ اگر وصیت رسول مجھے مانع نہ ہوتی۔ اس وقت معلوم ہوتا۔ کہ میری  
 بے اجازت تو گھر میں چلا آتا ثانی نے کسی کو مسجد میں بھیج کر اپنے ساتھیوں سے اور کل منافقین سے نصرت و  
 مدد گاری چاہی۔ یہ سن کر منافقین فوج فوج..... کی نصرت و مدد گاری کو آئے۔ یہاں تک انہوہ واڈوام  
 ہو گیا۔ خالد بن ولید نے شمشیر کھینچ کر جناب امیر پر حملہ کیا۔ جناب امیر نے اس پر حملہ کر کے چاہا قتل کر دیں۔ مگر  
 لڑگوں نے بخی رسول خدا جناب امیر کو قسم دی۔ جناب امیر نے خالد کو چھوڑ دیا۔ مسلمان۔ ابو ذر۔ مقررہ۔ عمار۔  
 یحییٰ اسلمی رضوان اللہ علیہم جناب امیر کی نصرت و مدد گاری کو اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب اقدہ گرفتار عظیم ہوا۔  
 جناب امیر نے ان کو منع کیا۔ اور فرمایا۔ مجھے ان افرقیہ کے ساتھ چھوڑ دو۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے حکم نہیں دیا کہ  
 اس وقت ان سے جہاد کروں۔ وہ افرقیہ امت گلوئے مبارک حضرت میں رسیان ڈال کر مسجد میں لے گئے۔  
 وہ روایت دیگر جب دروازہ رد دولت پر پہنچے اور جناب فاطمہ اقدہ آنے سے مانع ہوئیں۔ اس وقت منافق

۱۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۹۔ اس واقعہ پر دشمن ڈالنے ہوئے صاحب کتاب اللیل داخل مطبوعہ پر امام ابی حفص  
 ابی ہاشم عبدالمکریم شہرستانی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ان عمر ضرب بطن فاطمہ علیہا السلام لیر البیعة حتی  
 القت المحسن من بطنها او کان یصیح احرقوا ہا بمن فیہا ما کان فی الدار غیبر علی وفا حلیمة و  
 الحسن والحسین یعنی حضرت عمر نے جناب ابو بکر کی بیعت کے روز دشمن فاطمہ پر چوٹ لگائی جس کی وجہ سے ماجزہ محسن ساقط  
 ہوا۔ حضرت عمر اس وقت بلند آواز سے چیخ رہے تھے کہ علوہ اس گھر کو اور جو کوئی بھی اس گھر کے اندر ہے حالانکہ جناب ابو بکر کا  
 درجہ اقدس کہ اس گھر میں رہائے فاطمہ۔ علیؑ اور حسینؑ کے دو سرا کوئی نہیں۔ (دکنہ بھڑیوی عقی سنتہ)

نے بروایت دیگر ثانی نے تازیانہ بازو سے جناب فاطمہؑ پر مارا کہ بازو جناب سبیدہ کا مضروب ہو کر سوچ گیا۔ مگر پھر بھی جناب فاطمہؑ نے جناب امیر سے لائقہ نہ لیا۔ ادا مان لوگوں کو گھر میں آنے سے منع کیا۔ یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہؑ پر گرا دیا۔ جس نے پسلیوں کو شکستہ کر دیا۔ اور اس فرزند کو شکم میں تھا حضرت رسولؐ نے جس کا نام محسن رکھا تھا شہید کر دیا۔ اور سیدہؑ نے بھی اسی مدد میں مریت سے انتقال کیا۔ بروایت دیگر میز بن شہید نے حکم حضرت دوم دروازہ شکم محترم جناب فاطمہؑ پر گرا دیا۔ اور ان کے فرزند محسن کو ان کے شکم میں شہید کیا۔ پھر جناب امیرؑ کو مسجد میں لے گئے۔ جیسا کار و اشقیائے امت پیچھے پیچھے تھے۔ اور کوئی نصرت و مدد حضرت کی نہ کرتا تھا۔ مسلمان ہار خورد و معذور و عمار و بریدہ اسلمی روئے پیٹھے اور کہتے تھے۔ کیا جلد حضرت رسولؐ خدا سے تم لوگوں نے خیانت کی۔ کیونکہ اے سیدہؑ کو ظاہر کیا۔ اور انتقام حضرت کا ان کے اہل بیت سے لیا۔ اس وقت بریدہ اسلمی نے کہا۔ اے..... سب قریش تیری اصلیت و نسب کو جانتے ہیں اور تجھے پہچانتے ہیں کہ کتنی مرتبہ کے زن سے تو پیدا ہوا ہے۔ ایسا شخص خانہ اہل بیت میں آئے اور ہمیں بری بیٹی کو مجروح کرے براہ اور دھی رسولؐ کو اس رسمانی سے مسجد میں لے جائے۔ جب ابو بکر کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی۔ لوگوں سے کہا۔ پھوڑ دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے ابو بکر کس حق اور کس میراث اور کس فضیلت پر تو نے خلافت میں نصرت کیا۔ کل بگو پیغمبرؐ مجھ سے تو نے صنم غدیرہ میں بیعت کی اور حکم پیغمبرؐ بھرا ہمارت مومنان تو نے سلام کیا۔ یہ سن کر..... شمشیر ملاق سے کھینچ کر لالائے سر جناب امیرؑ کھڑا ہو گیا۔ اور کہا۔ ان باتوں کو جانے دو اور بیعت کر دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اگر بیعت نہ کروں کیا کرے گا۔ ثانی نے کہا۔ اگر بیعت نہ کرے گا تو قتل کروں گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ رسولؐ کے بھائی کو قتل کرے گا۔ بخدا سو گند اگر مجھے خیال حکم خدا اور اطاعت رسولؐ نہ ہوتا تو بھی اچھی طرح معلوم ہو جاتا۔ کہ کون زیادہ ضعیف ہے۔ پس بریدہ اسلمی اٹھے اور کہا۔ اے ابو بکر و عمر! تم نہیں سمجھتے۔ کہ جناب رسولؐ خدا نے تمہیں اور ہمیں فرمایا۔ کہ جا کر جناب امیرؑ پر ہمارت و بادشاہی سلام کریں۔ تم لوگوں نے پڑھو یہ حکم آپ از جانب حق تعالیٰ دیتے ہیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ ہاں حکم خدا و تیا ہوں۔ اس وقت ہم لوگ گئے اور سلام کیا۔ اور کہا السلام علیکم یا امیر المؤمنین۔ پھر نے کہا۔ اے بریدہ! تمہیں ان باتوں سے کیا۔ بریدہ نے کہا۔ بخدا سو گند میں اس شہر میں نہ رہوں گا۔ جہاں تم لوگ امیرؑ ہو۔ اور خلیفہ رسولؐ معزول ہو۔ اس کلام کے بعد باجارت عمر بریدہ اسلمی کو ملہ کر مسجد سے نکال دیا۔ بعد ازاں مسلمان خازمی اٹھے اور کہا۔ اے ابو بکر خدا سے خوف کرنا جس جگہ بیٹھنے کا سزاوار نہیں وہاں سے اٹھ جا۔ اور حق خلافت اہل بیت کو دیدے اور تمہیں امت کو جہالت و ضلالت میں تار و زخم قیامت نہ ڈال۔ یہ سن کر عمر نے آواز دی مسلمان تم کو ان باتوں سے کیا کہ مسلمان نے کہا۔ بخدا سو گند اگر میں جانتا اپنی تلوار سے اہل بدین کی خدمت کرتا۔ بیشک تلوار کھینچ کر روانہ راہ خدا میں جہاد

کہتا کہ تم وہی رسولؐ سے ایسا سلوک نہ کر سکتے۔ پس اور لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا تم نے کیا کیا کیا۔ اور کیا نہ جاننا کیا دین میں آئے اور کیا دین میں سے خارج ہو گئے اب میں تم کو بلا میں مبتلا ہونے اور نعمتِ فریقا سے بنا امید ہی کی بشارت دیتا ہوں۔ واضح ہو کہ ایک گروہ ستمگارتہم پر مسلط ہو گا۔ اور بھروسہ تم سے سلوک کرے گا۔ کتبِ خدا اور اس کے احکام کو بدل ڈالے گا۔ اس کے بعد ابوزہرہ مقداد و عماد اٹھے۔ اور ہر ایک نے حجت لائے بالغز اور دلیل لائے کاملہ ان اشقیاء پر تمام کیں۔ اور جناب امیرؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اگر حکم دین تو تم شمشیر سے ان لوگوں کے ساتھ جہاد کریں یہاں تک کہ مادے جاہلیں جناب امیرؓ فرمایا۔ خاتمِ پرگم کرے۔ ان اشقیاء سے دست بردار ہو۔ اور وصیت رسولؐ خدا یاد کرو۔ ابو بکرؓ منبر پر چپ چاپ بیٹھے تھے..... نے کہہ کیا بیٹھا ہے علیؓ زیر منبر مقامِ محراب میں ہے اور بیعت نہیں کرتے۔ مجھے اجازت دے۔ کہ ان کی قتل کروں۔ اس وقت حسینؓ سر لائے اپنے پیر بزرگوار کے کمرے لے گئے اس کلام سے رونے اور چلنے لگے۔ اور قبر رسولؐ کی طرف منہ کر کے فریاد کرنے لگے۔ یا جد ابا یا رسول اللہ! ہم کو آپ اس حالت میں دیکھیں کہ ہم بے یار و مددگار ہیں۔ پس جناب امیرؓ نے حسینؓ کو اپنے سینے سے لگا کر فرمایا اے ماں پد نہ رو۔ بخدا سوگند یہ اشقیاء تمہارے باپ کے نسل پر قادر نہیں۔ اور اُس سے زیادہ ذلیل و بیقدار میں۔ جو وہ لادہ کر سکیں پس امام سلا زو جبر رسولؐ خدا و امام ابنِ مہدیؑ آنحضرتؐ اپنے اپنے مکان سے روتی ہوئی دو طیس۔ اے لوگو تم نے بہمت جدا اپنے کینہ ہائے ویرینہ کو بعد رسولؐ ظاہر کیا ثانی نے کہا۔ ان عورتوں کو مسجد سے نکال دو۔ اور ان کے کلام سے کیا کام۔ پس جناب امیرؓ اٹھے اور مہاجرین و انصار سے اپنے فضائل و مناقب ایک ایک بیان کئے اور ان سے نفوس رسولؐ خدا پر اپنے خلافت کے مقدمہ میں گواہی چاہی۔ اور نہ نہ غدیرہ و دیگر مقالات متروکہ انہیں یاد دلائے اور حجتِ انبیاء پر تمام کی ان لوگوں نے کہا۔ یا حضرت اگر آپ اس سے پہلے فرماتے تو ہم نہ بلو کہی بیعت کرتے۔ اس گفتگو سے عمر کو خوف ہٹا کہ لوگ ایسا نہ ہو البتہ کہ خلافت سے منحرف ہو جائیں لہذا پھر جناب امیرؓ سے کہا۔ یا علیؓ بیعت کرو۔ ورنہ میں تم کو..... کروں گلہ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ تو جھوٹ کہتا۔ بخدا سوگند میرے اوپر نہیں قدرت نہیں یہ سن کر خالد بن ولیدؓ اور طلحہؓ و عتبہؓ سے کہنے لگا کہ بخدا سوگند بیعت کرو مدد قتل کروں گا جناب امیرؓ نے گریبان پکڑ کر وہ پھینک دیا اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ بعد اس کے ہر چیز کو شش کی۔ مگر جناب امیرؓ نے بیعت نہ کی۔ لوگوں نے جن میں عمرؓ بھی تھے جناب امیرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ و بوقتِ اندا ابو بکرؓ نے اپنا ہاتھ دلا کر کے حضرت کے ہاتھ تک پہنچا! احادیث معتبرہ میں منقول ہے جب جناب امیرؓ کو مسجد میں لائے آپ نے مرقہ سلطہ جناب رسولؐ کی طرف منہ کر کے کہا۔ یا بنی عم ان القوم استغفروا عن ذنوبہم و کا حوا چھتلو فخی اے برادر من تری قوم نے مجھے ضعیف کیا۔ اور نہ تک جو مجھے مار ڈالیں پس حضرت رسولؐ کی

قبر سے ایک ہاتھ نکلا۔ سب نے کہا پہچان کر حضرت رسول کا ہاتھ ہے اور ایک آواز آئی کہ سب نے پہچانی رسول  
کا ہاتھ ہے اور وہ آواز یہ تھی یہاں ہا بکرا کفرت بالذی خلقک من تراب شرم نطفۃ شرم سواک  
سراجلا۔ ابے ابو بکر کا فریو اس خدا سے جس نے تجھے خاک سے پیدا کیا۔ اوسا بسناٹے معتبر جناب امام  
خشم و غضب فاطمہؑ پر اشقیائے امت جعفر صادق سے روایت ہے جب جناب امیر  
کو مسجد آیں گے حضرت سیدہ نساء العلمین فاطمہ زہراؑ مجروح و نالاں خستہ ناک و غمگین ہر دو جمیع مخدعات  
یعنی خشم گھر سے باہر تشریف لائیں۔ اور جانب مسجد رسول روانہ ہوئیں۔ جب مسجد میں آئیں۔ اور قریب منبرِ نبوی  
روحانی پر نہیں چلا کر آواز بلند ہوئی۔ اور آہ سرزدل ہمد سے کہنے لگی کہ زیاد کی۔ اے گروہ ستمگاہے گروہ غدار۔ سپہرِ رسول خدا  
سے ہاتھ اٹھاؤ۔ ورنہ حق اس پر مدد نکالیں گے۔ پند بزد گوارا محمد مصطفیٰ کو براستی مہاب خلق بھیجا۔ اگر علم سے دستبردار  
ہو گئے۔ اور علیؑ ابن ابی طالب سے ہاتھ اٹھاؤ گے۔ تو میں اپنے گیسوؤں کو اپنے سر پر بکھیر دوں گی۔ اور پھر  
رسول کو اپنے سر پر لائوں گی۔ اور دست بزدانوں کو بلان کر بلان کر بدگاہ رب الارباب فریاد کروں گی۔ اور نااہل سے آتشبار  
دل انوکھا سے کھینچوں گی۔ اور دیاٹے غضب الہی کو جوش میں لاؤں گی۔ اور چند آہ ہر دوڑ کہنے لگی کہ زمین مقلد  
کو جلا دوں گی۔ اور تم میں سے ایک متنفس کو زمین پر باقی نہ چھوڑوں گی۔ وانشاء نافذ صالح خدا کے نزدیک  
مجھ سے زیادہ گراں نہیں۔ اور اس کا بچہ میرے فرزند سے عزیز زیادہ نہیں۔ مسلمان کہتے ہیں۔ میں نزدیک  
جناب خاتمہ کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد کی دیواروں کو زلزلہ ہوا۔ اور اس قدر بلند ہو گئیں اگر چہ  
اس کے نیچے سے نکل جاتے۔ جب میں نے یہ حال دیکھا۔ میں کانپنے لگا۔ اور آٹا غضب الہی معائنہ کئے۔ اس  
وقت میں نے جناب سیدہ فاطمہؑ پر اسے استغاثہ کیا۔ اے سیدہ نساء اے خاطر و مدارا۔ اور اسے خاتون قیامت  
اور اسے ہاتھ کے عملہ کہات دلے جگر گو شہر رسولی الشقیین دلے مادر سلطین تو م جفا کار پر شیش و قرعہ کھینچے اپنے  
آپ کی امت پر رحم فرمائیے۔ آپ اہل بیت رحمت و شفاعت ہیں۔ آپ کے پد بزرگوار رحمۃ اللعالمین ہیں۔ لہذا آپ  
ان پر سب نزل الہی ہو چکے۔ مسلمان کہتے ہیں۔ جب میں نے اس طرح گزارش کی۔ جناب فاطمہؑ نے میری اتھاس  
ملعت قبول فرمائی۔ اور حجرہ طہرہ میں تشریف لے گئیں۔ اس وقت دینار ہائے مسجد اپنی اپنی جگہ آکر قائم ہوئیں۔  
اور گرد و غبار اس قدر اٹھا کہ مسجد گھٹا ٹوپ ہو گئی۔ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ بخدا سو گند اگر جناب سیدہ  
اپنے مریاٹک کے بال کھول دیتیں۔ تحقیق سب کے سب مرجانے اوسا بر طابت دیکھیں جناب فاطمہؑ مسجد میں آئیں۔  
پیراں حضرت رسول سر پر رکھے تھیں۔ اور ہاتھ حسینؑ کے سر پر رکھے تھیں۔ پس فرمایا۔ اے ابو بکرؓ تو جانتا ہے کہ میرے  
فرزندوں کو یتیم کرے بخدا سو گند اگر ہا ہر نہ ہوتا۔ تو میں اپنے سر کے بال کھول کر بدگاہ خدا صلا بلند کرتی۔  
یہ سن کر لوگوں میں سے ایک شخص نے ابو بکر سے کہا۔ تجھے کیا یہ منظر بہت ہے کہ سب کو ہلاک کر گئے۔ اس وقت

ابوبکر ڈرے۔ اور جناب امیر سے دست بردار ہو سکتا۔ اور جناب امیر دولت سرا میں تشریف لے گئے۔ ایضاً  
**احتجاج اصحاب کبار احمد مختار**۔ سلیم بن قیس نے مسلمانوں سے روایت کی ہے کہ جب زبیر کو لے  
گئے کہ ابوبکر سے بیعت کرے۔ زبیر نے عمر سے کہا۔ اسے فرزند منحا کہہ ادا دل جو تیرے گروہ میں تیزی نصرت مذگامی  
نکرتے ممکن تھا۔ تو علی ابن ابی طالب پر بیعت کرتا اور تلوار بیعت ہاتھ میں رہی۔ کہا۔ تو نام منحا کہہ لیتا ہے۔  
زبیر نے کہا کہ یوں نہ لوں۔ وہ کبیر ذنا کا سر سے دادا عبد المطلب کی لونڈی تھی۔ اور تیرے دادا تغیل نے اس  
سے ذنا کیا اور۔۔۔۔۔ پیدا ہوا۔ اور وہ میرے دادا کا غلام تھا۔ جب یہ کہا۔ ابوبکر نے دونوں میں بیچ بچاؤ کر لیا  
اور جب مسلمان کی گون میں نہمان ڈال کر بیعت کے لئے کھینچا۔ ان کی گون پر اس ایذا کی وجہ سے کوئی عارضہ ہو  
گیا۔ جو یہ بیعت کے بعد کہا۔ تم لوگوں نے ہلاکت و عنایت کو خود اپنے واسطے تاقیامت اختیار کیا۔ اور امت ٹٹنے  
گذشتہ کی بدعتوں کو تازہ کیا اور اپنے پیغمبر کے بعد دین سے پھر گئے۔ اور خلافت کو ذبحی سے جدا کر لیا۔ عمر نے کہا  
تم سے اور تمہارے امام سے ہم نے بیعت لے لی۔ اب تم جو چاہو کہو۔ اور اس کا دل جو چاہے کہے۔ مسلمان نے کہا۔  
میں نے حضرت رسول سے سنا۔ فرماتے تھے۔ اول دشانی پر گناہ تادم قیامت مثل گناہ امت اور مثل عذاب  
جمع امت ان پر عذاب ہو گا۔ حضرت ثانی نے کہا۔ جبکہ تم نے بیعت کر لی۔ اور تہلہ ہی تاکھیں تمہارے بولا کی مخالفت  
سے روشن نہ ہوئیں۔ تو جو چاہو کہو۔ مسلمان نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ میں نے کتابا نے آسمان میں پڑھا ہے۔  
ایک روزہ و روزہ ہائے جہنم سے اس نام سے سنی ہے۔ ثانی نے کہا۔ جبکہ اس جماعت سے جس کو تم نے مخالف و عیا  
مخالفت نکل گئی۔ تو جو چاہو کہو۔ مسلمان نے کہا۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ حضرت رسول سے تفسیر اس آیت کی پوچھی۔  
فیرمشد لا یغذب عذاب احد اولیٰ و لائق و مشاقہ احد حضرت رسول نے فرمایا یہ آیت کے  
حق میں آئی ہے۔ مسلمان کہتے ہیں۔ جناب امیر نے مجھے حکم دیا۔ خاموش رہو۔ اور اگر جناب امیر مجھے خاموش نہ  
فرماتے۔ جو کچھ شان ابوبکر و عمر میں نازل ہوا ہے اور رسول کریم نے فرمایا ہے۔ میں سب بیان کر دیتا ہوں۔ جناب  
امیر نے مسلمان و مقداد و زبیر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ تم نے حضرت رسول سے نہیں  
سنا کہ فرماتے تھے۔ جہنم میں ایک صندوق ہے۔ اس میں ہار آدمی ہیں۔ چھ آدمی امت گذشتہ کے اور چھ آدمی ہار  
امت کے اور وہ صندوق ایک کنوئیں میں ہے۔ اور اس کنوئیں کے دروازے پر ایک پتھر ہے۔ جس وقت حق تعالیٰ  
چاہتا ہے۔ کہ جہنم کو مشتمل کرے۔ حکم فرماتا ہے کہ اس پتھر کو جہنم سے اٹھالیں۔ جب اس پتھر کو اٹھاتے ہیں۔ تمام  
جہنم اس کنوئیں کی حوالت سے دیکھنے لگتا ہے۔ پس میں نے تمہارے سامنے پوچھا۔ یا حضرت وہ کون لوگ ہیں۔  
فرمایا۔ وہ چھ آدمی امت ہائے گذشتہ کے ہیں۔ قبیلہ۔ فرعون۔ نمرود۔ بے کفندہ تادم صالح۔ اور وہ آدمی  
بنی اسرائیل سے جنہوں نے موسیٰ و عیسیٰ کے بعد ان کے دین کو متغیر کیا۔ اور ان کی امت کو گواہ کر دیا۔ اور لیکن چھ

آدمی اس امت کے ہیں وہ بال مولانا پانچ نفر کے۔ بچے۔ جنہوں نے آپس میں نام لکھ کر عہد کیا کہ خلافت میرے  
 وصی میں نہ رہے۔ ابو عبیدہ جراح۔ سالم مولائے سعد بنی۔ وسید بن عاص۔ اول۔ دوم۔ حضرت عثمان نے کہا۔  
 یا علیؑ آیا میرے حق میں بھی آپ نے کچھ سنا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے کچھ سنا۔ حضرت ابولہب نے.....  
 کی اور نہیں سنا کہ میرے لئے استفادہ کیا۔ جب یہ لوگ غضب خلافت کر چکے۔ اور اس پر ہمیں راضی نہ  
**بیانِ غضبِ فدک**۔ ہوئے چاہا کہ فدک کو جناب فاطمہؑ سے غضب کریں۔ اور حضرت رسولؐ  
 فدک پر بغیر جنگ کے قابض ہوئے تھے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ **وَأَذَى النَّفْسِ بِهَا حَقُّهُ** اور  
 جبرئیل نے کہا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فدک فاطمہؑ کو دے دو۔ قیامت تک اس کے فرزندوں میں رہے۔  
 اور حضرت رسولؐ نے فدک حکم خدا فاطمہؑ کو دیدیا۔ اور جناب فاطمہؑ کی طرف سے اس کے منظم مقرر تھے۔  
 یہاں تک کہ حضرت رسولؐ نے انتقال فرمایا۔ پس ابو بکر و عمر نے آپس میں صلاح کی کہ فدک کی آمدنی بہت  
 اگر یہ اہل بیت رسولؐ کے قبضہ میں رہے گی۔ تو ان کے حلالست و بزرگی و استحقاق و ائق میں کہ یہ اس کے مستحق  
 ہیں۔ تمام لوگ ان کی طرف رجوع کریں گے۔ لہذا ان سب نے مل کر باتفاق ایک حدیث وضع کی کہ حضرت رسولؐ  
 نے فرمایا ہے کہ ہم گردہ پیزان کوئی پیزیراٹ میں نہیں چھوڑتے۔ اور جو کچھ ہمد سے بعد باقی ہے ہم سے وہ سب  
 مسلمانوں کے لئے تصدق ہے۔ باوجود حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ **وَرِثْ سَلَامَاتِ**  
**دَاوُدَ** اور حضرت زکریا نے فرمایا۔ **فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا** یعنی پس لوگوں کو بھیجا کہ منتظمین  
 جناب فاطمہؑ کو فدک سے صلح کرو۔ جب یہ خبر جناب فاطمہؑ کو پہنچی۔ ہر اگر وہ زنانہ ہنی اٹھ کر ابو بکرؓ پاس تشریف  
 لائیں اور فرمایا۔ اب تو چاہتا ہے کہ وہ زمین جو حضرت رسولؐ نے حکم پروردگار جیسے عطا فرمائی تھی چھین لے۔ اور  
 حضرت رسولؐ نے بچہ اپنے فرزندوں کے اس کے سرا کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ مگر تو نے نہیں سنا کہ حضرت  
 رسولؐ نے فرمایا۔ ہر ایک کی حرمت اس کے فرزندوں میں رکھنی چاہیے۔ یہ سن کر ابو بکرؓ نے غصہ میں تین سو سے  
 دوات طلب فرماتا کہ لکھے اور فدک جناب فاطمہؑ کو دے دو۔ عمر نے کہا۔ جب تک فاطمہؑ گواہ نہ  
 لائیں۔ نام نہ لکھنا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ آیا وہ حکم جو سب مسلمانوں کے بارہ میں جاری ہے کہ شہادت  
 دعویٰ سے طلب کیے۔ تو میرے حق میں وہ حکم جاری نہیں کرتا۔ حالانکہ میں فدک پر قابض و متصرف ہوں۔  
 اور تو چاہتا ہے کہ مجھ سے لے لے۔ پس لازم ہے کہ تو گواہ لائے۔ عمر نے کہا۔ جب تک گواہ نہ لائیں گی میں نہ  
 دوں گے مجھ پر کہ جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ حسینؑ و ام ایمنؑ کو گواہی کے لئے لائیں۔ عمر نے کہا۔ علیؑ کی گواہی  
 کا اعتبار نہیں۔ اس لئے وہ اپنے لئے اور اپنے فرزندوں کے لئے ایسا کہہ دیں گے۔ اور حسینؑ مجھ میں اور  
 ام ایمنؑ زن مجھ سے۔ اس کی گواہی معتبر نہیں۔ روایت دیکھیں ابو بکرؓ نے نام لکھا اور جناب فاطمہؑ کو دیا۔ عمر نے

راستہ میں دست مبارک جناب فاطمہ سے لیکر اس نامہ کو پڑھا۔ اور پھاڑ ڈالا۔ اس وقت جناب فاطمہ نے فرمایا جس طرح کہ میرا نام بھاڑا خدا تیرا پیٹ پھاڑے۔ بروایت دیگر وہ نامہ جو حضرت رسولؐ نے دربارہٴ فدک لکھا تھا۔ جناب فاطمہؑ سند کے واسطے لائیں۔ عمر نے وہ نامہ دست فاطمہ سے لیکر اس پر آب دیا اور ڈالا۔ اور پارہ پارہ کر ڈالا۔ پس جناب فاطمہؑ ہمراہ ننان ہاشمیان درمیان مسجد آئیں۔ ننان ہاشمیان نے پردہ جناب سیدہ کے سامنے ڈال دیا۔ اس وقت جناب فاطمہ نے اس گروہ پر تمام محبت حق تعالیٰ کے واسطے اور سب لوگوں پر ان کے مادوں کو ظاہر کرنے کے واسطے ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ دیا۔ اور اوامر و نواہی حق تعالیٰ کو ان کے واسطے بیان فرمایا۔ اور ان کو عقوبات حق تعالیٰ سے ڈرایا اور جہتہائے شافی دربارہٴ فدک ان لوگوں پر فرمائی اور جو کچھ جناب سیدہ نے فرمایا تمام جہاجیرین و انصار نے اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد جناب فاطمہ نے ان لوگوں سے گواہی چاہی کہ حضرت رسولؐ نے میرے حق میں کہا ہے۔ فاطمہ میری پارہٴ تن ہے جو اسے آزار دے اس نے مجھے آزار دیا۔ اور جس نے مجھے آزار دیا اس نے خدا کو آزار دیا۔ یہ سن کر سب نے اس کلام کی حقیقت پر تصدیق کی حقیقت پر تصدیق کی۔ جناب فاطمہ نے فرمایا تم لوگ گواہ رہو۔ ابو بکر و عمر نے مجھے آزار دیا۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنتہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعداء اللہ عذاب الیم۔ اور گھر میں تشریف لے گئیں۔ صدقات آزار و ضرر ہتھائے افراد سے اکثر تجوید و بیارہ ہا کہ تیں۔ اور جب جناب امیر مسجد میں آئے۔ ابو بکر و عمر احوال جناب فاطمہ پر پوچھتے۔ یہاں تک کہ مرض ان پر شدید ہوا۔ اور ان لوگوں نے بظاہر بہت کوشش کی کہ جناب سیدہ کو رخصت کر دیں۔ اس لئے لوگ ان کو طعن و تشنیع کم کریں۔ مگر جناب فاطمہؑ راہی نہ ہوئیں۔ اور فرمایا۔ خداوند تو گواہ رہے کہ ان لوگوں نے مجھے ایذا دی اور میں ان کی تجھ سے شکایت کرتی ہوں۔ اور ان سے ناخوش ہوں۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کروں اور جو ان لوگوں نے سلوک کیا۔ اس کی شکایت کروں۔ سلیح بن خنیس کہتا ہے۔ ابن عباس برائے شیخین وصییت فاطمہ سے میں نے سنا جب مرض جناب فاطمہؑ پر شدید ہوا۔ بنا امیر کو بلایا۔ اور فرمایا میں تم کو وصییت کرتی ہوں کہ بعد میرے مرنے کے امام میری ذیبت کی وصی کی خواست گاری کرنا۔ اور نابوت جیسا ملائکہ نے وضع کیا ہے ویسا بنانا۔ اور میرے جنازہ پر کسی دشمن خدا کو نہ آنے دینا۔ اور اسی دن جناب فاطمہ نے دنیا سے رحلت کی۔ تمام مرد و زن کی صدائے گریہ سے مدینہ کو زلزلہ ہوا۔ اور تمام لوگوں پر دہشت عظیم۔ اتنے روز و فوات حضرت رسولؐ طاری ہوئی۔ ابو بکر و عمر جناب امیر کے پاس تعزیت کو آئے اور کہا جب تک ہم نہ آئیں و حضرت رسولؐ خدا پر نماز نہ پڑھنا۔ جب رات ہوئی جناب امیر نے عباس اور فضل بن عباس و سلمان و مقارہ ابو ذر و عمار کو بلایا۔ اور جناب فاطمہؑ پر نماز پڑھی اور دفن



کر دیا۔ صبح کو معقود نے ابو بکر و عمر سے کہا۔ ہم نے کل جناب فاطمہؓ کو ذوقن کر دیا۔ عمر نے ابو بکر سے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ایسا کریں گے جو اس نے کہا۔ جناب فاطمہؓ نے خود وصیت کی تھی کہ تم لوگ ان پر نماز نہ پڑھنے پاؤ۔ عمر نے کہا تم لوگ ہرگز اپنے کینہ و برہنہ کو ترک نہیں کرتے۔ والد میں جانا ہوں اور جناب فاطمہؓ کو قبر سے نکال کر ان پر نماز جنازہ پڑھتا ہوں۔ جناب امیر نے فرمایا۔ بخدا سہ گند اے سپر سخا کہ اگر تو یہ ارادہ کرے گا تو میں ہی شمشیر خلافت میں نہ کروں گا۔ جب تک کہ تجھ کو اور تمہارے ساتھیوں کو جو یہ عمل کریں قتل نہ کر لوں۔ جب عمر نے یہ سنا خاموش ہو گیا اور جانا کہ جناب امیر جس بات پر قسم کھائیں گے وہ ہو کر رہے گی۔ اس وقت جناب امیر نے فرمایا اے عمر حضرت رسولؐ نے تیرے ... کے سبب مجھے بلایا۔ اور چاہا کہ تیرے سدا ب کے لئے مجھ میں کہ میں تجھے نہ کر دوں۔ پس حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فلا تجعل علیہم اعداء لعدوعداء۔ اس سبب سے حضرت تیرے ... سے دست بردار ہوئے اور تیرے معاملہ کو آخرت پر چھوڑ دیا۔ آپس میں دشمنین کا ارادہ قتل امیر المؤمنینؑ۔ ایک گروہ منافقین نے صلاح کی کہ جناب امیر کو قتل کریں۔ اور باہم کہا ہمدی عسکری مستحکم نہ ہوگی۔ جب تک علیؑ کو قتل نہ کریں جب ابو بکر نے ان سے کہا جب پتہ چلا۔ یہ کوئی جرات نہیں کر سکتا۔ ثانی نے ایک آدمی بھیج کر خالد بن ولید کو بلایا۔ اور کہا تم کو میں نے ایک امر عظیم کے لئے بلایا ہے۔ بولا جو کچھ کہو مجھے منظور ہے۔ اگر میرے قتل علیؑ ہی کیوں نہ ہو۔ کہا۔ اسی لئے تم کو بلایا ہے۔ خالد نے پوچھا کس وقت علیؑ کو قتل کروں۔ ... نے کہا۔ وقت نماز میں علیؑ کے پہلو میں کھڑا ہو جب میں سلام کہوں تو علیؑ کو قتل کر۔ اہماد بنت عیسٰی کہ پہلے دن جعفر طیارہ نقیص اس وقت زوج ابو بکر نقیص۔ جب اس نے لوگوں کے اس مشورہ کو سنا۔ اپنی کینہ سے کہا۔ علیؑ اور فاطمہؓ کے گھر جا۔ اور ان کے گھر میں پھرتی اور یہ آیت پڑھتی جا۔ ان المسلما یتھمنن بک لیقتلواک وناخریم ان فی لک من الت صحیحین۔ جب وہ کینہ آئی اور یہ آیت پڑھا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اپنی بی بی سے کہہ دے۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ وہ لوگ یہ قدرت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ اگر وہ مجھے قتل کریں گے تو ناکشیں وقتا بطین ومارقین سے کون لڑے گا۔ پس جناب امیر نے وضو کیا۔ اور مسجد میں تشریف لائے۔ مشغول نماز ہوئے۔ خالد بن ولید بھی پہلو میں کھڑا ہوا۔ اس وقت ابو بکر نماز پڑھتے تھے۔ اور ڈر سے کہ جناب امیر نے اگر تلوار کھینچ لی تو پہلے میں ہی نہ مارا جاؤں۔ اس خیال سے تشہد کو بہت طول دیا۔ یہاں تک کہ نزدیک ہوا۔ آفتاب طلوع ہو جائے۔ خون و دمل یہ بھی تھا۔ اگر سلام کہی اور خالد بن ولید اپنی حرکت ناپاک کرے۔ فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے۔ پس قبل سلام ابو بکر نے کہا۔ اے خالد جس بات کا میں نے تم کو حکم دیا ہے وہ نہ کرنا۔ اور اگر کرے گا۔ تو میں تجھے مار ڈالوں گا۔ یہ کہہ کر سلام نماز کیا۔ اس وقت جناب امیر نے خالد سے کہا۔ تجھے ابو بکر نے کیا حکم دیا تھا۔ اس نے کہا۔ تمہارے

قتل کا فرمایا گیا تو مجھے قتل کرنا۔ خالد نے کہا۔ ہاں واللہ اگر ابو بکر منع نہ کرتے۔ تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ یہ سن کر جناب امیر نے خالد کو بلند کر کے زمین پر دسے مارا۔ اور اس کے سینے پر چھوڑ بیٹھے اور تلوار اٹھائی کہ سر کاٹ لیں۔ عمر نے چلا کر کہا۔ بحق پروردگار کہ علی ابن ابی طالب خالد کو مارے ڈالتے ہیں۔ سب مل کر چھوڑا۔ وہ یہ سن کر تمام حاضرین مسجد میں جمع ہو گئے۔ مگر جناب امیر کے ہاتھ سے نہ چھوڑا سکتے تھے۔ بروایت دیگر جناب امیر نے دو انگلیوں سے اٹھا کر خالد بن ولید کو مسجد کے کھمبے پر دسے مارا۔ خالد جھینے لگا۔ اور ہیشاب کر دیا۔ اتنے پلٹوں ادا تھا۔ اور کوئی اس کو چھوڑانے کی کوشش نہ کرتا تھا۔ ابو بکر نے ثانی سے کہا۔ تیری شمس رائے سے یہ ہوا۔ اور میں جانتا تھا کہ ایسا کچھ ہو گا۔ پس ابو بکر نے عمر سے کہا۔ جاؤ اور عباس علم علی کو بلا کر اپنے ساتھ لے آؤ۔ شاید علی اپنے بچا کی بابت مان لیں۔ جب عباس مسجد میں آئے کہا علیؑ کو بحق صاحب قبر کی قسم کہ خالد سے دستبردار ہو جائیں۔ جب یہ قسم دی جناب امیر نے خالد کو چھوڑ دیا۔ اور گدیہ بیان ثانی پکڑ کر ایک چھٹکا دیا اور فرمایا۔ اگر حضرت رسولؐ کی وصیت مانع نہ ہوتی تو تو جانتا میں زیادہ ضعیف ہوں یا تو ہے۔ بیخبراً اسے بھی چھوڑ دیا اور گھر میں تشریف لے۔

روایت محمد بن حمزہ طبری۔ محمد بن حمزہ طبری الامی نے کتاب و لائل امامہ میں جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ دو بزرگ چیزیں درمیان امت چھوڑیں۔ خدا کی کتاب اور حضرت کہ اہل بیت حضرت رسولؐ ہیں۔ اور ہنگام وفات جناب فاطمہ سے چپکے سے کہا کہ پہلے جو اہل بیت سے مجھ سے ملتی ہو گا۔ وہ تم ہو گی۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ چند روز بعد وفات سید کائنات حالت خواب و بیداری میں نے اپنے پیر بزرگ اور گور بیکھا۔ اور سچی جگہ پر کھڑے ہوا اور میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ جب میری نظر خود شہید جمال پدید بزرگ اور بر پڑی۔ بتیاب ہو گئی۔ اور فرمایا کی یا اتاہ آپ تشریف لے گئے ادا آسمان کی خبر ہم سے منقطع ہو گئی۔ پھر کیا کہنتی ہوں فرشتوں کی فرجیں آسمان سے نیچے آئیں۔ اور دو فرشتے سب کے آگے آگے آتے ان دو فرشتوں نے مجھے اٹھا لیا۔ اور آسمان پر لے گئے۔ جب میں آسمان پر پہنچی۔ قصر ہائے اسلید وستان و درختان و نہر ہائے بشیر میں نے دیکھے۔ اور ان قصروں میں حوریں نہایت حسینہ و جمیلہ ہنستی اور خوشی کرتی دیکھیں کہ آپس میں کہتی ہیں۔ رحا اس کو جس کے پیر کے لئے بہشت اور حور العین خلق ہوئی۔ پھر ملائکہ مجھے ایک مکان میں لے گئے۔ جس میں بہت سے قصر تھے اور ہر قصر میں بہت سی منزلیں تھیں۔ کہ کسی آنکھ نے ایسا مکان نہ دیکھا ہو گا۔ اور ہر منزل میں ایک تخت رکھا تھا۔ اور ہر تخت پر فرشتہائے رنگارنگ جبریل و سندس کے بچھے تھے۔ اور لوحات انواع و اقسام استبرق و دیبا کے رکھے تھے ادا انواع و اقسام کھانوں کے خوان و ظروف طلائی و نقرئی فرشتوں سے لھر سے رکھے تھے۔ اور نہریں دو در سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھیں۔ اس وقت میں نے پوچھا یہ منازلیں فیجہ اور قیصر منیر کیسے ہیں۔ اور یہ فرشتہائے مختلف اللہ

نعمتہائے فراوان کس کے لئے ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ یہ فرزندِ صالح ہے۔ بہشت میں اس سے زیادہ بلند مکان اور اس سے بہتر کوئی جگہ نہیں۔ یہ مکان تمہارے پدر بزرگوار اور ان کے اہل بیت عالی مقام رکھنے۔ اور جسے خدا ہی مجربوں میں سے ہے۔ میں نے بولا کہ یہاں نہر کیسی ہے۔ فرشتوں نے کہا۔ یہ نہر کہ شہ ہے جس کا حق تعالیٰ نے تمہارے پدر سے وعدہ کیا ہے۔ میں نے کہا۔ میرے پدر بزرگوار کہاں ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ ابھی تک تمہیں اس میں گشتگو میں نہیں لگا گیا۔ ناگاہ و درما تھرو دیکھا۔ وہ قصر ٹہٹے اول سے زیادہ سفید اور نورانی تھا۔ اور تخت اور فرش زیبا و ہاں دیکھے تھے۔ ان سے زیادہ عمدہ یہاں دیکھے۔ ناگاہ میری نظر پید بند گوار پر پڑی کہ ایک تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ایک جماعت خدمت میں حاضر تھے۔ جب نظر پید بزرگوار مجھ پر پڑی۔ ہاتھ بڑھا کر مجھے اپنی طرف لے گئے۔ اور گود میں لے کر درمیان دو دروازوں سے گزرا۔ اور فرمایا۔ سو خرم تر خوش آمدی ماہر مجھے اپنی آغوش مبارک میں بیٹھا کر فرمایا۔ اے سعید من و نور ویدہ من تو نہیں دیکھی۔ کہ خدانے تیرے لئے کیسے کیسے قصر اور کیسی کیسی نعمتیں مہیا کیں۔ یہ فرما کر مجھے نفیس نفیس قصر اور انواع و اقسام کے لباس دیکھائے اور فرمایا۔ یہ سب قصر تیرے اور تیرے شوہر اور تیرے دونوں فرزندوں کے۔ اور جس نے تجھے دوست رکھا اس کے لئے ہیں۔ اے فاطمہ شاد و خوش رہ کہ بہت جلد تو میرے پاس آئے گی۔ اور جو رہ جفاکاران امت سے چھٹ جائے گی۔ جناب فاطمہ نے فرمایا۔ اس حال کے دیکھنے سے میرا دل پرواز کر گیا۔ اور شوق نقلے الہی زیادہ ہوا۔ میں اس خواب سے چونکی۔ جناب امیر نے فرمایا۔ کہ جناب سیدہ خواب سے بیدار ہوئیں۔ مجھے آواز دی۔ جب میں پاس گیا۔ سیدہ کو پریشان دیکھا۔ پوچھا۔ اے سیدہ تمہارا حال کیا ہے۔ جناب فاطمہ نے اپنا خواب بیان کیا۔ اور مجھ سے عہد و پیمانہ لیا کہ جب دنیا رحلت کروں۔ عورتوں میں بیہوش سکر از وجہ رسولؐ۔ ام المومنینؑ حضرت اور مردوں میں حسن حسینؑ جب اللہ بن عباسؑ سلمانؑ عمر بن ابی اسر۔ مقدادؑ اور زکریاؑ کے اور کسی کو خبر نہ کرنا۔ اور کہا۔ یا علیؑ میں تم کو اجازت دیتی ہوں کہ پورا قاتل میرے ہم نظر کرنا۔ مجھے غسل دینا۔ اور عقیقہ تہمدی مدد کریں۔ اور بات کو مجھے دفن کرنا۔ اور کسی کو میری قبر کا نشان نہ بنانا۔ جب شب وفات۔ جناب فاطمہ ہوں حالت احتضار میں کہا۔ وعلیک السلام اور جناب امیر سے کہا۔ اے سپر علم اس وقت جو میل آئے اور مجھے سلام کیا۔ اور کہہ خدا نے تم کو سلام کیا ہے۔ اور فرمایا۔ اے سعیدہ حبیب خدا و میرہ۔ یا عزا یا عزا۔ یا علیؑ ہو گی۔ اور بنت الما و خاہر حجت کیٹی۔ جو میل بہ رسالت ملک جلیل پہنچا کر آسمان پر چلے گئے۔ بخوشی دیر میں پھر جناب سیدہ نے کہا۔ علیک السلام اور کہا۔ اے سپر علم بخدا سوگند میکائیل آئے اور مجھے سلام کیا۔ بعد ایک لحظہ کے غروب آنکھیں کھول کر فرمایا۔ اے سپر علم۔ واللہ موت ہر ذی حیات کے لئے حق ہے اور پہنچے گی۔ اب یہ عزا اٹیل آئے۔ اور بازو بسوئے مشرق و مغرب گھولے ہوئے ہیں کہ ما بین آسمان و زمین بھر گیا ہے اور جواد صاف میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے بیان کئے تھے میں دیکھ رہی ہوں۔ پس کہا۔ وعلیک السلام یا قابض الارواح یعنی تم پر سلام ہو اسے روحوں کے قبض کرنے والے۔ میری جان جلد اور آسانی سے قبض کرو۔ اور مجھے آواز دینا۔ پھر کہا۔ ابیک سلامی لا۔ لی النار یعنی اسے

ہمدرد گار مجھے اپنے جوار رحمت میں لے جا۔ اور مجھ پر رحم فرما کر انکھیں بند کر لیں۔ اور اٹھ پاؤں قبلہ  
 کی طرف پھیلا دیئے اور بریاض جنت خراماں ہوئیں۔ کتاب مصباح الافوار میں ابن عباس سے روایت  
 بیان وفات جناب فاطمہؑ کی ہے۔ جب جناب فاطمہ نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ اور  
 سترہ لے منافقین امت کی شکایت کی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہ! تم نہ کھا۔ ترے لئے وہ سب  
 آخرت میں ہوتا ہے جو خدا نے پرہیزگاروں کے لئے ہتیا کیا ہے اور تو اب بہت جلد میرے پاس آئی ہے۔  
 جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ جب زمانہ رحلت جناب سیدہ قریبؑ ہوا۔ رونے لگیں بطلب  
 امیر نے پوچھا۔ اے سیدہ! سے نہ تون کیوں روتی ہو کہہ لیں ان سبوں پر روتی ہوں۔ جو میرے بعد کافران  
 بیاور منافقان پر جفا سے تم کو پہنچیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اے فاطمہ! نہ رو۔ بخدا وہ سب از روہ خدا میں  
 مجھ پر سہل ہیں۔ بر جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ جب میری والدہ فاطمہ کا وقت وفات  
 قریب ہوا۔ جناب امیر کو بلا یا۔ اور وصیت کی۔ میں جب بعالم بقارحلت کیوں تم خود متوجہ غسل مہلتاؤ  
 جس امور بجالاتا۔ مجھ پر ناز پڑھنا۔ اور اپنے اہل سے مجھے قبر میں انا نہ اور میرے منہ کے سامنے بیٹھ کر قرآن اور  
 بہت سی دعائیں پڑھنا کہ وہ ساعت وہ ہے کہ مردے زندوں کی صحبت اور دعا کے محتاج ہوتے ہیں۔ تمہیں خدا کو  
 سونپی ادا اپنے فرزند ان غریب کی سفارش کرتی ہوں۔ پھر ام کلثوم کو گود میں لیا۔ اور فرمایا۔ جب یہ دختر بالغ ہو۔  
 جو کچھ گھر میں ہے سب کچھ اس کو دے دینا۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب فاطمہ نے ماہین  
 نماز مغرب و عشا بدار بقارحلت فرمائی۔ اور حدیث دیگر میں ارشاد کیا۔ کہ جناب سیدہ بیباری میں اس دعا کہ  
 بہت پڑھتی تھیں۔ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث فاغثنی اللہم من حز حنی عون  
 السار وادخلنی الجنۃ والحضی بانی محمد۔ اے زندہ کہ ہرگز نیرے لئے مرگ نہیں اور اے  
 پادشاہ کہ سب چیزیں تیری ذات سے میزہ ہیں۔ میں تیری رحمت سے استغاثہ کرتی ہوں۔ بلا انا تومیری فریاد کو  
 پہنچ اور آتش جہنم سے مجھے دور کر اور مجھے داخل بہشت کر اور میرے باپ کو مجھ سے مجھے ملا دے۔ جناب  
 امیر نے فرمایا۔ خدا تم کو عافیت دے اور باقی رکھے۔ جناب فاطمہ نے کہا۔ اے ابوالحسن! بارگاہ خدا میں جناب  
 قریب ہے یہ کہہ کر اور خانہ وادی کے اوقات اور متاع خانہ وادی کی وصیت فرمائی۔ اور میرے بعد امام زینت  
 ابی العاص کی کہ میری خواہر زینب کی دختر ہے خواستگاری کرنا کہ وہ میرے فرزندوں پر مہربان ہے۔ جناب امام  
 حسین سے روایت ہے کہ جناب امیر جناب فاطمہ کو غسل دیتے تھے۔ خداوند باری تیری کینیز اور نیرے پیغمبر کی دختر ہے۔  
 اور بگزید و پسندو ہے۔ خداوند اپنی محبت سے تعلقین کر۔ اور اس کی دلیل کو عظیم فرما۔ اور اس کے درجہ کو  
 بہت میں رفیع کر۔ اور اس کے باپ کو اس سے ملا دے۔ جناب صادق سے منقول ہے کہ جناب امیر نے



حسن کو اور فاطمہ امام حسین کو اٹھایا۔ اور ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے مسجد میں تشریف لائے۔ یہاں تک کہ قریب جناب امیر مہر پہنچے اس وقت جناب امیر آرام فرما رہے تھے۔ اس وقت جناب رسول خدا نے اپنا پاؤں جناب امیر کے پاؤں کے اوپر رکھا۔ اور فرمایا: اے ابو تراب! اٹھو۔ گھر والوں کو تم نے اپنی جگہ سے جدا کیا ہے۔ جاؤ اور لو کہو: وشر اور طلحہ کو بلا لاؤ۔ پس جناب امیر گئے۔ اور ابوبکر و عمر کو بلا لائے۔ جب قریب جناب رسول خدا کے حاضر ہوئے۔ حضرت رسول نے ارشاد کیا: اے علی! کیا تم نہیں جانتے کہ فاطمہ میری پارہ تن ہے اور میں فاطمہ سے ہوں جس نے اسے آزاد کیا۔ جس نے اس کو میری وفات کے بعد زار دیا۔ گو یا ایسا ہے جیسا کہ میری حیات میں آثار و یاد اور جس نے اس کو میری حیات میں آثار و یاد ایسا کہ گویا میری وفات کے بعد زار دیا۔ جناب امیر نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! اسی طرح ہے۔ اس وقت جناب رسول خدا نے فرمایا: تم کو کیا باعث ہوا، جو تم نے ایسا کام کیا۔ جناب امیر نے فرمایا: بھئی اس خدا کے جس نے آپ کو برہمنی بھیجا۔ قسم کھاتا ہوں۔ جو کچھ فاطمہ سے کسی نے کہا، وہ فی الواقع صحیح نہیں ہے۔ اور میرے دل میں بھی وہ امور نہیں گذرے۔ جناب رسول خدا نے

لہ یہ روایت حکمران پادری کی جناب امیر کی خدمت کے لئے تیار کی گئی ہے۔ مسودہ بن مخزومہ اس کا راوی ہے۔ بخاری میں چار جگہ مسلم میں تین جگہ ابن ماجہ میں ایک جگہ ہے۔ ہم مسودہ بن مخزومہ کے متعلق عرض کرتے ہیں۔ کتاب الحجج بن رجال مصححین لابی الفضل محمد بن طاہر حلیہ دوم ذکر مسودہ بن مخزومہ ص ۵۷۷ مشہور علامہ ابن عبد البر مسودہ بن مخزومہ مکہ میں ہجرت سے دو سال گذرنے کے بعد پیدا ہوئے آخر ماہ ذی الحجہ میں والدان کو مکہ سے مدینہ لائے۔ ربیع الاول ۱۳۰ھ میں انتقال ہوا۔ اور مدینہ ۱۳۰ھ میں مکہ منتقل ہوا۔ اور ربیع الاول ۱۳۰ھ میں رسول اللہ کا انتقال ہوا۔ گویا مدینہ میں مسودہ بن مخزومہ دو سال و دو مہینے رہے بقول حافظ ابن عبد البر وقت وفات رسول اللہ مسودہ کی عمر پونے چھ سال کی اور بقول ابن طاہر پونے آٹھ سال تھی۔ اور واقعہ دختر البرہیل کا آنحضرت کی وفات سے اگر کچھ نہیں تو دو سال قبل ہو گا۔ اور مسودہ بن مخزومہ کی عمر اس وقت چار سال یا دو سے زیادہ چار سال تھی یا بھی تو یہ سن تیز کر بھی نہیں تہنچے تھے۔ ان کو صحابی کا لقب بھی نہیں دیا جاسکتا۔ انہوں نے دنیا کی عقل پر کراس چار چھ سال کے بچے کی بات پر تو دنیا نے اعتبار کر لیا۔ اور معاملہ مذکور میں شیخ کو ای کو بچے کہہ کر آتے مکہ دیا جھٹلا رہی ہے نیز مسودہ بن مخزومہ عن العین علی سے تھے عبد الرحمن بن عوف کے بھانجے جنہوں نے حضرت علی کو خلافت سے محروم کیا۔ بعد عمر بن عبد العزیز شہر میں امی مسودہ بن مخزومہ کے گھر میں ہوا۔ اور یہ رات بھر ان گنگ دو دیں رہے کہ علی غایب نہ بن سکیں اب ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ علامہ مجلسی نے یہ روایات صرف اس لئے جمع کر دی ہیں ان کا تعلق اہل بیت سے ہے۔ انہوں نے ضعیف و موضوع علیہ عندہ نہیں کس تفسیر ہذا صحابی علیہ الرحمہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا نیز یہ ہے بھی اہل سنت کی کتب سے لی ہوئی۔ قابل غم بات ہے کہ فاطمہ نے اپنے جب شہداء علی ابوسلم کی لڑائی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے باپ سے

فرمایا تم بھی سچ کہتے ہو۔ اور وہ بھی سچ کہتی ہے یہ کہہ کر اس وقت جناب فاطمہؑ ہنسے لگیں کہ وہ ان مبارک ظاہر ہوئے ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا۔ ہمیں اس وقت بلانا بحسب ہے بیشک حضرت کے اس وقت کے ہونے سے ہم کو کوئی نہ کوئی مطلب نہ ہو رہے۔ پھر جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اپنی انگلیاں جناب کی انگلیوں میں داخل کیں۔ امام حسنؑ کو گود میں لیا۔ اور جناب امیرؑ نے امام حسینؑ اور جناب فاطمہؑ کے ام کلثوم کو اٹھایا پس حضرت رسولؐ اپنے گھر میں سے گئے۔ اور چادراں پر ڈال دی۔ اور ان کو خدا کو سونپ کر باہر چلے آئے اور بقیہ شب نماز میں تمام کی۔ جناب فاطمہؑ کا جب بیدار ہوئیں۔ وہ بیماری جس سے دنیا سے سبب اذیت ملے مٹا دینا بیان ہو کر دانی فاطمہؑ از ابو بکر و عمر۔ امت انتقال کید۔ ابو بکر و عمر دونوں طعن و تشنیع مردم سے فائدہ ہوئے اور عیادت کو آئے۔ اجازت چاہی کہ گھر میں آئیں۔ جناب فاطمہؑ نے انکار کید۔ اور اجازت نہ دی۔ جب ابو بکر نے یہ حالت دیکھی۔ خدا سے عہد کیا۔ کہ زیرِ سقف نہ جائے۔ جب تک دختر محمدؐ فاطمہؑ کو رضامند اور خوشنود نہ کرے۔ ایک رات آسمان کے نیچے سویا اور چھت کے نیچے نہ گیا۔ عمر نے جناب امیرؑ سے آکر عرض کی۔ کہ ابو بکر بڑا کمزور آدمی ہے اور براہ حضرت رسولؐ غار میں تھا۔ اور حضرت کا مصاحب قدیم ہے۔ ہم دونوں مکرر اس دفعہ کے علاوہ حاضر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۸۔ آئیں اور رسول ان کی زبانی یہ بات سُن کر غصہ ہوتے اور فرمایا۔ مومن کی بیٹی کے ساتھ کافر کی بیٹی جمع نہیں ہو سکتی جب تک فاطمہ زندہ ہیں علی دوسرا نکاح نہیں کیسکے۔ دوسری امت کی لڑکیوں کے لئے تو ایک آدمی چار سے نکاح کر سکتا ہے اور اپنی بیٹی کے لئے فقید کہ دوسرا نہیں ہو سکتا۔ استغفر اللہ لوگوں نے مخالفت علی کرتے ہوئے عزت رسولؐ کا بھی خیال نہ کیا نیز یہ بات بھی قابلِ غم ہے کہ آج تک کسی روایت میں ابو جہل کی اس لڑکی کا نام بیٹھ نہیں ہے۔ جس سے حضرت علیؑ نے خطبہ نکاح دیا تھا اور کہا کہ نبی ابو جہل کی کوئی لڑکی بھی معنی یا نہیں۔ لوگوں نے صرف ایک افسانہ تیار کیا ہے وہ نہ ابو جہل کی نہ کوئی لڑکی تھی نہ اس کا کوئی نام تھا۔ اگر اس کا وجود تھا۔ تو آج ہی اس رعایت کے گھڑنے والوں کے پیر و ستائیں۔ کہ اس کا نکاح کس سے ہوا۔ اور کب وہ پیدا ہوئی کب مری۔ نام اس کا کیا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ حضرت علیؑ اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے کیوں تھے۔ چند ایک وجوہات ہوتی ہیں۔ شادی کرنے کی۔ موجودہ زوجہ بد مزاج اور بد سلوک ہو۔ شوہر اس سے محبت نہ کرتا ہو۔ موجودہ زوجہ کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ یا کسی عورت سے عشق ہو گیا ہو۔ لہذا مندرجہ بالا وجوہات میں ایک وجہ بھی کوئی آج تک ثابت نہ کر سکا۔ نہ قیامت تک ثابت کر سکتا ہے اور دشمن علیؑ میں یہ لوگ جلتے ہوئے مڑ جائیں گے۔ اور مر گئے ہیں۔ اور ہم کی آگ میں موج سے انگاروں کی کھیلتے ہیں اور کھیلتے رہیں گے۔

دکتر بھری بھری عظمیٰ (ع)

ہوتے ہیں اور اجازت چاہی کہ جناب فاطمہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ مگر انہوں نے اجازت نہ دی اگر آپ سنبھل جائیں تو اجازت لے بیٹھے۔ یہ سن کر جناب امیر جناب فاطمہ پاس آئے اور کہا اے دختر رسول خدا ان دو... امت نے جو کچھ کیا خود تم جانتی ہو۔ اور اب وہ مکر رائے اور اجازت چاہی اور تم نے اجازت نہ دی۔ اب مجھ سے انہوں نے سوال کیا ہے کہ میں تم سے اجازت ان کے آنے کی لے لوں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا بجز اسوگند میں اجازت نہ دوں گی۔ اور ان سے ایک بات بھی نہ کروں گی۔ جب تک کہ اپنے پد بزرگوار سے ملاقات کر کے ان مظالم اور تم جو انہوں نے کئے تم پر شکایت نہ کروں۔ جناب امیر نے فرمایا میں ضامن ہوا ہوں کہ ان کے لئے تم سے اجازت لوں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا اگر تم ضامن ہوئے ہو گھر تمہارا ہے اور تم کو اختیار ہے۔ عورتیں مردوں کی تابع ہیں۔ اور میں کسی چیز میں تمہاری مخالفت نہیں رکھتی۔ جسے چاہو اجازت دو۔ پس جناب امیر باہر تشریف لائے اور ان کو اندازے کی اجازت دی۔ جناب فاطمہ نے فرمایا میرے اوپر پادروال دو۔ جب وہ دونوں گھر میں آئے۔ جناب فاطمہ کو سلام کیا جناب فاطمہ نے کچھ جواب دیا۔ اور وہ پھر لیا وہ دونوں دوسری جانب آئے۔ اور جناب فاطمہ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ غرضیکہ کئی دفعہ وہ دونوں ادھر سے ادھر آئے اور جناب فاطمہ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اس وقت جناب فاطمہ نے فرمایا۔ اے علی چلو میرے منہ سے اٹھا لو اہ سا منہ تم جیٹے جاؤ عورتیں جو گرو جمع تھیں۔ ان سے فرمایا۔ میرا منہ پھیر دو۔ اور کہیے پڑو کہے کیجئے سے کہا۔ اے دختر رسول خدا ہم آپ کے پاس آپ کی طلب خوشنودی اور احترام غضب کے لئے آئے ہیں۔ اور آپ سے ہمارا سوال ہے کہ ہم کو بخش دیجئے۔ اور جو کچھ آپ کی نسبت ہم سے مزد ہوا۔ اس سے عفو کیجئے۔ جناب فاطمہ نے فرمایا میں تم سے ایک بات بھی نہ کروں گی۔ جب تک کہ اپنے پد بزرگوار سے ملاقات نہ کروں۔ اور جو کچھ حمد و ستح تم نے مجھ پر کئے۔ ان کو نہ بیان کروں۔ یہ سنکر ان دونوں نے کہا۔ ہم عذر کرتے آپ کے پاس آئے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہم سے خوشنود ہو جائے۔ ہم کو بخش دیجئے۔ اور عفو کیجئے۔ اور ان امور کا مواخذہ نہ کیجئے۔ جو ہم سے آپ کی جناب میں مزد ہوئے۔ جناب فاطمہ متوجہ جناب امیر ہوئیں۔ اور فرمایا۔ ایک بات بھی ان سے نہ کروں گی۔ جب تک ان سے ایک امر کا سوال نہ کروں جو انہوں نے رسول خدا سے سنا ہے اگر یہ سچا کج مجھ سے اقرار کریں اس وقت مجھے افتیاب ہے چاہوں اس سے بات کروں۔ دونوں نے کہا۔ جو آپ کے مزاج میں آئے پوچھئے کہ آپ کے جواب میں ہم وہی کہیں گے۔ جو حق ہوگا۔ اور گواہی بھی وہی دیں گے جو سچی ہوگی۔ اس وقت جناب فاطمہ نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں۔ تمہیں یاد ہے حضرت رسول نے جس رات کو تم کو تمہارے گھر سے بلایا۔ بسبب اس اہمیت کے جو تم نے علی پر فرمایا تھی۔ دونوں نے کہا۔ ہم کو یاد ہے۔ جناب فاطمہ نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں۔ اس رات کہ تم نے میرے باپ سے نہیں سنا فرمایا۔ فاطمہ میری باروتن ہے۔ اور میں اس سے ہوں۔ جس نے اس کو آزار دیا اور



جس نے مجھے آزار دیا۔ اس نے خدا کو آزار دیا۔ اور جو کوئی میری فاطمہ کو میری وفات کے بعد آزار دے ایسا ہے۔  
 جیسا کہ اس نے میری حیات میں آزار دیا۔ اور جو کوئی میری حیات میں آزار دے گا یا اس نے میری وفات کے  
 بعد آزار دیا۔ دونوں نے کہا۔ ہاں صحیح ہے جناب فاطمہ نے کہا۔ احمس اللہ حق تعالیٰ نے حق زمین پر جاری کر دیا اور  
 کہا۔ خداوند اتو گوارہ ان دونوں نے مجھے میری حیات میں اور نزدیک وفات آزار دیا۔ بخدا سو گندان سے ایک بات  
 دکھوں گی جب تک اپنے باپ سے ملاقات نہ کروں۔ اور ان کی شکایت نہ کروں۔ جو کچھ میری نسبت اور میرے شوہر  
 کے حق میں انہوں نے ہتک حرمت کی۔ اور آزار اذیت دی۔ یہ سن کے ابو بکر نے لوگوں کے سامنے اپنے فریاد واریہ  
 واثو راہ بلند کی۔ اور کہا۔ کاش مجھے میری ماں نے جنازہ ہوتا۔ عمر نے کہا۔ مجھے ان لوگوں سے بڑا عجب ہے جنہوں نے  
 اپنے امور کا کھنڈل کر کے تجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ حالانکہ سبب بڑھاپے کے دل کمزور ہو گیا۔ ارے بد عقل ایک  
 عورت کے شتم پر حرج و فزع کرتا ہے۔ اور اس کی خوشنودی پر خوشنود ہوتا ہے۔ جو شخص کسی ایک عورت کو آزار دے  
 کر اذہر کرے گا۔ اس کو کیا ہو گا۔ یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔ جب حق تعالیٰ کی جانب سے جناب فاطمہ کو خبر وفات  
 بیان و وصیایا تے جناب سیدہؑ پہنچی۔ ام ایمن کو بلایا۔ ام ایمن جناب فاطمہ کے نزدیک بہت مہتمم  
 اور معتبر تھیں۔ ان سے فرمایا۔ اے ام ایمن میری خبر وفات پہنچی ہے۔ علیؑ کو بلاؤ۔ جب جناب امیرؑ آئے جناب  
 فاطمہ نے کہا۔ اے ابوالحسن میں چند امور کی تم کو وصیت کرتی ہوں۔ امید ہے میری وصیتوں کو آپ یاد  
 رکھیں گے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جو چاہو کہو۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ پہلی وصیت میری یہ ہے کہ اہل  
 و فرزندینب سے نکاح کرنا۔ کہ میرے فرزندوں کی تربیت کرے اور اہل امر مثل میرے میرے فرزندوں  
 پر مہربان ہے۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ ایسا تابوت میرے واسطے بناؤ جیسا فرشتوں نے مجھے دکھایا  
 ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہ تم مجھے دکھاؤ گے ایسا تابوت فرشتوں نے بنایا ہے۔ پس جناب فاطمہؑ  
 نے اسی طریقہ سے جس طرح فرشتوں نے دکھایا تھا اور جس طرح از جانب حق تعالیٰ بنا ہوا تھا۔ اسی طرح کا  
 تابوت جناب امیرؑ کو بنایا۔ پھر فرمایا۔ تیسری وصیت میری یہ ہے۔ جس شب درود میں انتقال کروں۔ اسی آت  
 مجھے دفن کر دینا۔ اور تاخیر نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو دشمنان خدا جنہوں نے جلد و تم مجھ پر کئے ہیں۔ وہ لوگ میرے  
 جنازہ پر حاضر ہوں۔ اور نماز پڑھیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ایسا ہی ہو گا۔ پس جناب فاطمہ نے رات کو  
 انتقال کیا۔ اور اسی ساعت جناب امیرؑ حسب وصیت مشغول تھے۔ تھمیز و تکبیریں ہو گئے۔ جب غسل و کفن سے  
 فارغ ہوئے۔ جنازہ باہر لائے اور چوب درخت خرما روشن کر کے ہمراہ جنازہ لائے۔ اسی رات کو نماز جنازہ  
 فاطمہؑ بھی ہوئی۔ اور جسد مطہر کو دفن بھی کر دیا۔ جب صبح ہوئی ابو بکر و عمر میلوت جناب فاطمہؑ کو آئے۔  
 وہ میں ایک مرقع شیش سے ملاقات ہوئی۔ اس سے پوچھا۔ کہاں سے آئے ہو۔ جواب دیا۔ لغزیت سے

آنا ہوں۔ ان دونوں نے کہا۔ کیا فاطمہ نے انتقال کیا۔ اس مرد قریش نے کہا ہاں جناب فاطمہ نے رحلت فرمائی۔ اور رات ہی کو انہیں دفن کر دیا۔ یہ سن کر وہ دونوں بخوف طعن و تشنیع خلائق جزع و فزع کرنے لگے۔ اور جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ کوئی مکہ و حیلہ ایسا نہ ہوگا جس کو تم نے ہمارے لئے اٹھامد رکھا ہو۔ یہ سب بعض و کینہ ہماری جانب سے تمہارے سینہ میں ہے۔ یہ وہی بات ہوئی کہ رسول خدا کو غسل دیا۔ اور ہمیں خبر نہ کی۔ اور جس طرح اپنے بیٹے کو سکھایا۔ اس نے مسجد میں آکر ابو بکر سے کہا۔ میرے باپ کے منبر سے یہ سچے اتر آئے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ میں قسم کھاؤں آیا سچ جانو گے۔ کہا۔ ہاں۔ پس جناب امیر ان کو مسجد میں لائے اور قسم کھائی۔ کہ حضرت رسول نے مجھے وصیت کی تھی۔ کہ اور کسی دوسرے شخص کو وقت غسل نہ آنے دینا۔ اور میرے ہم پر تمہارے بغیر کوئی دوسرا نظر نہ کرے۔ میں غسل دیتا تھا اور ملائکہ جم مبارک کو ایک جانب سے دوسری جانب پلٹے تھے۔ اور فضل بن عباس میرے ہاتھ میں پانی دیتے تھے اور اپنی آنکھوں پر مٹی باندھے ہونے لگے۔ جب میں نے جابا کہ پیرا ہن انحضرت اناروں ناگاہ کسی نے گوشہ خانہ سے آواز دی۔ میں نے سنی اور صورت نہ دیکھی۔ اس نے کہا۔ پیرا ہن رسول خدا نہ آکر اور دیکھو وہ آواز میں نے سنی۔ لہذا پیرا ہن نہ آتا۔ اور ہاتھ زیر پیرا ہن کر کے حضرت کو غسل دیا۔ پھر کھن لائے میں نے حضرت کو کھن پہنایا۔ اور کھن پہنانے کے بعد پیرا ہن انحضرت آنا۔ ولیکن میرا فرزند حسن پس تم اور صحیح اہل مدینہ جانتے ہو کہ وہ آٹھ نمازیں آتا۔ اور صفوں کو چیرتا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر حضرت سجد میں ہوتے تو حسن پشت مبارک پر سوار ہوتا۔ اور جب حضرت سجد سے سر اٹھاتے تھے ایک ہاتھ حضرت کا حسن کی پشت پر اور دوسرا حسن کے پاؤں کے نیچے ہوتا تھا۔ اور اس طرح اس کو بحفاظت رکھتے تھے پہلے تک کہ نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ کہا ہاں ہم اس کو جانتے ہیں۔ پھر جناب امیر نے فرمایا تم اور اہل مدینہ جانتے ہو کہ جب کبھی حسن مسجد میں آتا۔ اور حضرت خطبہ میں مشغول ہوتے اس وقت حسن کو دوڑ مبارک پر سوار کرتے اور اس کے پاؤں اپنے سینہ سے لگاتے۔ یہاں تک خطبہ تمام فرماتے اور حاضرین مسجد خلفا ہائے حسن کی چمک آخری حصہ مسجد میں دیکھتے تھے۔ جبکہ ایسے ایسے پیارا اور لاؤ حسن اپنے پدر بزرگوار کے دیکھے ہوئے۔ اور اب ان کے ممبر پر ایک معرخص کو دیکھا۔ اسے ناگوار ہوا۔ اور اس نے یہ بات کہی۔ بخدا سو گند میں نے اسے نہیں سکھایا تھا۔ اور وہ کلام اس کا میرے حکم سے نہ تھا لیکن جناب فاطمہ تم جانتے ہو میں نے ان سے تمہارے لئے اجانت لی۔ اور تم ان کے پاس آئے اور ان کے کلام سے مطلع ہوئے۔ ان کے خشم اور غضب کو تم نے دیکھا۔ بخدا سو گند جناب سید نے مجھے وصیت کی تھی کہ تم کو ان کے جنازے پر نہ آنے دوں۔ اور نماز جنازہ کی تم کو اطلاع نہ دوں۔ اور مجھ سے صلہ رکھا تھا کہ غلات وصیت تمہارے حق میں نہ کروں۔ عمر نے کہلیہ باتیں

سب بیکار ہیں۔ اب میں قبرستان میں جاتا ہوں۔ اور فاطمہ کو قبر سے باہر نکال کر نماز جنازہ پڑھتا ہوں۔ جناب امیر نے فرمایا: بخدا سوگند اگر تو ایسا کرے گا، تو قبل اس کے کہ تو اس ارادہ کو پورا کرے تیرا سر تن بے جدا کر دوں گا۔ اس کے بعد دریتک گفتگو درمیان جناب امیرؓ اور عمر بنو ابی۔ اور فریب تھا، کہ ایک دوسرے پر حملہ کریں، کہ ہما جو وانصاف بچن ہو گئے اور کہا۔ بخدا سوگند ہم را حنی نہیں کہ ابن عم رسول خدا کے حق میں ایسے سخنان نازیبا اور نامزاکہے جائیں، جب عمر نے دیکھا، کہ فتنہ و فساد برپا ہوا چاہتا ہے۔ خاموش ہو کر چلا گیا۔

تذکرہ اشعار جناب فاطمہؓ: کلینی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے، جب بعد وفات حضرت رسول جناب فاطمہؓ پر ظلم و ستم ہوتے، قبر پدید بزرگوار پر آئیں۔ اور شکایت کرنے لگیں اور چند اشعار پڑھے، جن کا مضمون یہ ہے، بعد آپ کے فتنہ برپا ہوا، اور آوازیں بلند ہوئیں۔ اگر آپ ہوتے تو یہ کاہے کہ ہوتا، جب آپ ہم سے تشریف لے گئے، ہم مثل زمین باران ناپید ہو گئے۔ اور آپ کی امت پر نشان ہو گئی۔ بابا جان میرا حال غلط کیجئے اور ظالموں سے فاضل نہ ہو جائے۔ علاوہ ان کے اور اشعار بھی برسیل پڑھو، کہ تشریف لائیں۔ عیاش نے

۵۲۹ پر یہ روایت اس طرح مرقوم ہے، جب مسلمانوں کو حضرت رسول کے وفات کی خبر ملی تو سب مسلمان بیچ میں آئے وہاں چالیس قبریں نئی نظر آئیں۔ لہذا ان لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ قبر سید کون سی ہے۔ لوگوں کو بہت دکھا ہوا۔ اور ایک دوسرے کو کلامت کرنے لگے۔ اہ کہنے لگے، تمہارے رسول کی ایک بیٹی تھی۔ وہ بھی مگڑھ ذہن میں ہو گئی۔ اہ تم نہ اس کی رحلت کے وقت حاضر ہوئے نہ اس پر نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ اس کی قبر سے بھی واقف نہیں۔ کہ وہ کہاں ہے، حضرت ابو بکر اور عمر نے حکم دیا، اہل مدینہ کی عورتوں کو بلاؤ۔ وہ ان قبروں کو کھودیں تاکہ معلوم ہو، کہ فاطمہ کی قبر کون سی ہے۔ پھر ہم اس پر نماز پڑھیں اور ان کی زیارت کریں۔ یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچی، آپ غصے میں بھرے ہوئے نکلیں، مریخ رنگ گویں غصہ سے پھولی ہوئی، اور وہ زور و قہار زیب تن کئے، جو ہمیشہ وقت جنگ پہنٹے تھے اور شگائی تلوار اتھ میں لے بیٹھیں، تشریف لائے۔ لوگوں پر عصب و خوف چھا گیا۔ اور آپ نے فرمایا: خدا کی قسم اگر کسی نے ایک پتھر بھی ان قبروں کا اکھاڑا، اس کی گردن اس تلوار سے اڑا دوں گا۔ ابو بکر و عمر غصہ سے پڑ گئے، اور عمر نے کہا: یا ابراہیم، آپ کا کیا مروج ہے، تم تو اس لئے قبر فاطمہؓ کو کھینچا چاہتے ہو۔ کون کی ننگہ جنازہ پڑھیں، حضرت علیؓ نے اپنے سینے پر بٹکا مارا، اور تلوار کو زور سے زمین پر مارا، اور فرمایا: میں نے اپنا حق تو حضرت کی وجہ سے چھوڑا، اور اس کے لینے کے لئے تلوار اٹھائی، کہ لوگ مرتد ہو جاتے، لیکن قبر فاطمہؓ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں علیؓ کی جان ہے، اگر تو نے یا تیرے اصحاب نے ایک ڈھیلا بھی قبر سے اٹھایا، تو اس زمین کو میں تم سب کے خون سے سیراب کر دوں گا۔ اگر چاہتا ہے تو نے سامنے آجا۔ دوسرے اصحاب جو زری سے گفتگو کرنے والے تھے، بولے، رسول کے حق کی قسم اڑا، اس کے حق کی قسم جو عرش کے اوپر ہے، اب ہم یہ کام نہ کریں گے، جس سے تم مذاق نہ ہو۔ (کوثر بھڑیلوی)

روایت کی ہے۔ ام سلمہ مرض جناب فاطمہؑ میں عیادت کو آئیں۔ اور پوچھا۔ اے دختر رسول رات سے صبح کو کونکر کی ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ جراحست دل و اندوہ و غم ہمیشہ و وفات نبیؐ و مختار و مظلومیت حیدر کراہ میں صبح کی ہے۔ حرمت حضرت رسولؐ کی اس شخص نے ہتک کی ہے۔ جو بغضب پر خلافت تمیز و سنت پیغمبر جلیلؐ امام ہوا۔ اور اس غضب خلافت و ظلم و ستم اہل بیت رسالتؑ کا موجب وہ کینہ و بریز تھا۔ جو جنگ بدر و احد سے یہ لوگ اپنے سینوں میں پوشیدہ کئے ہوئے تھے اور زمانہ حضرت رسولؐ میں اذرو سے نفاق اس کو پوشیدہ رکھتے تھے اور منتظر فرصت تھے۔ جب فرصت پائی ابان محنت و الم ہم پر برسیا۔ اور کمان کفر و نفاق سے تیراٹے ظلم و شقاق ہماری طرف پھینکے۔ بولت فرماتے ہیں۔ ہر صحت جناب فاطمہؑ میں بعد رسولؐ علماء فریقین میں بہت اختلاف ہے۔ مگر پھر ہمیں سے زیادہ اور چالیس روز سے کم کسی نے دکھا۔ اور واضح ہو کہ احادیث معتبرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ زندگی جناب سیدہ کی بعد رسولؐ پچھتر روز تھی۔ ابو الفرج اصفہانی نے کتاب فضائل الطالین میں جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ مدت زندگی جناب سیدہ بعد رسولؐ تین ماہ تھی۔ اور اکثر علماء نے امامیہ نے کہا ہے تیسری جمادی الثانی کی وفات ہوئی اور یہ قول حدیث پچھتر روز والی کے خلاف ہے۔ بلکہ موافق حدیث چاہتے کہ اوائل جمادی الاول میں ہوئی ہو۔ شیخ طوسی نے مصباح میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اکیسویں رجب کو وفات ہوئی۔ اور یہ قول بہت بعید ہے۔ لہذا کشف الغم میں تیسری شب ماہ رمضان کی منقول ہے۔ اور ابن شہر آشوب نے تیسرے رجب میں ریح الثانی کی نقل کی ہے اور محمد ابن جریر طبری امامی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ تیسری جمادی الآخر گیارہویں سال ہجرت سے واقع ہوئی۔ کتاب مصباح الانوار میں امام ابراہیم حقیقی سے روایت کی ہے کہ ہنگام احتضار موت گھر کے ایک سمت جناب سیدہ نے دیکھ کر فرمایا۔ السلام علی جبریل و السلام علی رسول اللہ المصباح رسولک اللہم فی رضوانک و جوارک و دارک دار السلام یعنی سلام ہو جبریل پر سلام ہو رسول خدا پر۔ بلاشبہ مجھے اپنے رسول کے ہمراہ مشورہ کرنا اور مجھے اپنی خوشنودی اور اپنے جوار رحمت اور اپنے خانہ کرامت میں کہ بیٹھتے ہے جگہ دے۔ پھر فرمایا۔ جو میں دیکھتی ہوں تم بھی دیکھتے ہو۔ پوچھا۔ آپ سے بہترین نشان مالکین کیا دیکھتی ہیں۔ سیدہ نے فرمایا۔ تو جس ملائکہ آسمانی کی دیکھ رہی ہوں۔ کہ میری روح کے استقبال کو آتی ہیں۔ اور جبریل و حضرت رسولؐ میرے قریب ہیں۔ حضرت رسولؐ فرماتے ہیں اے دختر گرامی میرے پاس آ۔ جو کچھ تیرے لئے میرے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے اور بروایت دیگر اسی حالت میں جبریلؑ اور حضرت رسولؐ پر سلام کیا۔ پھر ملک الموت پر سلام کیا۔ جو لوگ حاضر تھے۔ وہ فرشتوں کے پروں کی آواز سنتے تھے اور ایسی خوشبو ان کے دماغ میں پہنچتی تھی کہ پہلے کبھی نہ سونگھی تھی۔ امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ جب ملائکہ اعلیٰ سے خبر وفات جناب سیدہ پہنچی۔ جناب امیر کو بلا یا۔ اور وصیت مشروع کی۔ جناب امیر نے یہ حال دیکھ کر ادھر یا تہی

سُن کر ایک آہ حسرت ناک کھینچی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا: میرے پید بند گوارنے مجھے خبر دی ہے کہ جو پہلے اہل بیت سے ان سے ملتی ہوگا۔ وہ میں ہونگی۔ اسے سپر عم واسے انیس دل ہر عم پر صبر کرو۔ اور بقضائے حق تعالیٰ راضی رہو۔ اور تم آپ ہی مجھے غسل دینا۔ اور دات ہی کو مجھے دفن کر دینا تاکہ غیر لوگ میرے جنازہ پر نہ آئے ہوں۔

ترکیب لغت زبانی اسماء بنت عمیسؑ - کشف الغمبہ اسماء بنت عمیسؑ سے روایت ہے۔ جناب فاطمہؑ نے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا: مجھ پر معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح عورتوں کے جنازہ کو اٹھاتے ہیں۔ اس لئے کہ تختہ کے اوپر رکھ کر کپڑا اوڑھنا سیتے ہیں۔ اور اس سے جسم کا موٹا ڈبلا ہونا لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے! اسماء نے کہا: اے دختر رسولؐ میں آپ کو ایک چیز کھلاؤں۔ جو میں نے حبشہ میں دیکھی۔ پس غم کے درخت کی ہری لکڑیوں منگائیں اور تابوت بنا کر اس پر کپڑا ڈال دید جب فاطمہؑ نے ملاحظہ کیا۔ فرمایا: یہ طریقہ بہت اچھا ہے۔ اگر میت کو اس میں رکھیں مرد و عورت میں تمیز نہ ہوگی۔ پس فرمایا: جب میرا انتقال ہو مجھے غسل دینا۔ اور کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا۔ جب جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ مائشہ آئی۔ اور چاہا کہ اندر مکان میں جائے۔ اسماء بنت عمیس نے نہ جانے دیا۔ مائشہ نے اپنے باپ ابو بکر سے شکایت کی۔ اور کہا: یہ بدن حدیث مجھے دختر رسولؐ کے پاس نہیں جانے دیتی اور فاطمہ کے لئے تابوت اس نے بنایا ہے۔ جب ابو بکر نے یہ پوچھا۔ اس نے کہا: خود فاطمہ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کے پاس کسی کو نہ آنے دوں۔ اور اس تابوت کو زندگی میں ان کو دکھائی ہوں۔ بعد ملاحظہ حکم دید ایسا ہی تابوت میرے لئے بھی بنا نا۔ ابو بکر نے کہا: جو کچھ فاطمہ نے کہا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پس جناب امیرؑ اور اسماء بنت عمیس نے فاطمہ کو غسل دیا۔

وصایائے جناب فاطمہؑ - کتاب روشتہ الواعظین وغیرہ میں ہے۔ جناب فاطمہ کے مرض شدید ہونے پر چالیس روز گذر گئے۔ اس وقت جناب فاطمہ کو ان کی خبر وفات پہنچی سام الامین اور اسماء بنت عمیس سے جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور کہا: اے ابن عم خبر وفات مجھے آسمان سے پہنچی۔ اور اب میرا کوچ ہے۔ تم کو چند امور کی وصیت کرتی ہوں کہ دل میں رکھنا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا: اے دختر رسولؐ خدا جو چاہو وصیت کرو۔ یہ کہہ کر جناب امیرؑ نے بیٹھ گئے۔ اور مکان میں جو کوئی تھا۔ اس کو باہر کر دیا۔ اس وقت جناب سیدہؑ نے فرمایا: ابن عم تم نے ہرگز مجھے دروغ گو اور خیانت کرنے والی نہ پایا ہوگا۔ اور جس روز سے تم سے سابقہ بڑا ہوگا میں نے تمہاری مخالفت نہیں کی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا: معاذ اللہ تم وانا تر بخدا اور نیکو کار اور پرہیزگار اور کریم تر اور خدا سے خائف تر ہو۔ بھلا میں تم کو اپنی مخالفت کا الزام دے سکتا ہوں۔ واقعی مجھ پر تمہاری مفارقت بہت گراں ہے۔ لیکن یہ وہ چیز ہے۔ جس سے کسی کو چلہ نہیں۔ بخدا مجھ پر مصیبت مفارقت رسولؐ خدا کو تم نے نازہ کیا۔ اور تمہاری وفات و جدائی مجھ پر عظیم

ہوئی۔ لہذا اس مصیبت پر کہ بہت پروردگار نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہوں۔ یہ مفارقت کس قدر میرے دل کو جلائے والی اور رنج دینے والی ہے۔ بخدا سو گند یہ مصیبت وہ مصیبت ہے جس سے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ مفارقت وہ چیز ہے جس کے عوض کوئی چیز نہیں ہو سکتی یہ کہہ کر جناب امیر نے جناب فاطمہؑ کو روایا کئے۔ جناب امیر نے جناب فاطمہؑ کو تھوڑی دیر اپنے دامن میں لے کر سینہ سے لگایا۔ اور فرمایا۔ جو چاہو وصیت کرو۔ اس کی میں تعمیل کروں گا۔ تمہارے امر کو اپنے امر پر اختیار کروں گا۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ خدا آپہیں خزانے خیر دے۔ اے ابن عم رسول خدا! پہلی وصیت تم کو یہ کرتی ہوں۔ کہ بعد میرے امام سے عقد کرنا۔ اس لئے کہ مردوں کو بغیر عورتوں کے چارہ نہیں اور امام میرے فرزندوں پر مثل میرے ہر ان ہے۔ پھر فرمایا میرے لئے نعش ناؤ۔ اس لئے کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے۔ انہوں نے نعش میرے لئے بنائی ہے اور پہلے جو نعش زمین پر بنائی گئی وہ یہی نعش تھی۔ بعد ازاں فرمایا میں تم کو وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے جنازہ پر ان میں سے ایک بھی نہ آئے۔ جنہوں نے مجھ پر ظلم و ستم کئے اور میرا حق ٹھیس کیا۔ اس لئے وہ لوگ میرے اور رسول خدا کے دشمن ہیں اور ان میں سے اور ان کے ہوا خواہوں میں سے کسی کو میرے جنازہ پر نہ پڑھنے دینا۔ اور مجھے رات کو جس وقت لوگ مواتے ہوں دفن کر دینا۔

**بیان وفات جناب فاطمہؑ اور کشف الغر وغیرہ میں روایت کی ہے۔ جب وفات جناب فاطمہؑ قریب ہوئی۔ اسماء بنت عیس سے کہا۔ پانی لاؤ میں دھو کر دوں گی۔ بعد وضو کرنے کے بروایت دیگر بعد غسل کرنے کے خوشبو لگائی اور نئے کپڑے پہنے اور پھر فرمایا۔ اے اسماء! جبریل وقت وفات پدید آئے اور چالیس ہیم لافور بہشت سے لائے تھے۔ اور آنحضرت نے اس کے تین حصے کئے تھے۔ ایک حصہ اپنے لئے اور ایک علی کے لئے اور ایک میرے لئے رکھا تھا۔ وہ کانور لے آؤ۔ کہ مجھے اس سے تنوٹ کرے۔ جب اسماء کانور لائیں۔ فرمایا۔ میرے سرانے رکھ دو۔ یہ فرما کر پاؤں قبلہ کی جانب پھیلا دیئے۔ اور کپڑا اوڑھ کر آرام کیا۔ اور مجھ سے فرمایا۔ اے اسماء! تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز دینا۔ اگر میں جواب نہ دوں۔ علیؑ کو بلانا۔ اور ماننا میں اپنے پد پد گوار سے ملتی ہوئی۔ اسماء نے تھوڑی دیر انتظار کر کے پکارا۔ جواب نہ پایا۔ اسماء نے کہا۔ اے دختر رسول خدا! اے دختر بہترین فرزندان آدم اور اے بہترین ان مخلوقات کی جو زمین پر راہ چلتے ہیں۔ اور اے دختر بہترین ہنس ہنگ کی جو شب معراج بمرتبہ تاب قوسین اور ذی پہنچا۔ پھر کچھ جواب نہ پایا۔ اس وقت کپڑا منہ سے اٹھایا۔ دیکھا روح مقدس نے بسوئے ریاض جنت تہننت فرمائی۔ یہ دیکھ کر اسماء منہ کے بل گر پڑیں اور چہرہ نورانی جناب سیدہ کے پوسے لیتیں۔ اور کہتی تھیں۔ جب جناب رسول خدا کی خدمت میں جانا اسماء بنت عیس کا سلام کہنے ناگاہ حضرت امام حسن اور امام حسینؑ آئے اور کہا۔ اے اسماء! اس وقت ملاں جان کیوں**

آرام فرما رہی ہیں۔ اسماء نے کہا۔ اس وقت تمہاری اماں امام نہیں فرما رہی ہیں۔ بلکہ اس وارفتا سے دارِ راحت کی طرف رجعت کی۔ یہ سن کر امام حسنؑ بیتابانہ منہ کے بل گرے۔ اور اپنی مادر کے رخِ مٹھر کے لبو سے لے کر کہنے لگے۔ اے اماں قبل اس کے ہماری روح ہمارے جسد سے پرواز کرے۔ کچھ ہم سے بات کرو۔ دوسری جانب امام حسینؑ قدم ہائے مہارک سے لپٹ کر لڑے۔ اور فرماتے تھے۔ اے مادر مہربان۔ میں آپ کا فرزند حسین ہوں۔ مجھ سے باتیں کیجئے۔ قبل اس کے دل میرا کڑے کڑے ہو۔ اور دنیا سے مفارقت کروں۔ اسماء نے کہا۔ اے مجرگو! سنگانِ رسولؐ جاؤ اور اپنے پدرِ بزرگوار کو اپنی والدہ کی وفات کی خبر کرو۔ پس امام حسنؑ اور امام حسینؑ باہر گئے۔ اور جب قریب مسجدِ کعبہ پہنچے۔ پھلا کر رونے لگے۔ اصحاب استقبال کو دوڑے اور کہا۔ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ فرزندِ نفعانِ رسولِ خداؐ حق تعالیٰ ہرگز آپ کی آنکھوں کو گریاں نہ کرے۔ کیا اپنے جدِ بزرگوار کی جگر خالی دیکھ کر ان کے شوقِ ملاقات میں آپ روتے ہیں۔ جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ نے کہا۔ والدہ ماجدہ نے دنیا سے رجعت فرمائی۔ جناب امیرؑ نے جب یہ خبر وحشت اثر سنی۔ منہ کے بل گر پڑے اور فرماتے تھے بعد تمہارے میں اپنے دل کو کس سے تسلی دوں۔ اے دخترِ رسولؐ خدا مصیبتِ وفاتِ رسولؐ میں مجھے تم سے تسلی ہوئی تھی اب تمہاری مصیبتِ مفارقت پر مجھے کس سے تسلی ہوگی۔ پھر چند شہرِ مصیبتِ جناب سیدہؑ میں فرمائے کہ زمین و آسمان کو رلا دیا۔ اور جب یہ خبر مدینہ میں منتشر ہوئی۔ سب مرد و عورت رونے لگے۔ اور آواز دہائے شیون و بکا خانہ ہائے مدینہ سے بلند ہوئیں۔ مادِ سب مرد و عورت خاندانِ امیر المؤمنینؑ کی طرف دوڑے۔ زنانِ بنی ہاشم جناب فاطمہؑ کے گھوٹیں جمع ہوئیں۔ نزدیک تھا کہ کثرتِ ہائے صدائے شیون سے مدینہ میں زلزلہ آجائے۔ تمام لوگ تعزیت کے لئے آتے تھے جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ سامنے بیٹھے حضرت کے روبرو تھے۔ تمام لوگ ان کا رونا دیکھ کر روتے تھے۔ ام کلثومؑ قبرِ رسولِ خداؐ پر آئیں۔ اور کہا۔ یا اتباہ یا رسول اللہؐ آج آپ کی مصیبتِ مفارقت ہم پر تازہ ہوئی۔ اور گویا آج آپ ہم سے جدا ہوئے اور اپنی دختر کو بھی لینے گئے۔ لوگ جمع تھے اور منظرِ تھے کہ جنازہ باہر کئے پس ابو ذرؓ رضی اللہ تعالیٰ باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ . . جنازہ کے باہر آنے میں ابھی توقف ہے۔ یہ سن کر لوگ متفرق ہو کر چلے گئے۔ جب پہر رات آئی۔ اور سب لوگ سو گئے۔ جنازہ کو باہر لائے۔ اور جناب امیرؑ و حسینؑ و عمارؓ و مقدادؓ و عقیلؓ و زبیرؓ و ابو ذرؓ و سلمانؓ و بربیعہؓ اور ایک گروہِ بنی ہاشم اور خواص آنحضرتؐ نے نمازِ جنازہ ادا کی اور اسی رات دفن کر دیا۔ اور جناب امیرؑ نے گروہِ قبرِ جناب فاطمہؑ مسات قبریں اور بنائیں۔ اس لئے کہ نہ جانیں کہ قبرِ جناب فاطمہؑ کون سی ہے۔ اور بروایت دیگر عمالیس قبروں پر پانی چھڑکا۔ اس لئے کہ قبرِ جناب فاطمہؑ مشتبہ ہو جائے۔ اور بروایت دیگر قبرِ جناب فاطمہؑ کو زمین کے ہموار کر دیا کہ علامتِ قبر نہ معلوم ہو۔ اور یہ اس لئے تھا کہ منافقین و اشقیائے امتِ قبرِ آنحضرتؐ کو نہ جان سکیں۔ اور قبرِ جابرؓ نماز نہ پڑھ سکیں۔ اور خیالِ قبرِ کعبہؑ نے کادل میں نہ لائیں۔

اسی وجہ سے مقام قبر جناب فاطمہؑ میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں بقیع میں نزدیک قبور انہم ہے۔ بعضے کہتے ہیں درمیان قبر رسول خداؐ اور منبر آنحضرتؐ جناب سیدہ فاطمہؑ میں ہیں۔ اس لئے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا میری قبر اور منبر کے بیچ ایک باغ ہے باغبانے بہشت سے اور میرا منبر ایک دروازہ ہے دروازہ ہائے بہشت سے اور صبح زیادہ رہے کہ جناب فاطمہؑ کو گھر میں ہی دفن کیا جیسا کہ روایات صحیحہ و دلالت کرتی ہیں۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے جب چاہا جناب سیدہؑ کو قبر میں نازیں۔ دو ہاتھ قبر کے اندر سے شہید یہ سہائے جناب رسول خداؐ پیدا ہوئے۔ اور جناب فاطمہؑ کو لے کر قبر میں رکھا۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر کلام عباس عم حضرت رسولؐ نام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب مرض آنحضرتؐ شدید ہوا عباس عم حضرت رسولؐ عیادت کو آئے۔ کہا مرض جناب فاطمہؑ شدید ہے اور دیکھنا ممکن نہیں یہ سن کر عباس اپنے گھر پھر گئے۔ اور ایک آدمی کو جناب امیرؑ کی خدمت میں بھیجا۔ اور کہا جناب امیرؑ کو کہنا تم کو کہا ہے چچا سلام کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ تم بیماری فاطمہؑ صبیحہ دل و نور دیدہ رسول خداؐ اور میری نور دیدہ نے مجھے اندہناک کر دیا ہے۔ اور گمان یہ ہے۔ وہ قبل میرے اپنے باپ رسول خداؐ سے لمحوں ہو گئی۔ اور آنحضرتؐ ان کے لئے بہترین منازل بہشت اور درجات آخرت عطا کریں گے۔ اور مقرب بادشاہ الہی کریں گے۔ اور عطا ہائے بزرگ بخشیں گے۔ جب یہ وقت آئے مہاجرین و انصار کو جمع کرنا کہ سب جنازہ پر حاضر ہونے اور نماز پڑھنے کا ثواب دارین حاصل کریں۔ اور یہ امر باعث شہادتت میں ہے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا۔ میرے چچا کو سلام کہنا ہرگز شفقت و محبت کو اپنے ہم سے عزیز نہیں کیا۔ اور آپ کے کلام خیر خواہانہ کو ہم نے سنا ہے چچا دختر رسول خداؐ ہمیشہ مظلوم رہیں۔ ان کے حق سے ان کو منع کیا۔ میراث بھی ان کو نہ دی۔ حضرت رسولؐ کی سفارش مقدمہ فاطمہؑ میں نہ مانی۔ حق حرمت ان کا امانہ کیا۔ اور حق خدا کی دربارہ فاطمہؑ سے رعایت نہ کی۔ اور خدا واسطہ حکم کرنے اور انتقام لینے کے ظالمان و ستمگاران فاطمہؑ سے کافی ہے۔ اسے چچا میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ مجھے اس نصیحت سے معاف رکھیں۔ اور بخش دیجئے اس لئے کہ جناب فاطمہؑ نے مجھ سے وصیت کی ہے۔ کہ لوگوں کو ان کے جنازہ پر نہ آنے دوں۔ جب یہ پیغام عباس پاس پہنچا۔ عباس نے کہا خداوند امیرؑ سے بیعتی کو بخش دے کہ اس نے مجھے بخش دیا۔ اور اس کی رائے پر طعن نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ فرزند ان عبدالمطلب میں کوئی فرزند مبارک زیادہ علی سے متولد نہیں ہوا۔ بجز حضرت رسولؐ کے تحقیق کہ علی ہمیشہ لبوسے ہر حرکت سابق تر اور ہر فضیلت میں عالم ترین مہر وہ ہیں۔ سارے وقت غضب شہمان ترین مہر وہ اور وقت جنگ دشمنان دین سب سے زیادہ شدید ہیں۔ اور ان سب میں پہلے ہیں۔ جو ایمان خدا اور رسول خداؐ پر لائے۔

بیان حزن و اندوہ جناب امیرؑ شیخ مفید و طوسی نے بسند صحیحہ سے بیان کیا۔



زین العابدین سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ بیار ہوئیں۔ جناب امیرؓ کو وصیت فرمائی کہ بیماری میری پھپھائی اور لوگوں کو مطلع نہ کریں۔ پس جناب امیرؓ نے وصیت جناب فاطمہؓ کی تعمیل فرمائی۔ جناب امیرؓ میلہ دہری سیدہ میں مصروف تھے۔ اور آسمان بنت عیسیٰ بھی معین تھیں۔ علالت جناب سیدہؓ لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ جب وقت وفات آیا۔ جناب امیرؓ کو وصیت فرمائی کہ تم خود متوجہ غسل و کفین ہو نہ اور مجھے ات ہی کو دفن کر دینا۔ اور قبر کو برابر کر دینا پس جناب امیرؓ خود متوجہ غسل و کفن و دفن ہوئے۔ اور رات ہی کو دفن کے نشان قبر مٹا دیا۔ قبر پر خاک اپنے دست مبارک سے ڈالی۔ حزن و اندوہ نے جناب امیرؓ پر غلبہ کیا۔ اور آنسو روئے مبارک پر جاری ہوئے۔ اس وقت قبر حضرت رسولؐ کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ السلام علیک یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو کچھ دیر اور آپ کی نور و دیدہ اور آپ کی زیارت کرنے والی کی طرف سے کہ آپ کی زیارت کو آتی تھیں۔ اور آج کی رات وہ میان خاک آرام فرمایا۔ اور حق تعالیٰ نے سب اہل بیت میں سے سب سے پہلے ان ہی کو اختیار کیا کہ آپ سے ملحق ہوں۔ یا رسول اللہ آپ کی دختر کی موت سے میرا صبر کم ہو گیا۔ اور مفارقت بہترین زنان عالمیان سے میں ضعیف ہو گیا۔ لیکن آپ کی مفارقت میں صبر کرنے سے۔ اور آپ کی جدائی سے اندوہ پر تحمل کرنے سے گنہائش ہے کہ اس مصیبت میں بھی صبر کروں۔ کیونکہ آپ کو میں نے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا جبکہ آپ کی مدین مقدسہ و مدینہ سیدہ اور قریب میرے گلے کے جاری ہوئی۔ اور اپنے ہاتھ سے آپ کی آنکھیں میں نے بند کیں اور آپ کے اموں کا میں منکفل ہوا۔ کتاب خدایں ہے روزنامہ ہو اور قبول کرو۔ پھر احسن اور کھونا اللہ وانا اللہ رجعون۔ یا رسول اللہ آپ نے اپنی امانت کو مجھ سے بھری لیا۔ اور میری سہولگی سے نکال لیا۔ زہر کو مجھ سے چھوڑا لیا۔ آسمان سبز اور زمین گرد آلود کس قدر میری نظر میں برحق معلوم ہوتی ہے۔ یا رسول اللہ میرا حزن و اندوہ ہمیشہ دہکا۔ اور راتیں ہمیشہ مجھے ہاگ کر لیں گی۔ اور یہ غم و اندوہ میرے دل سے نہ ہائے گا۔ جب تک کہ حق تعالیٰ میرے واسطے میری گھر جہاں آپ آدم فرما رہے ہیں۔ نہ اختیار کرے۔ زخم دل میرا پیر پٹکانے والا اور اندوہ سینہ میرا بچھ اپنی جگہ سے ہٹا دینے والا ہے کیا جلد رگم میں جدائی پڑ گئی۔ پس خدا سے اپنے حال کی شکایت کرتا ہوں۔ اور بہت جلد آپ کو آپ کی دختر خبر دیگی۔ کہ میرے حق غضب کرنے والے اور اس معصومہ پر ظلم کہتے ہیں کس طرح آپ کی امت نے ایک دوسرے کی اعانت و نصرت کی۔ آپ اپنی بیٹی کا حال پوچھنے کس قدر ان کے سینہ میں غم بھریے ہوئے ہیں۔ اور کسی سے اظہار نہیں کر سکتیں اور بہت جلد وہ آپ سے ہلن کریں گی۔ خدا ان کے واسطے حکم کرے گا کہ وہ بہترین حکم کنندگان ہے۔ یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو۔ اس وادع کرنے والے جس کی ملاقات سے کوئی لال نہ ہو پچا ہو۔ اور اندر سے دشمنی مفارقت بھی نہ کرتا ہو۔ اگر آپ کی قبر پاس سے چلا جاؤں کچھ طال سے یہ مانا نہیں۔ اور اگر آپ کی قبر پر اقامت کروں۔ تو بدگمانی نہ ہو۔ اس ثواب سے جو خدا نے صابریں کے لئے

وعدہ فرمایا ہے میرا باک ترو نکو تر ہے۔ اگر گمان مجھے اس جماعت کے غالب ہونے کا نہ ہو تا جنہوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ تو بے شک آپکی قبر پر اقامت کرتا۔ اور آپکی ہنریج مہارک پر مستکف رہتا۔ اور اس مصیبت میں بیشک فریاد و نالہ زن مردہ کے یار رسول اللہ خدا دیکھتا اور جانتا ہے کہ آپ کی دختر معصومہ کو دشمنوں کے خوف سے پر شہید و دفن کر دیا۔ اس لئے کہ حق ان کا غضب کیا۔ اور میراث کو ان سے چھین لیا۔ حالانکہ آپ کے انتقال کو بہت زمانہ نہ گذرا تھا۔ اور نام آپ کا کہنہ نہ ہوا تھا۔ یار رسول اللہ میں خدا سے شکایت کرتا ہوں۔ اور آپ کی اطاعت میں بہت بہتر تسکین و تسلی ہے پس صلوات و رحمت و بركات خدا فاطمہ پر اور آپ پر ہو۔

**بیان وفات و دفن فاطمہ**۔ کلینی نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ عورتوں کو جو انتقال حاصل ہوتا ہے اگر اس کا نام نہ رکھا ہو گا۔ تو حجب طلاق ہو گی کہیں گے ہمارے نام کیوں نہ رکھے۔ اس واسطے کہ رسول کریم نے قبل ولادت حسن کا نام رکھا۔ ابن بابویہ اور کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ مفضل نے جناب صادق سے سوال کیا کہ جناب فاطمہ کو کیسے غسل دیا۔ فرمایا۔ جناب امیر نے غسل دیا۔ پھر حضرت نے راوی سے پوچھا کیا تم پر سخن گراں گذرا۔ راوی نے عرض کی۔ ہاں یا حضرت میں آپ کے فدا ہوں۔ مجھ پر گراں گذرا۔ جناب صادق نے فرمایا۔ دل تنگ نہ ہو۔ اور سخن کہ فاطمہ صدیقہ اور معصومہ تھیں۔ اور معصوم کو بغیر معصوم دوسرا غسل نہیں دے سکتا۔ جس طرح مریم کو عیسیٰ نے غسل دیا۔ ایضاً۔ قرب الاسناد میں بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے فاطمہ کو غسل دیا۔ ایضاً۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب صادق سے سوال کیا کس سبب سے جناب فاطمہ کو رات کو دفن کیا حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ جناب فاطمہ نے وصیت کی تھی کہ وہ دو مرد اور عرابی ..... جو ہرگز خدا اور رسول پر ایمان نہ لائے تھے ان پر نماز نہ پڑھنے پائیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیر سے جناب فاطمہ کو رات کو دفن کرنے کا سبب دریافت کیا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ وہ ایک جماعت منافقین پر خشمناک و غضبناک اور بغضیں۔ لہذا منظور نہ ہوا۔ کہ وہ لوگ ان کے جنازے پر حاضر ہوں۔ اور اس شخص پر جو اس جماعت کی ولایت و محبت رکھتا ہو حرام ہے کہ کسی فرزند جناب فاطمہ پر نماز پڑھے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ جب جناب امیر دفن جناب سیدہ سے فارغ ہوئے چند شعر مشعر در دوالم انشا فرمائے کہ مصفون ان کا یہ ہے۔ دو دستوں کی کیا بانی آخر بجدانی منتہی ہوتی ہے اور ہر مصیبت غیر از مرگ کے نزدیک مرگ کے ناچیز ہے۔ اور جناب فاطمہ کا جانا بعد جناب رسول خدا کے میرے سامنے اس پر لیل ہے کہ کسی کی دوستی باقی نہیں رہتی اور جلد ہو گا۔ کہ نام میرا بھی لوگوں کے درمیان سے اٹھ جائے۔ اور میری دوستی کو فراموش کریں اور میرے بعد میرے دوست کے لئے دوسرا دوست بہم پہنچے۔ ایضاً۔ جناب امیر سے روایت ہے۔ سات شخصوں نے جناب فاطمہ پر نماز پڑھی۔ ابو ذر۔ سلمان۔ مقداد۔ عمار۔ عدلیہ و عبد اللہ بن

سمود اور میں ان کا امام تھا۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جناب صادق سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کس کے لئے لعش بنائی گئی۔ فرمایا: جناب فاطمہ کے لئے۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ پہلے لعش جو اسلام میں بنائی گئی لعش جناب فاطمہ بنتی اور سب اس کے بنانے کا یہ تھا۔ کہ جب جناب فاطمہ بیمار تھیں۔ وہ بیماری جس میں دنیا سے رحلت کی۔ اسماء بنت عمیس سے کہا: اے اسماء میں نجیعت و ضعیف ہو گئی ہوں۔ اور گوشت میرے بدن کا گھل گیا ہے۔ کیا تم کوئی چیز ایسی بنا سکتی ہو جس سے میرا جسم مردوں سے پوشیدہ رہے۔ اسماء نے عرض کی: جب میں بلاد حبشہ میں تھی۔ میں نے ان کو ایک قسم کی فتنش بناتے دیکھا تھا۔ اگر آپ فرمائیں۔ تو میں بنا کر دکھاؤں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا: ہاں بناؤ۔ یہ سن کر اسماء بنت عمیس ایک تخت لائیں۔ اور اس کو اوندھا کر کے شاہانے فرمایا یا لے تھے تخت میں باندھے اور اس پر ایک کپڑا ڈالی کہ عرض کیا۔ اس طریقے سے بناتے ہیں۔ یہ دیکھ کر جناب فاطمہ نے فرمایا: ایسی ہی فتنش میرے واسطے بھی بناؤ۔ اور میرا جسم مردوں سے چھپاؤ۔ تاکہ خدا تمہارے جسم کو آتش بہنم سے چھپائے۔ اور بعض کتب معتبرہ میں ابن عباس سے روایت ہے۔ جب جناب فاطمہ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اسماء اپنا اگر میاں چاک کر کے مسجد کی طرف دوڑیں۔ امام حسن و حسین نے راہ میں دیکھا۔ اور حال اپنی ماں کا پوچھا۔ اسماء چپ ہو رہیں۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ جب امام حسن و حسین گھر میں آئے۔ اپنی ماں کو دیکھا۔ کہ آرام فرما رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر قریب آئے اور شانہ ہلا کر فرمایا: جب دیکھا۔ دنیا سے رحلت فرمائی ہے۔ امام حسن سے کہا: اے بھائی جان خدا آپ کو مصیبت مفادقت ماور گرامی میں صبر عطا فرمائے۔ یہ کہہ کر گھر سے باہر دوڑے اور فریاد کرتے تھے: یا محمدہ یا محمدہ آج ہماری ماں نے دنیا سے رحلت کی۔ آپ کا زمانہ ہم پر تازہ ہوا۔ پھر جناب امیر کو یہ خبر مسجد میں پہنچائی۔ امیر المؤمنین نے جب یہ خبر جان سوز سنی بیہوش ہو گئے۔ لوگوں نے بانی منبر پر چڑھا کا۔ اس وقت ہوش میں آئے۔ امام حسن اور حسین کو کاغذ پر بٹھا کر گھر ہی آئے۔ اسماء بنت عمیس جناب فاطمہ کے سرٹانے بیٹھی رو رہی تھیں۔ اور کہتی تھیں: اے سہیلیاں محمد تمہارے نانا کی مصیبت مفادقت پر میں تمہاری والدہ فاطمہ زہرا سے تسلی کرنی تھی۔ اب بعد فاطمہ کس سے تسلی کروں۔ اس وقت جناب امیر نے روئے مبارک جناب فاطمہ کھولا۔ اور سرٹانے ایک رقعہ دیکھا۔ اس میں یہ لکھا تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وصیت و خیر رسول خدا کی ہے۔ وصیت کرتی اور گواہی و عدالتیت خدا اور رسالت سید انبیا کہتی ہے اور یہ کہ ہمیشہ حق ہے اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ کہ خدا مردوں کو زندہ کرے گا۔ جو قبروں میں ہیں۔ یا علیؑ میں دختر محمد ہوں۔ خدا نے مجھے تجھ سے تزویج کیا۔ کہ تمہاری زوجہ دنیا کو آخرت میں ہوں۔ اور تمہاروں سے زیادہ میرے زیادہ مزاوار ہو۔ تم مجھے غسل دینا و حنوط کرنا۔ اور کفن پہنانا۔ اور محمد پر نادر محمد اور مجھے رات ہی کو دفن کر دینا۔ اور کسی کو خبر نہ کرنا تمہیں خدا کو سچو دکھاتی ہوں اور اپنے

فرزندوں پر تاقیامت سلام کرتی ہوں جب رات ہوئی۔ جناب امیر نے جناب فاطمہ کو غسل دیا۔ اور تابوت میں رکھا۔ امام حسن سے فرمایا۔ ابوذر کو بلاؤ۔ جب ابوذر حاضر ہوئے۔ جنازہ اٹھا کر بقیع میں لے گئے۔ اور جناب فاطمہ پر نماز پڑھی۔ جب جناب امیر نماز جنازہ سے فارغ ہوئے۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور عرض کی۔ خداوند یاہ فاطمہ تیرے پیغمبر کی دختر ہے اسے خلعت سے نکال کر لور کی طرف اور شدت سے جانب شادی دوسروں سے جا۔ اس وقت زمین دو دو تک روشن و منور ہو گئی جب چاہا کہ جناب فاطمہ کو دفن کریں۔ بقیع کی طرف سے آواز آئی۔ میری طرف لاؤ۔ کہ مٹی فاطمہ کی مجھ میں سے اٹھائی ہے۔ جب جناب امیر نے وہاں جا کر دیکھا۔ ایک قبر کھدی کھدائی پائی۔ پس جنازہ سیدہ کا اس قبر کے نزدیک لائے۔ اور جب قبر میں رکھا۔ جناب امیر نے قبر کے کنارے سے آواز دی۔ اے زمین میں نے اپنی امانت یعنی فاطمہ دختر رسول خدا کو تیرے سپرد کیا۔ اس وقت زمین سے آواز آئی۔ اے علی میں فاطمہ پر تم سے زیادہ مہربان ہوں۔ جاؤ اور آندوہ فاطمہ ہو۔ جب جناب امیر نے چاہا کہ وہاں سے تشریف لے جائیں۔ ناگاہ قبر تشریف زمین کے برابر ہو گئی۔ اور نشان باقی نہ رہا۔ اور تار و زقیامت دریافت نہیں ہو سکتا۔ کہ قبر کہاں ہے۔ واضح ہو کہ روز وفات اور عمر شریف میں بہت اختلاف ہے اور اکثر روایات معتبر اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ عمر شریف جناب فاطمہ اس وقت اٹھارہ سال تھی۔ اور بعضوں نے اسی سال اور بعضوں نے تیس سال اور بعضوں نے ستیس سال اور بعضوں نے اسی سال بھی کہا ہے اور صحیح زیادہ اور مشہور زیادہ علامتے نامیہ میں قول اول ہے یعنی اٹھارہ سال۔

## فصل آٹھویں۔ بیان واد خواہی جناب فاطمہ بروز قیامت

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا جب قیامت برپا ہوگی۔ میری دختر فاطمہ ایک ناقہ پر ناقہ لٹے بیٹھتے سے سوار آئیں گی۔ اور اس ناقہ کے پہلوؤں میں ہر پانچے سفید اور پیلوں ہوگا۔ اور ہمارا اس ناقہ کی موارید کی۔ اور پاؤں اس ناقہ کے زمر و سبز کے اور دم کسکب اور آنکھیں باقوت سرخ کی ہونگی۔ اور اس ناقہ پر ایک قبیلہ نور ہوگا۔ کہ باطن اس کا ظاہر سے نمایاں ہوگا۔ اندر محرق و دگر اور باہر رحمت غفار ہوگی۔ اور فاطمہ کے سر پر ایک تاج نور کا ہوگا۔ کہ اس کے ستر گونے ہونگے۔ اور ہر گوشہ مردار پیدا باقوت سے مرصع ہوگا۔ کہ مثل ستارہ نور اس کا ساحل ہوگا۔ اور داہنے بائیں ستر ستر ہزار فرشتے ہونگے۔ اور جبرئیل ہمارا ناقہ لٹے ہونگے۔ اور بعد اٹھے طبع آواز دیں گے۔ اے اہل محشر سنی اپنی آنکھیں بند کر۔

فاطمہ دختر محمدؐ شریف لائی ہیں۔ یہ سن کر کوئی بے یقینی رسول کوئی صدیق کوئی شہید باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ اپنی اپنی۔  
 آنکھیں بند کر لیں گے۔ یہاں تک کہ فاطمہؑ محشر سے گذر جائیں گیں۔ جب عرش کے نیچے پہنچیں گیں۔ اس وقت نافر  
 سے اذیہ کرے گی۔ اسے فلاوند میرے اور اسے سید میرے مجھ میں اور ان میں جنہوں نے مجھ پر ظلم و ستم کئے ہیں۔ حکم کر۔  
 فلاوند! مجھ میں اور ان میں جنہوں نے میرے فرزندوں کو شہید کیا۔ حکم کر۔ پس حق تعالیٰ ندا فرمائے گا۔ اے حبیبہ! من  
 دختر حبیبہ! من مجھ سے سوال کر کہ تجھے عطا کروں اور مجھ سے شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول کروں۔ اپنی عزت  
 جلال الٰہی میں قسم کھاتا ہوں کہ آج کے دن کوئی مظلوم کسی ظالم کا مجھ سے فروگذاشت نہ ہوگا۔ اس وقت فاطمہؑ میری دختر  
 عرض کرے گی۔ پروردگار! میری ذریت اور میرے شہید اور میرے فرزندوں کے شہید اور میرے دوست اور میرے  
 دوستوں کے فرزندوں کو بخش دے۔ پھر آواز حق تعالیٰ کی طرف سے آئے گی۔ کہ فرزند ان فاطمہؑ اور شیعان و دوستان  
 فرزند ان فاطمہؑ کہاں ہیں۔ اس وقت یہ سب حاضر ہونگے۔ اور ملائکہ رحمت ہر طرف سے ان کو گھیرے ہونگے فاطمہؑ  
 میری دختر ان کے آگے آگے جائیں گی۔ یہاں تک کہ ان کو داخل بہشت کرے گی۔ ایضاً۔ باسانید معتبر حضرت امام  
 رونا سے روایت ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میری دختر فاطمہؑ صحنے محشر میں باجاہائے خون کالو آئے گی۔  
 اور قائمہ عرش تمام کر عرض کرے گی۔ اے خداوند! حاکم و عادل مجھ میں اور ان میں جنہوں نے میرے فرزندوں کو  
 شہید کیا۔ حکم فرما۔ بحق پروردگار کہ میری دختر فاطمہؑ اور اس کے دشمنوں کے درمیان حق تعالیٰ حکم کرے گا۔  
**بیان عذاب دشمنان اہل بیتؑ۔** ایضاً ابن سعد معتبر جناب صادق سے روایت ہے۔ کہ  
 حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب قیامت برپا ہوگی۔ میری دختر فاطمہؑ کے لئے ایک قبہ لود نصب کریں گے۔  
 پھر امام حسینؑ ان کے اپنا سرائقہ میں لئے ہوئے۔ جب جناب فاطمہؑ اپنے فرزند حسینؑ کو اس حالت میں  
 دیکھیں گی۔ ایک نعرہ محشر میں ایسا مادیں گی۔ کہ محشر میں کوئی ملک مقرب اور کوئی پیغمبر اور مرسل اور کوئی  
 بندہ مومن باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ سب گریاں دینا لاں ہونگے۔ اس وقت حق تعالیٰ ایک خوبصورت مرد کو امام  
 حسینؑ کی صورت پر متقل کرے گا۔ کہ وہ دشمنان حسینؑ سے مخاطب کریں۔ اس وقت حق تعالیٰ قاتلان امام حسینؑ  
 کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے اشفقیائے امت سے سلامش کی تھی۔ اور ان کو جنہوں نے خون حسینؑ میں شرکت  
 کی تھی جمع کرے گا۔ اور وہ مرد خوبصورت ان سب کو قتل کرے گا۔ اور پھر زندہ کرے گا۔ جناب امیر بارگاہ  
 ان سب کو قتل کریں گے۔ پھر تیسری دفعہ ان سب کو زندہ کرے گا۔ کہ امام حسینؑ ان کو قتل کریں۔ یہاں تک  
 کہ میرے فرزندوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ کہ ان ظالموں میں سے قتل کرے۔ اس وقت ہمارا اور  
 ہمارے شیعوں کا خشم و غصہ بھی کم ہوگا۔ اور اندوہ و غم ہم سے زائل ہو جائے گا۔ جناب صادق نے فرمایا۔ خدا  
 رحمت کرے شیعوں پر بخدا سوگند یہ مومن ہیں۔ اور بخدا سوگند یہ مہادی مصیبت اور طول اندوہ و حسرت میں

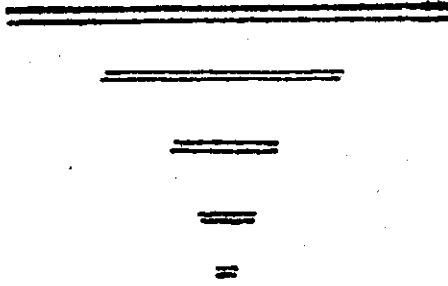
ہمارے شریک ہیں۔ ایضاً البند معتمر جناب صاوق نے روایت کی ہے۔ رسول خدا سے کہ جب روز قیامت ہوگا فاطمہؑ جماعت زنان عرصہ عشرت میں آئے گی۔ اس وقت فاطمہ سے کہیں گے۔ داخل بہشت ہو فاطمہؑ کہیں گی۔ میں بہشت میں دعاؤں کی جب تک نہ سمجھ لوں گی۔ کہ بعد میرے میری اولاد سے کیا سلوک کیا۔ یہ سن کر فاطمہ سے کہیں گے۔ کہ وہ میں عرصہ عشرت نظر کرو جب نظر کرے گی۔ اپنے فرزند حسین کو دیکھے گی۔ کہ بے سر کھڑا ہے یہ دیکھ کر فریاد کرے گی۔ اور میں اسکی فریاد سے فریاد کروں گی اور جس ملائکہ سے غلغلہ و خروش بلند ہوگا۔ اس وقت حق تعالیٰ ہمارے سب سے غیظ و غضب کرے گا۔ اور اس آگ کو جس کا نام بہب ہے اور ہزار سال اسے روشن رکھا ہے کہ سیاہ ہو جاتی ہے اور ہوا ہرگز اس میں نہیں جاتی۔ اور کوئی نعم اس سے باہر نہیں آتا۔ اس وقت حق تعالیٰ اس آگ کو آواز دے گا۔ کہ قاتلان حسین اور حالان قرآن کو جنہوں نے اہل بیت رسالت سے اتھاٹھا یا۔ اور قرآن کو وسیلہ ظلم و عدوان کیا۔ جن نے یہ حکم پا کر ان اشقیاء کو وہ آگ اٹھالے گی۔ جب وہ رو سیاہ اُس آگ میں جاؤں گے۔ آگ فریاد کرے گی۔ اور وہ بد بخت بھی فریاد کریں گے۔ آگ بھی خردش کرے گی۔ وہ خردش کریں گے۔ آگ بھڑکے گی۔ وہ تم گارے سے مائیں گے۔ اور کہیں گے پروردگار کس سبب سے اس آگ کو بت پرستوں سے پہلے ہم پر واجب کیا۔ اس وقت حکم حق تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ جو کوئی دانستہ بُرا کام کرے وہ مثل اس کے نہیں کہ جو بت ادانی کرے۔ بیان تشریف آوری فاطمہ میدان محشر۔ ایضاً البند معتمر جناب امیر سے روایت ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا بروز قیامت سر حسین فاطمہ کے دکھائے کو خون آلود ظاہر ہوگا جب نظر ملے گا کہ جناب فاطمہؑ اس پر پڑے گی۔ فریاد کریں گی۔ اسے فرزند مظلوم۔ اسے سیوہ دل جمہوم اس وقت نالہ فاطمہ سے فرشتے بیہوش ہو جائیں گے۔ اور حج اہل محشر فریاد و خردش کریں گے۔ اور کہیں گے خدا سے مادے اے فاطمہؑ جس نے تمہارے فرزند حسین کو مارا۔ اس وقت ندائے حق تعالیٰ پہنچے گی کہ ایسا ہی کروں گا۔ اور اتر مقام اس کے قاتل اور مسین قاتل اور دوستان قاتل سے لوں گا۔ اور فاطمہؑ اس دن ایک ناقہ پر ناقہ ہائے بہشت سے سوار ہونے کی پہلو ہائے ناقہ حریر سبز سے مزین ہونے۔ اس ناقہ کا منہ زیبا اور دیدہ ہائے شہلا ہونے کے ہمراہ کلائے سبیش سے اور گردن اس کی مشک و زعفران کی ہوگی۔ جہاز زبرد سبزی اور کجاوہ موئی کا ہوگا۔ کہ تمام جواہرات سے اس کو مزین کیا ہوگا۔ اور ہا ناقہ پر ایک ہرودج ہوگا۔ کہ پرودے اس ہرودج کے نور خدا سے ہونگے۔ اتر اس کے رحمت الہی اس میں مملو ہوگی اور بلندی بہار بقدر ایک فرسخ فرسٹھائے دنیا سے ہوگی۔ اور گرد ہرودج کے ستر ہزار ملک احاطہ کئے ہونگے۔ اور مشغول تسبیح و تحمید و تکبیر و ثنائے حق تعالیٰ ہونگے۔ اس وقت منادی درمیان عرش ندا کرے گا۔ کہ اے اہل قیامت اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو۔ کہ فاطمہؑ دفتر محمد صراط سے گذر جائے۔ پس فاطمہؑ اور شعیان و دوستان جناب فاطمہ صراط سے مجلی کی طرح گذر جائیں گے۔ اور اپنے دشمنوں اور اپنی ذریت کے دشمنوں کو آتش بہن میں

دھکیل دیں گی۔ شیخ مفید نے بسند مؤثرتی جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ہر روز قیامت حق تعالیٰ مطلق العین آخرین کو ایک زمین پر جمع کرے گا۔ پھر ایک منادی حق تعالیٰ کی طرف سے ندا کرے گا کہ اپنی اپنی آنکھیں بند کرو۔ اور سر نیچے کرو۔ کہ فاطمہ دختر محمد مراد سے گذر جائے۔ یسٹن کر تین خلایق اپنی اپنی آنکھیں بند کر لیگی اور جناب فاطمہ ایک ناقہ پر ناقہ ہائے بہشت سے سوار تشریف لائیگی۔ اور ستر ہزار فرشتے جناب فاطمہ کا استقبال کریں گے۔ اس وقت جناب فاطمہ ایک مقام پر مقامات قیامت میں سے اتر کر ٹھہری گی۔ اس صورت سے کہ پیرا بن خون آلود امام حسینؑ ہاتھ میں لئے ہوئی۔ اور کہیں گی ہر روز گارا یہ پیرا بن میرے فرزند کا ہے اور تو جانتا ہے کہ اشقیائے امت نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس وقت حق تعالیٰ کی جانب سے ندا آئے گی۔ اے فاطمہ جو کچھ تیری خوشی ہو۔ وہ کیا جائے گا۔ جناب فاطمہ کہیں گی۔ پروردگار میرا انتقام میرے فرزند کے قاتلوں سے لے۔ حق تعالیٰ حکم فرمائے گا۔ کہ آتش جہنم سے ایک شعلہ باہر آکر قاتلان امام حسین کو چھ لے گا۔ جس طرح مرغ دلنے چن لیتا ہے۔ وہ شعلہ آتش میں اشقیائے جہنم میں لے کر طبقات جہنم میں با انواع عذاب معذب کرے گا بعد اس کے جناب فاطمہ ناقہ پر سوار ہو کر بہشت میں تشریف لے جائیں گی۔ اور وہ مانا نگر جنہوں نے استقبال کیا تھا۔ خدمت میں ہونگے۔ اور فرزند ان فاطمہ آگے آگے اور دوستان ذریت محمدی داہنے بائیں ہمراہ داخل بہشت ہونگے۔ فرات بن ابیہ تم نے اپنی تفسیر میں جانا امیر سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خدا جناب فاطمہ کے گھر تشریف لائے۔ اور اپنی دختر کو محزون و غمگین پا کر پوچھا۔ اے دختر گرامی کیوں محزون و اندوگین ہے۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا۔ مجھے روز محشر یاد آیا۔ اور لوگوں کا عروڑ محشر میں کھڑا ہونا بہت یاد آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر گرامی وہ دن ہزرگ ہے لیکن جبرئیل نے حق تعالیٰ کی جانب سے مجھے اطلاع دی ہے کہ سب کے پہلے جس کے لئے زمین شکافہ ہوگی اور قبر سے باہر آئے گا۔ میں ہونگا۔ اور میرے بعد ابراہیم خلیل اور بعد تمہارا شوہر علی ابن ابی طالب اس وقت حق تعالیٰ جبرئیل کو تمہاری قبر باس مع ستر ہزار فرشتوں کے بھیجے گا۔ اور تمہاری قبر پر سہت قبہ نور کے نصب کریں گے اور اس قبہ میں تین نور کے تمہارے لئے لائیں گے اور قریب تمہارے سر کے کھڑے ہو کر تم کو ندا کریں گے۔ اے فاطمہ دختر محمد قبر سے باہر آؤ۔ بجانب محشر پس تم قبر سے اہر کھڑے بیٹھو اور اس دن کے خون سے باہر آؤ گی۔ پھر وہ قبیل وہ طے تم کو دریں گے۔ اور تم ان کو پہنوی۔ اور ایک فرشتہ زوقائیل کہتے ہیں ایک ناقہ تمہارے لئے لائے گا۔ کہ ہمارا اس کی مراد بید تری اور محافظہ طلائے احمر کا پشت ناقہ پر باندھا ہو گا تم اس پر سوار ہو گی۔ اور زوقائیل ہمارا ناقہ کھینچے گا۔ اور آگے آگے ستر ہزار فرشتے علیہائے تسبیح تاکہ میں لئے ہونگے۔ اور جب تم روانہ ہو گی۔ ستر ہزار حور پر تمہارے استقبال کو آئیں گی۔ اور تمہاری طرف دیکھ کر خوش ہونگی۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک انگلیٹی ٹی نور کی ہو گی۔ کہ ان انگلیٹیوں سے عود کی خوشبو بے آگ کے آئیگی۔ اور ان عود کے سروں پر تابہائے مرصن زبر و بزم باذن

جو اہر ہو گئے۔ وہ تہمدی داہنی جانب چلیں گی۔ جب تھوڑی دور پہنچی گی۔ مریم و دختر عمران موہن ستر ہزار حور یہ تہمدی سے استقبال کو آئیں گی۔ اور تم کو سلام کریں گی۔ اور موان ستر ہزار حور یہ کے تہمدی بائیں جانب راہ چلیں گی۔ بعد اس کے تہمدی والدہ خدیجہ بنت خویلد تہمدی استقبالی کریں گی۔ اور وہ ان حور توں میں سے پہلی ہیں۔ جو خدا اور رسول پر ایمان لائیں۔ ان کے ساتھ ستر ہزار فرشتے آفتاب میں ملہائے تسبیح لئے ہونگے۔ اور جب تم قریب محشر پہنچو گی۔ حور امیر ستر ہزار حور یہ و آسیہ بن فرعون تہمدی استقبالی کریں گی۔ اور یہ سب تہمدی سے ہمراہ روانہ ہونگی۔ اور جب صحرائے محشر میں پہنچو گی۔ منادی عرض کے نیچے سے ندا کرے گا کہ سب خلوق سُن لے گی۔ اور وہ صدایہ ہو گی باپنی اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہ صدیقہ دختر محمدؐ اور زنان مظلومہ جو ان کے ہمراہ ہیں۔ عرصہ محشر سے گندہ جائیں۔ اس دن تہمدی طرف کوئی نظر نہ کرے گا۔ سوائے تہمدی سے باپ اور ابراہیم اور تہمدی سے شوہر علی ابن ابی طالب کے اس دن آدمؑ حوا کو بلائیں گے۔ وہ تہمدی ماں خدیجہ کے ہمراہ تہمدی سے سامنے آئیں گی۔ اور تہمدی سے لئے ایک منبر درو نصب کریں گے کہ اس منبر کے ستر پائے ہونگے۔ اور ہر ایک پایہ کے بیچ میں دوسرے پایہ تک صفت ہانے ہانکہ کھڑی ہوئی۔ علمہائے نور ان کے ہاتھوں میں ہونگے۔ حوریں داہنے بائیں منبر کے صفت کھینچیں گی۔ اور سب حور توں سے قریب بائیں طرف تہمدی سے حوا اور آسیہؑ ہونگی۔ اور جب تم اسے فاطمہ منبر پر جاؤ گی جبرئیل حق تعالیٰ کی طرف سے تہمدی سے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے۔ اسے فاطمہ اپنی حاجت طلب کرو۔ اس وقت تم کہو گی۔ پروردگار! حق حسینؑ کو مجھے دکھا۔ اس وقت تہمدی کے دونوں فرزند تہمدی سے پاس آئیں گے۔ رگ ہائے گردن حسینؑ سے خون ٹپکتا ہوگا۔ اور حسینؑ کہہ چلا۔ پروردگار! آج کے دن عوین میرا ان ظالموں سے جنہوں نے مجھ پر ستم کئے لیے۔ یہ سُن کر دریائے غضب الہی جو شِزَن ہوگا۔ اور غضب الہی سے بہنم اور ملائکہ بھی خروش کریں گے۔ بہنم نعرہ مارے گا۔ لپک اسکی صحرائے محشر تک آئے گی۔ اور قاتلان حسینؑ کو اٹھائے جائے گی۔ اور حسینؑ کے جو قاتل ہیں۔ ان کی اولاد کی اولاد کو بھی آتش بہنم کھینچے گی۔ اس وقت ان ستر گاروں کی اولاد کہے گی۔ پروردگار! ہم وقت قتل حسینؑ موجود نہ تھے۔ مگر حق تعالیٰ شعلہ ہائے بہنم کو حکم فرمائے گا۔ کہ ان کو پکڑے کیونکہ ان کی کبودی چشم اور رو سیاہی ان کی علامت تھیں۔ ان کے پیشانی کے بال پکڑ کے منہ کے بل گھسیٹے ہوئے پائیں نرین طبعیات بہنم میں ڈال دیں گے کہ یہ لوگ دوستان حسینؑ پر زیادہ تر سخت اپنے اپنے باپ سے تھے۔ جنہوں نے حسینؑ سے عذہ کیا۔ اور اس کو تہمدی کیا۔ پھر جبرئیل۔۔۔ کہیں گے اسے فاطمہ تم اپنی حاجت طلب کرو۔ اس وقت تم اسے دخترائے فاطمہ تم کہو گی۔ کہ پروردگار! میں اپنے شیعوں کو چاہتی ہوں۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے شیعوں کے گناہ بخش دیئے۔ پھر تم کہو گی۔ پروردگار! اپنے فرزندوں لاماؤں کے شیعوں کو چاہتی ہوں۔ پھر حق تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے ان کو بھی بخش دیا۔ پھر تم کہو گی۔



پروردگارا میں اپنے شیعوں اور دوستوں کو چاہتی ہوں۔ پس حق تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ۔ جو تمہارا دامن پکڑے اس کو بہشت میں داخل کرو۔ اس وقت جمع خلق آرزو کرے گی۔ کہ کاش ہم بھی دوستان شیعیانِ فاطمہ سے ہوئے۔ اس وقت تم اپنے شیعوں اور شیعوں کے فرزندوں اور شیعیانِ امیرالمؤمنینؑ کو اپنے ہمراہ لے کر بہشت میں جاؤ گی۔ اور وہ وقت ہوگا۔ کہ شیعوں کا خوف مبدل باطمینان ہو جائے گا۔ شہرگاہ ان کی ڈھکی ہوگی۔ خداوند قیامت ان پر کسان ہونگے۔ جو ہائے قیامت سے سہولت گزریں گے۔ سب لوگ ڈریں گے۔ یہ نہ ڈریں گے۔ سب لوگ پیاسے ہونگے۔ یہ میراب ہونگے۔ جب تم دروازہ بہشت پر پہنچو گی۔ بارہ ہزار حوریں تمہارے استقبال کو آئیں گی۔ کہ پہلے تمہارے وہ کسی کے استقبال کو نہ آئی ہونگی۔ کہ ان کے ناقوں کے کھمبے طلائی ڈر در اور یا قوت کے ہونگے۔ اور چہار ہر مردار پیدزلی اور کابین زبرد کی ہونگی۔ اور حمل میں ایک تکیہ مندس بہشت کا رکھا ہوگا۔ جب تم بہشت میں جاؤ گی۔ جمع اہل بہشت خوش ہونگے۔ اور ایک دوسرے کو بشارت دیں گے۔ اور تمہارے شیعوں کے واسطے رنگارنگ جوہر کے خولن نمودائے نور پر نصب کریں گے۔ اور تمہارے شیعوں ان کھانوں میں سے کھانے کھائیں گے۔ وہ وقت وہ ہوگا۔ کہ اور لوگ مشغول حساب کتاب ہونگے۔ اور شیعوں ابدالاً با نعیم بہشت سے متنعم ہونگے۔ اور جب سب کے سب دوستانِ خدا بہشت میں پہنچ جائیں گے۔ جمع پیچہ آدم تا خاتمِ تمہاری زیارت کو آئیں گے۔ اور بہشت میں دو موتی ہیں۔ کہ ایک دیئے سے نکلے ہیں۔ ایک ان میں سے سفید اور دوسرا زرد ہے۔ اور ہر ایک میں ستر تیز نورِ قصر ہیں۔ اور ہر قصر میں ستر تیز نورِ گھر ہیں۔ پس وہ قصر ہائے سفید تمہارے اور ہمارے شیعوں کے مکان ہیں۔ اور گھر ہائے زرد و منادلِ براءیم اور آلِ ابیہا ایم ہیں۔ یہ کن کہ جنابِ فاطمہ صلوات اللہ علیہا نے فرمایا۔ اے پڑ بزرگارا میں نہیں چاہتی کہ آپ کو مرتے دیکھوں اور بعد آپ کے زندہ رہوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ جب میل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ پہلے جو میرے اہل بیت کے مجھ سے ملتی ہوگا۔ وہ اے فاطمہ تم ہوگی۔ وائے ہو اس شخص پر جو تم پر ظلم کرے۔ تحقیق کہ دستکاری اس شخص کے لئے ہے جو تمہاری نصرت و مدد کرے۔



# باب تیسرا

تاریخ ولادت و شہادت سید اصفیا و امام الاقصیا حضرت  
مظہر العجائب اسد اللہ العالیب میر المومنین علی ابن ابی طالب  
علیہ السلام

اس باب میں پانچ فصلیں ہیں۔ فصل پہلی۔ بیان ولادت باسعادت جناب امیر علیہ السلام۔  
شہد و محمد بن و درغین فریقین میں یہ ہے کہ جناب امیر برمنہ محمد تیرھویں ربیع کو ہجرت تیس سال امام اغیل کے  
کعبہ معظمہ میں متولد ہوئے۔ اس وقت عمر شریف جناب رسول خدا اٹھائیس سال کی تھی۔ بارہ سال۔ اور بقول دیگر  
دس سال قبل بعثت آن حضرت واقع ہوئی شیخ طوسی نے مصباح میں بسند صحیح جناب صادق سے روایت  
کی ہے کہ ولادت موفور السعادت جناب بروز یکشنبہ ساتویں ماہ شعبان کو واقع ہوئی۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح  
اور شہد زیادہ ہے۔ اور اگر ان دونوں دنوں کا احترام کریں بہتر ہے۔ بعضوں نے تیسویں ماہ شعبان کی بھی  
لکھی ہے اور خالد بن زکوان آنحضرت ابو طالب بیٹے عبد المطلب کے تھے کہ حضرت رسول کے پدر بزرگوار عبد  
کے حقیقی بھائی ایک ماں سے تھے اور اراد گرامی جناب فاطمہ بنت اسد بن اٹم بن عبدمنان تھیں۔ جناب  
امیر اور بھائی آپ کے اٹھی تھے کہ ماں باپ دونوں سنی اٹم تھے۔ احادیث معتبرہ میں جناب رسول خدا سے  
روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ ہم اور علی ایک نور سے خلق ہوئے۔ اور ہم منظور انتظار عنایات حق تعالیٰ  
چوبیس ہزار سال قبل خلق آدم تھے۔ و بروایت دیگر دو ہزار سال اور عانت است عرش انہی تسبیح و تقدیس حق  
تعالیٰ کرتے تھے جب خدا نے آدم کو خلق کیا۔ اس نور کے دو حصے کئے اور دونوں کو صلب آدم میں جگہ دی۔  
جب آدم زمین پر آئے ہم ان کے صلب میں تھے۔ اور جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا۔ ہم ان کے صلب میں تھے۔  
اور اس صلب سے آگ نے ان کو ضرر نہ پہنچایا پھر اس نور کے ایک جزو سے میں اور دوسرے جزو سے علی پیدا  
پیدا ہوئے۔ ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا کہ ایک روز میں حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ  
جناب امیر کو آتے دیکھ کر حضرت رسول تسبیح ہو گئے۔ اور فرمایا۔ مرحبا اس شخص کو جسے خدا نے چالیس ہزار سال  
قبل پیدائش آدم خلق کیا ہو۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آیا ہو سکتا ہے فرزند قبل پیدائش ہو حضرت

نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے میرے اور علیؑ کے نور کو خلق آدم سے اسی قدر پہلے خلق کیا۔ پھر اس نور کے دو ٹکڑے کئے نصف سے مجھے اور نصف سے علیؑ کو پیدا کیا۔ قبل پیدائش اشیا و دیگر پیدا کیا۔ اور جملہ اشیا کو میرے اور علیؑ کے نور سے منور کیا۔ مجھے جانب راست عرض جبکہ دی۔ اور بعد میرے ملائکہ کو پیدا کیا۔ اور میری تسبیح و تہلیل و تکبیر و تحمید حق تعالیٰ سے ملائکہ نے تسبیح و تہلیل و تکبیر و تحمید حق تعالیٰ کی تھی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ قرار دیا کہ میرا اور علیؑ کا دوست داخل آہنم نہ ہو۔ اور میرا اور علیؑ کا دشمن داخل بہشت نہ ہو۔ اور حق تعالیٰ نے چند فرشتے پیدا کئے ہیں۔ جن کے ماتحتوں میں ابراہیمؑ ہائے نقرہ بہشت ہیں۔ اور ان ابراہیموں کو آب حیات سے جو ایک شجر جنت الفردوس میں ہے بھرا ہے۔ جب شیطان علیؑ سے کوئی فرد عورت سے حقارت کرنا چاہتا ہے اور اس وقت حق تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ اس کا لفظ مستعد ہو جائے پس ایک ان فرشتوں میں سے آتا۔ اور آب بہشت میں سے لٹوٹا سا اس کے پینے کے پانی میں ڈال دیتا ہے۔ اور وہ پانی اس کے لفظ میں مخلوط ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے اس شیخہ کے دل میں میری محبت اور علیؑ وفاطر حسین اور نو امام فرزند ان حسین کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ میں اس خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جس نے محبت علیؑ اور اس پر ایمان لانے والے کو سبب دخول بہشت و نجات جنم کیا۔ ابن طاووس نے بسند معتبر بیان فضائل جناب امیر زبانی رسولؐ۔ جناب امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ امام محمدؑ باقر سے جناب امیرؑ کے جو شکر بجالانے کا سبب پوچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھے میرے بزرگوں نے خبر دی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کو کسی ضرورت کو بھیجا۔ اور جناب امیرؑ نے باحسن و جہ اس کی تعمیل کی۔ جب پھر سے اس وقت پہنچے۔ جب رسول خداؐ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تھے۔ پس ہمراہ جناب رسول خداؐ نماز پڑھی۔ اور حضرت نماز سے فارغ ہوئے۔ جناب امیرؑ کو سینہ سے لگایا۔ اور پوچھا۔ تم نے وہ کام کیا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں۔ حضرت رسولؐ شاداں و خنداں ہوئے۔ اور فرمایا۔ اسے علیؑ سپاہتے ہو کہ میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر فرمان ہمیشہ آپ نے مجھے بجز بشارت دی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جب جبرئیل وقت زوال میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ یا محمدؑ اس وقت آپ کا پیغمبر علیؑ ابن ابی طالب آپ کے پاس آتا ہے اور خدا نے ان کے سبب مسلمانوں کو منفعت عظیم پہنچانی ہے۔ اور جس کام کے لئے آپ نے ان کو بھیجا ہے انہوں نے وہ کام اس طرح کئے ہیں۔ اور مجھے جبرئیل نے وہی خبر دی ہے جو تم نے مجھ سے بیان کیا۔ اور جبرئیل نے کہا۔ اسے محمدؑ فریت آدم سے نجات نہیں پائی مگر اس شخص نے جس نے ولایت شیت و صبی آدم اختیار کی۔ اور شیت نے سبب اپنے باپ آدمؑ نجات پائی۔ اور آدم نے بعد از دنیا عالم نجات پائی۔ اور قوم نوح سے نجات نہ پائی۔ مگر اس شخص نے جس نے ولایت سام

وہی نوح اختیار کی۔ سام نے نوح سے اور لوح نے بحق تعالیٰ نجات پائی۔ اور نجات نہ پائی قوم ابراہیم سے مگر اس شخص نے جس نے ولایت اسماعیل و صی ابراہیم اختیار کی۔ اور نجات اسماعیل ابراہیم اور نجات ابراہیم بخداوند کریم ہمتی اور قوم موسیٰ سے نجات نہیں پائی۔ مگر اس شخص نے جس نے ولایت و صی موسیٰ یوشع بن نون اختیار کی اور نجات یوشع موسیٰ اور نجات موسیٰ بحق تعالیٰ ہمتی۔ اور قوم عیسیٰ سے نہیں نجات پائی۔ مگر اس نے جس نے ولایت ثمنون و صی عیسیٰ اختیار کی۔ ثمنون نے عیسیٰ سے اور عیسیٰ نے حق تعالیٰ سے نجات پائی۔ اور یا محمدؐ آپ کی امت سے وہی نجات پائے گا۔ جو آپ کے وزیر اور آپ کے و صی علی ابن ابی طالب کی ولایت اختیار کرے کہ علیؑ آپ کی حیات اور وفات میں آپ کے و صی ہیں اور علیؑ آپ کے سبب نجات پائیں گے اور آپ حق تعالیٰ سے نجات پائیں گے۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ نے آپ کو بہترین پیغمبران اور علیؑ کو بہترین اولیائے پیغمبران کیا ہے اور امامان و شیخانیان میں آپ کی ذمت سے تار و قیامت قرار دینے ہیں۔ جب جناب امیر نے یہ بشارتیں سنیں شکر حق تعالیٰ کا سجدہ کیا اور اپنا دوسرے سواک زمین پر ملا۔ اور زمین پر پڑے اور دیا۔ حق تعالیٰ نے محمدؐ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوات اللہ علیہم کو عالم ارواح میں خلق کیا۔ اور ہمیشہ عرض الہی چودہ ہزار سال قبل خلق آدمؑ تیس و تہجد و تبدیل حق تعالیٰ کرتے تھے۔ بعد اس کے ان کو ایک نور کیا۔ کہ پشت اسے مرغان برگزیدہ سے شکہائے زنان پاکیزہ میں منتقل کرتا رہا۔ اور جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی فصیلت و منزلت فرشتوں پر ظاہر کرے۔ اور ان کے حق کو ہم پر واضح کرے۔ اس نور مقدس کو دو حصہ کیا۔ ایک حصہ کو صلب عبدالستار میں جگہ دی کہ اس سے محمدؐ سید پیغمبران و خاتم مرسلان پیدا ہوئے اور دوسرے حصہ کو صلب ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم میں جگہ دی اور اس نور سے علیؑ پیدا ہوئے کہ امیر مومنان اور بہترین اولیائے پیغمبران ہیں۔ حضرت رسول نے ان کو اپنا ولی اور و صی اور جانشین اور خلیفہ اور اپنی دختر کا شوہر اور اپنے قرصن کا ادا کرنے والا اور اپنے وعدہ کا وفا کرنے والا۔ اور اپنے دین کی نصرت کرنے والا اور غمخوار کا بطون کرنے والا قرار دیا۔ شیخ طوسیؒ نے بطریق مخالفین انس بن مالک سے ولایت روایت انس بن مالک کی ہے۔ ایک دن حضرت رسولؐ اپنے اشتر پر سوار ہو کر نزدیک ایک پہاڑ کے گئے۔ اور اشتر سے اتر پڑے۔ مجھے فرمایا اے انس اشتر کو بکڑو۔ اور فلان موضع میں جا۔ وہاں علیؑ کو سنگریزوں پر تسیح حق تعالیٰ کہتا ہوا پائے گا۔ جب علیؑ کو دیکھنا میرا سلام کہنا۔ اور اس اشتر پر سوار ہو کر میرے پاس لے آنا۔ انس نے کہا جب میں جناب امیرؑ پاس پہنچا۔ سلام رسولؐ خدا پہنچا۔ اور حضرت کو سوا کر کے میں خود کلاب میں روانہ ہوا۔ جب جناب امیرؑ نے حضرت رسولؐ کو دیکھا۔

کہد السلام ملک یا رسول اللہ۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وعلیک السلام یا ابا الحسن یا علی او میرے پاس بیٹھو یہ وہ جگہ ہے جہاں شتر پتھر پر سل بیٹھے ہیں اور میں ان سب سے بہتر ہوں اور ہر پتھر کی جگہ اس کا بھائی بھی بیٹھا ہے اور ان سب سے تم بہتر ہو ناگاہ میں نے دیکھا کہ ابرہہ کے قریب آ گیا۔ جناب رسول خدا نے اتہ اوچا کر کے ابرہہ سے ایک خوشہ اگڑ لے لیا۔ اپنے اور علی کے بیچ میں رکھ دیا۔ اور جناب امیر سے فرمایا۔ اسے بھائی تناول کرو۔ یہ ادا جانب حق تعالیٰ میرے اور تمہارے لئے ہدیہ ہے۔ انس نے کہا۔ میں نے عرض کی یا حضرت جناب امیر آپ کے برادر ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ بیان کیے کہ وہ آپ کے بھائی کس طرح ہیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے ایک پانی قبل خلق آدم تین ہزار سال عرش کے نیچے پیدا کیا۔ اور اس پانی کو ایک سبز موتی میں رکھ دیا۔ یہاں تک کہ حضرت آدم کو پیدا کیا اس وقت اس پانی کو صلب آدم میں جمادی کیا۔ اور حضرت آدم برکت الہی واصل ہوئے۔ اس پانی کو صلب بیٹھ میں منتقل کیا۔ اور اسی طرح اس پانی کو پشت پر پشت اصلاب طاہرہ انبیاء و اوصیاء سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ پانی صلب عبدالمطلب میں پہنچا۔ اس وقت اس پانی کے دو حصے کر کے ایک حصہ صلب عبد اللہ میں اور دوسرا صلب ابوطالب میں منتقل کیا۔ پس میں اس نصف سے اور علی کے نصف دیگر سے پیدا ہوئے۔ اس سبب سے بھائی علی میرے دنیا و آخرت میں ہوئے۔ پھر جناب رسول خدا نے یہ آیت پڑھی۔ وهو الذی خلق من الماء البشرا فجعلنا منسفاً و صھفاً و کان ربک اقدا یسود یعنی وہ ہی خدا ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا۔ پس اس کو صاحب اور ولادہ کیا۔ اور خدا تمہارا سب چیز پر قادر ہے۔ اور حدیث دیگر میں فرمایا۔ اس سبب سے علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں۔ کہ گوشت علی کا میرا گوشت اور خون علی کا میرا خون ہے۔ جو مجھے دوست رکھے وہ میری دوستی کی وجہ سے علی کو دوست رکھتا ہے اور جو مجھے دشمن رکھے میری دشمنی سے علی کو دشمن رکھتا ہے۔ ایضاً بسند معتبر جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے علی بن ابی طالب سے کہا۔ اے علیؑ چاہتے ہو۔ میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیر نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا۔ تم ایک طینت سے خلق ہوئے اور ہماری زیادتی طینت سے ہمارے شیوہ خلق ہوئے۔ جب قیامت ہوگی۔ لوگوں کو ان کی ماں کے نام سے پکاریں گے۔ مگر تمہارے شیعوں کو ان کے باپ کے نام سے پکاریں گے۔ اس لئے کہ حلال زادے ہیں۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے کہا۔ اے علیؑ لوگوں کو خدا نے وہ تمہارے مختلف پیدا کیا۔ اور ہم

تم ایک درخت سے پیدا ہوئے ہم اس درخت کی اصل اور تم اس درخت کی فرع ہو اور حسن و حسین اور  
 نوام فرزندان حسینؑ اس درخت کی شاخیں ہیں اور ہمارے شیعہ اس درخت کی برگ ہیں۔ جو کوئی اس  
 درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو بکڑے گا۔ حق تعالیٰ اس کو داخل بہشت کرے گا۔ یعنی نے  
 بسند نے معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ متولد ہوئے تو ایک ولادت  
 آنحضرتؐ معجزات کثیر ظاہر ہوئے اور آمنہ کے لئے تقریباً شام و نارس سردار ہوئے۔ اس وقت فاطمہ  
 بنت اسد مادر جناب امیرؑ بھی وہاں تھیں۔ ان معجزات سے متعجب ہو کر ابو طالب پاس گئیں اور ان  
 کو بشارت دی۔ آنحضرتؐ کی ولادت کی۔ اور جو محائب و غرائب شاہد کئے تھے بیان کئے۔ ابو طالب نے  
 کہا صبر کرو تیس سال کے بعد تمہارے بطن سے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جو بغیر و غیر بنی جن کمالت میں مثل  
 روایت جابر ابن عبد اللہ انصاری۔ اس کے ہوگا۔ اور وحی و وزیر اس کا ہوگا۔ کتاب فضیلت الواعظین  
 میں و صحیح کتب معتبرہ میں جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے۔ کہ جابر نے حضرت رسولؐ سے جناب  
 امیرؑ کی ولادت باسعادت کا سوال کیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: آہ آہ اس بہترین مولود کا تم نے سوال کیا۔  
 جو میرے بعد متولد ہوا ہے۔ سنت حضرت مسیح اس میں جاری ہوگی۔ حق تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور  
 سے پانچ سو سال پہلے آفرینش مخلوق سے پیدا کیا۔ اس وقت ہم عالم اکوت میں تیسرے وقت میں تالیفات  
 کرتے تھے۔ جب حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ ہم کو ان کے صلب میں جگہ دی۔ میں نے وہاں جناب اور علیؑ نے  
 بائیں جانب قرار کیا۔ پس ہم کو صلب آدم سے اصلا بظاہر و درسام طیبہ میں منتقل کیا۔ اور مجھے صلب پاکیزہ  
 عبد اللہ بن عبد المطلب سے پیدا کیا۔ اور بہترین شکم میں جگہ دی۔ کہ وہ شکم آمنہ کا تھا۔ اور علیؑ کو صلب طاہر ابو طالب  
 سے ظاہر کیا۔ اور بہترین شکم میں جگہ دی۔ کہ وہ شکم فاطمہ بنت اسد کا تھا۔ حضرت نے فرمایا: اے جابر قبیل اس  
 کے کہ علیؑ شکم مادر میں قرار پکڑے۔ اس کے زمانے میں ایک مرد عابد ماجب تھا۔ کہ اسے مشرم بن و طیب کہتے تھے۔  
 اور وہ راہب عبادت و زہد میں مشہور آفاق تھا۔ اور ایک سو نوے سال تک حق تعالیٰ کی بصدق و امانت  
 عبادت کی تھی۔ اور خدا سے اپنے لئے کوئی حاجت طلب نہ کی تھی۔ ایک روز اس نے خدا سے سوال  
 کیا کہ خداوند ایک وہ دست کو اپنے دوستوں میں سے مجھے رکھو۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ابو طالب کو  
 اس کی طرف بھیجا۔ جب مشرم نے ابو طالب کو دیکھا۔ اور انوار جلالت جبین ابو طالب سے مشاہدہ کئے۔ اٹھ  
 کھڑا ہوا۔ اور پشانی چوم کر اپنے منہ کے سامنے بٹھالید اور کہا: خدا رحمت کرے تم کون ہو۔ ابو طالب نے کہا کہ  
 میں اہل تمام سے ہوں۔ اس نے کہا: تمامہ کے کس شہر سے ہو۔ ابو طالب نے کہا: مکہ کا رہنے والا ہوں۔ اس  
 نے پوچھا: کس قبیلہ سے ہو۔ ابو طالب نے کہا: فرزندان عبدمنان سے ہوں۔ اس نے پوچھا: عبدمنان

کے کس شعبے سے ہو۔ ابوطالب نے کہا۔ فرزند ان ماشم سے ہوں۔ مشرم نے جب یہ نسب بزرگوار سنا اللہ کو طرا ہوا۔ اور بارگاہ پریشانی کو لہوسہ دیا۔ پھر کیا۔ حمد و سپاس اس خدا کی جس نے میرا سوال پورا کیا اور مجھے دنیا سے دانا ٹھایا۔ جب تک ایک دوست کو اپنے دوستوں سے دکھٹھا کیا۔ اسے ابوطالب حم کو بشارت ہو۔ حق تعالیٰ نے مجھے تمہارے لئے بشارت الہام فرمائی ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ وہ بشارت کیا ہے۔ مشرم نے کہا۔ آپ کے صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ وہ فرزند ولی خدا اور پیشہ اسے متقیان و صبی رسول پروردگار عالمان ہوگا۔ جب وہ فرزند پیدا ہو۔ میرا سلام اس کے پہنچانا۔ اور کہنا۔ مشرم تم کو سلام کرتا تھا۔ اور وحدانیت خدا کی گواہی دیتا کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور شہادت دیتا ہے محمدؐ بندہ اس کا اور رسول خدا ہے اور تم اس کے وصی برحق ہو۔ محمدؐ پر پیغمبری اور تم پر وصایت ختم ہوگی۔ جب ابوطالب نے راہب سے یہ بشارت سنی رونے لگے اور کہہ تاؤں فرزند کا کیا نام ہوگا۔ راہب نے کہا۔ ان کا نام علیؑ ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ تمہارے کلام کی حقیقت مجھ پر ظاہر نہ ہوگی۔ جب تک نبوت قومی اور دلیل واضح نہ بیان کر دو گے۔ مشرم نے کہا۔ کیا چیز چاہتے ہو۔ جس کا اس وقت حق تعالیٰ سے میں تمہارے لئے سوال کروں اور حق تعالیٰ بہت حلید تم کو عطا کرے۔ کہ میرا صدق کلام تم پر ظاہر ہو جائے۔ ابوطالب نے کہا۔ اس وقت میں طعام ہیشت چاہتا ہوں۔ کہ میرے لئے موجود ہو جائے۔ یہ سن کر راہب مشغول دعا ہوا۔ اور ہنوز دعا اس کی تمام نہ ہوئی تھی ایک طبق ان کے قریب آیا۔ جس میں رطب انگور و انار ہیشت تھے۔ ابوطالب نے انارا ٹھا لیا۔ اور خوش خوش اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ انار کھایا۔ حق تعالیٰ نے صلب ابوطالب میں اس انار سے ایک پانی پیدا کیا۔ اور اسی وقت فاطمہ زینتہؑ اسد بن علیؑ ابن ابی طالب حاملہ ہوئیں اور وہ نطفہ حبیب شکم مبارک فاطمہ میں ٹھہرا مہابت و عظمت جناب امیر سے زمین کا بنی۔ اور چند روز کا بچا کی قریش کو اس زلزلہ سے کمال خوف ہوا۔ اور کہا۔ اٹھو اپنے جوں کو اٹھا کر کوہ البقیس پر لے جاؤ۔ جب لے گئے زلزلہ اور زلزلہ ہوا۔ پہاڑ سے پتھر گرنے لگے۔ اور انے کوہ متفرق ہو گئے۔ سب کے سب بھت منہ کے بل گر پڑے۔ جب یہ حالت دیکھی۔ متحیر ہوئے اور کہا۔ یہ کوئی بلا ایسی ہے جس سے ہماری رہائی غیر ممکن ہے۔ ناگاہ حضرت ابوطالب پہاڑ پر گئے اور زلزلہ سے خوف نہ لیا۔ خرابا یہاں الناس حق تعالیٰ نے اس رات ایک امر عظیم ظاہر کیا۔ اور ایک خلق مبارک پیدا کی ہے کہ اگر اس کی اطاعت نہ کرو گے۔ اور اس کی ولایت کا قرار نہ کرو گے۔ اور شہادت اسکی اس کی امامت پر نہ دو گے۔ یہ زلزلہ ہرگز تم سے بطوت نہ ہو اور کوئی گھر تمہارے لئے باقی نہ ہو گیا قریش نے کہا۔ اسے ابوطالب جو کچھ آپ فرمائیے ہم اس کو کہتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس وقت ابوطالب نے رور و کر ماتھ آسمان کی طرف بلند کر کے ارشاد کیا۔ اھلی و سیدی اسئلک بالمحمدیہ

المحمودية والعلوية العالیه، وبالغناطمة البيضاء الا تفضلت علی تمامہ  
بالرافة والرحمة یعنی اے میرے خداوند اور اے میرے سید میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔  
حق مکت محمد جو کہ پسندیدہ ہے اور طریقہ علی جو کہ بلند مرتبہ ہے اور طریقہ خاطر جو کہ روشن و نورانی ہے البتہ  
اہل تہامہ پر نظر رکھتے کی فرما۔ پس رسول خدا نے فرمایا بحق اس خدا کے جس نے دانوں کو شگافتہ کیا۔ اور  
تھامس کو ان سے ظاہر کیا۔ اور خلائق کو پیدا کیا ہے قسم کھاتا ہوں کہ میرے عرب نے ان کلمات کو لکھ لیا۔ اور  
ایام جاہلیت میں جو شدت و مصیبت ان لوگوں کو پہنچی تھی ان کلمات متبرک کے وسیلے سے دعا کرنے تھے۔  
اور وہ ان کی مستجاب ہوتی تھی۔ مگر ان کلمات کی حقیقت سے واقف نہ تھے جب شب ولادت ملی ہوئی۔  
آسمان پر نہایت روشن پھیل گئی۔ اور ستاروں کا نور چمکنے لگا۔ اس حال کو دیکھ کر قریش متعجب ہوئے۔ اور  
کہا، آسمان پر کوئی حادثہ عظیم حادث ہوا ہے۔ اور ابو طالب کو چہرہ و بازار مکہ میں پھرتے تھے اور باوا  
بلند کہتے تھے۔ ایسا الناس محبت خدا تمام ہوئی۔ جب لوگوں نے ابو طالب کو دیکھا۔ دوڑے۔ اور  
پوچھا۔ یہ نور آسمان پر کیسا دکھائی دیتا ہے ابو طالب نے کہا۔ تم کو بشارت ہو اس رات ایک دست  
دوستان خدا سے پیدا ہوا۔ کہ حق تعالیٰ اس میں خصیلت اُسے خیر کامل کرے گا۔ اور وصیلت پیران  
اس میں تم کرے گا۔ وہ پیشوائے متقیان و ہادی رہنما بطرف خداوند عالمیان و دور کتدہ شیطان  
و حیم و بہ ششم آورندہ منافقان و زینت عبادت کنندگان و وصی ہو خیر آخرا زمان ہے۔ پیشوائے ہدایت  
نجم فلک رفعت و کلید علم و حکمت ہے۔ شہادت و شکر کا ہلاک کرنے والا۔ جان یقین و مسرورین  
ہے۔ ابو طالب برابر یہ کلمات فرماتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی اور چالیس روز غائب رہے۔  
جاہل نے پوچھا۔ یا رسول اللہ چالیس روز ابو طالب کہاں رہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ مشرم  
راہب کو ڈھونڈھنے گئے۔ اور وہ کوہ لکام میں مرجعاً تھے۔ اے جاہر اس حدیث کو اس کے غیر اہل سے  
پوشیدہ کہہ کر یہ امر اہل کتودہ اور لوم مخزونہ حق تعالیٰ سے ہے۔ مشرم نے ابو طالب کو ایک غار کا کوہ لکام  
میں نشان بتایا تھا۔ اور کہا تھا۔ اگر مجھ سے ملاقات چاہو گے تو اس مقام پر آنا مجھے وہاں مردہ یا  
زندہ پاؤ گے۔ جب ابو طالب اس مقام غار میں گئے۔ مشرم کو دیکھا۔ مر گیا ہے۔ اور جاہر کو اپنے پیٹے  
رو بقلہ پڑا ہے اور دو سانپ ایک سیاہ اور ایک سفید اس کے قریب بیٹھے ہیں۔ اور کسی جانور سے  
آسیب و گزند نہیں پہنچنے دیتے لگا ہبانی و حراست کر رہے ہیں۔ جب سانپوں نے ابو طالب کو  
دیکھا۔ غار میں چھپ گئے۔ ابو طالب مشرم پاس گئے۔ اور کہا۔ السلام علیک یا ولی اللہ و رحمت اللہ  
و بركاتہ پس حق تعالیٰ نے بقدرت کاملہ مشرم کو زندہ کیا۔ وہ اظہر کھڑا ہوا۔ اور اظہر اپنے ہاتھ پر پھر کر کہا۔



اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدًا عبداً ورسولہ  
وان علیاً ولی اللہ والایما بعد نبی اللہ ابو طالب نے کہا تم کو مبارک ہو کہ علی  
پیدا ہوئے مہشم نے کہا۔ اس رات کو جس رات پیدا ہوئے کیا علامت ظاہر ہوئی ابو طالب  
نے کہا۔ جب ایک ثلث رات گلدی۔ فاطمہ بنت اسد کی روزہ بڑا۔ میں نے ان سے کہا۔ اسے  
بہترین زمانہ کیا ہوا ہے۔ فاطمہ نے کہا۔ ایک اضطراب اپنے میں مشاہدہ کرتی ہوں۔ اس وقت میں نے اسم اعظم  
انجمن پر پڑھا۔ کہ اس میں نجات سب درودوں سے ہے یہاں تک کہ اضطراب ان کا ساکن ہوا پھر  
ان سے میں نے کہا۔ میں جا کر اور عورتوں کو بلاؤں۔ کہ تمہاری اس رات کو معین و کفیل ہوں فاطمہ  
نے کہا اے ابو طالب کتنا سچا تو کرو۔ جب میں اٹھا گوشہ مکان سے انقٹ کی آواز سنی۔ اس نے کہا اے  
ابو طالب بیٹے رو کہ دوست ہٹے آو رہ گیا۔ اس کے بدن مٹھ میں مس نہیں ہو سکتے۔ ناگاہ بھٹے  
چار عورتیں نظر آئیں۔ کپڑے اسد جبر سفید پہنے تھیں۔ اور خوشبو ان کی بو سے مشک سے زیادہ تھی۔  
جب داخل ہوئیں۔ کہا۔ السلام علیک سلام ہو تم پر اے دوست خدا۔ فاطمہ نے ان کا جواب دیا۔  
وہ عورتیں اگر فاطمہ کے سامنے بیٹھ گئیں۔ اور غالبہ وان چاندی کا نکالا۔ اور تسلی و دلا سے کہ معین و  
کفیل ہوں۔ تا انیکہ علی متولد ہوئے جب علی پیدا ہوئے۔ میں بیتابانہ دڑا۔ ناگاہ میں نے دیکھا وہ  
فرزند مولود مسعود سجدہ میں ہے اور مانند خورشید تاباں ایک نور اس سے ساطع ہے اور سجدہ میں کہتا  
ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ واننا علیا وصی محمد رسول اللہ  
یحمد ینحتم اللہ النبوة و ولی یتیم الوصیت وانا امیر المؤمنین۔ بعد اس کے ان  
عورتوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر علیؑ کو زمین سے اٹھایا۔ اور اپنے دامن میں لے لیا۔ جب علیؑ  
کی نظر اس عورت پر پڑی۔ بزبان فصیح و بلیغ کہا۔ السلام وعلیک اے مادر۔ اس عورت نے جواب دیا۔  
وعلیک السلام اے فرزند گرامی۔ علیؑ نے کہا۔ میرے باپ کی کیا خبر ہے۔ اس عورت نے کہا۔ نعم تہائے  
حق تعالیٰ اور اس کے قرب وصال میں منتقم ہے۔ جب میں نے یہ کلام سنا۔ بیتاب ہو کر کہا۔ اے  
فرزند کیا میں تیرا باپ نہیں ہوں۔ علیؑ نے کہا۔ ہاں آپ بیشک میرے باپ ہیں۔ لیکن ہم اور  
آپ دونوں صلب آدم سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ میری والدہ تھیں۔ جب میں نے یہ سنا۔ حضرت  
سما سے شرم آئی۔ اور میں نے انہما را دور سے ڈھانپ کر ایک گوشہ خانہ میں بیٹھ رہا۔ پھر دوسری عورت  
علیؑ پاس آئی۔ اور ظرف غالبہ ہاتھ میں تھا۔ اس نے علیؑ کو اٹھایا۔ جب علیؑ کی نظر اس پر پڑی۔ کہا۔  
اسلام علیک اے خواہر من۔ اس عورت نے کہا۔ وعلیک السلام اے برادر من۔ جناب امیر نے کہا۔ میرے

ہے کہ تا مد ز قیامت اس سے افرتوں کو دفع کریں اور حجب بروز قیامت یہ زندہ ہوگا۔ ہم میں سے ایک آگے اور ایک پیچھے ہوگا۔ ہم اس کی راہنمائی جانب بہشت کریں گے اور اس کے ابو طالب جانب فضائل حضرت ابو طالب زبانی رسولؐ کے پھر آئے۔ جاہل نے کہا جب یہ حدیث حضرت رسولؐ نے مجھ سے بیان فرمائی میں نے کہا اللہ اکبر لوگ کہتے ہیں ابو طالب کو کہ وہ کافر تھے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا اے جاہل تیرا پروردگار وانا نے غیب سے میں شب معراج جب عرش کے نیچے پہنچا وہاں چار نور مشاہد کئے۔ میں نے عرض کی۔ خداوند ایہ ذور کیسے ہیں۔ حق تعالیٰ کی جانب سے آواز

ان اہل اسلام کے بعض فرقوں کا آج بھی یہ عقیدہ ہے کہ جناب ابو طالب کافر تھے دنیا میں اس عقیدے کو رواج محض دشمنی اہل بیت کی وجہ سے دیا گیا۔ فرمان رسولؐ ہے اور قرآن کا ارشاد ہے نبی اور امام کے والدین کا عالم نہیں ہوتے سب سے بڑا ظلم ہے شریک ہے۔ لوگوں کو سوائے علیؑ ایسا امام نہ مل سکا۔ جن کے ماں باپ بھی مومن ہوں۔ بلکہ بعد رسولؐ امام بننے والے خود چالیس ۲۷ سال تک جنوں کے پوجاری رہے اور ان کے والدین لہذا مسلمانوں نے ان اماموں کو امام بنانے کے لئے علیؑ کے والدین کو کافر بنا دیا ان ہی لوگوں کی کتب سیرۃ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۸ سیرۃ حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳ اور تاریخ ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۲ حضرت ابو طالب کے ارشاد ان کے مومن کامل ہونے کا ہرگز دلیل اعلان کر رہے ہیں۔ وہ دعوتی و علمت اذک صادق۔ ولقد صدقت و کنت شہیداً۔ نے اے محمدؐ مجھ کو دعوت دین دی میں چلتا ہوں تو صادق ہے۔ ولقد علمت بلن دین محمدؐ۔ من خیر اادیان البیوتۃ دینا۔ اور تو پہلے بھی صادق اور امین تھا۔ اور بیشک میں نے جان لیا دین محمدؐ دنیا کے تمام دینوں سے بہتر ہے۔ نیز یہ روایت کہ ابو طالب کی وفات کے وقت آنحضرتؐ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ پہلے سے موجود تھے آپ نے فرمایا۔ چھارے مرتے لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے۔ کہ میں خدا کے سامنے آپ کے ایمان کی شہادت دوں۔ ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا ابو طالب کی عمر المطلب کے دین سے پھر جاوے۔ بالاخر ابو طالب نے کہا میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں۔ پھر آنحضرتؐ کی طرف خطاب کر کے کہا میں وہ کلر کہہ دیتا۔ لیکن قریش کہیں گے ابو طالب موت سے ڈر گیا۔ یہ بھاری اور مسلم کی روایت ہے لیکن یہ روایت چنداں قابل حجت نہیں کیونکہ اس کا راوی مسویب جو فتح مکہ میں مسلمان ہوا وقت وفات ابو طالب جس کا وجود نہیں تھا اس روایت سے تو لوگ کفر ابو طالب نکالتے ہیں۔ حقیقت میں ایمان ابو طالب ثابت ہے اور آپ نے اپنے مومن ہونے کا اعلان کیا۔ جیسا کہ رسولؐ نے فرمایا۔ چھا کر پھر جو۔ آپ نے کہا۔ میں دین عبدالمطلب پر ہوں۔ اہل اسلام کا اتفاق ہے عبدالمطلب دین ابو جہل پر تھے۔ اور یہ سن تھے لہذا ابو طالب بھی مومن تھے اور ملت ابراہیمی پر تھے۔ اگر ابو طالب ماز اللہ کافر ہوتے تو تین سال گھٹائی میں رسولؐ کی حمایت میں مصائب برداشت کرتے۔ نیز بھاری کی اس روایت میں ہے رسولؐ نے فرمایا میں خدا سے آپ کی مغفرت کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اگر ابو طالب مومن تھے جب ہی رسولؐ نے فرمایا۔ ورنہ کافر کے لئے رسولؐ طلب رحمت نہیں کر سکتا۔ (اکثر بھاری)

آئی۔ یا محمدؐ ایک نور عبید المطلب دو سرا ابو طالب تیسرا تمہارے والد اور چوتھا تمہارا بھائی طالب میں میں نے عرض کی، خداوند انہوں نے یہ درجہ و منزلت کس سبب سے پایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: اس سبب سے کہ انہوں نے اپنا ایمان اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ اپنی قوم سے تعقیر کیا۔ اور ان کے آزار پر صبر کیا۔ یہی حکم کہ دنیا سے رحلت کی مولف فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ احوال درمیان خانہ کعبہ ہوا ہو۔ تاکہ احادیث دیگر سے مخالفت نہ پیدا ہو۔ اور جو روایت میں مذکور ہے کہ حرارت آہن کی جناب امیرؓ کو دیکھنے لگی۔ مگر دست ابن بلعم طعون سے شاید مراد اس سے ہو ایسا جو اہت جو اپنے اور ان کے دوستوں کے اختیار میں ہو۔ ان کو نہ پہنچنے کا۔ مگر حضرت اخیر میں اس لئے کہ ان دوسری جراحاتوں کے حضرت خود باعث ہوئے تھے اور خود خدا کے واسطے جہاد فرماتے تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی صدر آنحضرتؐ کو اور جراحاتوں سے درہم بچا ہو۔ ایضاً۔ طالب برادر آنحضرتؐ کا ذکر پھر اس حدیث میں عجیب غریب ہے اور متصل ہے کہ طالب برادر جناب امیرؓ ملا ہوں چونکہ بعض اخبار میں وارد ہوا ہے کہ وہ سلمان دنیا سے گئے اور بعض کتب میں بچائے طالب جعفر بن ابی طالب مذکور ہے۔ روایت و ادرت! جناب فاطمہؑ در کعبہ۔ ابن بابویہ و شیخ طوسی و علامہ سلی نے بسند طویل سے کثیرہ جناب امام جعفر صادق و یزید بن قصب و عباس و عائشہ سے روایت ہے ایک دن عباس بن عبد المطلب و یزید بن قصب ہر گز نہ بنی لاقم و جماعت قبیلہ بنی عبد العزیز خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ ناگاہ فاطمہ بنت اسد آئیں۔ اور نواں مہینہ جناب امیرؓ کو شکم مبارک فاطمہ بنت اسد میں تھا اور بدوزہ تھا۔ اس وقت خانہ کعبہ کے برابر کھڑی تھیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا، پروردگار! میں تیرا ایمان لائی اور ہر نعمت و ہر برکت اور ہر کتاب جس کو تم نے بھیجا یا اس پر بھی ایمان لائی۔ اور اپنے دادا خلیل ابراہیم کی۔ میں نے تصدیق کی۔ انہوں نے خانہ کعبہ بنایا۔ لہذا سچ اس گھر کے اور سچ اس بنانے والے کے اور سچ اس فرزند کے جو میرے شکم میں ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ اور میرا منس و عدیر ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ فرزند ایک نشانی تیرے عظمت و جلال کی ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ مجھ پر شکل و وضع عمل کی آسان کر۔ عباس و یزید بچا قصب کہتے ہیں کہ حسب فاطمہ اس دعا سے نارغ ہوئیں۔ ہم نے دیکھا کہ دیوار عقب خانہ کعبہ شکافتہ ہوئی۔ اور فاطمہ داخل خانہ کعبہ ہوئیں۔ اور بھاری آنکھوں سے نائیب ہو گئیں۔ اس کے بعد دیوار جیسی تھی حکم خدا ویسی ہی ہو گئی۔ ہم نے چالا اور وارہ خانہ کعبہ کھولیں۔ بہت زور کیا۔ مگر وارہ خانہ کعبہ نہ کھلا معلوم ہوا۔ کہ یہ وارہ خدائی ہے۔ پس فاطمہ تین روز کعبہ میں رہیں۔ اہل مکہ اس واقعہ کو کوچہ و بازار میں نقل اور پور تیں گھروں میں لٹکا کر چلاؤتے تھے کہ تیری جیب چو تھادان ہوا جس جگہ سے دیوار خانہ کعبہ خرق ہو گئی تھی۔ اس جگہ سے پھر خرق ہو گئی۔ اور فاطمہ بنت اسد پھر باہر چلی آئیں۔ امد اللہ العالی علی ابن ابی طالب کو گو وہیں لئے ہوئے

عمقیں۔ پس کہا اسے گروہ مرموع واضح ہو حق تعالیٰ نے اپنی خلق سے مجھے برگزیدہ کیا۔ اور زنان برگزیدہ پر جو  
نمبر سے پہلے ہو چکی ہیں مجھے فضیلت دی۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے اسیہ دختر مزاحم کو برگزیدہ کیا اور  
اسیہ عبادت پر مشیہ حق تعالیٰ اس عجبہاں عبادت سزاوار نہ تھی۔ مگر وہ حالت ضرورت یعنی فرعون  
کے گھر نہیں کیا کرتی تھیں۔ اور مریم دختر عمران کو حق تعالیٰ نے برگزیدہ کیا اور ولادت عیسیٰ کو ان پر کسان کیا  
اور حجل میں درخت خشک کو حرکت دی۔ اور رطب تازہ مریم کے لئے اس ذموت سے گرا۔ مجھے  
اب حق تعالیٰ نے ان دونوں عورتوں سے برگزیدہ کیا۔ اور جمیع زنان عالمیان پر جو مجھ سے پہلے ہو چکی  
ہیں مجھے فضیلت دی۔ اس لئے کہ مجھ سے خانہ برگزیدہ حق تعالیٰ میں فرزند پیدا ہوا۔ اور میں تین دفعہ  
اس خانہ محترم میں رہی۔ طعام و میوہ ہائے بہشت کھائے اور جس وقت میں نے چاہا باہر آؤں۔  
جبکہ اپنے فرزند کو لہتوں میں لئے ہوئے تھی۔ ایک لائق نے عالم غیب سے مجھے آواز دی۔  
کہ اے فاطمہ ایسے فرزند پیدا کر اور کا علی نام رکھنا۔ کیونکہ میں خداوند علی اعلیٰ ہوں۔ اور علی کو میں نے اپنی  
قدرت و عزت و جلال سے پیدا کیا۔ اور اپنی عدالت سے حصہ کامل اسے بخشا ہے اور اس کا نام  
میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ اس کو اپنے آداب حسنہ میں سے تادیب کی ہے اور اپنے امور  
اس کو تو لیس کئے ہیں اور میں نے اس کو اپنے علوم مخفی پر مطلع کیا ہے۔ وہ میرے خانہ محترم میں پیدا ہوا  
ہے اور وہ پہلا ان میں سے ہے جو خانہ کعبہ میں اذان دے گا۔ بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ اور ان کو خانہ  
کعبہ سے باہر پھینک دے گا۔ اور مجھے بعظمت و بزرگی و بگائگی یاد کرے گا۔ وہ امام و پیشوا بعد  
میرے حبیب اور میرے پیغمبر اور میرے برگزیدہ جمیع خلق محمد میرے رسول کے ہے۔ وہ وحی رسول پر  
خوشحال اس کا جو اسے دوست رکھے اور اسکی نصرت و مدد کرے۔ اور واسطے اس پر جو اسکی  
فرمانبرداری اور نصرت و مدد گاہی نہ کرے۔ اور اس کے حق کا انکار کرے۔ جب ابو طالب نے  
اپنے فرزند بزرگوار کو دیکھا شاد ہو گئے۔ جناب امیر نے ان کو سلام کیا۔ اور کہا۔ السلام علیک  
یا ابت ورحمة اللہ وبرکاتہ جب علی کو گھر میں لائے اور حضرت رسول پھر گھر میں تشریف لائے۔  
جناب امیر کو دامن مبارک میں لیا۔ اور جب نظر جناب امیر نال بہشتاں حضرت بشیر زنار پر پڑی بخدا  
ہوئے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ پھر تقدیرت کاملہ حق تعالیٰ تلاوت  
سیرہ مومنون شروع فرمائی اور کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قد افلح المؤمنون الذین اٰمنوا فی صلواتہم  
خاشعون۔ جب اس آیت کو پڑھا جناب رسول خدا نے فرمایا۔ یقین مومنون نے تیرے سبب سے ننگاری  
پائی۔ لہذا اس کے جناب امیر نے آیت تا اولئك لهم الازون الذین یرثون الفسادم ہم فیہا

خداوند تلاوت فرمائی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: بخدا سوگند تو امیر لوہار شاہ ان کا ہے اور تو روزی علم حکمت کی ان کو پہنچا ہے اور بخدا سوگند تو ہی ان کا رہنما ہے اور تجھ میں سے یہ ہدایت پائیں گے۔ پس حضرت رسولؐ نے فاطمہ بنت اسد سے کہا: جاؤ اور تمہارے چچا کو بشارتِ طاقت دو۔ فاطمہ بنت اسد نے کہا: یا حضرت اگر میں جاؤں گی تو اس کو دو دوہ کون دے گا؟ حضرت رسولؐ نے فرمایا: تم جاؤ میں خود اس کو میرا پ کر دوں گا۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے زبان مبارک جناب امیرؓ کے منہ میں دی اور بارہا چٹھے زبان معجز نشان آنحضرتؐ سے منہ میں جناب امیرؓ کے جاری ہوئے اس وجہ سے اس دن کی تردید کہتے ہیں۔ جب فاطمہ بچہ کر آئیں دیکھا ایک نور الیسا علیؑ سے آسمان کی جانب ساطع ہوئے جس نے اطراف آسمان کو روشن کر دیا ہے بعد اس کے جناب امیرؓ کو مفضل اطفال دے کر کپڑے میں پیٹھا۔ جناب امیرؓ نے بقوت ربانی اس کپڑے کو پھاڑ ڈالا اور اپنے ہاتھ اس کپڑے سے باہر نکال لئے۔ اس وقت فاطمہ بہت مضبوط کپڑا لائیں۔ اور اس میں جناب امیرؓ کو لپیٹ دیا۔ پھر اسدا اللہ الغالب نے قوت فرما کر اس کپڑے کو پھاڑ ڈالا یہاں تک کہ درازتین چار مضبوط کپڑوں میں پیٹھا۔ اور پھر جناب امیرؓ نے سب کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ پھر جوہر ہامہ دیاتے ٹکڑا لائیں۔ اور جناب امیرؓ کو ان میں لپیٹ کر مضبوط چھڑاؤ پر سے لپیٹ دیا۔ پھر جناب امیرؓ نے بقوت ربانی سب کو چاک کر ڈالا۔ اور بقدرت خدا ارشاد کیا۔ اے مادہ ہر ان میرے ہاتھ نہ بادھو۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ درگاہ خدایں بتضرع و زاری بلند کروں۔ اور اپنی انگلیوں سے تسبیح حضرت باری بجا لاؤں۔ ابوطالب نے جب یہ دیکھا۔ فاطمہ سے کہا۔ اس فرزند کو اس حالت پر چھوڑ دو کہ اس کے امور عجیب و غریب ہیں۔ مثل فرزند ان دیگر نہیں۔ جب دو سزاؤں ہوا۔ جناب رسول خداؐ فاطمہ بنت اسد پاس تشریف لائے اور جناب امیرؓ کو ان سے لیکر اپنے دامن میں لے لیا۔ پھر جناب امیرؓ نے حضرت کو سلام کیا۔ اور ہنس کر عرض کی۔ جو کل مجھے عنایت فرمایا تھا۔ وہ آج بھی عطا کیجئے۔ یہ دیکھ کر فاطمہ ہلستے لگیں اور کہا۔ سچ خداوند کعبہ اس فرزند نے حضرت رسولؐ کو پہچانا۔ اس سبب سے اس دن کو اور عرفہ کہتے ہیں۔ یعنی جناب رسولؐ کو جناب امیرؓ نے پہچانا۔ جب تمیز دون ہوا۔ دو سو فیاضی الحج کی تھی۔ ابوطالب نے لوگوں سے کہا۔ کہ ولیمہ میں میرے فرزند کے حاضر ہوں۔ اور تین سو اونٹ اور ایک ہزار گوسفند گاؤ و عورت کے لئے ذبح کئے۔ اور جمیع اہل مکہ کو اس گوشت سے طعام کھلایا۔ اور فرماتے تھے۔ جس کو میرے فرزند علیؑ کے ولیمہ سے کھانا تناول فرمانا منظور ہو۔ پہلے سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرے اور اگر میرے فرزند علیؑ کو سلام کرے کہ حق تعالیٰ نے اس کو عزیز قرار کیا ہے بعد اس کے کھانا تناول کرے۔ اس وجہ سے روزِ نحر کی تعظیم و تکریم کرتے اور عید کا دن جانتے ہیں۔ اور قرآنی

اسی دن سے مقرر ہوئی۔ اس وقت عمر شریف حضرت رسول ﷺ تیس سال کی تھی اور جناب امیر کو بہت عزیز رکھتے اور فرماتے تھے علیؑ کا اہولامیری خواجگاہ کے قریب رکھا دو اور خود متوجہ تبرکیت جناب امیر ہوتے نہلاتے وحوالاتے اور دو درونہ میں ٹپکاتے سوتے میں جھولا جھولاتے اور جاتے میں باتیں کرتے اور ان کو اپنے سینہ سے لگاتے اور فرماتے یہ بھائی میرا اور ولی میرا اور میرا گزیدہ و ذخیرہ میرا پشت پناہ میرا امین میرے علم و دین و صیتوں کا جانشین میرا میری امامت میں ہے اور ہمیشہ جناب امیر کو گود میں لے کر جنگوں اور پہاڑوں اور دوائے مکہ میں لے جاتے اور علوم و اسرار الہی تعلیم فرماتے تھے۔ مولعت فرماتے ہیں کہ تاریخ ولادت آنحضرت میں یہ حدیث مخالفت اخبار و اقوال گذشتہ ہے اور محتمل کہ بنا اس حدیث کی نشی پر ہو۔ اس لئے کہ سال ولادت آنحضرت میں قریش نے حج ماہ شہبان میں کیا۔ اور اس کا ذی الحجہ نام رکھا ہو جیسا کہ ولادت حضرت رسولؐ میں اس کا اشارہ ہے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔

**بیان اسلام ابوطالب و فاطمہ بنت اسد**۔ ایک روز فاطمہ بنت اسد نے دیکھا۔ کہ حضرت رسولؐ ایک خرماتنا دل فرما ہے ہیں۔ وہ مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو میں ہے۔ اور دنیا کے خرموں سے مشابہ نہیں۔ میں نے حضرت سے عرض کی۔ اس خرمے میں سے مجھے بھی عطا ہو حضرت نے فرمایا جب تک بوحدا نیت حق تعالیٰ اور میری پیغمبری پر گواہی نہ دو گی یہ خرماتم پر حلال نہیں۔ یہ سن کر فاطمہ بنت اسد نے شہادتیں کہا اور ایک خرمات حضرت سے لیا وہ تنا دل کیا۔ جب وہ خرمات اکیلا۔ رغبت و دوسرے خرمے کی ہوئی۔ اور دوسرا خرمات ابوطالب کے لئے مانگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس شرط پر دیتا ہوں۔ جب ابوطالب شہادتیں کہہ لیں۔ اس وقت ان کو دنیا۔ رات کے وقت ابوطالب فاطمہ بنت اسد پاس آئے۔ فاطمہ میں ایسی خوشبو سرگھی۔ کہ ہرگز ایسی خوشبو کہیں نہ سونگھی تھی۔ پوچھا۔ یہ خوشبو کیسی ہے۔ فاطمہ نے خرمات نکالا۔ اور کہا۔ اس خرمات کی خوشبو ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ یہ خرماتم کو دو کہ تم ہم بھی کھاؤ۔ فاطمہ نے کہا۔ جب تک شہادت بوحدا نیت حق تعالیٰ اور رسالت محمد مصطفیٰ نہ دو گے میں یہ خرماتم کو نہ دوں گی۔ یہ سن کر ابوطالب نے بے تامل کلمہ شہادت کہا۔ اور فاطمہ سے کہا۔ اظہار اس کا نہ کرنا۔ کہ میں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ کیونکہ ان سے میں نے بصلحت اپنا اسلام پوشیدہ رکھا ہے۔ پس ابوطالب نے وہ خرمات لیا۔ اور تنا دل کیا۔ اور وہ بہشت کا خرمات تھا۔ اور اسی آیت ابوطالب فاطمہ بنت اسد سے ہم بستر ہوئے۔ ہرکرت اس خرمات بہشت فاطمہ باحضرت حاملہ ہوئیں۔ اور حسن و جمال فاطمہ بنت اسد سبب عمل ماہ فلک امامت و خلافت یعنی علی ابن ابی طالب مصانعت

لہ نشی اس عینہ کو کہتے ہیں۔ جو درمیان عوام نون کا عینہ قرار دیا جاتا ہے۔

ہوا۔ جناب امیر شکم میں اپنی مادہ گرامی سے باتیں کرتے اور تنہائی میں مونس و مہر دتھے۔ ایک دن فاطمہ بنت  
اسد کعب کے قریب آئیں۔ اور جعفر طیار <sup>۱۸</sup> بھی ہمراہ تھے۔ جناب امیر نے شکم میں جعفر طیار سے باتیں کیں۔  
جعفر طیار اس مخرائب و محجائب سے بخود ہو گئے اور اس وقت جو کعبہ میں بت تھے وہ منہ کے بل گر پڑے  
فاطمہ نے اپنا اتھ شکم مبارک پر پھیرا اور کہا۔ اسے فوراً دریا من تو ہنوز شکم سے باہر نہیں آیا۔ اور سب بت  
مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ جب تو باہر آئے گا تو اس وقت تیرا متہ کیسا ہو گا۔ جب اس حالت کو  
حکایت **شیر**۔ ابو طالب سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا یہ دلیل اس پر ہے جو مجھے طائف  
کی راہ میں شیر نے خبر دی تھی اور اس شیر کا قصہ اس طرح ہے کہ درندگان صحرا جب ابو طالب کو دیکھتے ان  
سے بھاگتے تھے۔ ایک روز ابو طالب طائف سے منبرجہ نکھڑے۔ ناگاہ ایک شیر سامنے سے ظاہر ہوا۔  
جب اس شیر کی نظر ابو طالب پر پڑی۔ نزدیک آیا۔ منہ خاک پر ملتا اور ناک زمین پر دگر ٹاتا تھا۔ ابو طالب  
کے سامنے انکساری و عاجزی کرتا تھا۔ ابو طالب نے کہل میں تجھے بحق اس خدا کے قسم دیتا ہوں۔ جس نے  
تجھے پیدا کیا ہے بیان کر کہ میرے سامنے تو کیوں انکساری و عاجزی کرتا ہے۔ شیر بقدرت حق تعالیٰ گویا ہوا۔  
اور کہا۔ آپ ہی پدر شیر خدا اور یاری و نصرت و ترمیمت کنندہ پیغمبر خدا ہیں۔ اسی دن سے محبت حضرت  
رمول قلب ابو طالب میں سما گئی اور ابو طالب حضرت رمول پر ایمان لائے۔ دوسری حدیث میں روایت  
ترجمہ **اشعار ابو طالب و مضمون لوح**۔ کی ہے۔ جس رات جناب امیر متولد ہوئے۔ ابو طالب  
نے سینہ سے لگا یا۔ اور فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ میں لے کر جانب الطبع آئے۔ اور چند شعر ادا فرمائے۔  
جن کا مضمون یہ ہے اسے پروردگار و آفریدگار ماہ روشن و شب تار مجھ سے بیان کر۔ کہ اپنے فرزند کا میں کیا  
نام رکھوں۔ ناگاہ مانند ابر کوئی چیز زمین سے ظاہر ہو کر ابو طالب پاس آئی۔ ابو طالب نے اسے اٹھا لیا۔ او  
علیؑ کے ساتھ اپنے سینہ سے لگا کر مکان کی جانب پھر گئے۔ جب صبح ہوئی ابو طالب نے دیکھا کہ وہ لوح  
سبز ہے اور چند شعر اس پر لکھے ہیں جن کا مضمون یہ ہے اے ابو طالب تم اور فاطمہ فرزند ظاہر پاکیزہ برگزیدہ  
ہوئے اور پسندیدہ مخصوص ہوئے۔ نام برگزیدہ اور بزرگ مسعود علیؑ ہے اور خداوند علیؑ نے نام اس کا اپنے نام  
سے مشتق کیا ہے۔ اس وقت ابو طالب نے جناب امیر کا نام علی رکھا۔ اس بزرگ خاکسار سے ظہور الحسن کوثر

بھڑپڑی نے ان اشعار کو اس طرح نظم کیا ہے۔

اسے برگزیدہ گان خدا پدر مرتھے      اسے طیبہ و طاہرہ ماں شاہ لافتی  
یہ فاضل بزرگ کا بچہ بزرگ سہنے      ذات الہی نے نام علیؑ اس کا رکھ دیا  
لہذا اس لوح کو ماہی طون کعبہ کے لٹکا دیا۔ اور وہ لوح اسی طرح زمانہ ہشام بن عبد الملک تک نکل گئی۔

ہشام نے وہاں سے اتاری پھر وہ لوح غائب ہو گئی۔ کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ میں بسند بسیار بیان سبقت الاسلام جناب امیر ابو سعید خدی وغیرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ایک روز ہم حضرت رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ سلمان فارسی والہودر غفاری مقلدہ و مدار و حدیفہ والواہشیم بن تہان و خزیمہ بن ثابت و عامر بن وائل آئے۔ اور آثار حزن و اندوہ ان کے چہروں سے ظاہر تھے۔ عرض کی یا رسول اللہؐ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یا حضرت ہم نے ایک گروہ سے آپ کے برادر علی بن ابی طالب کے حق میں کچھ باتیں سنی ہیں جن سے ہم کو صدمہ و اندوہ ہوتا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا میرے برادر اور میرے سپسہم کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ عرض کی کہ علیؑ کو اور لوگوں پر سبقت اسلام میں کیا فضیلت ہے۔ حالانکہ ہر کلام نبوت وہ نیکے تھے اور اسلام ان کا متبر نہیں۔ اسی طرح سن لائے ماطل کہتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد کیا۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے نہیں سنا۔ جو کتب گذشتہ میں لکھا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو ان کے والد نے نرود سے چھپایا۔ اور والدہ ابراہیمؑ چند ٹیلیوں کے رخ میں نہر کے کنارے جس کو حوزان کہتے ہیں گئیں اور وقت غروب گیا۔ جناب حضرت خلیل پیدا ہوئے۔ جب زمین پر آئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ اپنے منہ اور سر پر پھیرا۔ اور شہادت بوحدانیت الہی ہوئی۔ اور آپؐ کو پڑے اٹھا کر پہن لئے۔ جب ماں نے یہ حال دیکھا ڈر کر بیٹے کے پاس سے بھاگ گئیں۔ اس وقت بجانب آسمان و زمین نظر کر کے عبرت حاصل کی اور اسی رات کو حق تعالیٰ نے علم ملکوت سموات والارض حضرت ابراہیمؑ کو عطا کیا۔ اور پرستاران کی ایک پوجتیں تمام کیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ ابراہیمؑ نہیں جانتے کہ موسیٰ بن عمران جس زمانہ میں متولد ہوئے۔ فرعون اس کی گھات میں تھا اور اس کے لئے زمانہ حاملہ کے حکم چاک کرتا اور ہر فرزند کو مار ڈالتا۔ جب موسیٰ متولد ہوا۔ موسیٰ نے اپنی ماں سے کہا۔ مجھے صندوق میں رکھو اور صندوق کو دریا میں ڈال دو۔ موسیٰ کی ماں ان باتوں سے خائف ہوئی اور کہا۔ اسے فرزند گرامی میں ان باتوں سے ڈرتی ہوں کہ تو غرق ہو جائے۔ موسیٰ نے کہا۔ نہ ڈرو کہ حق تعالیٰ بہت جلد پھر تم تک پہنچائے گا۔ پس ماں موسیٰ نے موافق ان کے کہنے کے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا۔ تا جبکہ حق تعالیٰ نے اسے اس کی ماں تک لے لیا دیا۔ پس ستر دن تک وہ موافق روایت دیگر سات پہنچنے تک کچھ نہ کھایا اور نہ پایا۔ یہاں تک کہ اپنی ماں پاس واپس آئے۔ اور عیسیٰ بن مریم نے جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ وقت ولادت اپنی ماں سے باتیں کیں اور جب مریم نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ جمولے میں گو یا ہوئے اور کہا۔ انی عبد اللہ اتاخی الکتاب و جعلنی نبیا۔ پس تین روز بعد ولادت عیسیٰؑ خدا نے کتاب دینگیری ان کو دی اور نماز و زکوٰۃ کی



وہیئت کی تم سب جانتے ہو کہ خدا نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا اور جب میں صلب آدم میں تھا تسبیح خدا ادا کرتا تھا پس حق تعالیٰ نے مجھ کو جانب صلبہائے مروان و شکبہائے زنان میں منتقل کیا۔ اور ان سب احوال اہل ہرنزلے میں ہماری تسبیح پر شہادت و حکم سے سنتے یہاں تک کہ صلب عبدالمطلب میں آئے۔ پس صلب عبدالمطلب میں میرا اور علیؑ کا نور علیحدہ ہوا۔ اس نور کا اوصاف حصہ صلب عبدالمطلب میں نصف دیگر صلب عم بزرگوار ابو طالب میں منتقل ہوا۔ لوگ ہماری تسبیح ان دو ہندگوں کے صلب سے سنتے تھے۔ اور جب میرے پیرا اور میرے چچا بزرگان قریش میں بیٹھتے تھے۔ ہمارا نور ان کے چہروں سے ساطع تھا۔ اور اس نور سے مجمع قریش میں ممتاز تھے اور مجمع ہانوران و درعیگان بسبب اس نور کے ان کو سلام کرتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے یہاں تک کہ ہم پدران بزرگان سے شکہائے مدین تہنیت و ولادت امیر زبانی جبرئیل۔ ناراد میں منتقل ہوئے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میرے حبیب جبرئیل نے وقت ولادت علیؑ مجھ سے کہا۔ کہ اے حبیب خداوند علیؑ اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور آپ کے بھائی علیؑ کی تہنیت و ولادت دنیا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ اب وہ وقت قریب ہے۔ کہ تمہاری بیعتی ظاہر ہو۔ اور تمہاری وحی ہو دیا اور تمہاری رسالت لوگوں پر آشکار ہو۔ اس لئے کہ تم نے تم کو تمہارے بھائی اور تمہارے وزیر اور تمہارے شہید اور تمہارے جانشین سے تقویت دی ہے۔ تمہارے بازو کو قوی اور تمہارے نام کو بلند کرتا ہوں۔ لہذا اللہ کو داہنے ہاتھ سے اس کا استقبال کرو۔ کہ وہ مردار اصحاب کین ہے اور شیعہ اس کے رؤسفید دست و پا سفید ہونگے۔ جب میں نے یہ وحی سنی اٹھا۔ اور قریب فاطمہ بنت اسد اس وقت پہنچا جبکہ وہ وزہ ان کو پودہ ہے تھے۔ پس جبرئیل نے کہا یا محمدؐ میں آپ کے اور ان کے درمیان پردہ ڈالتا ہوں۔ آپ پردہ کے پیچھے بیٹھئے۔ جب علیؑ پیابہوں۔ لپٹے داہنے ہاتھ سے ان کو اٹھا لیجئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جبرئیل نے مجھے آواز دی۔ کہ اے محمدؐ اپنا ہاتھ پٹھا کر علیؑ کو اٹھا کر لے لو۔ میں نے اپنا داہنا ہاتھ پٹھا لیا۔ اور علیؑ میرے ہاتھ میں آگئے۔ جب میں علیؑ کو قریب ولید علیؑ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے کان پر رکھا۔ اور باوا بلند اذان و اقامت کہی اور پھر خدا خدا اور میری رسالت پر شہادت۔ پس میری جانب دیکھا۔ اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہؐ پھر کہا۔ یا حضرت آپ! بلذت میں کہ میں پڑھوں۔ میں نے کہا ہاں پڑھو۔ پھر اس خدا کے جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے علیؑ نے پڑھنا شروع کیا۔ مصحف آدم کو جس پر شہادت نے وصایت کا قیام کیا ازل سے آخر تک اس طرح پڑھا اگر شہادت موجود ہوتے تو کہتے مجھ سے بہتر علیؑ جانتے ہیں بعد اس کے مصحف لوح و مصحف ابراہیم کی تلاوت کی۔ اور نورات موسیٰ کو اس طرح پڑھا۔ کہ اگر موسیٰ موجود ہوتے اقرار کرنے

کہ علیؑ نے قومیت کو محمد سے بہتر حفظ کیا ہے۔ بعد اس کے تلاوت انجیل اس طرح کی کہ اگر عیسیٰ برتے اقرار کرتے۔  
کہ علیؑ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اس کے بعد قرآن جو محمد پر نازل ہوا بغیر اس کے کہ محمد سے سنا ہو پڑھا۔ میں نے  
علیؑ سے باتیں کیں۔ اور علیؑ نے مجھ سے بطریق پیغمبرین و اوصیاء جس طرح آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ کلام کر کے  
بحالت طفولیت پھر گئے۔ اور یہی حال گیا وہ امام فرزند ان علیؑ کا ہو گا۔ تم کہیں اہل شک و شرک کے کلام پر  
مخزون و اندوہناک ہوئے ہو۔ ورنہ ایسا تم صاحب یقین ہو۔ پھر تم کو کلام باطل اہل نفاق سے کیا پڑا ہے۔  
تم کیا نہیں جانتے میں بہترین پیغمبران اور میرا وصی علیؑ ابن ابی طالب بہترین اوصیائے پیغمبران ہے۔  
تعمیقاً کہ پدم حضرت آدمؑ نے جب دیکھا کہ ساق عرض پر نور سے میرا نام اللہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور  
لما ان ندیت حسینؑ کا نکھانے عرض کی الہی و سیدی کیا کوئی خلق تو نے پیدا کی ہے جو مجھ سے زیادہ تیرے نزدیک  
گواہی ہے۔ حق تعالیٰ نے ندا کی۔ اے آدمؑ اگر صاحب ان ناموں کے نہ ہوتے۔ میں آسمان و زمین اور کسی ملک  
مقرب اور کسی پیغمبر مسل اللہ بلکہ اے آدمؑ تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ جب حضرت آدمؑ سے ترک اولیٰ ہوا۔ بارگاہ حق تعالیٰ  
میں ہم سے متوسل ہوئے کہ توبہ قبول ہو اور ہماری برکت سے حق تعالیٰ نے توبہ آدمؑ قبول فرمائی۔ اور ہم وہ  
کلمات خدا ہیں کہ آدمؑ نے اپنے پروردگار سے ان کی تعلیم چاہی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان سے خطاب کیا  
کہ اے آدمؑ خوش رہو کہ ان ناموں کے صاحب تمہاری ذریت ہیں یہ سن کر آدمؑ نے بعض اس نعمت عظمیٰ  
کے خدا کا شکر کیا۔ اور ہمارے سب فرشتوں پر فخر کیا۔ اور یہ ہم پر فضل خدا ہے۔ جب یہ سنا مسلمان اور پیغمبر  
ان کے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہہ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں۔ کہ دستگاہ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ ان ایسا  
ہی ہے تم دستگاہ ہو۔ اور بہشت ہمارا تمہارے لئے ہے۔ اور جہنم ہمارے لئے ہے۔ دشمنوں کے لئے ہے۔  
کتاب روشتہ الراءعظین میں اسناد معتبر جناب امام زین العابدین سے روایت ہے ایک روز فاطمہؑ  
اسد گرو کعبہ طوان کر رہی تھی اور جناب امیر شکم میں تھے۔ اثنائے طوان میں فاطمہ بنت اسد کو درد  
ہوا۔ اس وقت بقدرت الہی دیوار کعبہ شکافہ ہو گئی۔ اور فاطمہ خاتہ کعبہ میں گئیں۔ اور جناب امیر اس  
مکان کرم و محترم میں طاہر و مطاہر متولد ہوئے۔ دوسری روایت میں جناب امام موسیٰ کاظم سے ہے کہ  
ایک روز ابوطالب مسجد الحرام سے ملول و غمگین آئے اور اسی وقت حضرت رسولؐ بھی کثرتین لائے۔  
حضرت ابوطالب سے پوچھا۔ اے چچا آپ کیوں ملول و غمگین ہیں۔ ابوطالب نے کہا۔ فاطمہ روزہ سے مضطرب  
ہے یہ سن کر حضرت رسولؐ ابوطالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر قریب فاطمہ بنت اسد آئے اور فاطمہ کو  
قریب کعبہ نظر لائے اور کعبہ کے اندر فاطمہ کو لے گئے اور کہا۔ بنام خدا بیٹھ جاؤ۔ کہ وہ فرزند کرم اس مکان  
محترم میں متولد ہو گا۔ ناگاہ علیؑ ابن ابی طالب پاک و پاکیزہ کہ کوئی کثافت نہ تھی ناف بریدہ ختمہ کئے ہوئے متولد

ہوئے اور روئے نورانی مثل آفتاب تاباں تھا۔ ابو طالب نے علیؑ نام رکھا۔ اور حضرت رسولؐ علیؑ کو آجوش مبارک میں لے کر گھر تشریف لائے۔

## فصل دوسری خیر بنی خذ اور رسولؐ و پیغمبرؐ ان گذشتہ شہادت امیرؑ کی

ابن ابیہر و مسیب بن طاؤس وغیرہ نے بسند ائیں معتبر جناب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ نے جمعہ آخر ماہ شعبان میں دربارہٴ فضیلت ماہ مبارک رمضان خطبہ ادا فرمایا جناب امیرؑ نے کہا کہ جب حضرت رسولؐ نے خطبہ تمام کیا۔ میں اٹھا۔ اور کہا۔ یا حضرت بہترین اعمال حج اس ماہ مبارک میں کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے ابو الحسن بہترین اعمال اس ماہ مبارک میں کیا ہے۔ یا حضرت آپ پر میری نگاہی ہے یہ کہا۔ اور قطرات اشک دیدہ مبارک سے جاری ہوئے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت آپ روتے کیوں نہیں۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد کیا۔ اسے علیؑ اس ہمدیہ میں جو تم پر گندہ گی۔ اس پر روتا ہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ تم مشغول نماز پر ہو۔ اور ایک بد بخت ترین اولین و آخرین ضعیفہ پے کتفہ ناقہ صالح اٹھا ہے اور اس نے تمہارے سر پر ضرب لگائی۔ تمہاری ڈاڑھی کو تمہارے سر کے خون سے رنگین کر دیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا۔ یا حضرت کیا وہ میری حالت سلامتی میں ہوگی۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں دین تمہارا سالم ہوگا۔ پھر حضرت رسولؐ نے کہا۔ اسے علیؑ جس نے تم کو مارا۔ اس نے مجھے مارا۔ اور جس نے تم کو دشمن رکھا۔ اس نے مجھے دشمن رکھا۔ اور جس نے تم کو ناسزا کہا۔ اس نے مجھے ناسزا کہا۔ اس لئے کہ اسے علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ میرے بدن کے ہو اور روح تمہاری میری روح سے ہے اور طینت تمہاری میری طینت سے ہے۔ مجھے نور تم کو خدا نے باہم پیدا کیا۔ مجھے اور تمہیں جو خلق سے برکندہ کیا۔ مجھے پہلی کے لئے اور تمہیں امت کے لئے اختیار کیا۔ جو تمہاری امت کا انکار کرے۔ ایسا ہے۔ گویا اس نے میری پیغمبری کا انکار کیا۔ اسے علیؑ تم میرے وصی اور میرے فرزندوں کے باپ اور میری دختر کے شوہر ہو یا علیؑ تم میری امت میں میری حالت حیات و ممات میں میرے خلیفہ ہو۔ تمہارا امیر اور تمہاری جہمی میری نہیں ہے۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے پیغمبری بھیجا۔ اور مجھے بہترین خلق کیا۔ تم اسے علیؑ جو خلق پر عبرت خدا ہو۔ اور اسرا خدا کے امین اور اس کے بندوں پر اس کی جانب سے خلیفہ ہو۔ حکایت یہ ہوئی اور خیر شہادت امیرؑ ابن ابیہر نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک مرد علمائے یہود سے خدمتِ بابرکت جناب امیرؑ میں حاضر ہوا۔ اور چند مسئلہ دریافت کئے۔

مجموعہ ان مسائل کے پوچھا کہ وہی تمہارا ہے پیغمبر کا بعد تمہارا ہے پیغمبر کتنے سال زندہ رہے گا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ بیس سال رہو گے کہا۔ وہی مر گیا یا قتل ہو گا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ قتل ہو گا۔ اور ایک حضرت اس کے سر پر ماریں گے۔ اسکی داڑھی اس کے خون سے خضاب ہوگی۔ یہود نے کہا۔ بخدا سوگند آپ نے سچ کہا۔ میں نے اس کتاب میں جو موسیٰ نے بتائی اور ہارون نے لکھی۔ اسی طرح پڑھا ہے۔ شیخ طلوسی نے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیر نے منبر پر ارشاد کیا۔ ایک گروہ مردم حق باطل پر غالب ہوا۔ اور جلدی پلٹ جائے گا۔ پھر فرمایا کہاں بد بخت ترین امت ہے کہ ایک حضرت میرے سر پر مارے اور میری داڑھی کو اس حضرت کے خون سے رنگین کرے۔ ابن ابویر نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک مرد یہود خدمت باسعادت جناب امیر میں جس وقت کہ حضرت نے جنگ نہروان سے مراجعت فرمائی۔ حاضر ہوا۔ اور پوچھا۔ اے علیؑ تمہیں پیغمبر آخر الزمان کے پھسی ہو حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ یہودی نے کہا۔ ہو پیغمبر کے وہی کے لئے سات سات بلائیں اور امتحان حیات پیغمبر اور بعد وفات نازل ہونے میں۔ کیا وہ بلائیں اور آفات تم پر بھی نازل ہونے میں۔ جناب امیر نے یہ امتحانات اور بلائیں سب بیان کئے اور اصحاب حضرت نے جو اس وقت موجود تھے سب نے تصدیق کی۔ پھر جناب امیر نے فرمایا۔ ان میں سے ایک بلا باقی ہے۔ اور نہ فیک ہے کہ وہ بلا بھی نازل ہو۔ یہ سن کر وہ یہودی رومے لگا۔ اور اصحاب حضرت بھی سب کے سب روتے گئے۔ اور کہا یا حضرت اس آخری جلا کو بیان فرمائیے۔ جناب امیر نے اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ داڑھی اس جگہ کے خون سے تر ہوگی۔ اور اشارہ مقام خون کا جانب سر مبارک فرمایا۔ اور کہا۔ یہ آخری بلا ہے جب حضرت نے یہ خبر و عشت از زبان کی۔ صدائے گریہ مردم مسجد سے بلند ہوئی۔ اور شیروں و جمنع اس درجہ بلند ہوا۔ کہ کو فہ میں کوئی گھرا لیسادہ رہا۔ جہاں سے لوگ صدائے گریہ دوڑے اور وہ یہودی اس وقت مسلمان ہو گیا۔ اور ہمیشہ خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ جہاں تک کہ آنحضرت بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔ پس ابن عم ملعون کو کپڑے کے جناب حسن کی خدمت میں لائے۔ اس وقت وہ یہودی بھی حاضر تھا اور بہت لوگوں کا ہجوم تھا۔ جب اس ملعون کو سامنے لائے۔ اس یہودی نے کہا۔ اس کو قتل کیجئے۔ فرمایا۔ خدا اسے قتل کرے گا۔ میں نے کتب موسیٰ میں جو ان پر نازل ہوئیں ہیں۔ پڑھا ہے۔ کہ اس بد بخت کے گناہ پر کرم سے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ اور قدار پے کندہ ناقہ صاخ سے زیادہ ہیں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ جناب امیر نے جنگ خندق میں قبل اس کے کہ جناب محمد بن عبیدہ کو قتل کریں۔ اس شقی نے ایک ایسی حضرت سراقہ میں جناب امیر پر لگائی کہ سر مبارک

تنگنا فتنہ ہو گیا۔ اور پھر حضرت نے اسے واصل جہنم کیا اور خدمت باسعادت حضرت رسول میں شرکت فرمائی۔ اور حضرت رسول نے اپنے دست مبارک سے اس زخم کو باقاعدہ اور وہاں معجز نشان سے کچھ بڑھ کر وہاں دم کیا۔ اور اسی وقت وہ زخم بھر گیا۔ اور ماٹھا ہو گیا۔ پس فرمایا میں اس وقت کہاں ہوں گھا جب اس سر کے خون سے اس واڑھی کو رنگین کریں گے۔ سید عبد الکسر تیسرے بیان قبض ارواح مومنان - بن طاووس نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خدا نے جناب امیر سے فرمایا۔ اے علیؓ حق تعالیٰ نے ہماری حجت زمین و آسمانوں پر عرض کی۔ اس وقت جس نے قبول کی۔ وہ آسمان مہتمم ہے اور حق تعالیٰ نے اس کو عرش و کرسی سے مزین کیا۔ بلکہ ان آسمان چہارم نے قبول کیا۔ اور اس کو بیت المعمور سے زمینت بخش۔ بعد اس کے آسمان اول نے قبول کی۔ اس کو ستاروں سے زمینت دی۔ پھر زمین حجاز نے قبول کی۔ اس کو خاد کعبہ سے زمینت دی۔ پھر زمین مدینہ نے قبول کی۔ اس کو میری قبر سے مزین کیا۔ پھر زمین کوفہ نے قبول کی۔ اور اس کو اے علیؓ تمہاری قبر سے شرف عطا کیا۔ جناب امیر نے کہا یا حضرت کیا میں کوفہ عراق میں نہیں بونگا۔ فرمایا ہاں اسے علیؓ تم شہید ہو گے اور میں کوفہ درمیان مغربین سفید ٹیلوں کے دفن ہو گے اور تم کو بد بخت ترین امت عبد الرحمن بن محمد علیہ اللعنة والعذاب الشدید شہید کرے گا۔ میں اس خلا کی قسم کھاتا ہوں۔ جس نے مجھے بیسالت بھیجا ہے کہ پیکندہ ناقہ صالح کا گناہ خلا کے نزدیک ابن محمد سے زیادہ نہیں۔ اے علیؓ سو ہزار شمشیر عراق تمہاری مددگاری کریں گی۔ کتاب کنز الخوائد میں لکھا ہے۔ ایک دن جناب امیر مسجد میں بصدائے بلند روتے گئے۔ جب سر مبارک سجد سے اٹھایا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا حضرت آپ کے رونے نے ہمارے دلوں کو درد مند اور اندوہناک کیا اب تک اس طرح کا گریہ ہم نے آپ سے مشاہد نہیں کیا تھا۔ آپ فرمائیں۔ اس رونے کا سبب کیا تھا۔ جناب امیر نے فرمایا جب میں سجد میں دعائے خیر پڑھ رہا تھا ناگاہ میندا آئی۔ اور خواب ہونناک میں نے دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت رسولؐ میرے قریب کھڑے فرماتے تھا۔ اے ابو الحسن تمہاری مفارقت کو بہت طول ہوا۔ اور میں بہت مشتاق طلاقات ہوا ہوں۔ اور جو کچھ خدا نے تمہارے بارہ میں مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو وفا کیا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ وہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا تمہاری جگہ اور تمہاری زوجہ اور دونوں فرزندوں اور لواٹاموں کی جگہ اعلیٰ علیین میں مقرر کی اور تمہارے درجہ کو جمع مقربین کے درجات سے بلند کیا۔ یہ سن کر میں نے کہا میرے پاپوں کو آپ پر قربان۔ یا حضرت میرے شیعہ کہاں ہونگے۔ حضرت نے فرمایا تمہارے

شیعہ ہمارے ہمراہ ہونگے۔ اور ان کے قصر ہمدان سے قصر سے ملحق ہونگے۔ اور ان کے مکان ہمدان کے مکانوں کے برابر ہونگے۔ میں نے کہا: یا حضرت دنیا میں ہمدان سے شیعوں کو کیا ثواب ملے گا۔ فرمایا: ہمدان سے شیعوں کا ثواب دنیا میں گمراہ ہونے سے بخیر اور قنوں سے عافیت ہے۔ میں نے کہا: ہمدان سے شیعوں کا وقت مرگ کیا ثواب ہوگا۔ فرمایا: ان کو وقت مرگ اختیار دیں گے۔ چاہیں وہ دنیا میں رہیں یا عقبیٰ پسند کریں۔ اور ملک الموت کو ان کی اطاعت کا حکم دیں گے۔ میں نے کہا: یا حضرت ان کی قبض ارواح کس طریقہ سے ہوگی۔ فرمایا: وہ لوگ جو ہماری محبت میں سچے ہیں ان کی قبض ارواح اس طرح سے ہے جس طرح تم سے کوئی شخص گرمی کی شدت سے ٹھنڈا پانی پئے کہ دل اس کا خشک ہو جائے اور ہمارے جیسے شیعہ اس طرح دنیا سے جاتے ہیں جس طرح کوئی نہایت جبین و آرام سے فرش خواب پر آرام کرے اور آنکھیں مرنے سے بچن ہو جائیں۔

خبر شہادت امیر زبانی جناب امیر <sup>۱۳</sup> کتاب بصائر الدرجات میں بسند ائمہ معتبر روایت کی ہے کہ جب محمد بن ابی بکر نے ایک گمراہ اشرف مصر کو خدمت جناب امیر میں بھیجا عبدالرحمن بن بلعم بھی اس گمراہ میں تھا۔ اور فہرست اسمی ابن بلعم کے ہاتھ میں تھی جب حضرت نے نامہ اور فہرست اسمی پڑھی اور نام ابن بلعم تک پہنچے۔ فرمایا: تو ہی عبدالرحمن ابن بلعم ہے۔ اس نے عرض کی ماں یا امیر المؤمنین میں ہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا: عبدالرحمن پر خدا کی لعنت ہو۔ اس ملعون نے کہا: یا حضرت میں تو آپ کا دوست ہوں۔ حضرت نے فرمایا: تو جھوٹا ہے۔ بخدا سو گند تو میرا دوست نہیں۔ اس ملعون نے کہا: یا حضرت میں نے عین ہدیہ قسم کھائی کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ اور آپ کو یقین نہیں آتا۔ حضرت نے فرمایا: دانے تجھ پر ارواح کو خدا نے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ اور ان کو ہوا میں ساکن فرمایا۔ جنہوں نے عالم ارواح میں ایک دوسرے سے الفت و محبت کی اور آپس میں شناسائی کر لی تھیں۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے سے موافقت و محبت رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے اُس عالم میں ایک دوسرے سے محبت و الفت نہیں کی۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے سے محبت نہیں رکھتے۔ میری روح تیری روح کو نہیں پہچانتی اور عالم ارواح میں تجھے الفت نہیں تھی۔ جب اس ملعون نے بیٹھ پھیری۔ حضرت نے فرمایا: جو میرے قاتل کو دیکھنا چاہے۔ اس شخص کو دیکھو۔ بعض حاضرین نے کہا: یا حضرت آپ اسے قتل کیوں نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا: تم بہت تعجب کی بات کہتے ہو۔ میں ابھی سے اسے قتل کروں۔ جس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ بسند معتبر و دوسری روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیر داخل حمام ہوئے۔ اور جنین کی آوازیں بلند

ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے ماں باپ تم پر فرزانہ تمہیں کیا ہوا۔ حسنینؑ نے کہا۔ یہ فاجر ملعون آپ کے عقب سے آیا۔ ہم ڈرے کہ آپ کو کوئی صدمہ و اذیت پہنچے۔ حضرت نے فرمایا۔ بخدا سو گند بغیر اس کے میرا قاتل اور کوئی نہ ہوگا۔ اعاذتِ معتبرہ میں وارد رہے۔ جب جناب امیرِ نافرمانی و نفاق و شقاق اصحاب سے دل تنگ ہوئے۔ اور لشکرِ معاویہ نے اطراف و لواحق ملک جناب امیرؑ پر فارت شروع کی اور اصحاب نے نصرت و مددگاری نہ کی۔ اس وقت جناب امیرؑ نے بالائے منبر ارشاد فرمایا۔ بخدا سو گند مجھے منظور ہے کہ خدا مجھ کو تم میں سے اٹھالے۔ اور دیاضِ رضوان میں جگہ دے اور مرگِ بہت جلد میری گھات میں ہٹے۔ پھر فرمایا۔ بد بخت ترین کو کون مانع ہوا ہے کہ میری داڑھی کو میرے خون سے خضاب کرے۔ یہ وہ خبر ہے جو بچے بہیمبرِ بزرگوار نے دی ہے۔ پھر ارشاد کیا۔ خداوند اتو عانتا ہے کہ میں ان سے تنگ آ گیا ہوں۔ اور یہ بچہ سے تنگ آگئے ہیں۔ میں ان سے ملول ہوں اور یہ مجھ سے ملول ہیں۔ خداوند! مجھے ان سے راحت عطا کر اور ان کو مبتلا بہ بلا اس شخص کے لائق سے کہ بعد اس کے یہ مجھے یاد کریں۔ کتاب کشف الغم میں و مناقب شہرا بن آشوب میں لکھا ہے کہ جب جناب امیرؑ کو ذہن میں بیاد ہوئے۔ لوگ عبادت کو آئے اور کہا۔ یا حضرت ہم لوگ آپ کی اس بجاہی سے بید کمالی مغرور ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ لیکن میں مغرور نہیں۔ اس لئے کہ میں نے بہیمبرِ صادقِ مصدق سے سنا ہے۔ فرمایا اس امت کا سب سے بڑا شقی بچہ کاندہ نادر صالح ایک حضرت میر سے سر پر مارے گا۔ اور میری اڑھی کو رنگین مہرے خون سے کرے گا۔ بروایت دیگر ان لوگوں نے کہا۔ کس لئے آپ ان منافقوں میں سے نہیں جاتے کہ مدینہ حضرت رسولؐ میں پہنچ جانے اور حواری حضرت میں دفن ہوتے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ مجھے خود پھیرنے خبر دی ہے کہ اس شہر میں شہید ہوں گا۔ اور اسی شہر کے عقب میں دفن ہو سکے۔ شرح مفید نے بسندائے معتبرہ روایت کی ہے۔ جب جناب امیرؑ نے لوگوں سے بیعت لی۔ اس وقت عبدالرحمن بن ملجم مرادی ملعون بھی آیا۔ کہ حضرت سے بیعت کرے۔ حضرت نے اسکی بیعت قبول نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور تیسری بار حضرت نے اس سے بیعت لی۔ جب وہ چلا۔ حضرت نے پھر اسے بلایا۔ اور قسمیں دیں کہ بیعت سے نہ پھرتا اور عہدہ پیمانہ لے پختہ و محکم اس سے لے۔ پھر جب وہ چلا۔ پھر اسے طلب فرمایا۔ اور مکرہ تاکید کی۔ اس ملعون نے عرض کی۔ یا حضرت جو امر آپ نے مجھ سے کہہ اور کسی سے نہیں کیا۔ فرمایا۔ اس وقت حضرت نے ایک شعر پڑھا جس کا یہ مضمون ہے۔ میں اسے بخشش کرتا ہوں۔ اور وہ میرا ارادہ قتل رکھتا ہے۔ کیا بڑا قبیلہ مراد کا دوست ہے۔ پھر فرمایا۔ اے ابنِ ملجم! بخدا سو گند میں جانتا ہوں۔ کہ اپنے

عہد و پیمان پر وفادار کرے گا۔ یہ فرما کر ایک عمرہ گھوڑا اسے عطا کیا۔ اور جب وہ اس گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر حضرت نے ایک شعر پڑھا۔ جس کا مضمون وہی تھا جو اوپر گزر چکا۔ جب اس نے پوچھا پھری۔ جناب امیرؓ نے فرمایا۔ بخدا سو گند یہی میرا قاتل ہوگا! انہوں نے عرض کی۔ یا امیر المؤمنین۔ آپ ہم کو اجازت دیجئے۔ کہ اسے قتل کریں۔ مگر حضرت نے اجازت نہ دی۔ خطیب راوندی نے روایت کی ہے۔ ایک شخص نے قبیلہ ذبیہ سے کہا۔ میں جناب امیرؓ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک گروہ قبیلہ مراد سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان میں ابن ملجم بھی تھا۔ اس گروہ نے عرض کی۔ یا حضرت ہم ابن ملجم کو اپنے ساتھ نہیں لائے۔ وہ خود ہمارے ساتھ بغیر اجازت چلا آیا ہے۔ اور ہمیں آپ کے حق میں اس سے ڈر معلوم ہو رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے ابن ملجم بلٹھ جا۔ جب بلٹھا بڑی دیر تک حضرت اسے دیکھا کئے اور اسے قسمیں دیں کہ میں جو کچھ تجھ سے دریافت کروں۔ تو سچ سچ تجھ سے بیان کرنا پس جناب امیرؓ نے فرمایا۔ آیا تو وہ نہیں ہے کہ لوگوں میں جب تو بھی لڑکا تھا۔ کھیلتا تھا۔ اور جب تجھے وہ دور سے دیکھتے تھے۔ لہر کہتے تھے۔ کتوں کے پرانے والے کا فرزند آیا۔ اس ملعون نے اقرار کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ جب تو جوان ہوا۔ تیرا لڑکا ایک راہب کی جانب ہوا۔ اور اس راہب نے تجھے بنظر تند دیکھا۔ اور کہا۔ اے بد بخت تو بچے کنڈو ناقہ صالح ہے اس ملعون نے اقرار کیا۔ کہ ایسا ہی تھا۔ پھر حضرت نے اس کو خردی۔ تری ماں نے تجھے خردی۔ کہ میں حیض میں تجھ سے حاملہ ہوئی تھی۔ جب ابن ملجم نے یمن سنا۔ اس کے کلام میں لگنت و اضطراب ہوا۔ اور آخر اقرار کیا۔ کہ ماں مجھے میری ماں نے خردی تھی۔ پس جناب امیرؓ نے فرمایا۔ مجھے رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ میرا قاتل یہود کے شبیہ ہے۔ بلکہ یہود سے ہے۔ ایضا۔ روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے ماہ مبارک رمضان میں کہ اسی مہینے میں بریاض رضوان انتقال کیا۔ بالائے منہ فرمایا۔ کہ تم اس سال حج کو جاؤ گے۔ اور میں تم میں نہ ہوں گا۔ اور اس مہینے میں ایک مات خانہ امام حسن اور ایک مشب خانہ امام حسین اور ایک رات اپنی دختر زینب خاتون کے گھر میں کہ نہ: جو عبد اللہ ابن جعفر طیار تھیں انظار کرتے اور تین لہروں سے زیادہ نہ ناول فرماتے تھے۔ جب سب حضرت سے دریافت کیا۔ فرمایا۔ امر خداوندیک ہوا ہے اور ایک یا دو روز کی دیر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ برکت الہی جب ملحق ہوں میرا شکم کھانے سے نہ بھرا ہو۔ کلیف نے سند صحیح جناب امام زین العابدین سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؓ نے نماز صبح مسجد میں ادا کی۔ اور مشغول تعقیقات ہوئے۔ یہاں تک کہ سورج ایک نیرہ بلند ہوا۔ اس وقت لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ بخدا سو گند میں نے پہلے چند گروہ ایسے دیکھے ہیں۔ کہ راتوں کو عبادت حق تعالیٰ میں بسر کرتے ہیں اور کبھی کوٹھے رہنے سے اپنے پاؤں کو تعب دینے ہیں۔ اور کبھی اپنی پیشانیاں خدا کے لئے



زمین پر رکھتے ہیں۔ اور اس طرح خدا کی عبادت کرتے تھے۔ گویا صدائے آتش جہنم ان کے کانوں میں آتی تھی۔ جب ان کے سامنے ذکر خدا ہوتا تھا، مثل درخت خوف حق تعالیٰ سے تھر تھرتے تھے۔ اور باوجود اس حالت کے گمان کرتے تھے کہ رات غفلت میں بسر ہوتی ہے بعد اس کلام کے جناب امیرؓ کو کسی نے ہنستا نہیں دیکھا یہاں تک بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

## فصل تیسری۔ بیان جناب امیرؓ و شہادت

علائے شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ شب جمعہ انیسواں ماہ مبارک رمضان کو وقت طلوع صبح آنحضرتؐ نے دست عبدالرحمن بن لبیم مرادی ملعون سے براعت دروان بن خالد و سبیب بن بحیرہ و اشعب بن قیس و ظالم و خضر حضرت کھائی اور جب ایک ٹلٹ اکیسویں رات سے گذرا۔ روح مقدس نے بریاض رضوان پر ہذا کیا۔ اور مشہور یہ ہے کہ عمر شریف اس وقت تریسٹھ سال کی تھی۔ اور جناب صادقؑ سے اسی طرح منقول ہے اور جناب صادقؑ اور امام محمد باقرؑ اور امام محمد تقیؑ سے پینسٹھ سال بھی منقول ہے۔ اور موافق مشہور جناب امیرؓ و ہزارہ رسول خداؐ بعد بیست تیرہ سال زید ہے اور اس وقت دس سال عمر شریف جناب امیرؓ سے تھے کہ آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اور جناب امیرؓ نے ظاہری ایمان کا اعلان کر دیا۔ اور دس سال حضرت رسولؐ کے ہزارہ مدینہ میں بسر فرمائی۔ اور جب آنحضرتؐ نے جہاد شروع کیا۔ اس وقت اور جب انیسواں سال کے ہوئے شام و یمن عرب کو قتل کیا۔ اور کوئی حضرت سے سہادت نہ کر سکتا تھا۔ اور جب مدینہ منورہ کا احواز اس وقت بائیسویں سال تھا۔ اور مدت وقت وفات تیس سال تھی۔ دو سال چار ماہ ابو بکر نے اور دس سے زیادہ عمر نے اور بارہ سال عثمان نے خلافت کی۔ اور جب خلافت آنحضرتؐ کو ہوئی۔ قریب پانچ سال کے رہی۔ اس مدت میں اکثر منافقین سے مشغول جدال و قتال تھے۔ یہاں تک کہ بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔ کتاب قرحۃ الفری میں بسند طے معتبر امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ عمر شریف آنحضرتؐ وقت شہادت پینسٹھ سال کی تھی۔ اور سال چہلم ہجرت میں اس دنیا سے رحلت کی۔ اور جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے۔ عمر شریف آنحضرتؐ سے ۱۲ سال گزرنے لگے۔ اور بعد بیست تیرہ سال ہزارہ آنحضرتؐ مکہ میں رہے اور حضرت کے ساتھ ہجرت کی اور دس سال آنحضرتؐ کے ہزارہ مدینہ میں رہے اور تیس سال بعد وفات آنحضرتؐ شب جمعہ کو بدرجہ شہادت فائز ہو کر نعت اشرف میں دفن ہوئے اور عمر شریف پینسٹھ سال کی ہوئی۔ کلینی اور شیخ طوسی نے

لسندائے صحیح روایت کی ہے کہ اکیسویں شب ماہ مبارک رمضان کو غسل کرنا مستحب ہے اور یہ سنا  
ہے جس رات کو صحیح اوصیائے پیغمبران نے بعالم بقادحلت کی ہے۔ اور اس رات کو عیسیٰ آسمان پر اٹھے  
ہیں۔ اور موسیٰ اس رات کو برمت الہی ملحق ہوئے ہیں۔

مشہورہ شہادت جناب امیرؑ شیخ مفیزؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک گروہ خوارج  
باکدگیر مکہ میں بعد واقفہ نہروان میں ہوئے اور کہا۔ اہل اسے مسلمین سب راہ حق سے بھر گئے۔ اور قصد  
نہروان بیان کیے کے رونے لگے۔ اور کشکان نہروان پر ترمم کر کے آپس میں باہم سوگند ہوئے کہ جناب  
امیرؑ اور معاویہ و عمرو بن العاص کو ایک رات میں قتل کریں۔ اور قصد اس خون خوارج نہروان جناب  
امیرؑ سے لیں۔ پس عبدالرحمن بن ملجم مرادی ملعون نے کہلہ میں علیؑ کو شہید کر دیا۔ برک بن عبداللہ نے  
کہا۔ میں معاویہ کو قتل کروں گا۔ اور عمرو بن بکیر نے کہا۔ میں عمرو بن العاص کو ماروں گا۔ آپس میں اس طرح  
عہد میں مستحکم کیا کہ اکیسویں ماہ مبارک رمضان میں جا کر قتل کریں۔ یہ مشورہ کر کے آپس میں مجاہد  
گئے۔ ابن ملجم کو فہم آیا اور وہ بصرہ و شام میں گئے۔ جو بقصد معاویہ کے قتل گیا تھا۔ اس رات کو  
حبیب معاویہ کو رخ میں گیا۔ اس پر ضربت کاڑی ماری۔ اس کی ران پر لگی۔ حبیب جرح کو پایا۔ اس  
نے زخم کو دیکھا کہ کہا۔ شمشیر کو زہر میں بچھایا ہے۔ دو ہاتھوں میں ایک کو اختیار کرو۔ اول یہ کہ اس جگہ  
کو داغ دو اچھے ہو جاؤ گے۔ دوسرے یہ کہ ایک ایسی دوا دوں کہ اس سے مرنے سے بچ جاؤ۔ مگر اس  
کے سبب سے تم سے نسل منقطع ہو جائے گی۔ معاویہ نے کہا۔ مجھے طاقت داغ کھانے کی نہیں۔ اور  
کوئی نسل نیرود عبداللہ میں نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر وہ دوا کھالی۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ اس وقت برک نے  
کہا۔ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں۔ معاویہ نے کہا۔ وہ کون بشارت ہے۔ اس نے کہلہ میرا رفیق کہا ہے کہ  
کو ذمہ تیرے کی رات، علیؑ کو قتل کر کے لہذا مجھے رہنے دو اگر وہ علیؑ کو قتل کرے اس وقت جو چاہنا  
کرنا۔ اور اگر اس نے علیؑ کو قتل دیکھا ہو۔ مجھے چھوڑ دینا۔ کہ میں جا کر علیؑ کو قتل کروں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ  
پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ یہ سن کر معاویہ نے برک کو قید کیا۔ یہاں تک کہ خبر شہادت جناب امیرؑ ہو چکی۔  
اور برک کو اس خوشخبری کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ وہ روایت دیکر قول برک نہ قبول کیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔  
عمرو بن بکیر جب مصر میں گیا۔ اور اکیسویں شب کو اولادہ قتل عمرو بن العاص کیا۔ وہ اس رات کو  
نماز پڑھانے نہ آیا۔ اور خار جہ کو بھیجا کہ اس کی جگہ نماز پڑھائے۔ عمرو بن بکیر نے بگرامن اسی کے کہ عمرو  
بن العاص نے۔ ایک ضربت کاڑی خار جہ پر لگائی۔ خار جہ مارا گیا اور عمرو بن العاص نے نجات پائی۔  
قصہ شہادت جناب امیرؑ جب ابن ملجم ملعون کو فہم میں آیا۔ اس ما کو کسی سے بیان نہ کیا۔

اور ایک مرد قبیلہ تیمم الرباب کے گھر گیا۔ اور قسامہ کو اس گھر میں دیکھا جناب امیر نے جنگ خروارج میں پد و برد اور قسامہ کو قتل کیا تھا۔ اور قسامہ نہایت حسینہ و جمیلہ تھی۔ جب ابن بلعم نے اسے دیکھا۔ آتش محبت سینہ میں مشتعل ہوئی۔ اور اسے پیغام نکاح دیا۔ اس ملعونہ نے کہا۔ میرا مہر تین ہزار دوہم اور ایک غلام اور ایک کنیز اور قتل علی ابی طالب ہے۔ ابن بلعم نے مصالحتاً کہا۔ تو نے جو کہا۔ وہ میں نے بغیر قتل علی سب منظور کیا۔ اس لئے کہ میں ان کے قتل پر قادر نہیں۔ اس ملعونہ نے کہا۔ علیؑ کو غافل کر کے قتل کر اگر تیرے بیچ گیا۔ میرے ہمراہ عیش کرے گا۔ اور اگر قتل ہوا۔ ثواب آخرت تیرے لئے زندگانی دنیا سے کافی ہے۔ جب اس ملعون نے جاننا۔ کہ وہ ملعونہ اس کے مذہب کے موافق ہے۔ کہا۔ بخدا سو کند میں بھی اس نذر میں نہیں آیا۔ مگر اسی کام کے لئے۔ اس ملعونہ نے کہا۔ میں ایک گروہ اپنے قبیلہ سے تیرے ہمراہ کرینگاں۔ کہ تیرے اس معاملہ میں معین ہوں۔ یہ کہہ کر اس ملعونہ نے دوران بن محالد وغیرہ کو اپنے قبیلہ سے آکسایا۔ اور اس کا یاہر دنگار کیا۔ ابن بلعم نے شیبہ ابن بجرہ کو دیکھ کر کہا۔ اسے شیبہ تمہیں منظور ہے کہ اس کام کے لئے تم کو کہوں۔ جو تمہارا باعث شرف دنیا و آخرت ہو۔ شیبہ نے کہا۔ وہ کون سا کام ہے۔ ابن بلعم نے کہا۔ قتل علی ابن ابی طالب پر میری یاری و مدد گاری کرو۔ اور شیبہ بھی بخند خروارج تھا۔ اس نے کہا۔ اسے ابن بلعم بہت برسے کام کا تو نے قصد کیا ہے۔ علیؑ کا قتل کرنا آسان نہیں۔ ابن بلعم نے کہا۔ میں مسجد میں چھپ رہتا ہوں۔ جب علیؑ نماز پڑھنے آئیں گے۔ اپنا مطلب پورا کروں گا۔ پس شیبہ کو بھی اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ اور انیسویں شب ماہ مبارک رمضان کی وہ تینوں شقی اس قصد سے مسجد میں آئے اور قسامہ نے خونہ مسجد میں نصب کر کے معتکف تھی۔ اس رات کو وہ ملعون اس خیمہ میں رہے اور اس ملعونہ نے جامہ ہائے حریر ان کے سینوں پر باندھے اور تلواریں ان کے ہاتھوں میں دے کر باہر بھیجا۔ پس وہ تینوں طاعینوں قریب اس دروازہ کے جس طرف سے جناب امیر داخل مسجد ہوئے تھے۔ جا کر بیٹھے اور پہلے اس راز کو اشعث ابن قیس خارجی سے کہا تھا۔ اور اس رات کو حجر ابن عدی مسجد میں آئے تھے۔ ناگاہ سنا۔ اشعث کہتا ہے۔ اے ابن بلعم جلد اپنی حاجت لہی کہہ۔ اس لئے اگر بیع ہو گئی۔ رسوا ہو جائے گا۔ جب حجر نے یہ بات سنی۔ ان کا مطلب سمجھ گئے۔ اور اشعث سے کہہ اندھے کیا اور وہ قتل علی علیہ السلام کیا ہے۔ پس جانب خزانہ جناب امیر دوڑے کہ حجر کریں قضا اور جناب امیر دوسری طرف سے تشریف لائے تھے۔ جب حجر بن عدی مسجد میں تشریف لانے سنا کہ لوگ کہتے ہیں۔ علیؑ شہید ہو گئے۔ ایستار روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن محمد ازدی نے کہہ میں اس رات جامع مسجد کو دیکھا میں تھا اور مع ایک گروہ اہل مصر مشغول عبادت و شب سبیلی

تھا۔ میں نے دیکھا۔ ایک جماعت نزدیک دروازہ مسجد جو خانہ جناب امیرؒ کی جانب تھا جمع ہوئے ہیں۔ ناگاہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب امیرؒ داخل مسجد ہوئے اور لوگوں کو نداء کے نماز دی۔ اور فرمایا۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ یہاں تک کہ صدائے آنحضرتؐ میں نے بھی سنی اور تلواریں کی چمک دیکھی اور ایک آواز آئی۔ کوئی کہتا ہے۔ حکم خدا کی جانب سے۔ تم سے لے علیؑ اور پہلے شیب ابن جبرہ نے ایک حضرت حضرت پر لگائی تھی۔ اور وہ ضربت طاق مسجد پر لگی تھی۔ اور حضرت پر نہ لگی تھی۔ جناب امیرؒ نزدیک محراب جا کر مشغول نماز ہوئے۔ ابن بلعم ملعون نے ضربت لگائی۔ اور وہ تینوں ملعون مسجد سے باہر بھاگ گئے جب شیب اپنے گھر میں گیا۔ اور اس کے سپرعم نے اسے مضطرب دیکھ دیا۔ کہا۔ کیا تو نے امیر الموتین کو قتل کیا ہے۔ اس نے چاہا کہ نہیں۔ مگر زبان سے نکل گیا۔ ہاں۔ یہ سچ کہ اس کے سپرعم نے اس کو شمشیر سے داخل جہنم کیا۔ اور ابن بلعم ملعون کو ایک مرد قبیلہ جہان نے پکڑا۔ اور جناب امیرؒ کی خدمت میں حاضر کیا۔ مرشح مفید نے امام زین العابدین سے بسند معتبر روایت کی ہے۔ جب ابن بلعم نے قصد قتل جناب امیرؒ کیا۔ ایک اور شخص کو بھی اپنے ہمراہ لایا تھا۔ اور حضرت اس شخص کی دیوار مسجد پر لگی۔ جب جناب امیرؒ نزدیک محراب تشریف لائے۔ اور مشغول نماز ہوئے اور سجدہ میں گئے۔ ابن بلعم ملعون نے ایک ضربت سر مبارک آنحضرتؐ پر ماری۔ اور وہ ضربت اس جگہ لگی۔ جہاں عمرو بن عبدو نے سراقہ پر ضربت لگائی تھی۔ جب صدائے مردم مسجد میں بلند ہوئی۔ حسنین روڑے۔ اور ابن بلعم ملعون کو کپڑے کے قید کیا۔ اور اپنے بند بردگوار کو اٹھا کر گھر میں لائے۔ اس وقت لباہر قریب سراقہ حضرت اور ام کلثوم قریب پائے حضرت بیٹھیں۔ اور صدائے گریہ و شیون گھر سے بلند ہوئی۔ ناگاہ جناب امیرؒ نے چشمہ ہائے مبارک کھول کر حسنین کی طرف نظر کیا۔ اور فرمایا۔ رفیق اعلیٰ و صحبت انبیاء و اوصیاء و دوستان خدا دنیا سے بے بقا سے بہنہ ہے۔ اگر میں اس ضربت سے شہید ہوں۔ تم بھی ایک ضربت سے زیادہ اس ملعون کو نہ لگانا۔ یہ فرما کر تھوڑی دیر بے ہوش رہے۔ جب پھر ہوش میں آئے۔ اور فرمایا۔ اس وقت جناب رسول خداؐ کو میں نے دیکھا ہے کہ مجھے طلب فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کل رات کو تم ہمارے پاس پوگے۔ قرب الامسناد میں بسند معتبر امام محمدؒ یا فرس سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؒ نے جس رات شریعت تہادت فرمائی۔ اس رات گھر سے مسجد میں آئے اور لوگوں کو نماز صبح کے لئے جگایا۔ ناگاہ ابن بلعم ملعون نے ایک ضربت سراقہ پر لگائی۔ کہ حضرت زانو کے بل بیٹھ گئے۔ اور ابن بلعم ملعون کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ لوگ پہنچے اور اس ملعون کو پکڑ لیا۔ اور جناب امیرؒ کو مکان میں لے گئے۔ جناب

ایسے نے حسین سے کہا۔ اس امیر کو قبور کھوادے مکان پانی دو اور رعایت کرو کیونکہ اگر میں زندہ رہا تو قصاص لوں گا اگر چاہوں گا معذرت کروں گا۔ اگر دنیا سے رحلت کی تم کو اختیار ہے۔ اگر قصداً اس کے مارنے کا کرنا ایک ضربت سے زیادہ دنگانا اور کان ناک و اعضائے دیگر اس کے دکھانا۔ کتاب جامع و امام میں اسمعیل ابن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جب درمیان اصحاب حضرت رسول اختلاف ہوا اور عثمان مانا گیا۔ اس وقت میں نے خوف نترنہ و فساد سے عزلت اختیار کی۔ اور ایک رات ساحل دریا پر لیبر کی۔ مجھے خبر بھی نہ تھی کہ لوگ کس کام میں ہیں۔ ایک رات کسی کام کو چلا۔ اس وقت سب لوگ سو رہے تھے۔ ناگاہ ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ ساحل دریا پر سجدہ میں ہے اور بادل حزیں و صدائے ضعیف و نالہ و ناک اپنے پروردگار سے مناجات و استغاثہ و تضرع کر رہا ہے۔ میں اس سے علیحدہ چھپ کر کھڑا ہوا۔ کہ وہ مجھے دیکھ سکے۔ اور میں نے اس کے کلام سننے کو کان لگائے۔ میں نے سنا۔ وہ کہتا ہے۔ یا حسن الصحیۃ یا خلیفۃ النبیین یا ارحم الراحمین البدنی البدیع الذی لیس مثلاً شیئاً والدائم غیر العافل والحق الذی لا یموت انت کل لیوم فی شان انت خلیفۃ محمد اسئلک ان تنصرو صی محمد و خلیفۃ محمد والقائم بالقسط بعد محمد اعطت علیہ تیسرے اور توفہ برحمۃ پس سرسبزہ سے اٹھایا۔ اور بیٹھ کر تشہد پڑھا۔ اور سلام کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پانی پر روانہ ہوا پس میں نے عقب سے آواز دی کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے مجھ سے کلام کرو۔ میری جانب ملتفت نہ ہوئے۔ اور کہا۔ ہدایت کرنے والے کو عقب سے چہرہ نہ کرنا۔ اور اس سے اپنے اردن کا سوال کرو میں نے کہا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ وہ ہدایت کرنے والا کون ہے فرمایا۔ وصی محمد بنے یہ سن کر میں کو فہ چلا۔ رات کو صبح اٹھے بچھٹ میں رہا۔ کہ جب صبح ہو گی داخل کو فہ ہو گا۔ جب پہر رات گزری۔ میں نے ایک دیکھا۔ ایک شخص آیا۔ اور تنہا ایک ٹیلے کے ..... پیچھے کھڑے ہو کر مشغول مناجات حق تعالیٰ ہوا۔ اور کہا۔ خداوند! یہ کچھ تیرے پیغمبر نے اور تیرے برگزیدہ نے مجھ کو کیا تھا۔ اسی طرح میں اس امت میں بجایا۔ امت نے مجھ پر ظلم و ستم کیا اور میں نے منافقوں سے قتال کیا۔ جس طرح تو نے مجھے حکم دیا تھا انہوں نے مجھے بجاالت و سفاہت منسوب کیا۔ اور میں ان سے تنگ دل ہوا ہوں۔ اور یہ مجھ سے دل تنگ ہونے میں۔ میں ان کا دشمن ہوں یہ میرے دشمن ہیں۔ اور جن امور کی تیرے پیغمبر نے مجھے نبوی حق۔ ان میں کچھ باقی نہیں البتہ ایک امر کے جس کا مجھے اتظار ہے کہ ابن مہم مرادی آئے۔ اور اس امر کو عمل میں لائے۔ خداوند! اس کی شہادت کو نزدیک کر اور مجھے باسماوت شہادت فائز کر۔ خداوند!

مگر سترے سپینبر نے وہ دیکھا تھا کہ جس وقت میں تجھ سے تیری ملاقات کا سوال کروں تو مجھے اپنے پاس بلا لے خداوند! میں دنیا سے تنگ آ گیا ہوں۔ اور تیری سعادت لقا کا امیدوار ہوں۔ جب دعائے فارغ ہوئے بجانب کوفہ روانہ ہوئے۔ اور میں ان کے عقب چلا۔ یہاں تک وہ اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ گھر کس کا ہے۔ انہوں نے کہا یہ علی ابن ابی طالب کا مکان ہے۔ مقوڑی دیکھ لو ان نماز کی آواز آئی۔ میں نے دیکھا۔ جناب امیرؑ باہر تشریف لائے ہیں۔ میں بھی عقب میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ داخل مسجد ہوا۔ اتنے میں ابن لجم نے جناب امیرؑ کو شہید کیا۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسی نے بسند معتبرہ روایت کی ہے۔ کہ اصبح بن نیانہ نے کہا۔ جب جناب امیرؑ کے مرقدس پر حضرت لئی۔ ان کو گھر میں لے گئے۔ اور حادثہ ہمدانی و سید بن غفلہ ہمارہ گروہ اصحاب خانہ آنحضرتؐ میں جمع ہوئے۔ جب صدرائے گریہ و زاری خانہ آنحضرت سے بلند ہوئی۔ ہم سب بھی رونے لگے۔ اس وقت امامؑ تھی ہر سے باہر تشریف لائے۔ کہا جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اپنے اپنے گھر جاؤ۔ لیکن میں دروازہ پر مڑا۔ جب دوسری مرتبہ صدرائے شیون و زاری گھر سے بلند ہوئی۔ میں بھی رونے لگا۔ پھر امامؑ تھی باہر آئے۔ اور کہا میں نے نہیں کہا تم سے کہ اپنے گھر چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی۔ بخدا سو گند۔ یا ابن رسول اللہ میرا دل نہیں مانتا۔ اور میرے پاؤں میں قوت و رفتار باقی نہیں۔ جب تک جناب امیرؑ کو نہ دیکھ لوں گا۔ نہ جاؤں گا۔ یہ کہہ کر میں خوب رویا۔ پس امامؑ تھی گھر میں گئے اور مقوڑی دیکھ کے بعد باہر آئے اور مجھے اندر لے گئے۔ جب میں اندر گیا دیکھا۔ جناب امیرؑ کو مکیوں سے نکال کر بٹھایا ہے اور زندہ بٹی مرقدس پر بندھی ہے۔ اور رونے مبارک سجید خون نکلنے سے ایسا زرد ہو گیا ہے کہ مجھے اس کی تیز نہ ہوئی۔ کہ پٹی زیادہ زرد تھی یا رنگ زیادہ زرد تھا۔ جب میں نے اپنے مولا کا یہ حال دیکھا بیتاب ہو کر قدم محترم چومنے لگا۔ آنکھوں سے ملتا اور روتا جاتا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے اصبح زندہ کہ مجھے راہ ہیشت در پیش ہے۔ میں نے کہا۔ میں آپ پر ورا آپ ہیشت میں جانتے ہیں۔ اور میں زندہ رہوں۔ اس لئے کہ آپ کی مفادقت پر روتا ہوں۔ کلینی و سید رضی و غیرہ نے بسند معتبر بیان نصائح و وصایائے جناب امیرؑ روایت کی ہے۔ کہ جب جناب امیرؑ کے مرقدس مبارک پر ضرب لئی۔ اصحاب گرد جمع ہوئے۔ اور کہا۔ اے امیر المؤمنینؑ ہمیں وصیت کیجئے جو حضرت نے فرمایا۔ دو ہرا کہ کے مجھے تم کیے کرو۔ پس فرمایا۔ میں محمد خدا کرتا ہوں۔ وہ محمد جو خلق اس کی زندگی کے لئے ہے۔ وہ حالانکہ میں متابعت کنندہ امر ہوں۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے۔ میں خداوند احد و احد۔ محمد کی بیگاہی کی گواہی دیتا ہوں۔ جس طرح اس نے اپنی تشریف کی ہے۔ ایسا الناس جو کسی چیز سے جا لگے۔

اسی کی طرف پہنچتا ہے، ہر جگہ سے جانب اجل مقدر اسے کھینچتا ہے اور موت سے بھاگنا عین موت کی طرف پہنچنا ہے۔ کس وجہ ایام روزگار میں۔ میں نے فکر کی اور کمکون علم قضا و قدر میں کس قدر میں نے غور کیا۔ اور وہ ہے وہ علم جس کو حق تعالیٰ کو ظاہر کرنا منظور نہیں اور پروردگار نے غیب میں کمکون و مخزون ہے۔ لیکن میری وصیت تم سے یہ ہے کہ شرک بخداوند بندہ گزار دلاتا، اور کسی چیز کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرنا، اور سنت و طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منافع نہ کرنا۔ کتاب خدا اور سنت رسول کو بدستور رکھنا، حسن و حسین کو کہ یہ دو چراغ ہیں روشن رکھنا، جب تک طریقہ حق سے متفرق نہ ہو گے، محل ملامت و مذمت نہ ہوگی۔ حق تعالیٰ نے بقدر طاقت ہر ایک پر بوجہ و اولاد بنے۔ اور تکلیف کو جانوں پر سہل کیا ہے تمہارا پروردگار رحیم ہے اور پیشانی نام تمہارا دانائے۔ اور مذہب تمہارا دین درست ہے۔ میں کل کے دن تمہارا مصاحب تھا، آج محل عجزت تمہارے لئے ہوں۔ اور کل تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ اگر میرا قدم اس مرض میں ثابت رہا، اور خفا ہوں، اور خدا کا شک کر لوں، اور میرا قدم لغزش کرے اور دنیا سے مفارقت کر لوں، پس دل میرا ابستہ دنیا نہ تھا، اور دنیا میں ایسا تھا، جس طرح کوئی سایہ درخت میں پھیلتا ہو، اور وہ سایہ جلد اس کے سر سے ہٹ جائے اور ہوائے چنڈا شاگ کو اس کے گرد جمع کر دیا ہو، اور بہت جلد اسے پرانہ کرے۔ یاد کہ ابراہیمؑ کسی کے سر پر سایہ نگیں ہو، اور بہت جلد سایہ ہٹا رہا ہے، اور میں تم میں ایک مجاور تھا، کہ میرا بدن چیز روز تمہارے ہمراہ عبادت کرتا تھا، اور میری روح متعلق بہ بلاد اعلیٰ تھی، بہت جلد میرا بدن روح سے خالی اور ساکن دیکھو گے۔ اور بعد ان متحرک حالتوں کے جو اس سے دیکھتے تھے، خاموش دیکھو گے بعد ان خطبوں کے جو اس سے سُنئے تھے اور علوم الہی و معارف ربانی جو اس سے حاصل کرتے تھے، لازم ہے کہ میرے بند ہونے سے پسند و نصیحت حاصل کرو۔ اس لئے کہ ہر سخنگوئی سے یہ حالت زیادہ پسند و نصیحت دینے والی ہے، میں تم کو وداع کرتا ہوں، وہ وداع جس کا مجھے تم سے دوسری مرتبہ طقات کا رجعت میں انتظار ہے اور قیامت کے دن اور میرے مراتب دیکھو گے، آج جو میری قدر منزلت تم سے مخفی ہے اس روز ظاہر ہو جائے گی، اور جب میں تم میں سے چلا جاؤں گا، اس وقت میری قدر پہچانو گے، اور جب میری جگہ دو سرا بیٹھے گا، اس وقت مجھے یاد کرو گے انگوٹھی تھا، وہ خود ولی اپنے خون کا ہونگا، اور اگر چلا گیا، فنا و نیستی ہمارے وعدہ نگاہ ہے، پس اگر حضورؐ کو، حضور ہمارے لئے قدرت اور تمہارے لئے حسد ہے، لہذا حضورؐ دیدہ ہائے موم سے ورگہ کرے، آیا تمہیں منظور ہے کہ خدا تم کو بخش دے، وہ بہت حسرت فاضل پر کہ عمر اس کی قیامت میں اس پر رحمت ہو، ایام زندگانی اسکو دیکھتی

و شہادت میں ڈال دیں۔ خدا ہمیں اور تمہیں ان میں داخل کرے۔ جن کو رغبت دنیا ماننے طاقت حق تعالیٰ نہیں ہوتی۔ اور بعد مرگ ان پر عذاب اور شدت نازل نہیں ہوتی۔ سچا جانو ہم سب مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور ہماری بازگشت جانب مرگ ہے۔ پھر امام حسن کی طرف نظر کی۔ فرمایا: اس پر ایک حضرت سے زیادہ جس طرح اس نے مجھ پر لگائی ہے نہ لگانا۔ باوجودیکہ اگر زیادہ لگاؤ کے گن گناہ نہیں ہو۔ کلیسیا اور ابن بابویہ کو شیخ طوسی و شیخ مفیز نے اور جملہ محدثین نے بطریق بسیار امام حسن و امام موسیٰ کاظم و سلیم بن قیس ہمدانی سے روایت کی ہے۔ کہ وقت وصیت جناب امیر تمام فرزندان و اہل بیت الہ اپنے مروان خسیہ کو جمع فرمایا۔ اور امام حسن کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ اور نص امامت امام حسن پر کیا۔ اور کہا ہائے الہی و مصحف پیغمبرین و علوم گذشتگان و سلاح ہندہ رسول خدا و جن آثار آنحضرت نہ آنا۔ و معجزات جمیع پیغمبرین امام حسن کو تعلیم کئے۔ اور فرمایا: اے فرزند گرامی جناب رسول خدا نے مجھے وصیت کی ہے۔ کہ میں تمہیں اپنا وصی کروں۔ اور کتب و اسلحہ جو میرے پاس ہیں تمہارے سپرد کروں۔ جس طرح جناب رسول خدا نے مجھے اپنا وصی کیا۔ اور کتب و اسلحہ مجھے اپنا سپرد کیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ تمہیں حکم دوں کہ تمہارا وقت وفات قریب ہو۔ امام حسین کہ اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ پھر امام حسین کی طرف توجہ ہونے۔ اور فرمایا تمہیں رسول خدا نے حکم کیا ہے کہ جب تمہارا وقت شہادت آئے۔ اپنے فرزند علی ابن حسین کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ پھر علی بن حسین سے فرمایا کہ رسول خدا نے تم کو حکم کیا ہے جب تمہارا وقت وفات قریب ہو۔ اپنے فرزند محمد بن علی کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ اور حب محمد بن علی پیدا ہوں۔ ان کو رسول خدا اور میری طرف سے سلام کہنا۔ بعد اس کے امام حسن سے فرمایا: اے فرزند گرامی تم خلیفہ و امام میرے بعد ہو۔ اور میرے قاتل کے قدموں میں تم کو اختیار ہے اگر چاہنا اسے حضور کرنا۔ اور اگر چاہنا ایک ضرب میں اسے مار ڈالنا۔ اب میری وصیت لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم طیر وصیت نامہ علی ابن ابی طالب کا ہے کہ و امانیت حق تعالیٰ پر گواہی دیتا ہے اور یہ کہ اس کا شریک کوئی نہیں۔ اور گواہی دیتا ہے کہ محمد بندہ اور رسول خدا ہیں کہ ان کو دوسلے ہدایت اورین حق کے بھیجا کہ اس کے دین کو سب دنیوں پر غالب کرے۔ ہر چند مشرکین نہ چاہیں۔ پس جانو کہ میری نعتہ حج اور عبادت اور زندگی اور موت سب پروردگار عالم کی جانب ہے۔ اور کسی کو میں اس کا شریک نہیں کرتا۔ اور اس پر مامور ہونا ہوں۔ اور از جملہ مسلمانان ہوں۔ میں تم کو اے حسن اور محمد ابن قیس اور اپنے فرزندوں کو وصیت کرتا ہوں۔ جسے نامہ پہنچے۔ بتوئی اور پرہیزگاری خداوند عالمیان زندگی بسر کرے۔ اور نہ مرے مگر بدین اسلام ہو۔ اور رسیان خدا سے کہ کتاب اور اہل بیت رسول خدا میں متک



رہنا اور سب طریقہ حق پر چڑھتی رہنا اور پراگندہ نہ ہونا۔ بدستیکہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے فرماتے تھے: اصنع  
 بہترو مسلان موم نماز و روزہ سے ہے اور تحقیق درمیان و موم فساد کرنا دین کی زائل و ہلاک کننا و مخلق ہے۔ لا  
 حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اپنے بیگانوں پر نظر رکھو۔ اور ان سے احسان کرو۔ کہ  
 حق تعالیٰ قیامت میں تم پر احسان کرے۔ اور تمہارے حق میں خدا کو یاد کرو۔ کہ یہ تمہارے سامنے ہو کر  
 پیاس سے بیتاب و صناع نہ ہوں۔ کیونکہ میں نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے۔ جو شخص یتیم کو اپنے عیال  
 میں داخل کرے۔ یہاں تک مستغنی ہو جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ بہشت کو اس کے اوپر واجب کرتا ہے۔ جس  
 طرح بہ ستم مال یتیم کھانے والے پر جہنم کو واجب کرتا ہے۔ اور وہ باب قرآن خدا کو اس طرح یاد کرو کہ کوئی  
 تم پر عمل کرنے میں اس پر سبقت نہ کر سکے۔ اور خدا کو یہ حق ہسائیکان یاد کرو۔ تحقیق جناب رسول خداؐ نے  
 وہ باب حق ہسائیکان مجھے وصیت کی ہے کہ میں نے گمان کیا۔ کوئی میراث ان کے لئے مفقود فرمائیں گے  
 اور خدا کو وہ باب خدا کعبہ یاد کرو۔ کہ ہرگز جب تک تم ہو وہ تم سے خالی نہ رہے۔ اس لئے کہ اگر حج خانہ کعبہ  
 کو ترک کرو گے۔ جہلمت نہ پاؤ گے۔ اور بہت جلد عذاب خدا تم پر نازل ہو گا۔ اور کم سے کم جو تو اب حایجان  
 بیت الاحرام کو ملتا ہے یہ ہے کہ خدا گناہان گذشتہ بخش دیتا ہے اور خدا کو وہ باب نماز یاد کرو۔ کہ وہ  
 بہت موع اعمال اور ستون دین ہے۔ اور خدا کو وہ باب زکوٰۃ یاد کرو کہ زکوٰۃ دینا غضب پروردگار کی ساکن  
 کرتا ہے۔ اور خدا کو وہ باب روزے ماہ مبارک رمضان یاد کرو۔ وہ تمہارے لئے آتش جہنم سے سپر  
 ہے۔ اور خدا کو وہ باب فقر و مساکین یاد کرو۔ اور ان کو اپنے ہمارے اپنی معاش میں شریک کرو۔ اور خدا  
 کو وہ باب ہمدانی سبیل اللہ اپنے اموال اور جانوں اور تباہوں سے یاد کرو۔ اور جانو کہ راہ خدا میں ہمدانی  
 نہیں کر سکتا مگر وہ امام کہ پیٹھ اسے راہ ہدایت ہو۔ یا وہ جو اس کی اطاعت کرنے والا ہو۔ اور اس کی ہدایت  
 سے ہدایت پائی ہو۔ اور خدا کو اپنے غیر کی خدمت میں یاد کرو کہ تم پر اور تمہارے سامنے ان پر تم دکریں۔  
 حالانکہ تم ان پر فتح ظلم میں قادر ہو۔ اور خدا سے وہ باب اصحاب اپنے غیر خدا ڈرو۔ اور ان کی رعایت کرو۔ کہ

لہ اصحاب سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید۔ رسالت اور ولایت اہل بیتؑ کا اقرار دست حق پرست جناب سہل  
 خدا پر کیا ہو۔ اور اسی اقرار ہمدانی کی موت واقع ہوئی ہو۔ اگر کوئی توحید و رسالت کا اقرار کرے۔ مگر ولایت اہل بیت  
 کا اقرار نہ کرے۔ وہ صحابی رسول نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا ایمان نامکمل ہے۔ صحابہ میں سے خود مقدمہ تفسیر و اقرار  
 پر حضرت علیؑ امیر المؤمنین سے یہ حدیث نقل ہے: عن علیؑ قیل یا رسول اللہ! اکل من قال لا الہ الا اللہ صومن؟ قال عدل او متنا لتحق بالیہود والنصارى انکم لاتدخلون الجنة

انہوں نے کوئی بدعت دین خدا میں نہیں کی۔ اور صاحب بدعت کے راہ نہیں دی۔ بدرستیکہ رسول خدا نے اپنے اصحاب کے حق میں تم کو وصیت کی۔ اور اس پر امانت کی۔ جو اصحاب اور غیر اصحاب میں سے بدعت جاری کرے۔ یا بدعت کرنے والے کو پناہ دے اور یا اس کی نصرت و مددگاری کرے۔ اور خدا کو درہابہ زلفان و کینیزان ڈرتے رہو۔ کیونکہ آخر میں رسول خدا نے جس چیز کے متعلق کلام کیا ہے۔ وہ یہ تھا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ ضعیف عورتوں اور عکروں اور کینیزوں کے حق میں۔ پس عین مرتبہ فرمایا کہ نماز کی رعایت کرو۔ اور راہ خدا میں ملامت کرنے والوں سے نہ ڈرو۔ خدا ہر شخص کے شر سے اور اس سے جو تمہیں اذیت پہنچائے اور تم پر ستم کرے کفایت فرمائے۔ اور لوگوں سے سخن نیک کہو۔ جس طرح حق تعالیٰ نے قرآن میں حکم کیا ہے۔ اور اس کی ادنیٰ بھی وہی ترک نہ کرو۔ اگر ترک کرو گے تو حق تعالیٰ تمہارے بڑوں کو تم پر مسلط کرے گا۔ اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔ اور تمہیں اسے فروزند و مایوسی کنیگا۔ اور بخشش با یکدیگر مہربانی کنیگا۔ اور دوری کرنے اور بدی کرنے اور ایک دوسرے سے پرانہ ہونے سے ہمت پر ہیز کرو۔ ایک دوسرے کی نیکی اور تقویٰ کرنے پر رعایت کرو۔ ایک دوسرے کے گناہ اور ظلم پر اعانت نہ کرو۔ اور عذاب الہی سے گورو۔ کہ عذاب حق تعالیٰ شدید ہے۔ اسے اہل بیت خدا تمہاری حفاظت کرے۔ اور تمہارے درمیان تمہارے پوجنیر کی حرمت کو حفظ کرے۔ پس تمہیں خدا کو سونپتا۔ اور سلام و دعائے کرتا ہوں۔ سلام و رحمت و بרכת الہی تم پر ہو۔ پس ہر وقت لا الہ الا اللہ کہتے تھے۔ یہاں تک کہ تیسویں شب ماہ مبارک رمضان شب چہر سال حلیم ہجرت کو ہجرت الہی ملحق ہوئے۔

حق تعالیٰ نے جو نبیوں کو کذاب من زعم انہ یحییٰ ویبطلن ہذا۔ یعنی علیا علیہ السلام، حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے کہا گیا۔ یا رسول اللہ جلا اللہ الا اللہ کہے وہ مومن ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہماری عداوت یہود و نصاریٰ کے ساتھ ملحق کر دیتی ہے۔ لہذا تم لوگ تحقیق ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو گے۔ جب تک جو سے محبت نہ کرو۔ اور جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے علی کا دشمن ہے۔ وہ مومن نہیں کذاب ہے۔ لہذا اس اقرار کے علاوہ بھی توحید و لاہیت اہل بیت یا رسالت اور توحید کا اقرار کیا۔ اور اسی پر اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ اصحاب محمد نہیں کہے جاسکتے۔ بلکہ وہی لوگ اصطلاح قرآن اور صحابہ میں اور اسلام میں کہے جاتے ہیں۔ عیسا کہ ابوسعید خدری نے فرمایا ہے۔ عن ابی سعید خدری قال کنا نعروف المنافقین منن معاشرا لاضرار معضہ علیا۔ ہم گروہ انصار منافقین کی پہچان علی کی دشمنی سے رکھتے تھے یعنی جو دشمن علی وہ منافق ہے۔ لہذا ان لوگوں کی تعظیم اسلام میں اور مسلمانوں کے لئے حرام ہے۔ ان کے علاوہ لوگوں کی تعظیم و احترام پر کفر کے لئے واجب ہے۔ وہ خواہ حبشی یا مال ہی ہو۔ فارس کا۔ ہنہ والا مسلمان یا صحابہ کی خاک چھانسنے والا ابو ذر ہی کیوں نہ ہو۔ اصحاب محمد کو برا بھلا کہنے والا کافر اور واجب قتل ہے۔ (کوثر بھریلی عقی عنہ)

اور اکیسویں شب کہ منوت سراقس پر لگی تھی۔ مولف فرماتے ہیں۔ یہ تاریخ خلاف مشہور علمائے شیعہ ہے۔ اور موافق بعض اقوال اہل سنت سے ہے۔ اور مخالفین کے تاریخ شہادت آنحضرت میں اقوال دیگر بھی ہیں کہ ان کے بیان کی ضرورت نہیں۔ شیخ مفید و شیخ طوسی نے امام حسن سے وصیت آنحضرت کی اس طرح روایت کی ہے۔ فرمایا: جب میرے پیر بزرگوار کا زمانہ وفات قریب ہوا ہے۔ اس طرح وصیت فرمائی کہ علی ابن طالب برادر محمد رسول اور پسر عم و صاحب آنحضرت وصیت کرتا ہے۔ پہلی وصیت یہ ہے۔ یہ کلمہ لا الہ الا اللہ شہادت دیتا ہوں۔ اور یہ محمد رسول خدا برگر بڑے پردہ و دو گار عالمیان ہیں۔ اور انہیں اپنے علم سے برگزیدہ کہا ہے اور اپنی ذاتانی سے پسندیدہ کیا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا ان کو زندہ کرے گا۔ جیہ قیروں میں ہیں۔ اور ان سے ان کے اعمال کا سوال کرے گا۔ اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے۔ خدا اس سے خوب واقف ہے۔ اے حسن میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اور تم میرے چھبھی میرے لئے ہو۔ میں تم کو اس طرح وصیت کرتا ہوں جس طرح مجھے رسول خدا نے وصیت کی ہے۔ اے فرزند حبیب میں دنیا سے مفارقت کروں۔ اور میرے اصحاب تم سے موافق ہو رہیں۔ اس وقت غار نشین رہنا یاد کرنا چاہو پیر و نانا اور دنیا کو مقصود نہ ہو کہ نہ قرار دینا۔ اے فرزند میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز و وقت نصیحت بجالانا، اور ذکر و وقت پر مستحقین کو پہنچانا، اور جو تم پر شبہ ہو اس کے اڑا میں خاموش رہنا اور کاموں میں مہمانہ روی اختیار کرنا اور محال نہ ہونے و غیب میں عدالت کرنا اپنے ہمسایہ کے لوگوں سے شرعی کرنا مہمان کو گرامی رکھنا، اور باب ہلا مشقت پر رحم کرنا۔ اپنے بیگانوں پر پلٹاؤں کرنا مسکینوں کو دوست رکھنا اور ان سے ہم نشین رہنا، خدا اور خلق سے عاجزی کرنا کہ یہ بہترین عبادت ہے۔ اپنی آرزوں کو گناہ کرنا، اور ہمیشہ یاد مرگ میں رہنا، دنیا کو ترک اور خواہش دنیا کو دل سے باہر کرنا، اس لئے کہ تم موت کے گرویدہ اور نشانہ تیرا سے بلا اور گر گرائے ہوئے بیمار یوں کے ہوو۔ اسے فرزند میں

لے اور گناہوں سے یہاں امت کا سلوک ہمراہ اہل بیت مراد ہے جیسا کہ رسول پاک کے متعلق پروردگار عالم نے فرمایا ہے۔ لیخضر لای اللہ ما تقدہ من ذنبک وما اتلخر زیر آیت تفسیر روح البیان ذنبای معاف پوشیدہ ہے۔ یعنی امت کے گناہ۔ نیز تفسیر زیر آیت ولما اتلخر اذ ظلموا۔ کبھی گناہ کی نسبت گنہگار کی طرف ہوتی ہے کبھی گناہ کی نسبت معاف کرنے والے کی طرف جس طرح مقدمہ کی نسبت کبھی مجرم کی طرف کبھی مظلوم مدعی غیر کی طرف یہاں نسبت یہی ہے۔ یعنی مقدمہ ظلم و جور رگناہوں پر رد نہ ہے۔ اور وہی منشاء مولائے کائنات جناب امیر مومنین حضرت امام حسن سے ہے۔

دیکھو تکریم پطوسی عقی مونا

تم کو وصیت کرتا ہوں کہ خداوند جبار سے پہاں و آشکار مخالفت رہنا۔ اور گفتار و کردار میں سبقت کرنے سے قبل اس کے انجام پر غور و تامل کر لو۔ منع کرتا ہوں اور اگر تم کو امور آخرت سے کوئی کام پیش آئے اس سے ابتدا کرو اور تاخیر نہ کرو اور جب امور دنیا سے کوئی کام پیش آئے۔ اس میں تامل و تساہل کرو۔ اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو جائے۔ آیا اس کام میں تہلہ سی رشد و صلاح ہے اور ان مقامات سے جو محل تہمت اور اس مجلس سے جس پر گمان بد کرتے ہیں۔ ضرور حذر کرنا کیونکہ ہمیشہ بلا پہنچنے ہمیشہ کو فریب دیتا ہے۔ اسے فرزند ہمیشہ خدا کے لئے کارکن رہنا۔ اور غش و پردہ کوئی سے اپنے نفس کو نہ تہذیب و تزیین کرنے والا اور نیکیوں سے محکم کرنے والا۔ اور برائیوں سے منع کرنے والا۔ برادر و اولاد سے واسطہ خدا کے برادری کرنے والا۔ صلحا کو ان کی صلاحیت کے سبب سے دوست رکھنا۔ فاسقوں سے شفقت و مدارا نہ کرنا۔ کہ تمہارے دین میں مشرک نہ پہنچائیں۔ لیکن دل میں دشمن رکھنا۔ اور ان کے اعمال سے کنارہ کرنا۔ اس لئے کہ مبارک اشیا ان کے ذریعہ حاکمہ اور شاہراہ پر بیٹھ کر لڑائی تو جگہ ادا کرنا ہے عقل و علم سے نزاع نہ کرنا۔ اسے فرزند اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرنا۔ اور اسراف نہ کرنا اور اپنی عبادت میں بھی میاں دروی رکھنا۔ اور تمہیں عبادت نصیب ہو۔ وہ جس عبادت پر مدار مت کرو۔ اور طاقت بھی اسکی رکھتے ہو۔ خاموشی اختیار کرو کہ بلا ہائے زبان سے سلامتی حاصل ہو۔ اپنے لئے آخرت میں اعمال صالحہ کی وجہ سے عفت حاصل ہو۔ خیرات میں سہی کرو۔ کہ عقلمند ہو۔ اور ہر حال میں مشغول نہ کر خداوند ذوالجلال رہو۔ اپنے بیگانوں میں سے چھوٹوں پر رحم کرو۔ اور بزرگوں و بڑھوں کی تعظیم کرو۔ اور کوئی کھانا نہ کھاؤ۔ جب تک کہ اس میں سے کچھ صدقہ نہ کرو۔ اور تم کو توفیق نہ دے کہ وہ دیکھے کی ہو۔ کہ وہ دیکھو بدن بنے اور اپنے اہل کے لئے سپر اہل جمعہ سے ہئے۔ اپنے نفس سے ہمیشہ مجاہدہ کرو۔ اور ہمیشہ سے ہمیشہ بڑے حذر ہو اور مشرد دشمن سے اجتناب کرو۔ اور تم کو تفریق ان مجالس کی ہو جس میں یا خدا ہوتی ہو۔ و عاوار گاہ خدا میں بہت دیا کرو۔ اسے فرزند یہ میری وصیتیں ہیں۔ اور تمہاری نصیحت و غیر خواہی میں میں نے تقصیر نہیں کی۔ اب میرا وقت حلالی تم سے ہئے۔ تم کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اپنے برادر محمد سے نیک سلوک کرنا۔ وہ تمہارا رفیق اور تمہارے باپ کا فرزند ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ لیکن بھائی تمہارا حسینؑ وہ تمہارا حقیقی بھائی ایک ماں باپ سے ہے۔ اور تم کو اس کے مقدمہ میں وصیت کرنے کی احتیاج نہیں اور خدا میرا خلیفہ تم پر ہے اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے احوال کو اصلاح اور شرط غیاں و ظالمان تم سے بد کرے جو کہ کام خدا تمہارے لئے نفع نازل ہو اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر بید خداوند علیٰ اعظم۔

قصہ شہادت جناب امیر شیخ مفید اور منجد محمد عمیشین فریقین نے روایت کی ہے کہ جناب

امیر نے قریب ایام شہادت فرمایا۔ میں نے جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا اور کچھ ظلم و ستم مجھ سے  
امت سے ہو چکے۔ ان کی شکایت آنحضرت سے بیان کہہ کر میں رونے لگا۔ حضرت نے کہا۔ اسے  
علیؑ نہ رو اورادھر نظر کر۔ جب ادھر میں نے دیکھا۔ وہ آہمیوں کو دیکھا۔ کہ انہیں زنجیروں میں جکڑا تھا۔  
اور ان کے سواں کو پتھروں سے پکھلتے تھے۔ اس کے دوسرے روز جناب امیرؑ کے سر پر حضرت لگی۔ اور  
(معلوم ہو کہ وہ دو آدمی اول۔ دوم تھے۔ اس لئے کہ اہل بیتؑ ظلم و ستم کی ابتداء ان ہی سے ہوئی۔ اول  
بسنہ و دیگر ام مومنیؑ خادمہ جناب امیرؑ سے روایت کی بنیہ کہ امام موسیٰؑ نے کہا۔ ایک روز میں نے جناب  
امیرؑ سے سنا کہ اپنی دختر ام کلثوم سے فرماتے تھے۔ اسے دختر مہوڑ سے ہی دونوں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔  
جب کلثوم نے یہ سنا۔ فریاد کی۔ اسے پد بندہ گوارا یہ کیا خبر وحشت اثر آپ مجھے دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔  
آج رات میں نے خواب میں حضرت رسول خدا کو دیکھا ہے۔ کہ اپنے دست مبارک سے غبار میرے منہ  
سے جھاڑتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ یا علیؑ تم پر کوئی خوف نہیں۔ جو کچھ تم پر لازم تھا۔ وہ تم نجا لائے۔ اس  
خواب کے تیسرے روز آنحضرت کے سر مبارک پر حضرت لگی۔ جب جناب امیرؑ کو گھر میں لائے۔ ام کلثوم  
نے فریاد کی حضرت نے کہا۔ اسے دختر گریہ کر۔ اس وقت میں حضرت رسول کو دیکھ رہا تھا۔ کہ  
آنحضرت بدست مبارک میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ اسے علیؑ جلد میرے پاس آؤ۔ جو کچھ میرے  
پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ سیدہ زینبؑ رحمۃ اللہ علیہا نے روایت کی ہے کہ شب حضرت جناب  
امیرؑ نے فرمایا میں اس وقت بیٹھا تھا۔ کہ نیند آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت رسول تشریف لائے۔ اور  
میں نے اس امت کی شکایت آنحضرت سے کی۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ ان ظالموں پر نفرن کرو میں نے  
کہہ خدا ان کے عوفن اچھے ترین و صاحب جھے عطا کرے۔ اور میرے عوفن ان کو مصاحمان بد عنایت کرے  
ان بابیہ نے بسند معتبر حبیب بن عمرو سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت کی خدمت میں اس مرض میں  
جس میں حضرت نے انتقال کیا۔ حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت نے جراحہ کر کے لایا میں نے کہا یا حضرت  
یہ جراحہ تو ایسا کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اور اس زخم سے چھڑاں خوف بھی نہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا اے حبیبؑ  
خدا سوگند میں اس ساعت تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ حبیب نے کہا۔ جب میں نے یہ سنا رونے لگا۔ اور ام کلثوم  
قریب بیٹھی تھیں۔ وہ بھی رونے لگیں۔ حضرت نے کہا۔ اسے دختر ام کلثوم کیوں روئی ہو۔ کلثوم نے کہا۔ اے پد  
بندہ گوارا کیونکہ نہ دونوں آپ فرماتے ہیں۔ میں اسی ساعت تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے دختر  
گواہی گریہ کر جب سوگند تو وہ دیکھے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ بیشک نہ دوست۔ حبیب نے آپ کو چھوڑا۔ امیرؑ نے  
آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے حبیب من مائیکہ افلاک اور زمینوں کو دیکھ رہا ہوں کہ آگے

صفت بصفت کھڑے ہیں اور ملاقات من کے منتظر ہیں۔ اور اس وقت جناب رسول خداؐ ہزاروں میرے پاس بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے پاس آؤ۔ جو کچھ تمہیں اور میں نے وہ جو جو حالت سے بہتر ہے، جبیب لے کہا۔ میں ہنوز حضرت کے پاس سے اٹھ کر گیا تھا کہ بدن مقدس آنحضرتؐ بارہا انبیاء و صلحاء جمع ہوئی۔ شیخ مفیدؒ وہاں شہداء و غیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب امیر شہب فرسیت نماز شہب کے لئے مسجد میں آنحضرتؐ سے اور سات امیر میلہ اور مشغول عبادت حق تعالیٰ میں رہے۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پسر بزرگوار! اس قدر بیکار اور بے پروا کی سبب کیا ہے، حضرت نے فرمایا۔ اس رات کی صبح کو میں شہید ہونگا۔ ناگاہ مومن نے مدائشہ اذان دی۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پسر بزرگوار! آج کسی اور کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ جناب امیر نے فرمایا۔ قضا کے الہی سے چاہ نہیں۔ اور منقول ہے۔ اس شب جناب امیر تمام رات باہر جاتے اور اطراف اسی کی طرف نظر فرماتے۔ اور فرماتے تھے۔ میں نے ہرگز دوزخ نہیں کہا۔ اور جناب رسول خداؐ سے بھی خبر دوزخ نہیں سنی۔ یہ وہ رات ہے جس کا وعدہ شہادت مجھے دیا ہے۔ جب آذان اذان سنی کہ پانچ بجی اور ایک شعر پڑھا۔ جس کا مضمون یہ ہے اور جس کو سید ظہیر الحسن کو کٹر بھڑیلوی نے یوں نظم کیا ہے۔

اپنی کر کو باندھ لے مضبوط خاطر موت کی آہنگی تیرے پاس وہ اس سے ختم فرج نہ کر

جب محسن خانہ میں نشرین لائے۔ اس گھر میں چند مرغابلیاں تھیں ان مرغابیوں نے حضرت کا راسخہ روک لیا اور چینی چلاتی تھیں۔ جب چاہا۔ ان مرغابیوں کو ہٹکائیں۔ جناب امیر نے ارشاد کیا۔ ان کو نہ ہٹکاؤ۔ کہ یہ مجھ پر فریاد کرنے والی ہیں۔ اور بعد ان کے نوحہ کرنے والے مجھ پر نوحہ کریں گے۔ کلین نے بسند مختصر بیان قساعت جناب امیرؑ روایت کی ہے۔ کہ حسن بن نجم نے جناب امام رضا سے سوال کیا کہ یا حضرت جبکہ جناب امیر اپنے قاتل کو پہچانتے اور شب شہادت اور اس جگہ کہ جہاں شہید ہوں گے جانتے تھے۔ اور جب مرغابلیاں حضرت کو دیکھ کر چینی تپ حضرت نے فرمایا یہ نوحہ کرنے والی ہیں کہ ان کے بعد نوحہ کرنے والے ہونگے۔ اور ام کلثوم نے عرض کی۔ آج گھر میں نماز پڑھیے اور کسی کو حکم دیجئے۔ وہ نماز پڑھائے۔ اور حضرت نے قبول نہ کیا۔ اور اس شب بغیر ہتھیار گھر سے باہر نشرین لائے۔ حالانکہ جانتے تھے۔ کہ ابن نجم حضرت کو اس رات شہید کرے گا۔ اس کا سبب کیا ہے۔ جناب امام رضا نے ارشاد فرمایا۔ کہ وفات جناب امیرؑ اس شب مفقود ہوئی تھی۔ اور تقدیر خدا البتہ جاری ہوتی ہے۔ مولت فرماتے ہیں کہ یہ اصحاب اور فضلاء قدیم سے ہیں۔ اور گفتگو ان میں باعث لغزش ہے۔ اور تکلیف انبیاء و اصحاب مثل تکلیف دیگر ان نہیں۔ اور محفل جاننا چاہیے۔ کہ جو فعل ان حضرات کل ہے وہ موافق شریعت دین صلح و حکمت ہے۔ پس بھام تسلیم و انقیاد بہا لازم ہے۔ اور بعض کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ ام کلثوم نے

کہا۔ اونیسویں شب ماہ مبارک رمضان کو اپنے پدے بڑھانے اور کھانے میں نے ایک طباق پیش کیا جس میں دو جوگی روٹیاں تھیں۔ اور ایک ۔۔۔ لائی۔ اور نمک پسا لیا بھی حاضر کیا۔ جو بپہرہ گوار نماز سے فارغ ہوئے۔ اور اس طعام کو ملاحظہ فرمایا۔ رونے لگے۔ اور فرمایا اے دختر کیا تو نہیں مانتی۔ جو وہ چیزیں ایک طباق میں لائی ہے کہ میں متابعت اپنے بڑے اور ابن عم یعنی رسول خدا کی کرتا ہوں۔ اور جب تک انہوں نے دنیا سے رحلت فرمائی وہ کھانے میں ان کے سامنے نہیں لائے۔ اے دختر جس کا کھانا پینا لباس دنیا میں دو طرح کا ہے۔ اس کا بروز قیامت حق تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا زیادہ ہے۔ اے دختر حلال دنیا کا حساب ہے۔ اور حرام دنیا کا عقاب ہے اور مجھے میرے عیب رسول خدا نے خبر دی۔ کہ جبرئیل ان کے لئے کلید آئے دنیا لائے۔ اور کہا۔ یا محمد خدا آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور کہتا ہے اگر چاہو تو کوہ آٹے تمہارا تھا اے لئے میں طلا کروں۔ اور ماہ میں طویل دوں۔ اور یہ کلید آئے خزانہ زمین میں انہیں قبول کرو۔ اور تمہارے ثواب آخرت سے بھی کوئی چیز کم نہیں کی جائے گی حضرت نے فرمایا۔ بعد اس کے کیا ہو گا۔ جبرئیل نے کہا۔ مرگ حضرت نے فرمایا جب مرگ ہے تو مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں۔ مجھے رہنے دو کہ میں ایک روز لہو کا اور دوسرے روز سیر ہوں۔ اس لئے کہ جس روز لہو کا رہوں۔ اس روز اپنے خدا سے دعا اور سوال کروں۔ اور جس دن سیر ہوں۔ اس روز خدا کا حمد و شکر بجالاؤں۔ یہ سنی کہ جبرئیل نے کہا۔ یا محمد آپ نے ہر چیز کی توفیق پائی ہے۔ پس جناب امیر نے فرمایا۔ اے دختر دنیا خاشہ فریب و مذلت و خوارگی ہے۔ اور جو کوئی مغفیس کوئی چیز آخرت کو آگے بھیجتا ہے۔ اس تک پہنچتا ہے۔ اے دختر قسم بخدا میں کچھ نہ کہوں گا کہ جب تک ان دونوں کھانوں میں سے ایک کھانا نہ اٹھا لو۔ بیٹن کر میں نے دو دو اٹھا لیا۔ اور حضرت نے نان جو نمک سے تناول فرمائی۔ اور حمد و ثنائے الہی بجالائے۔ بعد اس کے اٹھے اور متوجہ نماز ہوئے۔ ہر وقت مشغول کوع و سجود و تضرع و ابتهال بجانب خدا ہے ذوالجلال تھے۔ اور بار بار گھر سے باہر جاتے تھے اور اطراف آسمان پر نظر فرماتے اور مضطرب ہو کر تضرع کرتے اور روتے تھے۔ سورہ تسعین کی آخر تک تلاوت کی اس کے بعد تھوڑی دیر ہو کر خوفناک و ترسان بیدار ہو کے چارہ مبارک پین کر کھڑے ہوئے۔ اور کہا خداوند اپنی ملاقات سے مجھے برکت دے۔ اور کہے۔ لاسمول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بکثرت فرمایا۔ بعد اس کے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ رات زیادہ گندی مشغول تعقیبات تھے کہ عیند آ گئی۔ اور ترسان و ہراسان خواب سے بیدار ہوئے۔ اپنی زبان و فرزندان کو طلب فرمایا۔ اور کہا میں اس ہیند میں تم سے مفارقت کروں گا۔ اس شب میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے اور وہ یہی





فوج کرنے والے ہو گئے۔ اور کل صبح کو قصداً حق تعالیٰ کا ظاہر ہو گیا۔ ام کلثوم نے کہا۔ اسے پدید بندہ گو اور آج تو آپ  
 نبوی خال زبان سے نکال رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہم اہل بیت سے کسی نے زبان سے نبوی خال  
 نہیں نکالی اور خال بدان میں اثر بھی نہیں کرتی۔ لیکن یہ ایک سخن حق تھا جو میری زبان پر جاری  
 ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ اسے دختر اپنے حق کی تمہیں قسم دیتا ہوں۔ کہ ان مرغابیوں کو چھوڑ دیتا کہ یہ چند حیران  
 بے زبان ہیں۔ جن کو تم نے قید کیا ہے۔ جسب یہ بھوکے پیاسے ہوں۔ ان کو آب و دانہ دیتا یا چھوڑ دیتا۔  
 کہ زمین پر چل پھر کر اپنا پیٹ بھر لیں۔ اور جب دروازہ پر پہنچے۔ اور چلا۔ دروازہ کھولیں۔ بخیر  
 دروازہ کی کمر بند میں لپٹ گئی۔ اور کمر بند کھل کر گر گیا۔ اس وقت زمین سے اٹھا کر دو بارہ باہر جا  
 اور چند شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ اشار میں ناچیز سب سے ظہور الحسن کو ترجمہ بھری لوی نے یوں کیا ہے۔

مگر کو باندھ لے مضبوط موت کی خاطر کہ جلد ملنا ہے اس سے تو حال مخیر نہ کر  
 سمجھ کے سامنے نہانے کو کر عزور نہ تو ہنسایا جتنا ہے تجھ کو رو لائے گا بڑھ کر

بعد اس کے فرمایا۔ خداوند امیر سے لئے مرگ کو مبارک کر۔ اور اپنی ملاقات کو میرے لئے مبارک فرما۔  
 ام کلثوم نے کہا۔ جب یہ اخبار عننت آتا رہا اپنے پدید بندہ گو اور سے میں نے سنے کہا۔ و انوشاہ و اتباہ اس  
 تمام شب غیر مرگ آپ نے ہم سے بیان فرمائی۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے دختر یہ سب نشانیاں مرگ  
 کی ہیں۔ کہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوں گی۔ یہ فرما کر دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے۔ ام کلثوم نے  
 کہا۔ جو کچھ میں نے پدید بندہ گو اور سے سنا تھا۔ اپنے برادر امام حسن سے بیان کیا۔ امام حسن اٹھے اور اپنے پر  
 بندہ گو اور کے عقب میں چلے قبل اس کے کہ جناب امیر مسجد میں پہنچیں۔ امام حسن اپنے پر بندہ گو اور تک  
 پہنچ گئے۔ اور کہا۔ اسے پر اس وقت رات کو کیوں گھر سے باہر تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے  
 نورو یدلمن۔ میں نے ایک خواب ہونا دکھا ہے۔ امام حسن نے عرض کی۔ اسے پدید بندہ گو اور وہ خواب  
 مجھ سے بیان کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ جبرئیل کوہ البقیس پر آئے اور  
 دو پتھر اس پہاڑ سے اٹھا کر جانب کعبہ گئے اور صفت کعبہ پر کھڑے ہو کر پتھروں کو ایک دوسرے پر مارا۔  
 کہ پتھر ویزہ ہو گئے۔ اس کے بعد ایک ہوا چلی اور اس ہوا نے ان سنگریزوں کو پراگندہ کر دیا۔ اور کوئی  
 گھر کہ مدینہ میں نہ رہا مگر یہ ان سنگریزوں میں سے ایک ٹکڑا ہر گھر میں پہنچا۔ امام حسن نے کہا۔ اسے  
 پدید بندہ گو اور اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ خواب اس پر ملاقات کرتا ہے کہ تمہارا باپ شہید ہو گا  
 اور کوئی گھر کہ وہ مدینہ میں باقی نہ رہے گا۔ گویا کہ آندوہ و مصیبت اس میں داخل ہو۔ امام حسن نے کہا۔ آیا معلوم  
 ہے کہ یہ واقعہ کب ہو گا۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے نبیب رسول خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ پدید بندہ گو اور ایک ماہ

وضدان میں حضرت تیح بن لمح مرومی سے شہید ہو گا۔ امام حسن نے کہا اسے پندرہ روز گوار جبکہ آپ کو معلوم ہے آپ کا قاتل ابن لمح ہو گا پس آپ اس کو قتل کیجئے حضرت نے فرمایا۔ اسے فرزند گرامی قصاص قبل وقوع واقعہ جاؤ نہیں یہ کہہ کر ارشاد فرمایا۔ اسے فرزند تم گھر جاؤ۔ امام حسن نے کہا اسے پندرہ روز گوار میں چاہتا ہوں آپ کے ہمراہ چلا حضرت نے فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ گھر پھر جاؤ۔ یہ سن کر امام الپس تشریف لاکر ام کلثوم اپنی مشیر و پاس مخزون و غمگین بیٹھے اور اپنے پندرہ روز گوار کے اقوال پر نہ رازدار رہتے تھے۔ اس طرف جب جناب امیر مسجد میں داخل ہوئے۔ قندیل میں گجھ چکی بنیں۔ سوسہ میں تاریکی ہو چکی تھی حضرت نے چند رکعت نماز میں ادا کیں اور تھوڑی دیر مشغول تعقیبات رہے۔ پھر اٹھ کر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اور محنت مسجد پر تشریف لائے کر دو سہ تہائے مبارک کانون پر یہ رکھ کر اذان کہی۔ اور جب حضرت اذان سمیتے تھے کہ کئی گھر کو نہ میں باقی رہتا تھا مگر یہ کہ سب آواز حضرت کی سننے تھے۔ اور ابن لمح ملعون تمام رات جاگتا رہا تھا۔ اور اس اعظم میں جس کا ارادہ کیا تھا۔ متفکر تھا اور قطنہ ملعونہ اس کے پاس آئی۔ اور کہتی تھی جو کوئی یہ ارادہ کرے جو تو نے کیا ہے اس پر نیند حرام ہے۔ اٹھ اور علی کو قتل کر اور پھر اپنی مراد آکر مجھ سے حاصل کر۔ اس ملعون نے جواب دیا علی کو تو میں قتل کرتا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ میری مراد پوری نہ ہو گی۔ جب جناب امیر کی صدائے آواز سننی۔ قطنہ ملعونہ لے کہا جلد جا کہ وقت فرصت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ بیان شہادت جناب امیرؓ بروایت دیگر اس رات کو تمام شب ابن لمح ہزارہ شیبہ اور ودان مسجد میں رہا۔ اور منتظر جناب امیرؓ کے تشریف لانے کا رہا۔ جب حضرت اذان سے فارغ ہو کر بیٹھے آئے۔ اور مشغول تسبیح و تہجد لیس حق تعالیٰ تھے۔ اور درود و حمد و آل محمد بھیجتے تھے۔ پس صحن مسجد میں تشریف لائے۔ اور نماز کے لئے سواتوں کو جگایا۔ یہاں تک کہ ابن لمح ملعون تک پہنچے۔ دیکھا وہ ملعون اوندھا پڑا ہے حضرت نے فرمایا اٹھ اور اس طرف دسو کہ یہ خواب شیطان ہے۔ بلکہ وہ اپنی کروٹ ہو کہ خواب مومنین ہے اور حجت سواتوں پر منحصر ہے۔ اس کے بعد حضرت نے کہا جو قصہ روتو نے دل میں کیا ہے۔ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے۔ اور سب پہاڑ سرنگوں ہو جائیں۔ اور اگر میں جاہل بتا سکتا ہوں۔ کہ جامہ کے نیچے تیرے پاس کیا چیز ہے۔ یہ فرما کر حضرت نزدیک محراب آئے۔ اور مشغول نماز ہوئے۔ امد کو دیکھو کہ جس طرح حضرت کو عادت تھی بہت طویل دیا۔ اس وقت ابن لمح ملعون آیا۔ اور قریب اس سنون کے جہاں حضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ کھڑا ہوا۔ جب حضرت نے سرسبز اول سے اٹھایا۔ اس ملعون نے ایک ضربت سزا دینا پر لگائی۔ اور وہ ضربت اس جگہ لگی۔ جہاں عمرو بن عبدود کی ضربت پڑی تھی اور پیشانی تک سزبارک شگافتہ ہو گیا۔ اور فرمایا بسم اللہ وبالله یعنی سلت رسول اللہ اور

کہا حضرت برب الکعبہ میں فائز و در شکار کبھی پروردگار کعبہ ہوا۔ جب اہل مسجد نے صدا سے حضرت سنی سب کے سب جہان محراب دوڑے اور شکر کہ چونکہ زہرا اور کیا تھا۔ زہر سوز بدن میں سرایت کر گیا۔ جب لوگ قریب پہنچے دیکھا امیر المؤمنین محراب میں پڑے ہیں۔ اور پڑے ہیں اور خاک اٹھا کر زخم میں کھیر رہے ہیں۔ اور یہ آیت تلاوت فرماتے ہیں۔ مَخْمَا خَلَقْنَاكَ وَمِمْحَا جَنَدِكَ لِيُكْفَىٰ اِغْصَارًا حَتَّىٰ يَكُنَّ اَرْضًا مَّوَدَّعًا وَيُقَرَّرُ بَعْدًا لِيَمْلِكَ لِجِبْرِائِيلَ الْمَلَكِ اَنْ يَّسُفِكَ الْوَدْعَانَ لِيُرِيَّ الْوَعْدَ الَّذِي لَكَ بِرَبِّكَ يُرِيئُكَ لِيُجْزِيَكَ هَلْ تَعْلَمُ لِمَ كَتَبَ الْكُتُبَ عَلَيْنَا اَنْ يَّحْكُمَ بَيْنَنَا سَبْعًا مِّنْ اَنْفُسِنَا يُحْكُمُ لَنَا اِنْ كُنَّا نَحْكُمُ بَيْنَكَ وَمَا لَنَا اَنْ نَحْكُمَ بَيْنَكَ اِنْ كُنَّا نَعْلَمُ السُّبْحَانَ الَّذِي يُرِي الْاَعْيُنَ مَا يَخْتَفِي لِيُؤْتِيَ الْحَاكِمَ لِيُحْجِزَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِي قَدِ اسْتَفْتَيْتَ عَنْهُ لِيَخْفَىٰ عَنِ الْعَيْنِ الَّذِي يُنْفِثُ الرِّيحَ لِيُدْخِلَ لِيَوْمٍ مَّوَدَّعًا سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُكَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ اور وہ یا موحیٰ میں آئے۔ آسمان کا شپٹے لگے۔ مائے مسجد پر ہم بیٹھے۔ جب حضرت کو اٹھایا روئے مبارک کو سر پر باندھا۔ اور حضرت نے اپنا خون سر جاسن مبارک پر ملا۔ اور فرمایا یہ وہی ہے جس کا خدا اور رسول نے وعدہ کیا ہے پورا ہوا۔ اور خدا اور رسول نے سچ کہا۔ اس وقت خروش آسمانوں کے فرشتوں سے بلند ہوا۔ آندھی سیاہ آئی ببریل نے درمیان آسمان و زمین آواز دی۔ بخدا سوگن۔ ارکان بدلتی در ہم پر ہم ہوا۔ ستارہ علم و نبوت تاریک ہوا۔ نشان پر ہیز نگاری بر طوف ہوا۔ عوفۃ الرقیعۃ اشکت۔ ہوا پر سرم مصطفیٰ اور وحی پر گریہ مجتبیٰ اکتل ہوا۔ ستیاد صیاد علی مرتضیٰ شہید ہوا۔ امیر المؤمنین کو بد بخت ترین اشتیائے تنزل کیا۔ جب ام کاٹو مہنے یہ آواز سنی۔ اپنے منہ پر ٹانچے مارے۔ اور گریہ میں جاگ کیا۔ اور فرمایا و اتناہ و اعلیاہ و امجدہ بلند کی۔ حسنین مسجد کی طہرت دوڑے دیکھا۔ لوگ نذر و فریاد کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ و اماہ: امیر المؤمنین بخدا سوگن زہ امام مجاہد عابد شہید ہوا۔ جس نے نبوت کو سجدہ نہ کیا تھا۔ اور رسول خدا سے بہت شہید تھا۔ جب حسین داخل مسجد ہوئے فریاد و اعنیاہ و اتناہ بلند کی۔ اور کہا۔ کاش ہم مرجع تے اور یہ نہ زبرد نہ دیکھتے۔ جب قریب محراب ہوئے۔ اور اپنے پر بزد گوار کو دیکھا۔ درمیان محراب پڑے ہیں۔ اور ابو جہرہ یہ ایک جماعت چاہتے ہیں کہ حضرت کو ناز پڑانے کے لئے اٹھائیں اور حضرت نہیں اٹھ سکتے۔ جناب امیر نے امام حسین کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اور آپ بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نماز ادا فرمائی۔ اور سخون اپنے منہ پر ملتے۔ اور ہر سوت ایک جانب سے دوسری جانب جھکتے تھے۔ جب امام حسن نماز سے فارغ ہوئے۔ اپنے پر بزد گوار کا سراپنے وامن میں رکھا۔ اور کہا۔ پر بزد گوار جہاری پشت آپ کے شک تو کی ہم آپ کو اس حالت میں کس طرح دیکھ سکیں یہ سن کر حضرت نے ہم مبارک کھول کر ارشاد کیا۔ مائے فرزند گرامی بعد آج کے دن کے کوئی غم و الم تمہارے باپ پر نہیں۔ اس وقت تمہارے نانا محمد مصطفیٰ اور تمہاری نانی خدیجہ الکبریٰ اور تمہاری ماں فاطمہ الزہرا اور حوران جنت المادنی تمہارے باپ کے گنہ جمع ہیں۔ اور منتظر آنے کے ہیں۔ تم شاد رہو اور رونے سے باز رہو۔

کہ تمہارے رونے سے آسمان کے فرشتے رورہے ہیں۔ جب یہ خبر محنت انز کو فہ میں مشہور ہوئی مروان بن زینان کو فہ اپنے اپنے گھروں سے مسجد کی طرف دوڑے۔ مسجد میں پہنچ کر دیکھا کہ سر مبارک امیر المؤمنین امام حسن کے دامن میں ہے۔ اور مقام حضرت کو باوجودیکہ مضبوط بانہا جا پئے۔ خون جاری ہے۔ اور رنگ مبارک ندوی سے سفیدی۔ مائل ہو گیا ہے۔ حضرت اطراف آسمان نظر فرماتے ہیں۔ اور تسبیح و تہجد لیس الہی میں مشغول ہیں۔ رادہ کہتے ہیں۔ خداوند! میں تجھ سے رفاقت انبیاء و وصیاء و اعلیٰ درجہ جنت المادنی کا سوال کرتا ہوں۔ بعد اس کے امیر المؤمنین ایک ساعت بے ہوش رہے۔ اور امام حسن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ امیر المؤمنین کے روئے مبارک پر ٹپکیے۔ آنکھیں کھول کر ارشاد کیا۔ کیوں روتے ہو۔ اسے فرزند تمہارے باپ پر بعد آج کے دن کے کوئی تعجب و مشقت نہیں۔ اس وقت تمہارے نانا محمد مصطفیٰ اور نانی خدیجہ الکبریٰ اور ماں فاطمہ و سوران بہشت تمہارے باپ پاس آئے ہیں۔ اور میرے آنے کے منتظر ہیں۔ اور ملائکہ نے بدگاہ حق تسائی بر لعنت ابن ملجم کو آوازیں بلند کیں ہیں۔ اسے فرزند گرامی تم اپنے باپ پر جنم و فزع کرتے ہو۔ حالانکہ بعد میرے نہر سے شہید ہو گے۔ اور تمہارا بیٹا حسینؑ پر شیخ ظلم و ستم شہید ہو گا۔ اور اس حال سے اپنے پدر و مادر سے ملحق ہو گے۔ اس وقت امام حسنؑ نے کہا۔ اسے پدر بزرگوار آپ کیوں نہیں بتاتے۔ کہ کس نے یہ آپ کی صورت بنائی۔ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ فرزند میرے عبد الرحمن بن ملجم مرادی نے مجھ پر حضرت انگائی۔ اور ابھی ابھی باب کہہ سے داخل ہوا ہے۔ اور غلطیہ زہر شمشیر ابن ملجم سر اور بدن جناب امیرؑ پر طغیانی کرتا تھا۔ اور حضرت بے ہوش ہو جاتے تھے۔ لوگ روتے اور خاک مسجد کی اپنے سروں پر ڈالتے تھے۔ ناگاہ دروازہ مسجد سے آوازیں بلند ہوئیں ساوراہن ملجم دست بستہ روادہ سے اندر لائے۔ لوگ اس ملعون پر لعنت کرتے اور اس کے روئے نجس پر تھوکتے تھے اور اس کے کانوں کو اپنے دانتوں سے چباتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ اسے دشمن خدا یہ کیا تو نے کیا۔ امت محمد کو ہلاک اور بہترین اوصیاء کو شہید کیا۔ وہ ملعون چپ تھا۔ اور کچھ نہ بولتا تھا۔ حدیث نجفی طہشیر برہنہ ہاتھ میں لئے۔ اس ملعون کے آگے آگے انہو مردم کو ہٹاتے آتے تھے۔ یہاں تک کہ اس لعین کو جناب امیر المؤمنین کے قریب لائے۔ جب امام حسینؑ کی نظر اس پر پڑی۔ اور کہا۔ اسے ملعون تو بھی نے امیر مومنان کو امام مسلمانان کو شہید کیا۔ میرے پدر بزرگوار نے تجھے پناہ دی۔ اور میں پر اختیار کیا تجھے عطا و بخشش فرمائی۔ آیا اس کا عوض یہی تھا۔ جو تو نے سلوک کیا۔ اسے بد بخت ترین امت کیا۔ امیر المؤمنین تیرے لئے بڑے امام تھے۔ اس لعین نے سر نیچا کر لیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ اس وقت صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی۔ امیر المؤمنین نے اس شخص سے پوچھا۔ جو ابن ملجم کو پکڑنے کے

لایا تھا۔ پوچھا اس دشمن خدا کو کہاں پایا۔ اس نے جواب دیا۔ اسے مولا۔ آج رات میں اپنے گھر میں اپنی زوجہ کے ہمراہ سو رہا تھا۔ میری زوجہ جاگ رہی تھی جب صدمے قتل امیر المؤمنین اس نے زمین و آسمان سے سنی۔ مجھے جگا یاد اور کہا۔ تو سو رہا ہے۔ حالانکہ تیرے امام علی ابن ابی طالب شہید ہو گئے۔ میں جھاگا۔ اور اپنی زوجہ سے کہا۔ خدا تیرا مدد توڑے یہ کیا تو کہتی ہے امیر المؤمنین نے لیکر سے کیا برائی کی ہے۔ کہ انہیں قتل کریں گے۔ وہ شیر خدا ہیں۔ زوجہ نے مجھ سے کہا۔ یہ آواز آسمان سے میں نے سنی ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ اس آواز کو جمع اہل کو فز نے سنا ہو۔ میں اس جہن میں تھا۔ ناگائے صدمے نے عظیم میر سے کان میں پہنچی۔ اور کوئی کہتا ہے۔ قتل الامیر المؤمنین یہ صحن کر اپنی تلوار میں فہ نیام سے نکالی۔ اور دروازہ کھول کر بدحواس دوسرا سیمہ دوڑا۔ امانتے راہ میں نے دیکھا۔ یہ ملعون بجاگاتا ہے۔ اور دابنے ہائیں دیکھتا ہے۔ گویا راہ سے نہیں ملتی۔ میں نے کہا۔ واسے تجھ پر کیوں اس قدر گریہاں ہے تو کون ہے اور کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے اپنا نام نہ بتایا۔ بلکہ دو سر نام لیا۔ میں نے پوچھا۔ کہاں سے آتا ہے۔ کہا۔ اپنے گھر سے۔ میں نے کہا۔ اس وقت کہاں جاتا ہے۔ کہا۔ مجھ سے بیجا ہوں۔ میں نے کہا۔ نماز صبح امیر المؤمنین کے ہمراہ کیوں دڑھتی ہے۔ اس نے کہا۔ اس خوف سے کہ میرا کام ملتوی نہ ہو جائے۔ میں نے کہا۔ ایک آواز میں نے سنی ہے کہ امیر المؤمنین قتل ہو گئے۔ کیا تجھے معلوم ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے خبر نہیں۔ میں نے کہا۔ تو کیوں نہیں ٹھہرتا۔ کہ خبر صاف معلوم ہو جائے۔ اس نے کہا۔ میں اپنے ایک کام سے جا رہا ہوں۔ میرا کام اس کام سے زیادہ ضروری ہے۔ جب یہ کلام میں نے اس سے سنا۔ میں نے کہا۔ اسے ملعون کون سا ایسا کام ہے جو تجسوس و دریافت احوال امیر مومنان و امام مسلمانان سے زیادہ ضروری ہے۔ اس وقت مجھے غصہ آگیا۔ اور اپنی شمشیر سے میں نے اس پر حملہ کیا۔ ناگاہ ہوا کہ جھونکے سے اس کی تلوار کی چمک سنا کے نیچے سے ظاہر ہوئی۔ جب میں نے چمک شمشیر پر ہنر دیکھی۔ پوچھا یہ شمشیر بروہ کیسی ہے۔ جیسے اپنی عبا کے نیچے چھپایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ تو ہی قاتل امیر المؤمنین ہے۔ اس نے جا مانے نہیں مگر خدا نے اس کی زبان پر جاری کیا۔ اس نے کہا۔ ہاں میں نے اس پر شمشیر راہی۔ اس نے بھی مجھ پر تلوار راہی میں نے اس کا داہہ دہک کر اس کو زمین پر سے مارا۔ اتنے میں لوگ پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو کپڑ لیا۔ اور ہاتھ باندھ کر آپ کی خدمت میں لایا۔ یہ سن کر امام حسن نے فرمایا۔ حملہ و سب اس خدا کو بہت زیادہ ہے۔ حسن نے دہرت خدا کی یاری فرمائی۔ اور دشمن خدا کو غنڈول کیا۔ بخود ہی دیر کے بعد جناب امیر نے آنکھیں کھول کر فرمایا۔ اسے ملائکہ پروردگار میر سے سنا تھا۔ رفیق و مددگار۔ اس وقت امام حسن نے کہا۔ یہ دشمن خدا اور رسول اور آپ کا دشمن ابن ملجم مافر ہے۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کو اس پر قدرت دی ہے۔ جب جناب امیر کی نظر اپنے قاتل

پر پڑی۔ بعد ازاں ضعیف فرمایا۔ اسے بد بخت تو نے امر عظیم کیا۔ کیا میں تیرا بڑا امام تھا، کہ مجھے اس کا  
 حوصلہ دیا گیا میں تجھ پر مہربان نہ تھا۔ کیا تجھے میرے لوروں پر اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ میں نے اس کا  
 نہیں کیا، اور لوگوں سے زیادہ میں نے عطا نہیں کیا۔ کیا لوگوں نے مجھ سے نہیں کہا، کہ تجھ کو قتل کر دوں۔  
 اور میں نے تجھے کوئی آسیب و گزنہ نہیں پہنچایا۔ بلکہ تیرے ساتھ عطا و بخشش زیادہ کی۔ باوجودیکہ  
 میں جانتا تھا، تو مجھے قتل کرے گا۔ لیکن میں چاہتا تھا، عجب خدا تجھ پر تمام ہو جائے، اور خدا میرا  
 انتقام تجھ سے لے گا۔ میں نے چاہا تھا، کہ شاید اپنی لگاری سے تو پھر جاؤ۔ پس شقاوت تجھ پر  
 غالب ہوئی، اور تو نے مجھے قتل کیا۔ یہ سن کر وہ ملعون بدو نے رگڑا اور کہا، اے امیر المؤمنین کیا اس  
 شخص کو بجات دیتے ہیں۔ جو مستحق آہم کا ہو۔ بعد اس کے جناب امیر نے امام حسن سے اپنے قاتل کی  
 سفارش کی، اور ارشاد فرمایا، اسے کھانا پانی دو۔ اور اس کے پاؤں میں زنجیر نہ ڈالو۔ بلکہ اس کے  
 ساتھ فرق و مداد اور جب میں دنیا سے رحلت کروں، اس پر ایک ضربت سے قصاص کرنا، اور ترم  
 کو اس کے ٹکڑے ٹکڑے، اور مشدہ نہ کرنا، یعنی ہاتھوں، پاؤں، کان، ناک اور دیگر اعضا اس کے نہ کاٹنا،  
 میں نے پیغمبر خدا تو کہنے سنا ہے، کہ مشدہ ہرگز نہ ہو، نہ کرو، اگر چہ سگ و دھو ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر میں اچھا  
 ہو گیا، تو مجھے اختیار ہے کہ اسے حضور کروں۔ اس لئے کہ ہم اہل بیت کرم و حضور و رحمت ہیں، محمد بن حنفیہ  
 نے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے مجھے فرمایا کہ اٹھا کر گھر لے چلو۔ پس امیر المؤمنین کو بہت کہتے  
 آہستہ ہم نے اٹھایا، اور گھر میں لے گئے۔ لوگ گرد و پیش روئے جاتے تھے۔ اور نزدیک تھا کہ اپنے  
 کو ہلاک کر ڈالیں۔ اس وقت امام حسن نے من گریہ و زاری و نالہ و بقراری میں اپنے پدر بزرگوار سے  
 کہا، اے پدر بعد آپ کے ہمارا کون ہو گا۔ اور آپ کی مصیبت ہم پر کج جناب رسول خدا کی  
 مصیبت کی طرح، گویا ہم نے روزا آپ کی مصیبت کے لئے میکھا تھا، یہ سن کر جناب امیر نے  
 امام حسن کو اپنے پاس بلایا، اور حیب نظر مبارک اپنے فرزند پر پڑی، دیکھا اس امام مظلوم کی آنکھیں  
 روئے روئے سوج گئی ہیں حضرت نے آئسو اپنے ہاتھوں سے اپنے فرزند کی آنکھوں سے لہچھے۔  
 اور اپنا ہاتھ سینہ امام حسن پر رکھ کر فرمایا، اے فرزند خدا تیرے دل کو صبر عطا کرے۔ نیری اور تیرے  
 بھائیوں کی اجرت میری مصیبت میں بہت زیادہ کرے، اور قلین و اضطراب تمہارا کم کرے، اے  
 حسن حق تعالیٰ نے تجھے اجر بقدر تیری مصیبت کے عطا کیا۔ بعد اس کے حضرت کو چھو میں لاکر قریب  
 حُرَاب لُتَا دیا۔ جناب زینب و کلثوم آکر سامنے بیٹھیں اور توجہ و زاری کیوں نہیں اور کہتی تھیں اے  
 پدر بعد آپ کے اطفال اہل بیت کی کون تربیت کیے گا۔ اور بزرگوں کی کون حفاظت کرے گا۔

اسے پدید بند گو کہ آپ کا اندھ و غم بہت زیادہ ہے۔ آنسو مار سے ہرگز نہ ہٹیں گے۔ ناگاہ صدائے گریہ و  
 ولدی حاضرین گھر سے بلند ہوئی، حضرت خود بھی رونے لگے۔ اور نظر حضرت اپنے فرزند عدل اور ابان علیت  
 کو دیکھنے لگے۔ اور حسینؑ کو قریب گوہ میں لیلہ اور پایہ کر کے بیہوش ہو جاتے تھے۔ اس لحاظ کہ زہر بدن  
 میں جاری تھا۔ جس طرح جناب رسول خداؐ سبب اس زہر کے جو ان کو دیا تھا، کبھی بیہوش ہو جاتے  
 تھے۔ اور کبھی ہوش میں آجاتے تھے۔ جب جناب امیرؑ کو بوزن آیا۔ امام حسنؑ نے دودھ کا پیالہ آنحضرتؐ کے  
 کے ہاتھ میں دیا، جناب امیرؑ نے تھوڑا تناول فرما کر حکم دیا۔ کہ یہ اس میرے امیر قائل کو جا کر پلاؤ۔ کہ وہ  
 بھی پی لے۔ اور پھر امام حسنؑ سے غار شس کی۔ اس ملعون میرے قائل کو کھانا پانی دینا۔ طبع مفید  
 نجوم رضوان اللہ علیہم سے روایت کی ہے، کہ حبیب ابن ٹیم لعیون کو قید کیا، ام کلثومؑ نے کہا۔ اے دشمن  
 خدا تو نے امیر المؤمنین کو قتل کیا۔ اس ملعون نے جواب دیا۔ میں نے امیر المؤمنین کو قتل نہیں کیا۔  
 بلکہ تمہارے باپ کو قتل کیا۔ ام کلثومؑ نے کہا میں اُمید واد ہوں کہ حضرت اس ضربت سے شفا  
 فرمائیں۔ اور خدا مجھے نیا دوا خیرت میں معذب با عذاب کرے۔ اس ملعون نے کہا۔ وہ شمشیر فرارہ دم ہم  
 کو میں نے خریدی کی ہے۔ اور ہزارہ دم ہم اور دیکر اکھ زہر میں بچھایا ہے۔ اور اسی ضربت میں لسان  
 کو لگائی۔ کہ اگر وہ میان اہل زمین کو اگر اس ضربت کو تقسیم کریں۔ بیشک وہ ضربت سب کو ہلاک کر  
 ڈالے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ جب بیسویں رات بیٹھے بیٹھے حضرت نے نماز ادا کی اور ان زہر  
 قدمہ ہائے مبارک تک پہنچا۔ (اور اس رات بہت تکلیف رہی)۔ . . . . اور اس رات  
 کی صبح ہوئی۔ اور زہر قدم آئے مبارک جناب امیرؑ تک پہنچا۔ اور ہم کو وصیت فرماتے تھے۔ اور  
 تسلی دلا رہے تھے۔ یہاں تک صبح ہوئی۔ اس وقت حکم حاضرین کو دیا۔ کہ جو حاضر تھے کھمٹھا کر آؤ کوئی  
 میری یا ست کنایا سلام کرنا۔ چاہتا ہے وہ آئے اور حضرت اور جواب سلام دے کر ارشاد کرنے تھے۔  
 یہاں الناس، مجھ سے سوال کرو۔ قبل اس کے مجھے زہاؤ۔ اور اپنے سوال اپنے امام کی مصیبت سے  
 جان کر دریافت کرو۔ یہ سن کر تمام لوگ گریہ و زاری کرنے لگے۔ جبرین عدی الٹھ کھڑے ہوئے اور چند  
 شعر مصیبت جناب امیرؑ میں پڑھے۔ جب چپ ہوئے جناب امیرؑ نے فرمایا، تمہارا حال  
 اس وقت کیا ہوگا۔ جب تم کو ملائیں اور کہیں علی سے بیاری کرو۔ جبرین عدی نے عرض کی۔ اے مولانا مجھے  
 تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کریں۔ اور آگ میں جلا دیں، آپ سے بیاری ہو کر ان کا جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہر  
 صبر کرتے تو فریق پائی۔ اے محمدؐ آتم کو اہل بیتؑ پریم کی طرف سے جزائے خیر دے۔ بعد اس کے دودھ کا  
 شربت طلب کیا، اتنا بال لیا کر کہا۔ یہ آخری شربت پینا میرا دنیا میں ہے جب اکیسویں شب ہا مبارک

رضوان کی ہوئی۔ حضرت نے اپنے فرزندوں اور اہل بیت کو جمع کر کے اور ان کو درس کیا۔ اور فرمایا۔  
 خدا میری ہمانب سے تم پر خلیفہ ہے اور وہی کافی ہے اور وہ نیک و کبیل ہے۔ یہ کہہ کر وصیت بخیرات  
 فرمائی۔ اور اس شب اثر نہ ہر دن مبارک میں بہت زیادہ ظاہر ہوا۔ ہر حد آب و طعام لاتے مگر حضرت  
 نے کچھ بھی تناول نہ فرمایا۔ لہذا شب مبارک نہ گذر کر سیدنا در سیدنا مثل سق مودارید حسین حسین سے ٹپکتا تھا۔  
 اپنے دست مبارک سے ہر پختہ اور کہتے تھے۔ میں نے رسول خدا سے سنا ہے جب وقت وفات  
 مومن ہوتا ہے۔ اس کی پیشانی پر مثل جرتی چمکدار کے عرق آتا ہے۔ اور نالہ و میخراہی اس کی موقوف ہو  
 جاتی ہے۔ سب چھوٹے بڑوں سے فرمایا۔ خدا تم پر میرا خلیفہ ہے اور میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ  
 سن کر سب رونے لگے۔ امام حسن نے کہا اے پدر بن گوارا ایسے سخن یاں آپ فرماتے ہیں کہ گویا اپنی زندگی  
 سے آپ بالوں ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے فرزند گوارا ہی ایک شب پہلے اس واقعہ کے میں نے تمہارے  
 نام رسول خدا کو سنا ہے۔ اور اس امت کے صدقات و اذکار سننے کی میں نے ان سے  
 شکایت کی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ان پر لعین کر۔ میں نے کہا۔ خداوند امیر سے عموماً ان پر ان کے  
 بڑوں کو مسلط کرے۔ اور ان سے بہتر مجھے روزی عطا کرے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے علی دعا  
 تمہاری مستجاب ہوئی۔ اور بعد تین شب کے میرے پاس آو گے۔ اور اب یمن راہیں گذر گئیں۔ اے  
 حسن میں تم کو اور تمہارے بھائی حسین کو وصیت کرتا ہوں کہ تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔ اب  
 بعد اس کے اپنے اور فرزندوں کو جو جناب فاطمہ سے نہ تھے۔ وصیت کی۔ اور فرمایا۔ حسن و حسین کی  
 مخالفت نہ کرنا۔ اور ارشاد کیا۔ خدا تم کو صبر جمیل عطا کرے۔ آج کی رات میں تم سے جاتا ہوں۔ اور اپنے  
 محبوب محمد مصطفیٰ سے ملحق ہوتا ہوں جس طرح انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اے حسن جب میں دنیا  
 سے رحلت کروں تم مجھے غسل دینا۔ اور کفن و حنوط اپنے نانا کے حنوط بچے ہوئے سے دینا۔ کہ وہ کافیہ  
 پشت ہے۔ جو کہ جو جلیل آنحضرت کے لئے لائے تھے۔ اور جب مجھے حنوت پر رکھنا۔ .....  
 ... حنوت کو آگے سے دیکھنا۔ حنوت کو عقب سے تھامے رہنا۔ اور جس طرف تمہارے آگے حنوت رواں ہو  
 تم اس کے پیچھے پیچھے جانا۔ اور جہاں میرا تخت تالیوت ٹکھڑے سے جانا وہی میرا مقام قبر ہے۔ اے  
 حسن تم مجھ پر نثار پڑھنا اور سات تکبیر کہنا۔ اور واضح ہو کہ یہ سات تکبیر میرے علاوہ اور کسی پر حلال  
 نہیں مگر اس شخص پر جو نثار آخیر میں تمہارے برابر فرزندان حسین سے ہوگا۔ کہ وہ قائم و ہمہدی اس  
 امت کا ہے۔ حق کی کمی کو وہ سیدھا کرے گا۔ اے حسن جب مجھ پر نثار پڑھنا میرے جنازے کو جہاں  
 رکھو وہاں سے اٹھانا۔ اور خاک اس جگہ کی خالی کرنا۔ وہاں قبر کھدی کھدائی اور کھدائی بنی بنی پلوگے



اور ایک لکڑی کا تختہ وہاں نقش دکھو گے۔ جو کہ میرے پد لوزح نے بنا کر وہاں رکھا ہے۔ پس مجھے اس تختہ پر دفن کرنا۔ اور سات اینٹیں وہاں پاؤ گے۔ ان کو قبر میں چن دینا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اینٹ ہٹا کر قبر میں نظر کرنا۔ مجھے وہاں نہ دیکھو گے۔ اس لئے تمہارے نانا پاس میں چلا جاؤں گا۔ واضح ہو کہ پیغمبر جو مرتا ہے۔ اگرچہ مشرق میں دفن ہوا ہو۔ اور وصی اس کا مغرب میں دفن ہوا ہو۔ البتہ حق تعالیٰ اس پیغمبر کی روح و جسد کو اس کے وصی کے روح و جسد کے ملحق کرتا ہے۔ اور بعد اس کے جُدا ہو کر ہر ایک اپنی اپنی قبر میں پھرتا ہے۔ قبر میری خاک سے بھر دینا۔ اور مقام قبر چھپا دینا۔ اور جب صبح ہوتا ہوت کو ناکہ پر باندھنا۔ اور مہار اس ناکہ کی کسی شخص کے ہاتھ میں دینا۔ کہ مدینہ لے جائے۔ اس لئے کہ لوگ نہ جانیں کہاں دفن ہوا ہوں۔ بعض کتب معتبرہ میں جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جناب ایٹرنے جناب امام حسن کو حکم فرمایا کہ چار قبریں چار جگہ ایک مسجد کو نہ میں۔ و نہ سری مقام رحب میں تیسری بخت میں اور خانہ جعدہ بن ہبیبو میں میرے لئے بناؤ۔ اس لئے کہ ملائین و خوارج بنی امیہ میری قبر کا نشان نہ جانیں۔ کہ مبادا قصد لُش کے نکلنے کا کریر بعد اس کے حضرت نے اپنے قزندوں سے کہا کہ ہر جانب سے تم پر فتنہ و فساد نازل ہوگا۔ اور اس امت کے منافق اپنے کینہ لٹے ویرینہ ظاہر کریں گے۔ اور انتقام تم سے لیں گے۔ اس وقت تم کو صبر لازم ہے کہ عاقبت صبر کی نیک ہے۔ پھر امام حسن اور امام حسین سے فرمایا۔ میرے بعد خاص طور سے تم پر فتنہ و فساد صادر ہوگا۔ لادام ہے کہ صبر کرو یہاں تک کہ خدا تمہارے سے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان حکم کرے اور وہ بہتوں حکم کرنے والوں سے ہے۔ بعد اس کے امام حسین سے فرمایا۔ اے ابوعبداللہ تم ہی اس امت کے شہید ہو۔ تمہیں چاہیے کہ تھوڑی دیر پر ہر گاری لہو اور بلا پر صبر کرو۔ یہ فرما کر تھوڑی دیر پر لہو لٹ رہے۔ جب ہوش میں آئے۔ اس وقت جناب رسول خدا و عمن حمزہ و ہر دو جن جمع میرے پاس آئے۔ اور کہا ہمارے پاس جلد آؤ۔ تم تمہارے مشتاق ہیں۔ یہ فرما کر اپنے اہل بیت پر نظر کی۔ اور فرمایا۔ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ خدا تم سب کے براہ حق مقیم پر رکھے۔ اور دشمنوں کے شر سے حفاظت کرے۔ خدا میرا خلیفہ تم رہے۔ اور خدا خلافت و نصرت کو کافی ہے۔ بعد اس کے کہا۔ اے رسولان پروردگار من تم پر سلام ہو۔ اور یہ آیت تلاوت فرمایا۔ بئس هذا قلی عمل بالعامیون ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ یعنی واسطے مثل اس ثواب و منزلت کے چاہیے کہ عمل کریں عمل کرنے والے۔ تحقیق خدا ان کے ہر لمحہ جو پر میزگاہی کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے بھلائیاں کیں۔ ناگاہ جبین مبین پر عرق آید اور دشمنوں کو خدا ہر شے اور قبلہ رو ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور دست دیا اٹے مبلک جانب قبلہ پھیلا دینا اور شہادت

یہ حدیث الہی و رسالت حضرت پناہی و سے کہہ برائے رضوان خروماں ہوئے۔ ابن قریب نے زب زب لے کر روایت زائدہ بن قدامرہ معتبر زائدہ بن قدامرہ سے روایت ہے۔ میں ایک روز خدمت امام زین العابدین میں گیا۔ امام نے فرمایا: اے دائرہ میں لے سنا ہے۔ کرم زیارت قیرام حسین کو جاتے ہو۔ زائدہ نے عرض کی: ہاں ایسا ہی ہے حضرت نے فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ حالانکہ تم کو خلیفہ سے قرب منزلت بہت ہے اور وہ لائنہ نہیں کہ کوئی ہمیں دوست رکھے۔ اور دوسروں پر ہم کو فضیلت دے اور فضائل ہمارے اور ہمارے حق کو اس امت سے بیان کرے۔ زائدہ نے کہا: بخدا سو گند میں زیارت کو نہیں جاتا۔ مگر واسطے خوشنودی خدا اور رسول کے... اور خشم و غضب کرنے والے سے مجھے پرواہ نہیں۔ جو مجھ پر خشم و غضب کرے۔ اور مجھ پر گراں نہیں۔ جو آزار اس سبب سے مجھ پر پہنچے۔ یہ سن کر حضرت نے زمین مرتہ فرمایا واللہ اسی طرح ہے۔ لہذا اس کے فرمایا تم کو بشارت ہو تحقیق میں تم کو اس خیر کی خبر دیتا ہوں۔ جو میرے پاس خبر ہائے کنوہ اور خنزومہ سے ہے۔ واضح ہو کہ صحرا شے کہ بلا میں جو کچھ مجھے صدمہ پہنچا۔ میرے باپ شہید ہوئے۔ اور ان کے ہمراہ ان کے فرزند ان و برادرانہ انصار شہید ہوئے۔ میں طرح تم نے سنا ہے ان کے حرم کو اونٹوں پر سوار کر کے جانب کو فر لے جاتے تھے۔ جب میں قتل گاہ میں پہنچا۔ اور میری شہدیا پر پڑی اور ان کو خاک و خون میں غلطان بے دفن و کفن دیکھا ابلق عظیم میرے دل کو ہلکا اور سخت اندہ و غم میرے سینے کو پہنچا۔ نزدیک تھا کہ میری جان بدن سے مفارقت کرے۔ جب میری بڑی پھو بھی جناب زینب و شتر علی مرتضیٰ نے میری وہ حالت دیکھی۔ بمقتار ہو گئیں۔ اور کہا: یہ کیا تمہارا حال ہے۔ اے بقیہ و یادگار حیدر و بد و فرزند برادر کیا تم اپنے کو ہلاک کر ڈالو گے۔ میں نے کہا: کس طرح جزع و فرح نہ کروں۔ حالانکہ اپنے باپ اور بھائیوں۔ چچاؤں اور چچاؤں کے بھائیوں اور اپنے یاروں کو عیاں و دریاں خاک و خون پڑا دیکھ رہا ہوں کہ ان کو دفن نہیں کیا ہے۔

۱۔ رضی اللہ عنہم ان اہل بیت اور صحابہ اہل بیت کو کہا جاتا تھا اہل باطل نے یہ لفظ ہمیشہ حق کی بروی کر خداؤں پر بطور طعن و تشنیع بولا ہے۔ سب سے پہلے بنی اسرائیل جبکہ حضرت موسیٰ کے ساتھ مصر سے چلے گئے قبیلوں نے یہ لفظ رضی بنی اسرائیل پر استعمال کیا آج بھی مسلمانوں کے کچھ فرقہ و لفظ شیعہ آٹھ عشریوں کے لہجہ میں حالانکہ ان کے امام شافعی خود فرماتے ہیں: لو کان صاحب ال حجاب سرفض فلیتبعہم اللقلان انی اور رضی اگر محبت آل محمد کا نام رضی ہے تو میں دونوں جہانوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں رضی ہوں اپنا اب مقلدین ارا اللہ و یلفظ بطور گالی سورج سمجھتا ہوں کہ میں اپنے امام کو جو گایاں دیاں سے توبہ استغفار کریں۔ (کہتر بھرتوی)

اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ اور ان کے قریب نہیں آتا ہے۔ گویا یہ مثل کافران ترک و طم میں حضرت زینب نے کہا۔ اے فرزند برادر جنم و فرزند نہ کرو۔ اس واقعہ کی تمہارے سے جد و پدر اور چچا کو جناب رسول خدا نے خبر دی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس امت کے ایک گروہ سے عہد و پیمانہ لیا ہے کہ اس زمانے کے فرعون ان کو نہیں پہچانتے اور وہ درمیان اہل آسمان معروف ہیں۔ وہ لوگ آئیں گے اور ان اعضا سے پایہ پارہ کو جمع کر کے ان بدنہا سے مجروح کے ہمراہ دفن کریں گے۔ اور وہاں سے باپ سیدنا شہداء کی قبر پر ایک نشان بنا دیں گے۔ کہ نہ انہ گزرے نہ پر بھی نشان اس کا محو و بظون نہ ہوگا۔ بلکہ پیوستہ اسے کفر و ضلالت اس کے محو و بظون کرنے میں بلیغ سعی و کوشش کریں گے جس قدر اس کے مٹانے پر یہ جد و جہد کریں گے۔ اس کا ظہور اور اس کی بزرگی زیادہ ہوگی۔ بعد اس کے فرمایا۔ مجھے ہم یمن نے خبر دی ہے۔ ایک روز حضرت رسول اپنی دختر کو دیکھتے آئے جناب فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار کے لیے حیرت تیار کر کے لائیں۔ اور جناب امیر ایک طبق لائے۔ اور میں ایک کاسہ دودھ اور مسک کالائی۔ پس حضرت رسولؐ اور جناب فاطمہؑ اور حسینؑ تھے وہ حریرہ تناول فرمایا۔ اور دودھ بھی پیار اور خرٹے بھی مسک کے ہمراہ کھائے۔ پھر جناب امیر ایک ابرق و طشت لائے۔ اور ہاتھ جناب رسول خدا کے دھو لائے۔ جب حضرت نے دست ہائے مبارک دھوئے۔ اور ہاتھ اپنا روئے مبارک پر پھیرا۔ اس وقت علی و فاطمہ اور حسین کی طرف نظر کی۔ اور آثار شادی و مروت فرج ہائے روئے مبارک آنحضرت سے میں نے مشاہدہ کئے۔ بعد اس کے عرصہ تک بجانب آسمان نظر کی۔ پھر قبلہ رو ہو کر دست ہائے مبارک آسمان کی طرف بلند فرمائے اور بہت دعا کی۔ پھر سجد سے اٹھے اور صدائے گریہ و زاری سچو میں بلند ہوئی۔ تا ایک آنسو زمین پر جاری ہوئے بعد اس کے سجد سے سر اٹھا کر بھٹوڑی غیر تک ہر مبارک کھ کھائے رہے۔ اور آنسو مثل باران چٹم مبارک سے جاری تھے جب اہل بیت نے یہ حال حضرت کا دیکھا۔ سب کے سر بیخود و امد ہناک ہوئے اور میں بھی ان کے عز و اندہ سے مخزون ہوئی۔ مگر حیات نہ پڑی کہ دریافت کریں۔ جب اس حالت کو بہت عرصہ گزرا۔ جناب امیر و جناب فاطمہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ خدا ہرگز آپ کی آنکھوں کو در لائے۔ آخر آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ آپ کی اس حالت سے ہمارے دل مجروح ہو گئے۔ یہ سنان کر جناب رسول خدا جناب امیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا۔ اے حبیب و پادشہ من جب میں نے تم کو اپنے پاس جمع دیکھا۔ تمہیں دیکھنے سے مجھے اس قدر سوہ ہوا کہ ہرگز ایسا سوہ نہ ہوا تھا۔ میں تمہاری جانب نظر کرتا۔ اور شکر حق بجا لاتا تھا کہ خدا نے مجھے ایسے مقبول فرزند عطا فرمائے۔ ناگاہ جبرئیل آئے۔ اور کہا۔ اے محمدؐ حق تعالیٰ اس پر مطلع ہوا۔ ہر آپ

کے نفس مبارک میں حادثہ ہوا۔ اور آپکی جو اپنے بھائی، دختر فاطمہ اور دونوں فرزند کے دیکھنے سے ہوئی۔ خدا کو معلوم ہوئی۔ لہذا آپ کے لئے نعمت کو تمام کیا۔ اور آپ کو یہ عطیہ مبارک کیا۔ ان کو اور ان کے فرزندوں اور ان کے شیعوں کو بہشت میں آپ کے ہمراہ کیا۔ ان کے اور آپ کے درمیان جدائی نہ ڈالے گا۔ اور آخرت میں جو آپ کو عطا کیا وہ ان کو عطا کرے گا۔ جو بخشش آپ کو عطا فرمائی۔ ان کو بھی عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ آپ خوش ہو جائیے۔ اور زیادہ تر آپ کی خوشنودی و خواہش سے ان کی کرامت بیزیرگی ہوگی۔ اس لئے کہ بلائیں دنیا میں بھی ان کو سخت پہنچیں گی۔ اور وہ کموبات ان جمیع منافقوں سے عاید ہونگے۔ جو اپنے کو آپ کے مذہب پر جانیں گے۔ اور آپ کی امت میں ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ وہ خدا اور آپ سے جہلاً ہیں۔ آپ کے فرزند ان بڑے لوگوں کو شمشیر آبیاری سے باز رکھیں گے۔ ستم قتل کریں گے اور ان میں سے ہر ایک کو ایک طبقہ زمین پر قتل کریں گے۔ ان کی قبریں ایک دوسرے سے دور ہونگی۔ اور خدانے اس حالت کو آپ کے لئے اور ان کے لئے پسندیدہ کیا ہے اور ان کو اس سعادت سے . . . . . مخصوص کیا ہے۔ آپ اس پر خود خدا کیجئے۔ جو آپ کے لئے اس لئے پسندیدہ کیا ہے۔ اور بقضائے الہی اور جو کچھ آپ کے لئے اختیار کیا ہے اس پر راضی ہو جیئے۔ اس کے بعد جبریل نے کہل یا محمدؐ آپ کا برادر علی ابن ابی طالب بعد آپ کے مقہور و مظلوم ہوگا۔ اور اس امت کے منافق اس پر غالب ہونگے۔ اور اس سے غصہ مخالفت کریں گے۔ اور آپ کے دشمنوں سے اسے تعب و مشقت پہنچے گی۔ اور انہوں میں بدترین خلیفہ ہیں و آخرین و نظیرے کندہ ناقہ نصاب کے اہل سے اس شہر میں جہلم حیرت کو رکھنا شہید ہوگا۔ اور شہر علی کے شیعوں اور فرزند ان شیعوں کا محل مسکن ہوگا اور اس وقوع کے بعد سے ہوا لئے اہل بیت رسالت اور انکی مصیبت عظیم ہوگی۔ اور یہ آپ کا فرزند حسین شہید ہوگا اور ایک گروہ اہل بیت اور آپ کی ذریت اور آپ کی امت کے نیک لوگ اس کے ہمراہ ہونگے اور وہ نہروقات کے گناہ سے اس زمین پر جس کا نام کر بلائے شہید ہوئے۔ اور اس کی شہادت کے سبب سے زمین کرب و بلا آپ کے دشمنوں اور آپ کے دشمنان نہایت عظیم ہوگی اس بعد جس کی خدا کی تعجبی شتم اور حسرت اس دن کی آخر نہ ہوگی۔ اور وہ جگہ بہترین قسم ہائے زمین سے ہے اور اس زمین کی برکت سب زمینوں سے زیادہ عظیم ہے۔ اور وہ زمین ایک قطعہ بہشت ہے جس دن آپ کے فرزند مع اہل و عیال اس زمین پر شہید ہوں۔ اور ان کو ننگے کھنکھائے کھنکھائے لگیں۔ . . . . قطعہ ارض زمین کا پتے اور پہاڑ ملنے لگیں۔ دریاؤں کی موجیں بلند ہوں۔ اور یا محمدؐ آپ کے سب

سے آپ کی ذریت کی ہتک حرمت کرنے سے سب آسمان اور اہل آسمان کانپ کر متحرک و مضطرب ہوئے۔ اور ان میں سے ہر ایک بدلہ اور عوض لینے کا آپ کی ذریت کی جانب سے اجازت چاہے کہ اہل بیت کو منافقان امت نے نصیحت و ظلم کیا ہے اور یہ خلق پر بعد آپ کے محبت خدا میں۔ اس وقت خدا نے سینوں آسمانوں پہاڑوں اور دریاؤں کو اور جو کچھ ان میں ہے وحی کرے گا کہ میں وہ بادشاہ قائم ہوں کہ کوئی بھاگنے والا مجھ سے بھاگ نہیں سکتا۔ اور کوئی منع کرنے والا مجھ کو عاجز نہیں کر سکتا۔ اور جس وقت میں چاہوں اور صحت چالوں۔ اتمقام پر قابو رہوں۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ میں اسے ایسا عذاب کروں گا جس نے میرے پیغمبر اور برگزیدہ کو ذل و درندگی کیا ہے اور اس کی ہتک و حرمت کی اور اس کی عزت کو قتل کیا۔ اور اس کے عہد و عیمان کو توڑا۔ اور قسم اس کے اہل بیت پر جانور کھا جائے کہ جین عالم سے کسی کو ایسا عذاب نہ کیا ہوگا۔ اس وقت جین اہل آسمان وزمین صدا بلند کریں۔ اور ان پر لعنت کریں جنہوں نے آپ کی عزت پر قسم کیا۔ اور آپ کی ہتک و حرمت کی۔ خدا ویر عالم اپنے صدمت مبارک سے ان شہداء کی روح قبض کرے گا اور بہت سے ملائکہ آسمان ہفت باہر نہائے باقوت و زور و حاضر ہونگے۔ کہ وہ ظروٹ آب حیات بہشت سے بھروسے ہونگے اور چہائے بہشت و خوشبو ہائے ان کو پنائیں گے اور خوشبو ہائے بہشت سے ان کو محفوظ کریں گے۔ اور بد نہائے شہداء کو اس آب حیات سے غسل دیں گے اور ملائکہ نصف نصف ان پر نواز پڑھیں گے پھر تہارسی امت کے ایک گروہ کو خدا بھیجے گا۔ کہ وہ قاتلان حسین و سائر شہداء کو نہم چائیں گے۔ اور خوشبو ہائے شہداء میں بگفتارہ کردار و ذریت و عزم شریک نہ ہوتے ہونگے۔ وہ ان کے بدوں کو دفن کریں گے۔ اور ایک علامات نشان قبر سید الشہداء پر اس صحرائے کربلا میں بنا دیں گے کہ علم و لشاہ اہل حق کے لئے اور باعث رشتہ گاری مومنوں اور شہداء ہائے خداوند عالمیان فائزہ ہونے کا سبب ہوگا۔ اور ہر روز ہر شہدائے آسمان سے سو ہزار فرشتے ان کے قبر کے گرد حاضر ہونگے۔ اور سید الشہداء پر درود بھیجیں گے اور تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ کریں گے۔ اور طلب آمرزش خدا سے سید الشہداء کی رشتا کرنے والوں کے لئے کریں گے۔ ان کے اسماء جو زیارت قبر شریف کو تہارسی امت سے آئے اور اس زیارت کی وجہ سے تقرب بخدا اور رسول خدا چاہتے ہیں لکھیں گے اور ان ڈائروں کے باپ اور عزیزوں اور ان کے شہزادوں کے نام لکھیں گے۔ اور انی لائروں کے چہروں پر ہر نو ہوش بالہی سے کہ اس مہر میں کندہ ہوگا۔ کہ یہ زیارت کرنے والا ہے۔ قبر بہترین شہداء و فرزندان بہترین انبیاء ہی پر کریں گے۔ جب قیامت برپا ہوگی سان کے چہروں پر جہاں مہر کی ہے۔ وہاں سے نور ساطع ہوگا۔ کہ لکھیں اہل محشر کی خیر ہو جائیں گی اور اس نور کی وجہ سے یہ لائروں اہل محشر میں صورت ہونگے۔ اور گویا اے محمد میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صحرائے محشر میں آئے۔ میں اور میکائیل

آپ کے دونوں ہانپا ہوں۔ اور علیؑ ہمارے آگے ہوں۔ اور ہمارے ہمراہ اس قدر ملائکہ ہوں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور ہم اہل محشر میں پھریں اور چہرہ ہائے خلافت پر ہم نظر کریں۔ اور جس کے منہ اس قدر کا اثر پائیں۔ اس کو ہول و شدائد محشر سے ہم نجات دیں۔ اور یہ عطاۓ خدا اور حکم خدا زیارت کرنے والے کے لئے ہے۔ جو تمہاری قبر اور تمہارے برادر علیؑ کی قبر اور تمہارے دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ کی قبروں کی زیارت کرے ان نیت اس کی خالصتاً وجہ اللہ ہو اور بہت جلد ایک گروہ اشقیاء سے امت سے سب سے کوشش کرے کہ وہ نشان و علامت ان قبور متبرکہ کا مٹانا چاہیں اور خدا ان کو نہ مٹانے دے اور خدا کی جانب سے ان اشقیاء پر اذیت و غضب واجب ہوا ہے لہذا اس کے جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ میرے گریہ و ناری کا یہی سبب تھا جناب زینبؑ نے کہا جب ابن ہشام نے میرے پردہ بزدگواری کے سراقہ میں پر حضرت لکائی بلور اثر مرگ مشاہدہ کئے۔ میں نے اپنے پردہ بزدگواری سے کہندرام امینؑ لے یہ حدیث مجھ سے اس طرح بیان کی ہے۔ اور میں چاہتی ہوں کہ حضرت سے یہی تحقیق کر لوں۔ یہ سن کر میرے پردہ بزدگواری نے فرمایا اسے دو متر حدیث اسی طرح ہے جس طرح ام امینؑ نے تم سے بیان کی ہے۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اسے دو متر زینب تمہیں اور میرے زمانہ اہل بیت کو اس شہر میں اسیے کیا بنھا اور بجلالت و خوارمی تم کو لئے جاتے ہیں اور تم اپنے دشمنوں سے خائف و ڈریساں ہو۔ تم کو لازم ہے صبر و شکیبائی کہنا سچ اس خدا کے جس نے دانوں کو شگافتہ کیا اور خلافت کو پیدا کیا۔ کہ اس وقت زمین پر کوئی خدا کا دست بغیر تمہارے اور تمہارے دوست اور شیعوں کے اور کوئی نہ ہو گا۔ اور جب جناب رسول خداؐ نے اس حدیث کو ہمارے لئے نقل کیا ہے اور فرمایا اس روز شیطان ہر شاوی و سرور پروا نہ کرے زمین کے گروہ اپنے فرزندوں اور یاروں کے گشت کرے گا۔ اور کہے گا۔ اے گروہ شیاطین جو کچھ میرے طلب فرزندان آدم سے نکلے وہ پودا ہوا۔ اور ان کے ہلاک کرنے میں بہت بڑی آرزو برآئی۔ کیونکہ ان سب کو میں نے مستحق جہنم کر دیا مگر ان ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی ہے جنہوں نے طمان اہل بیت رسولؐ تقام لیا ہے تم جہاں تک جو سکے کوشش کرو۔ لوہان لوگوں کو اہل بیت رسولؐ کے حق میں لبشک مبتلا کرنا اور ان کی عداوت پر لوگوں کو آمادہ کرنا۔ ان کی اور ان کے دوستوں کی ایذا رسانی اور ضرر پہ لوگوں کو نخریں کرو۔ اور ترغیب دو کہ کفر و ضلالت میں مستحکم ہو اور ان میں سے کوئی نجات نہ پائے اور اس ملعون نے اپنے گمان کو اکثر لوگوں کے حق میں سچا کیا۔ اس لئے کہ تمہاری عداوت پر کوئی عمل صالح فائدہ نہیں بخشتا اور تمہاری محبت و دوستی کی وجہ سے کوئی گناہ بغیر کیا نہ ضرر نہیں پہنچاتا۔ تاہم نے کہا جب امام زین العابدینؑ نے یہ حدیث مجھ سے بیان فرمائی۔ اس وقت ارشاد کیا۔ اس حدیث کو محض رکھو اور غنیمت بناؤ کہ اگر اس حدیث کی جستجو میں اونٹوں پر سوار ہوئے اور ایک سال تک ایک شہر

سے دوسرے شہر تک جاتے وہ بھی کم تھا۔

## فصل چوتھی۔ واقعے جو بعد امیر واقع ہوئے۔

اور وہ واقعہ جو بعد شہادت جناب امیر واقع ہوئے۔ احادیث معتبرہ میں جناب صادق سے روایت ہے کہ حضرت لوح کشتی میں بیٹھے۔ وہ کشتی خانہ کعبہ تک آئی اور سات بار گرد خانہ کعبہ طواف کیا۔ اس وقت خانہ لوح کو وحی کی کہ کشتی سے نیچے اترو اور جسہ مبارک حضرت آدم کو نکال کر کشتی میں داخل کرو۔ یہ سن کر حضرت لوح کشتی سے باہر آئے۔ اور پانی ان کے ذائقہ تک تھا۔ یہاں تک کہ وہ تابوت جس میں جسہ مبارک حضرت آدم تھا نکالا اور کشتی میں لے گئے۔ جب کشتی مسجد کوفہ میں پہنچی وہاں بھی پہنچ کر ٹھہر گئی۔ اور حضرت لوح نے نیکم خدا جسہ آدم تختہ میں دفن کیا۔ اور قبر حضرت آدم کے سامنے ایک قبر اپنے لئے بنائی اور ایک عندوق جناب امیر کے لئے بنایا۔ اور جناب امیر کے لئے ایک عندوق بنایا۔ اور اپنے سینے کے سامنے لکھا کتاب فرجۃ الغری میں بسند معتبرہ جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب امیر نے بعد منیت سر مبارک جناب حسین سے کہا جب میں دنیا سے رحلت کروں اور کفن و حنوط سے فرصت پانا مجھے تابوت میں رکھنا۔ اس وقت آگے سے تابوت کو ملا لگا اٹھائیں گے تم تابوت کو پیچھے سے اٹھانا۔ اور تابوت جس طرف آگے سے جائے۔ اسی طرف تم بھی جانا۔ یہاں تک کہ قبر کھدی کھدائی اور کھدی بنائی تک پہنچو گے۔ اور چند اینٹیں بھی پاؤ گے پس مجھے کھد میں داخل کرنا۔ اور قریش اینٹیں چن وینا۔ اس کے بعد ایک اینٹ میرے سر لے سے اٹھانا۔ اور قبر میں نظر کرنا۔ جب جناب امیر کو قبیل دیا۔ اور ایک آواز گوشہ خانہ سے سن کر اگر تم آگے سے جنازہ اٹھاؤ گے عقب جنازہ خود بخود اٹھے گا۔ اور اگر عقب سے اٹھاؤ گے آگے کی طرف سے جنازہ آپ ہی آپ اٹھے گا۔ جب جناب امیر کو دفن کیا۔ ایک اینٹ سولے سے اٹھا کر قریش نظر کی کسی کو زد کر دیا۔ ناگاہ صدائے اللہ سنی کہ امیر المؤمنین بندہ شاہد ہے خدا سے۔ ان کو پیغمبر سے ملحق کیا۔ اور اسی طرح خدا او صدیق کو بعد پیغمبروں کے ان سے ملحق کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی پیغمبر مشرق میں وفات پائے۔ اور اس کا وصی مغرب میں رحلت کرے۔ البتہ خدا اس کے وصی کو اس کے پیغمبر کے ساتھ ملحق کرتا ہے۔ البتہ بسند معتبرہ روایت کی ہے کہ ام کلثوم نے کہا آخری سخن جو میرے ہاں خدا کو اسے حسین سے کہا۔ یہ تھا کہ اسے فرزند ان میں جیہ میں دنیا سے رحلت کروں۔ مجھے غسل دینا۔ اور میرے بدن کو اس جہاد سے جس سے میں نے بدن حضرت رسول کو اور فاطمہ کو خشک کیا تھا۔ خشک کرنا۔

اس کے بعد اہل بدر رسول کے حنوط سے مجھے حنوط کرنا اور تختہ پر لٹا دینا، اور عقب تختہ اٹھانا اور جس طرف تختہ جائے تم بھی اسی جانب جانا۔ میں بھی اپنے پیر بزرگوار کے جنازہ کے قطعیں کو گئی۔ اور جب بخت میں پہنچی، بخت آگے کی طرف سے زمین پر آیا یہ دیکھو میرے بھائیوں نے عقب تختہ کو زمین پر رکھ دیا۔ اور پیلچہ اٹھایا۔ سب ایک وقفہ پیلچہ زمین پر لگا۔ قبر تیار اور کھدائی بنائی ظاہر ہوئی۔ اور ایک سختی اس قبر میں تھی کہ بہ زبان شریانی دو سطریں اس پر لکھی تھیں۔ اور مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ قبر ہے کہ نوح پیمبر نے علی ابن ابی طالب و صی محمد مصطفیٰ کے لئے سو سو ۷۰ سال قبل طوفان بنائی تھی۔ جب میرے پیر بزرگوار کو قبر میں اتارنا، غائب ہو گئے اور میں نے دہانہ زمین کے اندر تشریف لے گئے۔ یا آسمان پر چلے گئے۔ ناگاہ عدائے منادی میں نے سنی کہ اس کے کلمہ خدا متین صبر جمیل مصیبت میں عطا کرے مصیبت میں تمہارے والد بزرگوار جو کجیت خدا کے خلق پر تھے، اور بسند معتبر روایت کی ہے ایک روز جناب امیر کو در سے باہر تشریف لائے، اور جب نظر مبارک صحرائے بخت پر پڑی، فرمایا کہ کیا نیک منظر ہے، اور کیا خوبتویرا قصر ہے، خداوند امیری قبر اسی زمین پر کرنا، ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ جب ابن یحییٰ نے جناب امیر کو حضرت لکائی، امام حسین نے حضرت سے پوچھا، آپ کے قاتل کو میں قتل کروں جناب امیر لے فرمایا، نہیں، لیکن اسے قید کر لو، اور جب میں دنیا سے حلت کروں، اس وقت اسے قتل کرو، اور مجھے ایشیت کو در برداروں میں اٹھالیں کفریہ دفن کرو، دوسری دعائیت میں فرمایا کہ قبر پر ایدم اور میں دفن کرو، ایضاً بسند معتبر روایت منقول ہے کہ ابو بصیر نے امام محمد باقر سے مقام قبر جناب امیر دریافت کیا، اور کہا، لوگوں نے دفن جناب امیر میں اختلا کیا ہے امام محمد باقر نے فرمایا اپنے پیر بزرگوار نوح کی قبر میں دفن ہوئے، پوچھا، کون متوجہ دفن ہوا، فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تباران اعمال باروح و روحان ہمیشہ متوجہ ہوئے، اور اس مضمون کے اعلیٰ بہت ہیں، شیخ مفید اور سیّد ابن طاووس نے بسند مانے معتبر روایت کی ہے کہ جب حکام وفات جناب امیر ہوا، سنین سے فرمایا، جب میں دنیا سے رحلت کروں بخت پر مجھے رکھنا اور عقب بخت کو اٹھانا کہ آگے سے بخت خود بخود اٹھے گا، اور مجھے عزیز میں کہ صحرائے بخت ہے، ہانا، وہاں سنگ سفید رکھو گے، ایک پیلچہ اس پر تیار کرنا، اس جگہ سے ایک قبر اور لوح سلج ظاہر ہوگی جب جنازہ آنحضرت صحرائے بخت میں لے گئے، ایک تپھر سفید کھائی دیا کہ نور اس سے سلج تھا جب قبر کھودی لوح سلج ظاہر ہوئی، اور اس لوح پر لکھا تھا، کہ یہ وہ قبر ہے جو نوح نے علی ابن ابی طالب کے لئے خیر کی ہے، راوی کہتا ہے ہم نے حضرت کو وہاں دفن کیا، بعد دفن کے



وہاں سے پھر سے اور بسبب ان امور کے جو ان پر ظاہر ہوئے کہ جناب امیرؑ اس قدر خدا کے نزدیک گرامی و بزرگ ہیں ہم نہایت خوش و خرم ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک گروہ شیعیہ سے ملاقات ہوئی۔ کہ ان لوگوں کو نماز جنازہ نہ ملی تھی۔ جب ان اخبار کو ہم نے ان سے بیان کیا کہا ہم بھی ان کریمات کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ہم نے معاہدہ کیے۔ ہم سب قبر جناب امیرؑ پر گئے۔ اور ہر چند ہم نے کھوٹا۔ مگر کچھ نشان نہ پایا۔ ایضاً کتاب فرحت العزنی میں بسند معتبر عبد الرحیم قبصر سے روایت کی ہے کہ ہمیں نے امام محمدؑ باقر سے قبر جناب امیرؑ کا سوال کیا حضرت نے فرمایا۔ قبر نوحؑ میں دفن ہوئے ہیں نے کہا۔ کون نوحؑ۔ فرمایا۔ نوحؑ پہنچے پھر ارشاد کیا۔ جناب امیرؑ اس امت کے صدیق تھے۔ اور خدا نے ان کی قبر صدیق کی قبر میں قرار دی۔ اسے عبد الرحیم جناب رسول خداؐ نے اپنے اہل بیت کو شہادت جناب امیرؑ اور مقام کی۔ یہاں دفن ہوئے قبروی۔ اور خدا نے ان کا حوٹان کے برابر رسول خداؐ کے ہمراہ بھیجا تھا۔ اور خبر دی کہ ملائکہ قبر کھودیں گے۔ اور جب ہر گھم وفات وقت جناب امیرؑ قریب ہوا۔ اپنے دونوں فرزند حسنینؑ کو وصیت فرمائی۔ کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں مجھے غسل دینا۔ اور حوٹا کرنا اور مات کو میرا جنازہ اٹھانا۔ اور جس طرف آگے سے جنازہ جائے تم بھی اس کے پیچھے جانا۔ اور مجھے وہاں دفن کرنا۔ جہاں جا کر جنازہ ٹھہر جائے اور ملائکہ تمہارے میرے دفن میں مات کو دفن کریں گے۔ اور قبر میری مولا کو دینا۔ کہ کوئی نہ جان سکے۔ دوسری روایت میں امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ مجھے جانب پشت کو دفن لے جانا۔ اور جب پاؤں تمہارے زمین میں دھسنے لگیں۔ اور سامنے سے ہوا تمہاری طرف آئے مجھے اسی جگہ دفن کر دینا۔ کہ وہ مقام اول طوبی سینا ہے اور دوسری جگہ معتبروں فرماتا کہ جناب امیرؑ کو قبل طلوع صبح ناحیہ عربین میں دفن کیا۔ اور اندرون قبر حسینؑ و محمدؑ بن حنفیہ اور عبد اللہ بن جعفر لکھے۔ اور دوسری حدیث میں جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ہمراہ جنازہ امیرؑ مین بھی چار بن گوارا تھے اور مات کو صحرائے کوفہ میں دفن کیا۔ اور قبر کو خوف خوارج سے ہوا کر دیا۔ اور نشان قبر کا کچھ نہ کھا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ وہ قبر اسی طرح مخفی تھی۔ یہاں تک حکایت ہارون رشیدؑ کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے اپنے خاص خاص اصحاب کو ان قبر جناب امیرؑ بتایا کہ حکم قبر بنانے کا دیا۔ اور قبر بنائی گئی۔ اور روایت کی ہے کہ ایک دن ... ہارون رشید صحرائے نجف کی طرف شکار کھیلنے گیا۔ جب نزدیک صحرائے نجف پہنچا۔ جانوران شکاری کو پھوڑا۔ اور جانوران شکاری نے تقوڑی دیر ان آجودوں کا تعاقب کیا۔ وہ آجود ایک ٹیلے پر پڑے گئے۔ اور جانوران شکاری واپس ہر آئے۔ جب وہ جانوران ٹیلے سے نیچے آئے۔ جانوران شکاری پھر دوڑے۔

اور جب ان اہموں کے ہمراہ ٹیلے پر گئے لہذا شکار کئے واپس آئے۔ جب یہی کیفیت تین دفعہ گئی۔ ہارون کشید متعجب بہت ہوا۔ اور ایک مرد سے جو قبیلہ بنی اسد سے تھا۔ پوچھا تم اس ٹیلے کو پہچانتے ہو۔ اس نے کہا۔ مجھے امان دو کہ جو کچھ میں مانتا ہوں میان کروں۔ ہارون نے امان دی۔ اس مرد سے کہا علی ابن ابی طالب کی قبر مبارک اس ٹیلے پر ہے اس وجہ سے ہارون شکار کی جرات نہیں کرتی کہ اس ٹیلے پر جا کر شکار کریں۔ پس ہارون نے وضو کیا اور ٹیلے پر جا کر نماز پڑھی اور دعا کی۔ بیانِ وفات و کفن جناب امیرؑ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے حسینؑ کو وصیت فرمائی کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں میرے سر کے قریب حنوط بہشت اور تین کفن استبرق بہشت کے پاؤں کے تم مجھے غسل دینا۔ اور اس حنوط سے حنوط کرنا۔ اور جہاں بہشت میں کفن کرنا۔ امام حسنؑ نے فرمایا کہ جب پدیدہ بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ ایک طبق طلاہم نے سوائے حضرت کے پایا کہ باخ ماشہ کا نور بہشت اور چند برگ سدر بہشت اس طبق میں تھے۔ ایضاً روایت کی ہے کہ جب غسل و کفن جناب امیرؑ سے فارغ ہوئے ناگہ ایک اونٹ دکھائی دیا۔ جنازہ جناب امیرؑ اس اونٹ پر رکھا۔ اور وہ اونٹ روانہ ہوا یہاں تک کہ صحرائے نجف میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اور جب نظر کی نزدیک پائے شتر قہدی اگھائی پائی۔ اور نہ جاننا کہ وہ قبر کس نے کھودی ہے۔ جب جنازہ آنحضرتؐ سے نیچے اتارا۔ ایک امیرؑ قریب سر مبارک جناب امیرؑ ظاہر ہوا۔ اور ہارونؑ بشیر اس امیرؑ میں دکھائی دینے لگا۔ کہ پروا کرتے تھے۔ جب جناب امیرؑ پر نماز پڑھ کر دفن کیا۔ وہ امیرؑ اور وہ ہارونؑ غائب ہو گئے بسند دیگر روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے وصیت فرمائی کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ گھر کے گوشہ راست میں ایک لوح پاؤں کے۔ اس لوح پر مجھے لٹا دینا۔ اور جو جامہ وہاں پانا۔ اس میں مجھے کفن کرنا۔ چنانچہ بعد وفات آنحضرتؐ۔ لوح گوشہ راست میں دیکھی اور اس لوح پر لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس لوح کو فتحؑ نے علی ابن ابی طالب کے لئے ذخیرہ کیا ہے اور ولین خاد میں ایک کفن دیکھا کہ اس پر حنوط لکھا تھا اور نور اس حنوط کا دن کی روشنی پر تیا دتی کرتا تھا۔ جب متوجہ غسل ہوئے جس مبارک سبک اتا اور ایک لڑت سے دوسری جانب پھرتا تھا پس امام حسینؑ نے امام حسنؑ سے کہا آپ نہیں دیکھتے۔ جس مبارک پدیدہ کو اگر کس قدر سبک ہے۔ اور خود بخود مخرک ہے۔ امام حسنؑ نے کہا ابو عبد اللہؑ ہمراہ ہمارے اور جماعت موجود ہیں کہ وہ ہماری مدد و غسل دینے میں کرتے ہیں۔ اہ ظاہر نہیں ہیں۔ اور جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے آگے سے جنازہ بلند ہوا۔ اور انہوں نے عقب جنازہ تھا نیا اور روانہ ہوئے۔

اور آٹھائے راہ میں ملائکہ کے پروں کی آواز سننے لگی اور آواز بیسیج و تقدیس ملائکہ کانوں میں آتی تھی یہاں تک کہ اس قبر پر پہنچے جس کا ذکر حضرت نے کیا تھا۔ اور آگے سے جنازہ زمین پر آیا۔ پس عقب جنازہ بھی زمین پر رکھ دیا۔ پہلے امام حسنؑ نے اور پھر امام حسینؑ نے حسب وصیت آنحضرتؐ پر نماز جنازہ پڑھی اور کثرت فرماتے ہیں۔ روایات سابقہ محل اعتماد میں۔ اور جو مکہ میں واقع تھا بعض معجزات پر تھی۔ یہاں مدینہ کی گئی ریشخ طوسیؑ نے بسند ائیسے معتبر روایتیں کی ہے کہ ابن سکانؑ نے جناب امام صادقؑ سے سید کجی حمارت جو سواہ بخن اشرف واقع ہے۔ جسے حنا کہتے ہیں دریافت کیا۔ حضرت نے کہا جب جنازہ امیر المؤمنین اس کے آگے سے لے گئے وہ عمارت اسبب تاسنہ و حوران انتقال آنحضرتؐ چھکی۔ بعض کتب قدیمہ میں روایت کی ہے کہ حسب روح مقدس جناب امیرؑ نے جسد مطہر سے مفارقت کی۔ اور خاؤ آنحضرتؐ سے صدائے ناله و شیون بلند ہوئی۔ مروان و زنادی اہل کوفہ دولت سر لٹے حضرت کی طرف دوڑے۔ اور یحییٰ خانہ ہائے کوفہ سے صدائے ناله و شیون مثل اس روز کے جس روز رسولؐ نے حرات فرمائی تھی بلند ہوئی۔ اور جب رات کو اندھیرا ہوا۔ آسمان آفاق متغیر ہوا اور زمین کلپنے لگی اور صدائے بیسیج و تقدیس ہوا کانوں میں پہنچتی تھی۔ اور لوگ جانتے بھتے کہ یہ صدائے ملائکہ ہے۔ اور صدائے توحہ و گریہ و مرثیہ جنات سننے لگتے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا جب سینین امشوزل غسل ہوئے امام حسینؑ بانیؑ اٹھتے اور امام حسنؑ غسل دیتے تھے۔ اور احتیاج کسی دوسرے کی نہ تھی۔ کہ جسد مبارک آنحضرتؐ کو اوہر سے اور دو ٹیٹے جس طرف کے صفحہ کو دھونا چاہتے تھے۔ جسد مطہر اس طرف سے دوسری طرف مائل ہو جاتا تھا۔ اور پورے مشک جسد مبارک سے آتی تھی۔ جب غسل سے فارغ ہوئے امام حسنؑ نے آواز دی۔ اے خواہر جنوٹ میرے نانا کا لاؤ۔ بیٹن کر جنازہ زمین جنوٹ لائیں۔ جس وقت اس جنوٹ کو کھولو۔ تمام کوفہ اس کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ پس جناب امیرؑ کو پانچ کپڑوں میں لپیٹ لیا۔ جب نالوت میں رکھا۔ نالوت کو آگے سے جرنیل و میدکائیل نے اٹھایا۔ اور عقب سے امام حسینؑ۔ امام حسینؑ نے محمد بن حنفیہ نے کہا۔ بخدا سو گند میں دیکھتا تھا کہ جنازہ پندرہ گروہوں میں درخت و عمارت و دیوار کی طرف سے گندتا تھا۔ وہ تم ہو جاتے تھے۔ اور تحریر یہ جنازہ حضرت خشوع کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہم جنازہ آنحضرتؐ کے ہمراہ آئیں امام حسنؑ نے ان کو پھیر دیا۔ امام حسینؑ روتے اور کہتے تھے۔ لا حول ولا قوت الا باللہ العلیٰ العظیم۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اے پندہ جو گوارا آپ نے جمادی پشت فکستہ کہ میں آپ کی مصیبت میں خدا سے شکایت کرتا ہوں۔ جب جنازہ نزدیک قبر ہو گیا۔ خود بخود زمین ہل گیا۔ امام حسنؑ آگے کھڑے ہوئے اور نماز جماعت حضرت پر پڑھی اور سات کبیریں کہیں جب نماز سے فارغ ہوئے۔ جنازہ اٹھایا اور خاک

ہماری بنا گاہ ایک قبر تھی ہوئی، تیار اور لحد بھی تیار ظاہر ہوئی۔ اور ایک تختہ کا قبر میں قریش تھا۔ اور اس تختہ پر لکھا تھا کہ یہ وہ چیز ہے جسے لوح پیمبر نے بندہ شاکستار و مطاہر کے لئے ذخیہ کیا ہے۔ جب جایا کہ حضرت کو قبر میں لے جائیں، صدرائے لائق سنی کہ وہ کہتا تھا امام ابو یوسف کو توبہ ظاہر و معطر میں لے جاؤ کہ حبیب اپنے حبیب کا شتاق مٹا ہے۔ کتاب مشارق الانوار میں امام حسن سے زین کلام صدعصہ بن صویحان عبیدی کی ہے کہ جناب امیر نے امام حسن سے کہا جب مجھے قبر میں رکھتے قبل اس کے خاک قبر پر گراؤ۔ دو رکعت نماز بجالانا اور بعد اس کے میری قبر میں دیکھنا جب آنحضرت کو مرتجع مقدس میں رکھنا اور نماز سے فارغ ہونے۔ دیکھا کہ ایک پرہہ سندس قبر کو کھینچا ہوا ہے۔ امام حسن نے اس پر وہ کہہ لائے آنحضرت سے بڑا کہ قبر میں نظر کیا۔ دیکھا کہ جناب رسول خدا حضرت آدم و حضرت ابراہیم جناب امیر سے باتیں کر رہے ہیں پھر امام حسین نے ہاتھ مبارک کے پاس سے پرہہ اٹھایا تو دیکھا کہ نازہرا و حوا و مریم و آسیہ حضرت کے لئے رو رہی تھیں۔ ہادی اول جو اس حدیث کا ہے۔ کہتا ہے جب جناب امیر کو دفن کیا صدعصہ بن صویحان عبیدی قریب ہرج مقدس آنحضرت کھڑے ہوئے۔ اور ایک مشت خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی۔ اور کہا میرے پدے و دریا میرے لیے ہیں آپ پر قربان ہوں۔ آپ کو کہتا ہوں خدا کو ارا۔ اے ابو الحسن مولد آپ کا پاکیزہ اور صبر آپ کا قوی اور جہاد آپ کا عظیم تھا جس کے آپ آرزو مند تھے۔ وہاں پہنچے۔ تجارت سود مند کی۔ اور اپنے ہر دو گنا ہاس گئے۔ خدانے اپنی بشارت آپ کے استقبال کو بھیجی۔ اور ملائکہ گرو آپ کے پاس ہو گئے جو امیر پیر گدیوں میں آپ ساکن ہوئے۔ خدانے آپ کو گرامی رکھا۔ اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دی۔ اور آپ کو آپ کے ہلو و گنگہ مصطفیٰ کے وجہ سے ملحق کہا آپ کہ جام لہری سے ہانی دیا پس ہم خدانے سے سوال کرتے ہیں کہ ہم پر جہان کرے اور توفیق دے کہ آپ کی پیروی کریں۔ اور آپ کی سیرت پر عمل کریں۔ آپ کے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن رہیں۔ اور آپ کے دوستوں میں محشور ہوں۔ تحقیق کہ آپ ایسے درجہ میں پہنچے کہ کوئی سبب آپ کے دیکھ نہ سکا تھا۔ آپ نے ایسی منزلت پائی کہ اور کسی نے نہ پائی تھی۔ اپنے راہ خدایں اپنے برادر محمد مصطفیٰ کے سامنے جہاد کیا۔ جو شرط جہاد تھا۔ اور میں خدا پر امانت کی جو حق امانت تھا۔ یہاں تک کہ سنتھائے نبوی کو بدستور رکھا۔ اور فتنہ و فساد کو بظرف کیا۔ آپ سے اسلام مستقیم اور ایمان معظم ہوا۔ پس آپ پر ہماری طرف سے بہترین صلوة اسلام پہنچا۔ آپ سے پشت مومنان محکم اور نشان ہائے راہ ایمان واضح ہوئے۔ اور مناقب و خصال جو آپ کے لئے جمع تھے کسی کے لئے جمع نہ ہوئے۔ سب سے پہلے آپ نے پیمبر کی تصدیق فرمائی اور ان کی متابعت کی۔

سب چیزوں پر اختیار کی۔ ان کی مدد و نصرت آپ نے کی۔ اپنی جان ان پر خدا کی۔ ذوالفقار ابدلہ  
 کو پیشان کی نصرت میں علم رکھا، آپ کی دہر سے خدا تے ہر جاہ غنیدہ کو وہ ہم ہم رکھا۔ آپ کے سبب  
 سے ہر کردار ظہیر کو ذلیل کیا۔ آپ کے باعث قلعہ ہائے حرک و کفر و مدوان شکستہ گئے۔ آپ کی ذات  
 سے اہل ضلالت و طغیان کو ہلاک کیا۔ اسے امیر المؤمنین یہ مناسبت و فضائل آپ کو گواہوں سب گوں  
 سے حضرت رسول کے نزدیک تھے۔ اسلام آپ کا سب سے پہلے اور دم و فہم آپ کا سب سے زیادہ تھا۔  
 آپ کا یقین سب سے کامل تر اور دل آپ کا سب سے قوی تر اور غیر میں حصہ سب سے بیشتر تھا۔ خدا  
 ہم کو آپ کے اجر سے محروم اور بعد آپ کے گراہ نہ کہہ سکتے آپ کی زندگی کلید شریعتی اور دروازہ ہائے ہر کو ہم پر  
 بند کئے ہوئے تھے۔ اور وفات آپ کی مہل سے لئے کلید ہر شریعتی اور دروازہ ہائے ہر کو ہم پر بند کر دیا اگر موم  
 آپ کے حق کو قبول کرنے۔ ہر آئینہ پاؤں کے نیچے اور سر کے اوپر سے سترہائے خدا نوش کرتے لیکن دنیا کو آخرت  
 پر اختیار کیا یہ بیان کر کے بہت روئے اور ارووں کو بھی بر لایا۔ بعد اس کے امام حسین و امام حسینؑ جو جمعہ نماز  
 رکھی و عموں و عبد اللہ و دیگر فرزندان آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طوط دیکھا۔ امان کو تعزیت دے کر  
 جانب کو دیکھ گئے۔ جب صبح ہوئی اہل مصلحت ایک تابت خانہ آنحضرت سے باہر لائے۔ اور کہہ کے باہر امام حسینؑ نے  
 اس تابت پر ناز پڑھی اور اونٹ پر ماندہ کر جانب مدینہ روانہ کیا۔ ابن بابویہ و قطب راوندی نے بسند متبر  
 علامات و فن جناب امیر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے امام محمد باقر  
 سے سوال کیا۔ مجھے خبر دیجئے۔ جس رات کو علی ابن ابی طالب شہید ہوئے۔ جو لوگ کو فہ کے علاوہ اور شہروں  
 میں تھے۔ انہوں نے کس علامت سے ماہانہ کہ جناب امیر شہید ہوئے۔ امام محمد باقر نے فرمایا۔ اس رات کو  
 تا طلوع صبح جس جگہ سے پتھر اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ اور وہی  
 علامت ظاہر ہوئی۔ جس رات ہارونؑ ہارونؑ کے وفات پائی۔ اور جس رات کو یوش بن نون شہید  
 ہوئے۔ اور جس رات کو عیسیٰ آسمان پر گئے۔ اور جس رات کو امام حسین شہید ہوئے تھے۔ ابن شہر  
 آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب مومن مرتا ہے۔ آسمان  
 زمین اس پر چالیس روز روتے ہیں۔ اور جب عالم انتقال کرتا ہے چالیس مہینہ زمین عا سمان اس کے  
 لئے روتے ہیں۔ اور جب پتھر حرکت کرتا ہے۔ چالیس سال زمین عا سمان اس کے لئے روتے ہیں۔ پس  
 فرمایا۔ اے علیؑ جب تم شہید ہو گے تم پر آسمان زمین چالیس سال رتیں گے۔ ابن عباس نے کہا۔ جب  
 جناب امیرؑ کو فہ میں شہید ہوئے۔ تین روز تک آسمان سے خون برسا۔ اور جس پتھر کو زمین سے اٹھاتے  
 تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ عبد الملک بن مزلن

نے زہری سے سوال کیا کہ زمین پر کیا علامت ظاہر ہوئی جس روز علیؑ شہید ہوئے۔ زہری نے جواب دیا  
 اس رات بیت المقدس سے جو سنگ ریزہ اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ اہتا تھا۔ اور جب تک  
 اسی رات دنیا سے رحلت کی۔ سنا ہے کہ ہالفت نے خانہ حضرت میں آواز دی کہ اٹھن سلیقی بنی النازخیر  
 ۴۴ من یساقی امنایوہم القیحة۔ پس دوسرے ہالفت نے آواز دی کہ رسول خداؐ اور تمہارے پیہ  
 نے رحلت کی۔ اخیراً الطالین سے روایت کی ہے کہ شکر فرنگ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اسیر کیا اور  
 اپنے بادشاہ پاس لے گئے۔ اس نے عیسائی کرنا چاہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس وقت حکم دیا کہ روغن زیت  
 گرم کر کے ان کو اس روغن میں ڈال دیں کہ ہلک ہو جائیں۔ اور ایک کو ان میں سے چھوڑ دیا کہ مسلمانوں  
 سے یہ بات جا کر بیان کرے ناگاہ آٹھائے راہ میں بازگشت بیابان میں صدائے تم اسپان کان میں گائی۔  
 جب اس شخص نے نظر کی۔ اپنے ذبیقوں کو دیکھا۔ جن کو کہہ لیتے روغن زیت میں ڈال دیا تھا۔ اس  
 نے کہا تم لوگوں کو میرے سامنے روغن زیت میں ڈال دیا تھا۔ کہ مر جاؤ اب میں تم کو زندہ دیکھتا ہوں۔  
 انہوں نے جواب دیا ہم نعیم الہی میں متمتع تھے۔ ناگاہ صدائے منادی آسمان سے آئی کہ اے شہیدان صحرا  
 بیجا اس رات کو علی بن ابی طالب نے وفات پائی ہے۔ سب حاضر ہو۔ اور جا کر نماز جنازہ پڑھو۔ اب ہم نماز  
 جنازہ حضرت سے فارغ ہو کر اپنی اپنی جگہ جاتے ہیں۔ فرات بن ابراہیم نے ابن عباس سے روایت کی۔  
 کہ جب جناب امیر کو حضرت لگانا۔ اور حضرت اپنے مصلیٰ پر بیٹھے تھے اور اپنا سر مبارک زانو پر رکھے  
 تھے۔ پس ارشاد فرمایا۔ ایہا الناس میں لیک بات کہتا ہوں۔ تم سب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے  
 کفر اختیار کر جاؤ۔ جناب رسول خداؐ سے میں نے سنا کہ جب علی بن ابی طالب دنیا سے رحلت  
 کر گیا۔ چند خصلتیں درمیان امت ظاہر ہو گئی۔ کہ کوئی خیران میں نہ ہو گی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ  
 وہ خصلتیں کیا ہیں۔ فرمایا۔ لعنت درمیان امت کم اور خیانت بہت ہو گی۔ اور حیا درمیان سے اٹھ  
 جانے گی۔ لوگ ایک دوسرے کے سامنے زنا کریں گے۔ اور ہواہ د کریں گے۔ بعد اس کے پریشیاں حال  
 ہو گی۔ جس کے سبب لوگ عاجز ہوں گے۔ واضح ہو جب تک علی موجود ہے زمین مجھ سے خالی نہیں۔  
 اور علی بمنزلہ پوست پہنے جو میرے گوشت پر ہے اور علی بمنزلہ میرے استخوان اور ان رگوں کے ہے۔  
 اور علی میرے اہل میں میرا لور۔ اور میرا دوسرا بھادر۔ میری قوم میں میرا جانشین ہے۔ میرے وعدوں کا  
 وفا کرنے والا ہے۔ میرے قرین کالا کرنے والا ہے۔ علیؑ نے عقیدوں میں میری مدد و نصرت کی۔ میرے  
 لئے کافروں سے جنگ کی۔ وقت نزول دوسری بار آسمانی میرے پاس حاضر تھا۔ میرے پہلو طعام ہونے  
 پرشت تناول کیا۔ اور مکر جو جبریل نے علیؑ سے ظاہر ہوا۔ مصلیٰ کیا۔ اور مجھے جو جبریل نے گواہ کیا کہ علیؑ

معصوموں اور پاک اور نیکو کاروں سے ہے۔ اور اسے گروہ مردم میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ جب تک علیؑ تم میں موجود ہے کوئی امر تم پر مشتبہ نہیں اور جب علیؑ تم میں سے چلا جائے گا صدق اس آیت کا ظاہر ہے۔ لیھلک عن لھلک عن بئذ و یحیی من حتے عن بئذ -

**بیان تعزیت جناب خضر علیہ السلام** - کلینی و ابن بابویہ وغیرہ نے بسند طے معتبر روایت کی ہے کہ پرفہ شہادت جناب امیر صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑے و شہیدوں کو گروں میں بلند ہوئی۔ اور لوگوں کو ہر وقت عظیم مدد ملتی جوئی جس طرح کہ بروز وفات سرور کائنات خضر بصیرت مرد پیرائے اور روک کہنے لگے۔ ان اللہ و اننا الیہ و اسعون۔ اور کہا۔ آج خلافت کو خیر بنی منقطع ہوئی پس جس گھر میں جناب امیرؑ تھے اس کے دروازہ پر جناب خضر کھڑے ہوئے۔ اور کہا۔ اے ابوالحسن! خدا تم پر رحم کرے۔ تم وہ تھے کہ اسلام تمہارا سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اور ایمان تمہارا سب سے زیادہ خالص تھا۔ یقین تمہارا سب سے زیادہ قوی تھا۔ اور خوف خدا سب سے زیادہ اور مشقت تمہاری راہ خدا میں سب سے زیادہ عظیم تھی۔ تمہارے مناصب سب سے زیادہ فاضل اور حقوق سب سے زیادہ تمہارے سب سے زیادہ گرامی اور وہ جسے تمہارے سب سے زیادہ بلند اور تمہاری قرابت حضرت رسولؐ سے سب سے زیادہ اور قریب تھی۔ اور تم شہید ترین مردم سیرت و طریقہ و اطوار و تقاریر و کردار میں حضرت رسولؐ سے تھے۔ اور قدر و منزلت تمہاری آنحضرت کے نزدیک سب سے زیادہ تھی۔ تم گرامی ترین مردم حضرت کے نزدیک تھے۔ خدا تم کو جزائے خیر رسول خدا و اسلام و اہل اسلام کی جانب سے عطا کرے۔ تم اس وقت قوی تھے جبکہ اصحاب آنحضرت ضعیف تھے۔ تم مراد و اہل اس وقت جہاد کر گئے۔ جب یہ لوگ ڈرتے تھے تم نے قیام بخیر اس وقت کیا۔ جب ان لوگوں نے کارٹی اور سستی اختیار کی۔ تم نے طریقہ رسول خدا ترک نہ کیا۔ جس وقت ہر ایک ان کے اصحاب نے مختلف راہیں اختیار کیں تم خلیفہ رسول بلا فصل تھے۔ تم نے ہٹ دھرمی منافقین کی پرواہ نہ کی۔ اور ان پر حسد نہ کیا۔ اور کینہ و مناقبان نہ رکھا۔ بعد حضرت رسولؐ کے جس وقت سادے لوگ ڈر گئے تم نے قیام بخیر کیا۔ اور سچ کیا۔ اس وقت بیان کیا۔ جس وقت اور لوگ عاجز ہوئے۔ تم نے جہاد خدا راہ دین طے کی۔ جس وقت کہ اور لوگ عاجز رہے۔ اگر تمہاری متابعت کرتے ہدایت پاتے۔ تمہاری آواز سب سے زیادہ لہت اور سبقت خیرات میں سب سے زیادہ بلند تھی۔ کلام تمہارا سب سے کم تر اور سخن تمہارا سب سے راست تر تھا۔ ہائے تمہاری سب سے جریگ تر تھی۔ اور دل تمہارا اور لوگوں کے دلوں سے شجاع تر تھا۔ یقین تمہارا سب سے زیادہ سخت اور عملی تمہارا سب سے زیادہ اچھا تھا۔ اور جملہ امور میں سب سے زیادہ دانا تھے۔ بخدا دین کے لئے تم بادشاہ اور مومنوں کے لئے پد مہربان تھے۔ جس وقت تمہارے وہ لوگ عمال ہوئے۔ پس ان کے دوش سے بلوائے

گمراہوں کی گٹھائے کی طاقت ان کو نہ تھی۔ تم نے اٹھایا جس چیز سے انہوں نے سخت کیا تم نے اس کی حفاظت کی۔ جس چیز کو انہوں نے ہمیل چھوڑ دیا تم نے اس کی اصلاح کی۔ جب وہ لوگ پست ہوئے۔ اس وقت تم بلند ہوئے جس وقت انہوں نے زیادتی کی۔ اس وقت تم نے صبر کیا جس چیز سے انہوں نے الکار کیا۔ اس کا حق تم نے اقرار کیا۔ تمہاری برکت سے انہوں نے وہ پایہ جس کا ان کو گمان نہ تھا تم کافروں پر عذاب نازل کرنے والے۔ اور مومنوں پر بالان رحمت و فراوانی نعمت تھے۔ تم نے سبب ان آزاروں کے جو منافقوں سے پہونچے یہ یاض جناب کو ہی کیا۔ اور عطا و برکت امت سے فائز ہوئے ان کے سوا حق فضائل کو تم نے حاصل کیا۔ تمہاری تندی و بین خدا میں مبتدل بکندی نہ ہوئی۔ دل تمہارا ہرگز جانب باطل مائل نہ ہوا۔ تمہاری بنیائی ضعیف نہ ہوئی۔ جس وقت تم نے تمہارے نفس میں راہ نہ پائی۔ اور ہرگز خیانت نہ کی۔ صدیق ایمان و یقین میں تم مثل پہاڑ کے تھے کہ باد ہائے تند سے متحرک نہیں کر سکتے تھے۔ اور کوئی چیز اس کو اس کی جگہ سے نہیں اکھاڑ سکتی تھی جیسا کہ حضرت رسولؐ نے تمہارے حق میں کہا کہ بدن ضعیف اور مر خدا میں قوی تھے۔ تم ویسے ہی تھے اپنے نفس کے متواضع اور خدا کے نزدیک عظیم المرتبہ تھے۔ کسی کو تم میں راہ عیب بینی نہ ملی۔ اور کسی کو تم سے امید نہ ہوا کہ تمہاری عیب بینی نہ ہو۔ تمہارے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا۔ یہاں تک کہ حق کو اس سے لینے تھے اثبات حق میں دور و نزدیک تمہارے سامنے مساوی تھے۔ تمہارا کام حق اور مدد تمہارا راستی تھی۔ گفتار تمہاری علم و حکم اور امر تمہارا بربادی و دوزخ اندیشی تھی۔ لہذا تمہاری علم و عنق تھا۔ پس اس وقت دنیا سے گئے۔ جب تم نے راہ حق ظاہر اور کارہائے دشوار کو لوگوں پر آسان کر دیا اور آتشہائے فتنہ کو بجھایا اور اللہ وین تم سے معتدل ہو گئے۔ اور ایمان نے تم سے نوت پائی۔ اور مومنین تم سے ثابت قدم ہو گئے۔ پس تم بہت سابق ہوئے۔ تعجب و مصیبت شدید میں وہ گرفتار ہوئے۔ جو تمہارے بعد رہ گئے۔ مصیبت تمہاری اس سے بزرگ تر ہے کہ گروہ اس کا تدارک کر سکے۔ آسمانوں میں تمہاری مصیبت عظیم ہوئی۔ اور لوگوں کو ہم پر ہم کر دیا۔ پس میں کہتا ہوں۔ انا اللہ واننا الیہ راجعون۔ خدا سے ہی اس کی قضاء پر ماضی ہوئے اور اس کے امر کو بخدا تسلیم کیا۔ پس بخدا سو گندہ تمہارے کوئی مصیبت مثل تمہاری مصیبت کے نہ ہوگی۔ مومنین کے لئے پناہ اور کافروں کے لئے عیش تھی۔ خدایا تمہارے پیغمبر سے ملحق کرے۔ اور ہم کو تمہاری مصیبت کے اجر سے محروم نہ کرے اور تمہارے بعد گمراہ نہ کرے۔ تمام لوگ چپ چاپ کلام حضرت سننے لگے۔ حضرت حضورؐ نے تھا اور اصحابؓ نے بھی گمراہ حضرت سے کہہ کر تے تھے۔ جب کلام تمام ہوا۔ ہر چند لوگوں نے ڈوبنا تھا مگر جناب حضرت کو نہ پایا۔



خطبہ امام حسن علیہ السلام احادیث معجزہ سے منقول ہے۔ جب جناب امیر نے دنیا سے حیات کی جناب امام حسن منبر پر گئے۔ اور خطبہ فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ تم سے اس شخص نے مفاہقت کی ہے۔ جس پر کمالات میں سابقین نے سبقت نہیں کی۔ اور ہدایت و یکر فرمایا۔ اہل اناس اس رات کو قرآن نازل ہوا۔ اور اسی رات کو عیسیٰ آسمان پر گئے۔ اور اس رات یوحنا بن زون شہید ہوئے۔ اور اس رات کو میرے باپ امیر المؤمنین شہید ہوئے۔ بخدا سو گند او صیائے گذشتہ اور آئندہ میں سے کوئی کوئی ہمانب ہیشت ان پر سبقت نہ کرے گا۔ اور جب رسول ان کو لڑائی پر بھیجتے تھے۔ اپنا علم ان کے ہاتھ میں دیتے تھے۔ جبرئیل ان کے داہنی طرف اور میکائیل بائیں جانب جاتے تھے۔ اور جب تک خدائے و نصرت نہ دیتا تھا۔ واپس نہ آتے تھے۔ طلا و لقرہ کچھ انہوں نے میراث میں نہیں جوڑا۔ مگر سلت سو درہم کہ ان کی عطا و بخشش سے زیادہ آتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اس سے ایک کینز اپنے اہل و عیال کے لئے خریدیں۔ اور ہدایت و یکر چاہتے تھے ایک کینز ام کلثوم کے لئے خریدیں۔ امیر المؤمنین کی مصیبت میں اہل شرق و غرب تعزیت میں ہیں۔ اور میں خدا سے اپنے والد کی مصیبت پر اپنے صبر میں مفاہقت پر حصہ طلب کرتا ہوں۔ اس کے بعد گریہ امام حسن پر اس قدر طاری ہوا کہ کلام ذکر کے اہل مسجد سے عدائے خودش بلند ہوئی۔ پس فرمایا: جو بھگے بھگتا ہے۔ ہمارے اور جو نہیں بھگتا۔ وہ ہمارے کہ میں ہی امیر محمد مصطفیٰ ہوں۔ میں ہی امیر شہید و زبیر ہوں۔ میں ہی امیر واعی ہوں۔ خدا ہوں۔ میں ہی امیر راج میر ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جسے خدا نے نعمتہ للعالمین کیا۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن سے خدا نے رحمت کو فرمایا۔ اور گناہوں سے پاک کیا۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن پر جبرئیل نازل ہوتے تھے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن کی مودت اور ولایت خدا لے واجب کی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ قل لا اسئلكم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی ومن یقترب حسنة فزد له فیہا حسنة۔ اور یہ مودت ہم اہل بیت کی ہے۔ پھر فرمایا مجھے میرے نانا رسول خدا نے خبر دی کہ بعد امیر المؤمنین کے میرے گیارہ جانشین ہوں گے۔ بڑے بڑے اہل بیت ہوں گے کہ وہ سب زہر یا شیشہ سے شہید ہوں گے۔ یہ ارشاد فرما کر منبر سے نیچے ٹھہرے۔ اور لوگوں نے حضرت سے بیعت کی۔ مگر وفانہ کی۔

## فصل پانچویں قصہ قتل ابن ملجم ملعون

حدیث معتبر میں امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ زین العابدین علیہ السلام قاتل نداد

صالح کیو چشم اور ولد الزنا تھا۔ اور امیر المؤمنین کا قاتل بھی ولد الزنا تھا۔ قبیلہ مراد کہتے تھے کہ ہم اس کے باپ کو نہیں پہچانتے تھے۔ اور اس کے نسب کو بھی نہیں جانتے تھے۔ اور حسین کا قاتل بھی ولد الزنا تھا کیونکہ یہ عیروں اور ان کی اولاد کو نہیں قتل کرتا۔ مگر ولد الزنا۔ قرب الاسناد میں بسند امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ جب ابن ملجم لعین کو امام حسنؑ پاس لائے۔ اس ملعون نے کہا میں نے خدا سے عہد کیا تھا۔ تمہارے باپ کو قتل کروں۔ اور اپنا وفا سے عہد کیا۔ اگر چاہو تو مجھے قتل کر ڈالو۔ اور چاہو عفو کرو۔ اگر عفو کرو گے تو میں معافیہ کو مار ڈالوں گا۔ اور تم کو اس شر و فساد سے راحت و آرام دوں گا۔ اور پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں جلد تجھے جہنم رواد کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس ملعون کو سامنے طلب کیا۔ اور اپنے دست مبارک سے اس لعین کو قتل کیا۔ کتاب فرحت العزیز میں روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن جعفر نے امام حسن سے اتنا س کی۔ کہ مجھے حکم دیجئے میں سے قصاص لوں۔ جب اجازت پائی۔ ایک سیخ آگ میں سرخ کر کے اس ملعون کی آنکھوں میں لٹوٹکی۔ بعد اس کے بالواجب اقسام عذاب اس ملعون کو قتل کیا۔ ایضاً۔ کتاب فرحت العزیز میں روایت کی ہے کہ جب امام حسنؑ کی خدمت میں اس ملعون کو لائے۔ اس نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ ایک بات آپ کے کان میں کہوں۔ حضرت نے الکار کیا۔ اور فرمایا۔ تو چاہتا ہے کہ سبب عداوت کے میرا کان اپنے دانتوں سے چا جائے۔ اس ملعون نے جواب دیا۔ بخدا اگر آپ مجھے احادیث دیتے تو میں آپ کا کان چل سے اکھاڑ لیتا۔ بعض کتب قدیمہ میں روایت کی ہے کہ جب رات کو جناب امیرؑ کو دشمن کیا اور صبح ہوئی۔ امام کلثوم نے امام حسنؑ کو قسم دی۔ کہ میں چاہتی ہوں قاتل پیدا ہوگا اور کو ایک سماعت زندہ نہ چھوڑو۔ یہ سن کر امام حسنؑ گھر سے باہر نکلے لائے۔ اور اپنے خواص۔ اصحاب و اعزہ کو جمع کیا اور قتل ابن ملجم میں مشورہ کیا عبد اللہ بن جعفر نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہاتھ پاؤں ناک کان اور زبان اس کے کاٹوں اور بعد اس کے قتل کروں۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ اول تیرا دل کرنا چاہیے۔ اور آخر کو آگ میں جلا دیا جائے۔ کسی نے کہا۔ اسے پھاڑی دے کر واصل جہنم کیا جائے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں اپنے پادریہ کو ارکان عمل میں لاتا ہوں۔ اور اسے ایک ضرب شمشیر سے قتل کرتا ہوں۔ بعد ازاں اس کے ہم پلیدہ کو آگ میں جلا تا ہوں۔ پس حکم دیا۔ کہ اسے دست بستہ حاضر کیا جائے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اسے دشمن خدا تو نے امیر المؤمنین اور امام المسلمین کو قتل کیا۔ اور دین میں فساد عظیم برپا کیا۔ یہ فوکر اس کو ایک فرست سے واصل جہنم کیا۔ اور بروایت دیگر اسے قتل کا حکم دیا۔ پس امیرؑ و خراسان و خلیفہ نے عرض کی کہ اس کا جسد پلیدہ مجھے دے دیجئے کہ میں اسے آگ میں جلا کر اپنے دل کی



کہ تیرے حبیب محمد مصطفیٰ کا حبیب اور خلیفہ اور وصی اور امین ہے ہوندا اور شتاب ہوتے ہیں۔ پس میں بھی زیارت علی سے شتاب اور بہرہ مند کر لہذا حق تعالیٰ نے امیر المؤمنین کی صورت اپنے ذہن انداز سے پیدا کی کہ ملائکہ شب و روز اس صورت کی زیارت کرتے اور ہر صبح و شام زیارت علی سے فیض یاب اور شتاب ہوتے ہیں۔ بعد اس کے جناب صادق نے فرمایا کہ جب ابن مہم بلعون نے سردار کے پر حضرت رگائی۔ آسمان بچم میں بھی اس صورت میں ان حضرت ظاہر فرما۔ ملائکہ ہر صبح و شام جب اس صورت کو مشاہدہ کرتے اور اس صورت کو دیکھتے ہیں۔ جناب امیر کے قاتل پر لعنت کرتے ہیں۔ بعد اس کے جب جناب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ ظالموں نے ملائکہ زمین پر آئے۔ اور ہم مبارک امام حسینؑ کو آسمان پر لے جا کر پہلوئے جناب امیرؑ میں رکھا۔ پس ملائکہ زیارت امیر المؤمنین کو جانتے ہیں۔ اور جناب امام حسینؑ کو خون آلودہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس وقت بڑی یاد اور امین زیادہ اور تمام امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرتے ہیں اور یہی حالت قیامت تک رہے گی۔ لہذا کہتا ہے کہ جب جناب صادق نے اس حدیث کو ارشاد کیا۔ فرمایا۔ یہ ہمارے اس علم سے ہے۔ جو کنون اور مخزون ہے۔ چاہیے کہ اس کو روایت نہ کرو۔ مگر اس شخص سے جو اس کی اہمیت رکھتا ہو۔



# باب چوتھا

## بیان تاریخ ولادت و شہادت ثانی امہ ہدی و قرۃ العین محمد مصطفیٰ امام حسن مجتہب علیہ التحیۃ والثناء

فصل پہلی۔ ولادت نور السعادت و اسم و لقب و کنیت و حلیہ و شمائل امام حسن کا بیان۔ شیخ مفید و طوسی اور اکثر علماء معتبرین نے ذکر کیا ہے۔ کہ ولادت باسعادت حضرت امام حسن ثنب سرخند نصف ماہ مبارک رمضان سال سوم ہجرت میں ہوئی۔ اور بعضوں نے سال دوم بھی لکھا ہے۔ اسم شریف آنحضرت حسن اور تدریت میں شرب ہے۔ اس لئے کہ شہر عرب لغت میں حسن کو کہتے ہیں۔ اور حضرت ہارون کے بڑے بیٹے کا نام شہر تھا۔ اور کنیت آنحضرت ابو محمد ہے۔ اور بعضوں نے ابو القاسم بھی کہی ہے اور لقبہاے آنحضرت سید سبط۔ امین۔ حجت۔ نقی۔ اشور کی۔ مجتہب و زاہد ہیں۔ ابن بابویہ نے بسندائے معتبر امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ حبیب امام حسن منولدا ہوئے۔ جناب سید نے جناب امیر سے کہا۔ اس فرزند کا نام رکھو۔ جناب امیر نے کہا میں نام رکھنے میں سبقت نہ کروں گا۔ پس امام حسن کو نہ دیکر طے میں پاپٹ کر خدمت ہارکت حضرت رسول میں لائے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ زور و کپڑا نہ پہناؤ۔ بلکہ سفید کپڑا پہناؤ۔ جو وہ دیکر اپنی زبان امام حسن کے منہ میں دی۔ امام حسن زبان آنحضرت جو ستے تھے۔ پھر جناب امیر سے پوچھا۔ اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے۔ کہا جناب امیر نے مجھے نام رکھنے میں آپ پر سبقت کرنا منظور نہیں پس حضرت رسول نے فرمایا۔ میں بھی اس فرزند کا نام رکھنے میں اللہ تعالیٰ سے سبقت نہیں کر سکتا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی فرمائی کہ محمد کے یہاں ایک فرزند منولدا ہو رہا ہے۔ اسے جبرئیل حاکم ان سے میرا سلام کہہ دو۔ اور تمہیں بت دیا کہ اس کا نام رکھو۔ علی ابن ابی طالب تم سے نسبت میں بمنزل ہارون نسبت موسیٰ میں۔ لہذا اس فرزند کو باسم پسر ہارون مسمیٰ کرو۔ جب جبرئیل نازل ہوئے۔ آنحضرت نے کہا۔ اے جبرئیل اسم پسر ہارون کیا تھا۔ جبرئیل نے کہا۔ اس کا نام شہر تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ حسن نام رکھیے۔ پس حسن نام رکھا۔ کہ لغت عربی بن معنی شہر ہے اور حبیب امام حسین پیدا ہوئے۔ حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی فرمائی کہ ایک فرزند

محمد کے ماں پیدا ہوا ہے۔ جاؤ اور سب کباب دیکر کہو کہ علیؑ تم سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ ہے پس علیؑ کے دوسرے فرزند کو ہارون کے دوسرے فرزند کے نام کے ساتھ سمجھی کرو۔ جب جبرئیل نازل ہوئے۔ اور بعد تہنیت پیغام ملک علام حضرت خیر الامام کو پہنچایا۔ حضرت نے کہا۔ اس فرزند کا نام کیا تھا۔ جبرئیل نے کہا۔ شبیر نام تھا۔ حضرت نے ارشاد کیا۔ میری زبان عربی ہے جبرئیل نے کہا۔ حسین نام رکھیے کہ بمعنی شبیر کے ہے۔ پس حسین نام رکھا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ اسماء بنت عمیس نے کہا جب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ میں ان کی حایہ بختی۔ پس جناب رسول خداؐ تشریف لائے۔ اور کہا۔ اسے اسماء میرے فرزند کو لاؤ۔ امام حسنؑ کو میں حاضر دوز میں لپیٹ کر لائی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں نے تم کو منع نہیں کیا کہ جو فرزند پیدا ہو۔ اسے رد کپڑے نہ پہناؤ۔ پھر حسنؑ کو سفید کپڑے پہنا کر حضرت کی خدمت میں لے گئی۔ آنحضرتؐ نے حسنؑ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور جناب امیرؑ سے پوچھا۔ اس کا کیا نام رکھا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت میں نے اس فرزند کے نام رکھنے میں آپؐ سبقت نہیں کی۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ اس کا نام حرب رکھوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں بھی اس فرزند کا نام رکھنے میں سبقت نہیں کروں گا۔ اس وقت جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ حق تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے۔ اس فرزند کا نام ہارون کے بیٹے کا رکھو۔ پس حضرت نے حسنؑ نام رکھا۔ جب ساتواں دن ہوا۔ حضرت نے دو اہلین کو سفند حقیقہ میں فزح کئے۔ اور اسماء بنت عمیس دایہ کو ایک دان اور ایک مشرفی عطا فرمائی۔ اور امام حسنؑ کے سر مبارک کے بال کٹوا کر برابر چاندی کے تصدق کر دیئے۔ اور امام حسنؑ کے سر مبارک پر خلوق کہ ایک خوشبو ہے لگائی۔ اور فرمایا اسے اسماء خون حقیقہ بچہ کے سر پر ملنا۔ ....

اس نے کہا۔ بعد ایک سال کے امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا اسے اسماء میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ۔ پس میں امام حسینؑ کو سفید کپڑے پہنا کر حضرت کی خدمت میں لائی۔ آنحضرتؐ نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اپنے دامن میں لے کر رونے لگے۔ اسماء نے کہا۔ یا حضرت آپ پر سے میرے ماں باپ قرآن ہوں۔ آپ کیوں روتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے اسماء باغی اور ظالم بعد میرے اس فرزند کو تشہید کریں گے۔ خدا میری شفاعت ان ظالموں کے حق میں قبول نہ فرمائے۔ پھر ارشاد کیا۔ اسے اسماء یہ جو غافلہ سے میان دکھنا کیونکہ یہ فرزند ابھی متولد ہوا ہے۔ اس غم و مصیبت کا سننا اسے مضر ہوگا۔ پھر جناب امیرؑ سے کہا۔ اے علیؑ تم نے اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا حضرت اس فرزند کا نام رکھنے میں۔

میں نے آپ سے سبقت نہیں کی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں بھی اپنے پروردگار پر سبقت نہ کروں گا۔  
 ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ خداوند علی اعلیٰ نے آپ کو سلام کہا۔ اور فرمایا۔ اپنے اس فرزند  
 کا نام مثل اہدق کے چھوٹے فرزند کے رکھو۔ پس آنحضرت نے حسین نام رکھا۔ اور بعد ہی ختم دو گوشت  
 عقیقہ ذبح کئے۔ اور قلیلہ کو ایک دان اور ایک دینار عطا کیا اور بل منورہ کو ہر دن ان کے چاندی تصدق  
 فرمائی۔ اور پھر استرا اس پر ملا۔ اور فرمایا۔ فعل جاہلیت ہے۔ ایضا امام رضا سے روایت ہے۔ کہ امام حسن  
 اور حسین میں بقدر مدت عمل حاصل تھا۔ اور احادیث معتبرہ فریقین نے جناب رسول خدا سے روایت  
 کی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ میں نے حسین اپنے دو نو فرزندوں کو بنام شیر و شبیر دو سپہ سالاروں  
 واسطے ان کی کرامت و بزرگواری کے۔ جو بارگاہ خدا میں ہے۔ صحنی کیا اور بروایت دیگر فرزند ان فاطمہ کا  
 حسن حسین و محسن جو شکم فاطمہ میں شہید ہوا۔ ماہم سرسبز ان ہارون شیر و شبیر و شہر نام رکھا۔ اس لئے کہ  
 علی بن ابی طالب ہارون ہے۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے بسند معتبرہ امام جعفر صادق خداوند عالم نے جناب  
 رسول خدا کے لئے نام امام حسن کا موعود ہے جو ہمیشہ ہدیہ بیجا اور آنحضرت نے امام حسین کا نام امام حسن کے نام  
 نقش تکمیل حضرت امام حسن علیہ السلام۔ سے متفق فرمایا۔ ایضا امام رضا سے روایت کی  
 ہے کہ نقش جناب امام حسن العزیز علیہ السلام اور بروایت دیگر الحمد للہ تھا۔ اور بعض کتب معتبرہ میں  
 روایت ہے کہ امام فضل مذکور عباس نے خدمت حضرت رسول میں عرض کیا۔ میں نے خواب میں  
 دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک کا ٹکڑا میرے دامن میں بیٹھا۔ آنحضرت نے فرمایا انشاء اللہ فاطمہ کے  
 ہاں فرزند پیدا ہوگا۔ اور تم اس کی تربیت کرو گی۔ پس جس دن امام حسن متولد ہوئے۔ آنحضرت نے  
 انھیں کی گود میں دیا۔ اور کہا کہ تم فرزند عباس کا دو دو اسے پاؤ۔ قطب ماوردی نے جناب صادق  
 روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا فرزند ان شیر خوار فاطمہ پاس آئے۔ اور اپنا آب دہان مخرج  
 فرزندوں کے منہ میں ڈالتے اور فاطمہ سے فرماتے تھے تم ان دونوں کو دو دو دو۔ ابن شہر آشوب  
 نے کتب مخالفین سے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ ایک راہب اونٹ پر سوار مدینہ میں آیا۔ اور  
 کہا مجھے خاتہ فاطمہ تباہ و جب در دولت پر پہنچا۔ کہا اسے فاطمہ اپنے دونوں فرزندوں کو بچھے دکھاؤ۔  
 جناب فاطمہ نے حسین کو دکھانے کو بھیجا۔ راہب نے وہ دونوں شاہزادوں کو پہلے کہا اور وہ کہنے  
 لگے ان دونوں کے نام تو ریت میں شبیر و شبیر اور انجیل میں طاب و طیب ہیں اور اس کے جناب  
 رسول خدا کے اوصاف دریافت کئے اور مطابقت ان اوصاف کے جو کتب میں اس نے پڑھے تھے۔  
 شہادت دی اور مسلمان ہوا۔ ایضا ایک گروہ سے روایت ہے کہ حسین سے پہلے اور کوئی ان

نام بزرگوار سے سبھی نہیں ہڑا تھا۔ اور یہ ان کے معجزات سے ہے جس طرح کوئی بائم محمد و علیؑ  
 سبھی دہوا تھا اور خدا تعالیٰ کی بی بی میں فرماتا ہے کہ ہم نے پہلے اس کے ہننام اس کا کسی کو فرما نہیں  
 دیا۔ کتاب بیرون المعجزات میں روایت ہے کہ حسینؑ ران چپ فاطمہ سے پیدا ہوئے۔ اور عیسیٰ ران  
 بیان حقیقہ امام حسنؑ۔ راست مریم سے ہوئے۔ کلینی نے بسند ثانیہ صحیح جناب صلوق  
 سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ نے برفہ ہفتم ولادت حسینؑ میں دھا حقیقہ میں فرم کیا۔ اور حسین  
 کے سر کے بال مونڈے اور بون مالوں کے چاندی تصدق فرمائی۔ اور چند املاویش دیگر میں جناب صادق  
 سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے حقیقہ حسینؑ میں منڈھا فرمایا کیا۔ یہ دعا  
 پڑھی۔ **بِسْمِ اللّٰهِ عَقِيْقَةُ عُثْمَانَ الْحَسَنِ وَالْحَسْرَةَ عَظَمَاهَا بِعَظْمِهِ وَحَمْدَهُ اَبَايَمُّهُ وَوَدَّعَاهَا  
 بِدَمِهِ وَيَشْعُرُهَا بِشَعْرَةِ النَّوْمِ اَجْعَلْهَا وَقَاءً لِّحَمْدِ وَاللّٰهِ اَيْضًا بِسُنْدَانِيَّةٍ مَّعْتَرَةٍ**  
 امام رضا سے روایت ہے کہ جب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ جبرئیلؑ ہر دو تمام تہنیت کو آئے اور آنحضرتؐ سے  
 کہا۔ اے محمدؐ اپنے فرزند کا نام اور کنیت رکھو۔ اور سر کے بال مونڈو اور ایک حقیقہ فرم کر دو۔ اور اپنے  
 فرزند کا کان چھیدو اور حبيب امام حسینؑ متولد ہوئے۔ پھر جبرئیلؑ آئے اور وہی احکام لائے۔ اور پھر  
 آنحضرتؐ نے تمبیل کی۔ اور فرمایا دو گیسو بائیں طرف سر پر رکھو اور سوراخ داہنے کان کی لومیں کیا۔ اور  
 بائیں کان میں اوپر کی طرف سوراخ کیا۔ اور دوسری روایت میں وارد ہے کہ وہ دو گیسو درمیان سر رکھے تھے۔  
 اَيْضًا بِسُنْدِ مَعْتَبَرِ اِمَامِ مُحَمَّدٍ بِاَقْرَبِ رُوَايَاتٍ كِيْ يَحْتَمِلُ كَيْ جَبَّ جَنَابِ رَسُوْلِ خُدَا كُو شَبِّ مَوْرَجٍ لَمَّ يَكُوْ-  
 حضرت نے زمین پر دس رکعت نماز ادا کی۔ امدان میں سے نماز ہائے واجب دو رکعت تھی اور جب حسینؑ  
 متولد ہوئے۔ ان دو رکعت بزرگ کے شکرہ میں سات رکعت اور اضافہ کی اور خدا نے اجازت دی۔  
**بِاِيَانِ حَلِيَّةٍ مَّبَارِكَةٍ اِمَامِ حَسَنِؑ**۔ کشف الغمہ میں روایت ہے کہ رنگ مبارک امام حسنؑ مرغ و سفید  
 تھا۔ اور چشم ہائے مبارک کشادہ اور بہت سیاہ تھیں۔ اور رخسارہ مبارک ہموار تھے۔ اور بچے نہ تھے۔ اور  
 ایک خطہ بال ایک درمیان شکم مبارک تھا۔ اور ریش مبارک بہت گھنی تھی۔ اور سر کے بال بڑے رکھتے  
 تھے۔ اور گردن مبارک نور و صفایں مثل شمشیر نظر تھی جس پر صیقل کیا ہوا۔ اور سر ہائے استخوان خند  
 تھے۔ اور درمیان دو شہنائے مبارک کشادہ اور بلند تھا۔ اور تمام خلایق سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اور  
 سماہ خضاب فرماتے تھے۔ بال گھنہ مگر والے تھے۔ اور حرم شریف نہایت لطیف تھا۔ اَيْضًا۔ جناب ہمیر  
 سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ اور علیؑ حضرت رسولؐ سے یہ نسبت تمام خلایق کے بہت شیبہ تھے۔  
 اور امام حسینؑ انہ سر تا پا شیبہ جناب رسول خداؐ تھے۔



## فصل دوسری، بیان فضائل امام حسنؑ

ابن ابیہر وغیرہ نے کتب معتبرہ مخالفین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا: بروقتیا  
 عرش الہی کو ہر زینت سے مزین کریں گے۔ اور دو منبر لہ کے لائیں گے۔ ان کا طول ایک سو میل کا ہوگا۔  
 کہ ہر ایک میل ثلاث فرسخ کا ہے۔ پھر ایک منبر جانب راست عرش اور دوسرا جانب چپ رکھیں گے۔ پس  
 حسینؑ کو لائیں گے۔ ایک منبر پر حسنؑ اور دوسرے پر حسینؑ بیٹھیں گے۔ اور خدا اپنے عرش کو ان سے مزین  
 کرے گا۔ جس طرح حوریت وہ گو شواہہ سے اپنی زینت کرتی ہے۔ ایضاً مخالفین سے روایت ہے کہ ایک  
 مرد عراقی عبداللہ بن عمرؓ آیا۔ اور پوچھا۔ اگر کوئی شخص حالت احرام میں ایک پتھر کو مارے اس کا کیا  
 حکم ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ دیکھو یہ شخص آیا ہے۔ اور خون پیشہ سے سوال کرتا ہے۔ ان لوگوں نے فرزند  
 رسولؐ کو شہید کیا۔ اور میں نے جناب رسولؐ خدائے متعالیٰ سے فرماتے تھے۔ حسینؑ دنیا میں میرے باغ کے  
 دو پھول ہیں۔ محبتین فریقین نے بسند ہائے معتبرہ روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا: حسینؑ  
 سید جوانان بہشت ہیں۔ اور روایات متعددہ میں مخالفین سے مذکور ہے کہ ان کا پدہ ان سے بہتر ہے۔  
 ایضاً بطریق فریقین منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میں نے حسنؑ کو اپنا علم و جہالت دی۔ اور  
 حسینؑ کو جو روح و رحمت اپنی بخشی۔ ابن ابیہر نے اد طریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ ابن عمرؓ نے کہا ہے۔ کہ  
 حسینؑ کے پاس دو تونڈ تھے جن میں بیڑاٹھے ہالی جبرئیل سفید بھرے ہوئے تھے۔ ایضاً ابن ابیہر وغیرہ نے  
 کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ کہ جناب ناظمہ مرض حضرت رسولؐ میں حسینؑ کو آنحضرتؐ پاس  
 لائیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہؐ آپ کے فرزند ہیں۔ کچھ ان کو میراث میں دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔  
 حسنؑ اس کو میں نے اپنی بزرگواری و ہیبت، دی۔ اور حسینؑ کو اپنی بجزات و بخشش۔ و بہروایت دیگر اپنی  
 سخاوت و شجاعت بخشی۔ ابن ابیہر نے بسند معتبرہ امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسولؐ نے  
 فرمایا: فرزند ہر شخص کا پھول ہے۔ اور میرے دو پھول دنیا میں حسینؑ ہیں۔ ایضاً بسند معتبرہ روایت کی  
 ہے کہ جناب رسولؐ نے فرمایا: حسینؑ بعد میرے اور بعد اپنے باپ کے بہترین اہل زمین ہیں۔ امدان کی  
 ملا بہترین زمان اہل زمین ہے۔ شیخ طوسیؒ وغیرہ نے بطریق مخالفین ابیہر سے روایت کی ہے کہ جناب  
 رسولؐ نے فرمایا: جس نے حسینؑ کو دوست رکھا۔ تمہیں اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے  
 ان کو دشمن رکھا۔ اس نے مجھے دشمن رکھا۔ کتاب کفایہ میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حسینؑ

سے فرمایا تم دو دنوں میرے بعد امام ہو۔ اور بہترین جوانان بہشت ہو۔ اور گناہوں سے معصوم ہو۔ خدا تمہاری حفاظت کرے۔ اور جو تم سے دشمنی کرے ان پر خدا لعنت کرے۔ ابن ماجہ نے ابو یوسف اور شیخ طوسی نے ضمیر علی وغیرہ نے بسندائے بسیار روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا نے حسین سے فرمایا۔ آپس میں کشتی لڑو۔ اور اے حسن تم حسین کو زمین پر گرادو۔ جناب فاطمہ نے کہا۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ کس طرح بڑے فرزند کو چھوٹے پر جرات دیتے ہیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ ہم من کو اور جبرئیل سین کو تو میں کہتے ہیں۔ کشف الغمہ میں کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ کہ آل محمدؐ پاس ایک چادر تھی وہ تھی۔ جب جبرئیل آتے تھے۔ ان کے لئے بچھاتے تھے۔ جبرئیل اس چادر پر بیٹھتے تھے۔ اور سوائے جبرئیل کے کوئی اس پر نہ بیٹھا تھا۔ اور جب جبرئیل آسمان پر جاتے تھے۔ اس چادر کو آل محمدؐ اٹھالیتے تھے۔ اور جبرئیل جب پروردگار کے پاس جاتے تھے۔ ان کے رزق سے درجہ جو ہر وقت تھا۔ پس جناب رسول خدا ان رزق کو جمع کرتے تھے۔ اور توہین میں حسین کے رکھتے تھے۔ ایضاً کتاب عبید اللہ لیا۔ میں روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ امام حسن کو اپنے دو پیش مبارک پر سوار کئے فرماتے تھے جو مجھے دوست رکھے لازم ہے اس فرزند کو دوست رکھے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ ابو ہریرہ نے کہا میں حسین وقت امام حسن کو دیکھتا ہوں۔ انکو میری آنکھوں سے جاری ہونے ہی۔ اس لئے کہ میں ایک سزا خانہ تھا۔ امام حسن دوڑنے آئے۔ اور جناب رسول خدا کی گود میں بیٹھ گئے۔ پس حضرت نے اپنے فرزند کا منہ کھولا۔ اور اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ کر فرمایا۔ خداوند میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ جو اسے دوست رکھے میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ اور تین مرتبہ اس سخن کو فرمایا۔ ابن ماجہ نے بسندائے معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ ایک رات جناب حسینؑ جناب رسول خدا کے گھر میں کھیل رہے تھے۔ یہاں تک کہ غلوڑ سی رات گذر گئی۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اپنی ماں پاس جاؤ۔ جب گھر کے باہر گئے ایک برق نور ان کے سامنے ظاہر ہوئی۔ اور اس کی روشنی میں دو دروں شاہزادے اپنی ماں پاس گئے۔ جب جناب رسول خدا نے وہ حالت مشاہدہ فرمائی۔ کہا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے ہم اہل بیت کو گرامی اور بندگ فرمایا۔ ابن ماجہ نے بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے علیؑ تمھارا وہ فرزند یعنی حسینؑ نے فاضل کر دیا ہے کہ بعد ان کے دوسرے کو دوست رکھو۔ کہ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کو دوست رکھوں اور ہر روایت دیگران بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ عمران بن حصین نے کہا۔ ایک روز جناب رسول خدا نے مجھ سے فرمایا۔ کہ ہر چیز کے لئے آدمی کے دل میں ایک محل و منزل ہے۔ اور کوئی چیز

میرے دل میں نہیں۔ مگر مثل محبت حسنینؑ عمران نے کہا۔ آپ اس قدر حسنینؑ کو دوست رکھتے ہیں انھیں  
 نے فرمایا اے عمران جو کچھ تو نہیں جانتا ہے اس سے بھی زیادہ ہے تحقیق کہ خدا نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا  
 ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسول خداؐ نے بدوستی و محبت حسنینؑ  
 حکم دیا ہے۔ پس میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جو ان کو دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔  
 اس لئے کہ رسول خداؐ ان کو دوست رکھتے تھے۔ ایضاً۔ روایت ہے کہ ابن مسعود نے کہا۔ میں نے رسول  
 خداؐ سے سنا کہ جو مجھے دوست رکھے۔ چاہے کہ حسنینؑ کو بھی دوست رکھے۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے ان  
 کی دوستی کا بھی حکم دیا ہے۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام محمدؒ باقر سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے  
 فرمایا جو عروۃ الوثقیٰ سے متمسک ہو یا چاہے کہ خدا نے ان کے لئے قرآن میں حکم فرمایا ہے کہ وہ کسی ٹٹنے  
 والی نہیں۔ پس علیؑ اور حسنینؑ کو دوست رکھے۔ تحقیق ان کو اپنے عرشِ عظمت و جلال پر دوست  
 رکھتا ہے ایضاً۔ جناب عمارق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو کوئی حسنینؑ کو  
 دوست رکھے گا۔ بروز قیامت اس کے چہرے کا گوشت بھڑا ہو گا۔ اور میری شفاعت اس کو نصیب  
 نہ ہو گا۔ ایضاً۔ بسند صحیح حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ نے  
 حسنینؑ کے ہاتھ اپنے دست مبارک میں لئے اور فرمایا جو کوئی ان دو فرزندوں اور ان کے من باپا  
 کو دوست رکھے۔ پس وہ روز قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو گا۔ شیخ مفید نے بطریق مخالفین  
 روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو شخص حسنینؑ کو دوست رکھے۔ میں اس کو دوست رکھتا  
 ہوں۔ اور جسے میں دوست رکھتا ہوں۔ خدا سے دوست رکھتا ہے۔ اور جسے خدا دوست رکھے۔ اس کو دخل  
 بہشت کرنا ہے۔ اور جو شخص حسنینؑ کو دشمن رکھے۔ میں اس کو دشمن رکھتا ہوں۔ اور جسے میں دشمن رکھوں۔ خدا  
 اُسے دشمن رکھتا ہے۔ اور جسے خدا دشمن رکھے۔ اس کو داخل جہنم کرتا ہے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی  
 ہے ایک روز جناب رسول خداؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ حسنینؑ آئے اور پشت آنحضرتؐ پر سوار ہوئے ہر سجدہ  
 سے اٹھایا۔ نہایت لطف و مہربانی سے حسنینؑ کو سنبھالے رہے۔ پھر سجدہ میں گئے پھر حسنینؑ سوار ہو  
 گئے۔ سجدہ آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے۔ دونوں صاحبزادوں کو زانوؤں پر بٹھایا۔ اور فرمایا جو مجھے دوست  
 رکھے اسے لازم ہے کہ میرے ان دونوں کو دوست رکھے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی ہے کہ جناب  
 رسول خداؐ نے فرمایا حسنینؑ کو گوارا عرش میں۔ اور فرمایا بہشت نے خدا سے کہا مجھ میں تو نے بدحوں  
 اور محتاجوں کو ساکن کیا ہے۔ خدا نے بہشت کو ندا فرمائی۔ آیا تو راضی نہیں کہ میں نے تیرے ارکان کو حسنینؑ  
 سے زینت دی ہے۔ پس بہشت نے ملا کہا جس طرح عروس تاد کرتی ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ

امام حسنؑ اور امام حسینؑ صبح کو پیادہ پا جاتے تھے اور راہ میں جو ان کو پیادہ دیکھتا تھا خود بھی سواری سے اتر کر پیادہ ہو جاتا تھا پس بعض لوگوں پر گراں گذرا اور سعد بن ابی وقاص سے کہہ کر ہم پر پیادہ چلنا دیکھا رہے۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم سواری میں۔ اور یہ دو بزرگ پیدل چلیں۔ پس سعد نے یہ کیفیت امام حسنؑ سے عرض کی کہ آپ جس سواری میں حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کہ ہم نے زندگی بے کہ پیادہ چلیں اور سواری نہ ہوں۔ لیکن ہم دوسری راہ سے جاؤ گے کہ لوگوں پر گراں نہ گذرے۔ شیخ مفیدؒ نے بسند مستخرجاً عن ابی عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ بام تشریف لائے۔ اور مسنینؑ کے ہاتھ اپنے دست ہائے مبارک میں لیے ہوئے تھے۔ پس فرمایا۔ ان دو فرزند کو بچپن میں میں نے تربیت کی۔ اور ہدیگی میں ان کے لئے دعا کی۔ اور خدا سے تین خصلتوں کا ان کے لئے خواستگار ہوا۔ دو خصلت مجھے عطا کیں اور تیسری سے منہ کیا میں نے خدا سے سوال کیا۔ کہ انہیں گناہوں اور عیبوں سے ظاہر و مطہر و اخلاق ذمیرہ سے پاکیزہ کرے۔ پس خدا نے قبول فرمایا۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ ان کو اور ان کی نذیرت کو۔ اور ان کے شیعوں کو آتش جہنم سے محفوظ رکھے۔ پس خدا نے قبول کیا۔ پھر میں نے خدا سے سوال کیا کہ میری امت کو ان دونوں فرزندوں کی محبت پہنچ کرے۔ پس خدا نے فرمایا۔ اے محمدؐ میں نے حکم کیا ہے کہ جو حق حکم کرنے کا ہے۔ اور امر و نہی کرنے میں۔ جو حق تقدیر ہے۔ تحقیق کہ تمہاری امت کے بعض لوگ تمہارے عہد کو بہود و نصاریٰ و مجوس کے حق میں وفا کریں گے۔ اور تمہارے عہد و پیمانہ و ایمان کو تمہارے فرزندوں کے حق میں توڑ ڈالیں گے۔ تحقیق کہ میں نے اپنے اوپر واجب کیا ہے کہ جو کوئی ایسا کرے۔ اس کو اپنے محل کر امت میں نہ آنے دوں گا۔ اور داخل بہشت نہ کروں گا۔ اور اس پر نظر رحمت بروز قیامت ذکر کروں گا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ سے پوچھا۔ آپ اپنے اہل بیت میں سے زیادہ تر کس کو دوست رکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ کو۔ ایضاً بطریق مخالفین ابن مسعود و ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ ایک روز جناب رسول خداؐ تشریف لائے اور مسنینؑ کو اپنے دوست ہائے مبارک پر سوار کئے ہوئے تھے تبھی امام حسنؑ کو اور کبھی امام حسینؑ کو پیار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت علیؑ سے قریب پہنچے۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ جو ان کو دوست رکھے اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جو ان کو دشمن رکھے اس نے مجھے دشمن رکھا۔ ایضاً روایت کی ہے۔ ایک سال پانی کم ہوا۔ اور تشنگی مسلمانوں پر غالب ہوئی۔ پس جناب فاطمہؑ حسنینؑ کو خدمت آنحضرتؐ میں لائیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ! ان بچوں کو تائب نہ کیں۔ یہ سن کر حضرت نے امام حسنؑ کو بلا لیا۔ اور زبان مبارک ان کے منہ میں دی اور وہ چوسنے لگے۔ یہاں تک کہ میرا ب ہو گئے۔ پھر امام

حسین کو بلا یا اور زبان مہجر نشان ان کے منہ میں دی۔ اور وہ بھی سیراب ہو گئے۔ ایضاً۔ جناب امیر سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور ہائے مہلک ہمارے محراب میں داخل کئے جس نے پانی مانگا حضرت اٹھے اور گو سفند پاس گئے کہ دو دو زیتنی تھی۔ اور اپنے دست مہلک سے دو دو حسن کے لئے دیا۔ اور کانسہ دو دو کا حسن کر دے دیا۔ حسینؑ نے چاہا کہ کانسہ دو دو کا حسن سے لیں۔ حضرت نے منع کیا۔ فاطمہؑ نے کہا: گویا حسنؑ کو آپ حسینؑ سے زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ بلکہ میں اول چونکہ حسنؑ نے پانی مانگا تھا۔ میں نے چاہا کہ وہ پانی پی لیں۔ تحقیق کہ ہم اللہ تم اللہ دونوں کو دیدہ میرے اللہ علیؑ ہر روز قیامت ایک درجہ میں ہونگے۔ ایضاً۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نے رسول خداؐ کو دیکھا کہ آپ حسینؑ کے منہ کو جس طرح کوئی میوہ جو سے جو سے دہے تھے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خداؐ نے منبر پر صوائے گویا حسینؑ منیٰ متا بہ منبر سے نیچے آئے اور ہا کر ان کو چپ کیا اور پھر کہ ارشاد فرمایا کہ صوائے گویا حسینؑ سے میں ایسا جیتاب ہوا کہ گویا عقل محمدؐ سے ہر طرف ہو گئی۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ منبر پر تھے۔ اور حسینؑ مسجد میں آئے۔ کپڑے رنگین پہننے تھے۔ کبھی اٹھتے تھے۔ کبھی گرتے تھے۔ جب حضرت کی نظر ان پر پڑی۔ منبر سے نیچے آئے حسینؑ کو گود میں لے لیا۔ اور لاکر اپنے سانسے بٹھایا۔ اور فرمایا: میرے فرزند میرے بارہ جگر ہیں۔ کہ زمین پر چلتے ہیں۔ ایضاً بطریق بسیدہ جامہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت ہجرت فرمایا۔ خدا نے ذریت ہر ہجرت کی اس کے سلب سے ظاہر کیا۔ اور ہر غصص کی بیٹی کے فرزند اپنے باپ سے منسوب ہوتے ہیں۔ اور میری ذریت علیؑ سے ظاہر فرمائی۔ فرشتوں نے فاطمہؑ میں ان کا باپ ہوں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا: حسینؑ درمیان امت میری لغت ہیں۔ ایضاً۔ جامہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں حضرت رسولؐ کی خدمت میں گیا۔ دیکھا کہ حسینؑ کو اپنی پشت مبارک پر سوار کئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں تمہارا اونٹ اچھا ہے اور تم سوار بھی اچھے ہوئے۔ اور تمہارا باپ تم سے بہتر ہے اور اس حدیث کو بسیدہ نے منبر بسیدہ مخالفین نے بھی جناب رسول خداؐ سے نقل کیا ہے۔ بیان تسبیح انگور و انار۔ ایضاً تفسیر نقلی میں امام محمد باقر سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ ہمید ہوئے۔ پس جبرئیل ایک طبق انگور و انار بہشت سے حضرت کے لئے لائے جب حضرت نے چاہا تناول کریں حضرت کے ہاتھ میں میوے تسبیح کہی پس حسینؑ آئے اور وہ میوہ تناول کیا۔ اور ان کے ہاتھوں میں بھی میوہ نے تسبیح کہی پس جناب امیر آئے اور وہ میوہ تناول کیا۔ اور جناب امیر کے ہاتھ میں بھی میوہ نے تسبیح کہی۔ بعد ازاں ایک شخص اصحاب میں سے آیا۔ اٹھا کہ چاہا کہ

کھائے۔ اس روز نے اس کے ہاتھ میں تسبیح نہ کی۔ جبریل نے کہا۔ یہ وہ طعام ہے کہ اس میں سے  
 نہیں کھاتا۔ مگر پیغمبر یا وحی یا اس کے فرزند۔ ایضاً۔ امام رضا سے روایت ہے کہ کسی عید پر  
 جامہ لائے بہشت تختہ حسنینؑ۔ حسنینؑ پاس کپڑے دیکھے۔ پس حسنینؑ اپنی ماں پاس آئے  
 اور کہا۔ سب اطفال مدینہ نے ہمارے بغیر زینت کی ہے۔ آپ ہمیں کیوں مزین نہیں کرتیں۔  
 جناب فاطمہؑ نے کہا۔ تمہارے کپڑے دزدی کے پاس ہیں۔ جب وہ لائے گا۔ میں تم کو پہنا دوں گی۔  
 جب شب عید ہوئی۔ دوسری دفعہ حسنینؑ اپنی ماں پاس آئے۔ اور کپڑے مانگے۔ جناب فاطمہؑ نے  
 لگیں۔ اور پھر وہی جواب دیدار لے کر جب اور حیرا ہوا۔ کسی نے دروازہ کھٹکھا۔ جناب فاطمہؑ  
 نے کہا۔ کون ہے۔ اس نے کہا۔ اے دختر رسول خداؐ میں دزدی ہوں۔ اور آپ کے فرزندوں  
 کے کپڑے لایا ہوں۔ جناب فاطمہؑ نے دروازہ کھولا۔ ایک شخص نہایت باجالات و مہابت و کوفی منظر  
 گھٹری کپڑوں کی جناب سیدہ کو دے کر چلا گیا۔ جناب فاطمہؑ جب گھر میں آئیں اور گھٹری کھولی  
 اس میں دو پیرا ہن اور دو کیرتے اور دو زیر جامہ اور دو چادریں اور دو عمامے اور دو موڑے مسیحا  
 کہ عقب ان کا پوست مرغ سے تھا۔ دیکھے۔ پس حسنینؑ کو جگایا۔ اور کپڑے ان کو پہنائے۔ ناگاہ  
 حضرت رسول خداؐ تشریف لائے اور حسنینؑ کو مزین کیا ہوا دیکھ کر گود میں لے لیا۔ اور پیادہ کر لے گئے۔  
 پھر جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ اے فاطمہ دزدی کپڑے دے گیا۔ کہا۔ ہاں۔ یا رسول اللہؐ۔ آپ نے جو کپڑے دزدی  
 کے ہاتھ بھیجے تھے۔ وہ دے گیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ وہ دزدی نہ تھا۔ بلکہ رضوان خاندان بہشت تھا۔  
 جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آپ کو کس نے خبر دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ رضوان اسمان پر کھلے  
 قصہ جام بلور سرخ لبریز مشک و عنبر۔ سے پہلے مجھے خبر دے گیا۔ ایضاً۔ بسند مخالفین  
 ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم حضرت رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ جبریل  
 آئے۔ اور ایک جام لبریز سرخ بلور مشک و عنبر سے لائے اور کہا۔ السلام علیک یا محمدؐ حتی تعالیٰ آپ کو  
 سلام فرماتا ہے۔ اور اس جام کو تحفہ دیتا ہے اور حکم کرتا ہے۔ یہ جام علیؑ اور ان کے دو فرزند کو تحفہ دو۔  
 جب جام جناب رسول خداؐ کے ہاتھ میں آیا۔ اور بقدرت خداؐ گویا ہوا۔ اور تین مرتبہ لا الہ الا اللہ  
 اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ پس زبان فصیح کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ طاماً انزلنا  
 علیک القرآن لتشقی۔ جناب رسول خداؐ نے سونگھا۔ اور بسم تحفہ جناب امیرؑ کے ہاتھ میں  
 دیا۔ جب وہ جام دست مبارک امیر المؤمنینؑ میں آیا۔ گویا ہوا۔ اور کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔  
 ما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتو

الزکوٰۃ وھم راكعون۔ پس جناب امیر نے سوگھا، اور بسم تحفہ امام حسن کو دیا۔ عام ان کے ہاتھ میں آیا۔ اور گویا ہوا، اور کہا۔ عہدیتساثلون معن النباء العظیم الخی ہم فیہ مختلفون۔ پس امام حسن نے سوگھا، اور بسم تحفہ امام حسین کو دیا۔ جب امام حسین کے ہاتھ میں وہ عام آیا، گویا ہوا، اور کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قل لا آسفکم علیہ اجزا الا المود لا فی الصری۔ امام حسین نے رسول خدا کو واپس دیا، پھر وہ عام گویا ہوا۔ نسوس السحوات والارض تا آخر آیت پڑھ کر حضرت کے دست مبارک سے غائب ہو گیا، معلوم نہ ہوا۔ آسمان پر چلا گیا۔ یا زمین کے امیر۔ ایضاً۔ کتاب عملیۃ الاولیاء و مست احمد و کتب متعددہ میں اہل سنت نے روایت کی ہے۔ ایک روز رسول خدا پر حالت نزول وحی غافل ہوئی، اور جب آثار وحی منقطع ہوئے، ارشاد کیا۔ ایک فرشتہ آیا کہ پہلے اس کے ہرگز زمین پر نہ آیا تھا، اس نے خدا سے اجازت چاہی کہ مجھ پر سلام کرے اور لہنارت دے کہ حسینؑ بہترین جوانان بہشت ہیں۔ اور فاطمہؑ بہترین زنان اہل بہشت ہیں۔ باسانید بسیار کتب اہل سنت میں لکھا ہے کہ جناب رسول خدا نے امام حسن سے کہا، تم مجھ سے سعادت میں سیرت میں شبیہ ہو۔ باسانید متعددہ کتب مخالفین میں لکھا ہے۔ طول و ادن سجدہ بسبب امام حسن۔ ایک روز جناب رسول خدا نماز کو کھڑے ہوئے، اور امام حسن پہلوئے آنحضرت میں تھے۔ جب حضرت سجدہ میں گئے، امام حسن ان کے دو پیش پر سوار ہوئے اور حضرت نے سجدہ کو طول دیا۔ راوی نے کہا، میں نے سر سجدہ سے اٹھایا، دیکھوں سبب طول سجدہ کیا ہے، پس میں نے دیکھا۔ امام حسن دو پیش مبارک کچھ سوار میں۔ جب حضرت نے سلام نماز کیا، اصحاب نے عرض کیا، یا حضرت آپ نے اس قدر سجدہ طویل فرمایا کہ قبیل اس کے کبھی ایسا طول نہ دیا تھا۔ ہم نے گمان کیا کہ سجدہ میں آپ پر وحی نازل ہوئی، حضرت نے فرمایا، مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی ہے، لیکن یہ فرزند میرے کندھے پر تھا، میں نے نہ چاہا، کہ اس کے آثار نے میں کھیل کروں، اس وجہ سے میں نے سجدہ کو طول دیا۔ اور بروایت دیگر اصحاب نے کہا، آپ اس فرزند کی ایسی رعایت کرتے ہیں کہ اہل بیت کی نہیں، ایسی رعایت کرتے، حضرت نے فرمایا، یہ میرا جملان ہے۔ ایضاً مخالفین نے حاکم سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا، جو چاہے بہتر و سردار جوانان اہل بہشت کو دیکھے، پس وہ حسن بن علی کو دیکھے۔ شیخ طوسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خدا جناب فاطمہ کے مکان پر گئے، اور عین آوازیں دیں، کوئی جواب نہ آیا، حضرت نے نزدیک دوار آ کر بیٹھ گئے۔ اور میں بھی پہلوئے آنحضرتؐ میں بیٹھ گیا، ناگاہ امام حسن گھر سے باہر آئے منہ

دعوایا لٹا۔ اور گروان جدمحلے میں تھا۔ پس آنحضرتؐ نے اپنے دستہائے مبارک پھیرا کر بلند کئے۔ اور  
 امام حسنؑ کو اٹھا کر سیدہ سے لگایا۔ اور پیار کر کے کہا۔ یہ میرا فرزند اس امت کا بزرگوار ہے۔ اور شاید  
 خدا بکرت حسنؑ اس امت کے دو گروہوں میں اصلاح کرے۔ کتاب کشف الغمہ میں لکھا ہے۔  
 نشان وادان جبرئیل باغ بنی نجار۔ بطریق مخالفین سلیمان اٹمنی سے روایت کی ہے۔ کہ  
 ایک روز میں مجلس اروان الرشید میں حاضر تھا۔ کہ ذکر نام جناب امیرؑ تھا۔ پس آمدن نے کہا۔ کہ  
 لوگوں کا یہ گمان ہے کہ میں علیؑ اور حسینؑ کا دشمن ہوں۔ اور وہ حقیقت ایسا نہیں۔ کیونکہ میرے باپ  
 نے اپنے آباء سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ کہ میں ایک روز حضرت رسولؐ  
 کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہؑ گریاں گھر سے باہر آئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ  
 کیوں مدعتی ہے جناب فاطمہؑ نے کہا۔ حسنینؑ گھر سے باہر گئے۔ اور قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہاں چلے  
 گئے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ پند تجھ پر سے فدا کر یہ نہ کہ تحقیق کہ جس خداتے ان کو پیدا کیا ہے۔ وہ  
 تجھ سے زیادہ ان پر مہربان ہے۔ پھر فرمایا۔ خداوند اگر حسنینؑ صحرا میں گئے ہوں۔ ان کی حفاظت  
 کرنا۔ اور اگر صحرا میں ہیں۔ ان کو سلامت رکھنا۔ ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ اے احمدؑ تم گیند  
 مخزون مذہب کہ حسنینؑ دنیا و آخرت میں افضل ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ اور اس  
 وقت حسنینؑ باغستان بنی نجار میں آرام کر رہے ہیں۔ اور ان پر حق سچاؤ و تعالیٰ نے ایک  
 فرشتہ ان پر موکل کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم بھی ہمراہ حضرت اٹھے۔  
 یہاں تک کہ داخل حدیقہ بنی النجار ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ حسنؑ گروان حسینؑ میں باہیں ڈالے امام  
 کو رہے میں اور فرشتہ ان کے چہروں پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہے۔ پس حضرت نے امام حسنؑ کو بلوایا۔  
 فرشتہ نے امام حسینؑ کو اٹھایا۔ لوگوں نے چونکہ فرشتہ نہ دیکھا تھا۔ یہ سبانا کہ خود و نون فرشتوں  
 کو حضرت نے اٹھایا ہے۔ پس ابو بکر اور ابو الیوب انصاری حاضر ہوئے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہؐ ایک  
 فرزند کو آپ ہمیں کیوں نہیں دیتے کہ آپ کا پوجہ کم ہو جائے حضرت نے فرمایا۔ انہیں دینے دو۔  
 کہ یہ افضل و بزرگ دنیا و آخرت میں ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے فرمایا۔ آج میں ان کو مشرف  
 کرتا ہوں۔ جیسا کہ خدا نے ان کو مشرف کیا ہے۔ یہ فرما کر ایک خطبہ پڑھا۔ اور ارشاد کیا۔ اے ہاں اس تم  
 جانتے ہو میں ان کی خبر دوں جو سب سے سب و نسب میں افضل ہیں۔ صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ  
 بیان کیجئے حضرت نے فرمایا۔ حسنینؑ سب سے بہتر و اصل میں۔ اس لئے کہ ان کا نام رسول خدا اور نانی خدیجہ  
 خطبہ رسولؐ مشتمل بر فضائل حسنینؑ۔ دفتر تولید ہے۔ پھر فرمایا۔ اے ہاں اس تم جانتے





اور نانی اور عجا اور بچی۔ خالہ اور خالہ بہشت میں ہونگے۔ اور خود یہ بھی بہشت میں ہونگے۔ اور ان کے دوست بہشت میں ہونگے اور ان کے دوست کے دوست بھی بہشت میں ہونگے۔ ایضاً بطریق عائشہ بن ابی بھاس سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا میں نے شب معراج دیکھا کہ سزاہ بہشت پر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی صلیب خدا اور حسینؑ برگزیدہ خدا اور فاطمہؑ کنیز و برگزیدہ خدا ہے اور ان کے دشمنوں پر لعنت خدا ہے۔ ایضاً بطریق عائشہ بن عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا علیؑ و فاطمہؑ و حسینؑ احاطہ قدمیں میں ایک قبۃ سفید میں ہونگے کہ سقف اس کی عرش خداوند رحمن ہے۔ کتاب فرووس الاشبہ میں کہ کتب مشہورہ اہل خلافت سے ہے۔ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا جنت الفردوس

بقیہ صفحہ ۳۴۲ میں نساۓنا۔ یہ تمام جہنم کے صیغے صرف عظمت کی وجہ سے فاطمہؑ زہراؑ کے لئے استعمال ہوئے عربی میں ایک کی عزت کے لئے کج کامیڈ استعمال کیا جاتا ہے۔ کہ قرآن میں ذات خدا کے لئے انا انزلنا وغیرہ جہنم کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ و خزان رسول مشہور ہونے کی وجہ سے یہ ہے کہ عرب میں ہر وہ لڑکیاں ہالنے والے کی طرف سے منسوب ہوتی ہیں ہذا یہ لڑکیاں و خزان رسول کہلاتی رہیں۔ اور بنی امیہ نے جہاں فضائل اہل بیت کو بھپایا اور عقائد کے لئے اپنے حریفوں کو بڑا اہل۔ وہ ان عظمت ملی کو بحیثیت و نادبی رسولؐ گرانے کے لئے اپنے تاریخی رپورٹوں سے ان کو رسولؐ کی مہینہ بہہ نکھو اگر ہمیشہ کے لئے آئے والے مورخین اور رسولوں کو اولاد رسولؐ کی تعداد کی اصلیت کے متعلق عیسوی گڑھے میں ڈال دیا۔ ہذا بحیثیت پروردگار کے حضرت زینبؑ و ام کلثومؑ و فاطمہؑ رسولؐ کی ربیب بیٹیاں ہیں۔ اور نبی کریمؐ کو ۱۲ رو حسانی طور پر امت کے باپ ہیں۔ تمام لڑکیاں امت کی نبیؐ کی بیٹیاں ہیں۔ جب وہ رسولؐ پاکؐ کی رسالت پر ایمان لے آئیں۔ اور سابقہ کفر و شرک سے توبہ کر لیں۔ اب ان کے حنفی ہونے میں شک نہیں ہے۔ ہذا اس عہد سے کہ خالہ ان کی زینب و ختر رسولؐ ہے۔ "نبی کریمؐ کی یہ حقیقی بیٹیاں ثابت نہیں ہوتیں بہت افسوس ہوتا ہے۔ ان فرقہ گروں نے اسلام کی عقل پر جو حضرت عثمانؓ کو ان کا شوہر ہونے کی وجہ سے فدائے نوری کا لقب دیتے ہیں۔ رسولؐ کہتے ہیں بشر اور لڑکیوں کو جو ربیب ہیں۔ وہ۔ جیکہ ان کے عقیدہ میں پالنے والا ہی نبیؐ نہیں۔ یہ کیسے ذمہ ہو گئیں۔ اور عثمانؓ یعنی ذوالنورین ہونے۔ دو مرتبہ اگر ان کے نکاح سے حضرت ذوالنورین ہیں۔ تو وہ کافر جن کے گھروں میں پہلے بیابھی ہوئی تھیں۔ ہلاک ذوالنور ہوا۔ لہذا اس لقب سے حضرت عثمانؓ کی کیا منہلیت ہوئی۔ خدا ہوا کہ سے بنی امیہ کا جنہوں نے دشمنی اہل بیت کا بیج بکھریا کہ ہمیشہ کے لئے ظالم صورت اسلام ہی کو بدل دیا۔ اور تاریخ محمدؐ و آل محمدؐ کو مسخ کیا۔

(کافر بھری یعنی عنہ)

تے خدا سے منامات کی کہ آیا مجھے مزین نہیں فرمایا۔ حالانکہ مجھ میں نیکو کاروں اور پرہیزگاروں کو تو نے ساکن کیا ہے۔ پس خدا نے اسے وحی کی۔ مجھ کو حسینؑ سے ذینت دی ہے۔ کتاب بشارت بیان محبت رسولؐ با امام حسنؑ۔ المصطفیٰ میں بسند مخالفین روایت کی ہے۔ ایک روز حضرت رسولؐ کی کسی لے دعوت کی اور ایک جماعت اصحاب ہلرا آنحضرتؐ روانہ ہوئی۔ اٹھائے راہ میں دیکھا کہ امام حسنؑ کعبیل رہے میں۔ پس آنحضرتؐ اصحاب سے آگے بڑھ گئے۔ اور ہاتھ بڑھا کر چلا کہ امام حسنؑ کو اٹھا لیں۔ امام حسنؑ اور مر سے اُدھر اور اُدھر سے اُدھر دوڑتے نکلے اور آنحضرتؐ ہمیں ہنستے ہوئے پیچھے جلتے۔ یہاں تک کہ امام حسنؑ کو کپڑا لیا۔ پس ایک ہاتھ اپنا ان کے سر پر اور دوسرا ہاتھ ٹھوڈی پر رکھ کر باہر ان کے گلے میں ڈال دیں۔ اور پیار فرمائے لگے۔ پس ارشاد کیا۔ کہ حسنؑ مجھ سے اور میں حسنؑ سے ہوں۔ خدا سے دوست رکھے جو حسنؑ کو دوست رکھے۔ حسینؑ دو فرزند فرزند زان، بغیر سے ہیں۔ کلینی نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ فرزند صالح ایک پھول خدا کی جانب سے ہے۔ جسے اپنے مندوں کو دیا ہے۔ اور میرے دو پھول حسینؑ ہیں۔ اور ان کا نام میں نے بنام دو فرزند نبیؐ اسرائیل رکھا ہے کہ شہر وغیر تھے۔ بیان سبب ہمیشہ دو و سطر عبارت۔ بعض کتب مستزہ میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور جناب امیر و فاطمہ و حسینؑ بھی خدمت آنحضرتؐ میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ جبرئیلؑ آئے اور ایک سیب برسم محمدؐ آنحضرتؐ کے لئے لائے۔ پس حضرت نے وہ سیب سونگہ کر جناب امیرؑ کو دیا۔ اور جناب امیرؑ نے سونگہ کر پھر آنحضرتؐ کو دے دیا۔ آنحضرتؐ نے وہ سیب امام حسنؑ کو دیا اور امام حسنؑ نے سونگہ کر حضرت رسولؐ کو دے دیا۔ جناب رسول خداؐ نے وہ سیب امام حسینؑ کو دیا اور امام حسینؑ نے وہ سونگہ کر جناب رسول خداؐ کو دے دیا۔ آنحضرتؐ نے وہ سیب جناب فاطمہؑ کو دے دیا۔ اور فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ کو دے دیا۔ حضرت نے سونگھا۔ اور جناب امیرؑ کو دے دیا۔ جناب امیرؑ نے چاہا۔ وہ وہاں سے پھر آنحضرتؐ کو دے دیں۔ کہ وہ سیب ہاتھ سے گر پڑا اور دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور ایک ٹکڑا اس سے صالح ہو کر آسمان اول تک پہنچا۔ اور اس سیب پر دو سطر نور سے لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ محمدؐ محمد مصطفیٰ علی مرتضیٰ۔ فاطمہؑ حسینؑ فرزند زانہ آئے آنحضرتؐ کے لئے خدا کی جانب سے ہے۔ اور بروقیامت امان دوستان حسینؑ کے لئے آتش جہنم سے ابن بابویہ وغیر نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ ایک روز بیمار تھے۔ پس جناب فاطمہؑ نے اپنے

واپس آئے تھے میں امام حسنؑ کا اور بائیں ہاتھ میں حسینؑ کا ہاتھ لیا۔ اور عیادت آنحضرتؐ کو گئیں۔ اور  
آنحضرتؐ عائشہ کے گھر میں تھے۔ پس امام حسنؑ داسنی جانب اور امام حسینؑ بائیں طرف حضرت رسولؐ  
کے بیٹھے۔ اور جسم مبارک آنحضرتؐ کو دہاتے تھے۔ جب حضرت بیدار نہ ہوئے۔ جناب فاطمہؑ نے  
فرمایا: فرزندو تمہارے ماما آرام کر رہے ہیں آؤ گھر پھر چلیں۔ جب جاگئیں گے پھر چلیے ماما حسینؑ  
نے کہا: ہم اس وقت یہاں سے نہ جائیں گے۔ یہ کہہ کر امام حسنؑ بازو سے راست آنحضرتؐ پر اور امام  
حسینؑ بازو سے چپ پر لیٹ کر سو گئے۔ اور جناب فاطمہؑ گھر میں تشریف لے گئیں یہاں حسینؑ  
حضرت رسولؐ سے پہلے جاگ اٹھے۔ اور عائشہ سے کہا: ہماری اماں کہاں ہیں۔ عائشہ نے کہا: جب  
تم سو گئے تمہاری اماں گھر چلی گئیں۔ یہ سن کر حسینؑ اس اندھیری رات میں باہر گئے۔ اور اس رات  
کو ابر تھا۔ اور بادش با شدت ہو رہی تھی۔ بجلی چمکتی تھی اور آواز عدا رہی تھی۔ پس با عجماد  
حسینؑ سامنے نور ظاہر ہوا۔ اس کی روغن میں چلے امام حسنؑ اپنے اپنے اپنے ہاتھ میں امام حسینؑ  
کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور آپس میں باتیں کرتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حدیقہ بنی النجار  
تک پہنچے جب اس باغستان میں داخل ہوئے۔ حیران ہو گئے۔ اور معلوم نہ ہوا کہ کہاں جاتے  
ہیں۔ پس امام حسنؑ نے امام حسینؑ سے کہا: ہم کو اس وقت راہ نہیں معلوم ہوتی۔ اور نہیں جانتے  
کہ کدھر جانا چاہیے۔ بہتر ہے یہاں آرام کریں کہ صبح ہو جائے۔ امام حسینؑ نے کہا: آپ کو اختیار  
ہے جو آپ فرمائیں گے۔ متابعت اس کی کروں گا۔ پس دونوں صاحب بائیں رگلے میں ڈال کر  
وہاں سو گئے۔ جب حضرت رسولؐ بیدار ہوئے حسینؑ کو پوچھا: اور مکان جناب فاطمہؑ میں دریا  
کید جب وہاں بھی نہ ملے حضرتؐ اٹھے کہا: الہی وسیدی و مولائی، میرے خداوند بھوک کی وجہ  
سے باہر چلے گئے۔ خداوند امیری طرف سے تو ان پر وکیل ہے پس آنحضرتؐ کے لئے ایک نور  
ساطع ہوا۔ اور حضرت اس کے عقب میں حدیقہ بنی النجار تک پہنچے۔ دیکھا کہ حسینؑ آرام کر رہے  
ہیں۔ اور ایک دوسرے کی گردن میں بائیں ڈالے ہیں۔ اور مدینہ شدت سے برس رہا ہے اور جہاں

۱۰ حضرات حسینؑ شریفینؑ علم مکان و مائیکون کے عالم تھے۔ اور یہ وہ بچے تھے کہ خود رسولؐ فرمایا کرتے تھے۔ میرے  
دونوں بچے میری گود میں بیٹھ کر کھیلنے نہیں بلکہ لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے ہیں۔ (ذریعہ المباحث) لیکن خداوند کیم  
نے ان کی شان ظاہر کے لئے نظر صحابہ میں ان کے خیال کو راستہ سے دوسری طرف بدل دیا تھا۔ اور فرمان رسولؐ بچے  
ایسے ہی کہ خداوند کیم اپنے دوست کی شان ظاہر کرنے کے لئے مخلوق کے اوپر بعض اوقات ایسے کام ان  
سے کروا دیتا ہے۔ (یعنی شرح بخاری جلد پنجم ص ۲۱۳)

(کوثر بھیلوی)

حسینؑ کا دم گروہے ہیں۔ وہاں سے خدا نے ابرہہ کو شکافتہ کر دیا ہے۔ اور ایک قطرہ پانی کا ان پر تین  
برستا۔ اور ایک بہت بڑا سانپ جس کے روزگٹے مثل زر کل کے تھے۔ حسینؑ کو گھیرے تھا۔ اور اس  
سانپ کے دوہرے تھے۔ ایک پر حسنؑ پر اور دوسرے پر حسینؑ پر سایہ کئے تھا۔ جب جنابؑ سولِ خدا  
کی نظر مبارک اس سانپ پر پڑی۔ آپ نے کھنگارا اور سانپ آواز سنتے ہی کنارے ہو گیا۔ اور  
کہا۔ خداوندائیں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ دو فرزند تیرے پیغمبر کے ہیں۔ اور میں نے  
ان کی حفاظت کی ہے۔ اور سلامت سپرد کیا ہے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے سانپ تو کس طاقت  
سے ہے۔ اس نے کہا۔ میں قاصد جن آپ کی طرف ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ کس طاقتہ جن کا تو  
قاصد ہے۔ اس نے کہا۔ جن نصیبین کا میں قاصد ہوں۔ اور ایک گروہہ فی بیح نے ایک آیتہ کتاب  
الہیٰ سکھنے بچھے بھیجا ہے کہ وہ بھول گئے ہیں۔ جب میں اس جگہ پہنچا۔ ایک آواز آسمان سے  
میں نے سنی کہ اے سانپ یہ دو فرزند ان رسولِ خدا ہیں۔ پس ان کی جمیع آفات و عیوضات  
لیل و نہاد سے حفاظت کر۔ میں نے یہ سن کر ان کی حفاظت کی۔ اور صبح و سالم آپ کے سپو کو یاد  
پھر اس سانپ نے آیتہ قرآنی یاد کیا اور واپس گیا۔ حضرت نے امام حسنؑ کو داپہنے کاندھے پر اور امام  
حسینؑ کو بائیں کاندھے پر سوار کیا۔ جب جناب امیرؑ کو خبر ہوئی گھر سے باہر آئے۔ اور  
راہ میں آنحضرتؐ سے ملاقات کی۔ پس اصحاب آنحضرتؐ میں سے ایک نے کہا۔ ان فرزندوں  
میں سے ایک کو ہمیں دیکھئے۔ کہ بوجھ آپ کا ہلکا ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا بھلا جا کہ خدا نے  
تیرا کام سندا اور تیری نیت پر مطلع ہوا۔ پس جناب امیرؑ سامنے آئے اور کہا۔ یا حضرتؐ اپنے فرزندوں  
میں سے ایک کو مجھے دیکھئے کہ بوجھ آپ کا ہلکا ہو جائے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے امام حسنؑ سے  
فرمایا۔ اپنے باپ کے کندھے پر جاؤ گے۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اسے نانا قسم بخدا ہم آپ کے دوش کو  
پدے کے دوش سے بہر جانتے ہیں۔ پھر حضرت نے امام حسینؑ سے فرمایا۔ آیا اپنے باپ کے دوش  
پر جاؤ گے۔ امام حسینؑ نے بھی مثل اپنے بھائی کے جواب دیا۔ یہاں تک کہ حضرت اپنے دو زونا  
فرزندوں کو خداوند جناب فاطمہؑ میں لائے۔ اور جناب فاطمہؑ نے حسینؑ کے لئے مقوڈے خرے رکھے۔  
تھے۔ لاکر سامنے رکھے۔ جب حسینؑ وہ خرے کھا کر سیر ہوئے حضرت رسولؐ نے کہا۔ اب اللہ۔ اور  
دونوں آپس میں کشتی کرو۔ دونوں صاحبزادے اٹھے اور مشغول کشتی ہوئے اور جناب فاطمہؑ کسی کام کو باہر علی  
کشتیوں جہاں میں آئیں سنا کہ حضرت رسولؐ امام حسنؑ کو حسینؑ کے گروہہ پر خوب کہے  
ہیں۔ اور کہتے ہیں حسینؑ کو اٹھا کر زمین پر گرا دو۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی اسے پد بزرگوار بڑے

فرزند کہ چھوٹے فرزند پر آپ ولیہ فرماتے ہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا میرے اس کچھ سے تم باطنی نہیں ہو۔ باوجودیکہ یہ شہر اشعری سے کہہ رہے ہیں۔ اے حسین تم حسن کو اٹھا کر زمین پر گر دو۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے ایک مرد عبد اللہ بن عباس نے حسنین کی رکاب تمام کر ان کو سوار کیا ایک شخص نے کہا اے عبد اللہ تم ان سے بڑے ہو۔ اور ان کی رکاب تمام کر سوار کراتے ہو ابن عباس نے کہا اے امی مگر تم نہیں جانتا یہ کون ہیں۔ یہ فرزند زادہ ہائے رسول خدا ہیں۔ اور یہ مجھ پر نعمت ہائے خدا ہے کہ ان کی رکاب تمام کرنے کی سعادت مجھے نصیب ہوئی ہے۔

## فصل تیسری۔ بیان مکارم اخلاق و محاسن حسن

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ ایک مرد اعرابی عبد اللہ بن زبیر و عمرو بن عثمان پاس آیا۔ اور ان سے ایک مسئلہ پوچھا یہ دونوں بوجہ جہل ایک دوسرے کا حوالہ دیتے تھے اعرابی نے کہا مجھے مسئلہ کے انفراد کی ضرورت ہے۔ اور تم سے پوچھنے آیا ہوں تم ایک دوسرے کا حوالہ کرتے ہو۔ دونوں خدا میں یہ باتیں جائز نہیں ہیں۔ ان دونوں نے کہا اگر اس مسئلہ کا استفسار منظور ہے تو امام حسن و امام حسین پاس جاؤ۔ اور ان سے پوچھو۔ کہ وہ مسائل میں خدا خوب جانتے ہیں۔ پس اعرابی حسنین کی خدمت میں آیا۔ اور مسئلہ اپنا بیان کیا جب جواب شافی پایا عبد اللہ بن زبیر و عمرو بن عثمان کی طرف خطاب کر کے چند شرطیں لگے۔ ایک شرط کا مفہوم یہ ہے۔ جس کو کوئی بھری لوی نے یوں نظر کیا ہے

عبد اللہ عمرو دے یہ خدام تہہ تہیں رضا ہوں تمہارے قدم ہو حسنین کا  
ایضاً روایت کی ہے کہ حسنین کا گذر ایک مرد میر کی طرف ہوا۔ وہ وضو کر رہا تھا مگر آداب وضو نہ جانتا تھا۔ پس حسنین نے کہا۔ اسے وہ وضو تعلیم کریں اور اس کا اظہار نہ ہو۔ کہ تو وضو نہیں جانتا مبادا وہ شرمندہ ہو۔ لہذا اصلاحاً آپس میں بحث کی ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا ہم وضو آپ سے اچھا کرتے ہیں۔ اور اس مرد میر سے کہا تم ہمارے درمیان حاکم ہو۔ اور دیکھو ہم میں سے کون اچھا وضو کرتا ہے۔ جب اس مرد میر نے ان کا وضو مشاہدہ کیا کہا آپ دونوں صاحب وضو درست کرتے ہیں۔ اور میں میر جاہل ہوں۔ وضو درست نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت آپ دونوں کی برکت اور اس شفقت کے سبب سے جو آپ اپنے نانا کی امت پر رکھتے ہیں۔ میں نے وضو یاد کیا۔ اور آپ کی بدولت توبہ کی۔ ایضاً روایت کی ہے جس مجلس میں امام حسن کوفیوں رکھتے ہوئے تھے۔ امام حسین کوفیوں نے بات نہ

کرتے تھے۔ اور جب مجلس میں امام حسینؑ ہوتے تھے وہاں محمد بن حنفیہؓ عظیمیاً کلام نہ کرتے تھے۔ بیان اخلاق و آداب امام حسنؑ۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ عابد ترین و زاهد ترین و فاضل ترین مومن اپنے زمانہ میں تھے۔ اور جب صبح کو جاتے تھے پیادہ جاتے تھے۔ اور جب موت و قبر و قیامت و صراط کو یاد کرتے تھے۔ روتے تھے۔ اور عرصہ اعمال پر نگاہ حق تعالیٰ کا دل میں خیال آتا تھا۔ ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے۔ بندہ اپنے بدن خوف خدا سے کانپتے تھے۔ اور جب بہشت و دوزخ کو یاد کرتے تھے۔ اس طرح طہان و لہزان ہوتے تھے جس طرح کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹا ہو۔ اور خدا سے سوال بہشت کرتے تھے۔ اور آتش آہنم سے پناہ مانگتے تھے۔ اور جب قرآن میں دیا ایھا الذین امنوا پڑھتے تھے۔ لبیبی الایھ اللہ لیبیبی اور کسی حال میں کسی نے امام حسنؑ کو نہ دیکھا مگر یاد خدا میں۔ زبان حضرت کی سب سے زیادہ سچی اور بیان سب سے زیادہ فصیح تھا۔ ایک روز معاویہ سے لوگوں نے کہا کہ حسن بن علی سے کہو کہ منبر پر جا کر خطبہ پڑھے کہ لوگوں پر ان کا نقص ظاہر ہو جائے۔ پس معاویہ نے امام حسنؑ کو بلوایا۔ اور کہا کہ تم کو موعظہ کیجئے۔ جناب امام حسنؑ منبر پر کھڑے ہوئے۔ اور بعد حمد و ثنا نے الہی فرمایا ایھا الناس جو تجھے پہچانتا ہے پہچانے۔ اور جو تجھے نہیں پہچانتا وہ پہچانے میں حسن بن علی بن ابی طالب ہوں۔ اور میں فرزند بہترین زمان عالم فاطمہؓ زہراؓ و خیر رسول خداؐ ہوں اور میں فرزند ان بہترین خلق محمد مصطفیٰ ہوں۔ میں صاحب فضائل و عجلت و دلائل ہوں۔ میں فرزند امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ہوں۔ کہ غاصبوں نے میرے حق سے مجھے محروم کیا۔ تم اور برادر حسینؑ بہترین جوانان بہشت ہیں۔ میں صاحب رکن و مقام و مکہ و مدینہ و مشعر و عرفات ہوں۔ جب معاویہ نے یہ سنا ڈر کر لوگ کہیں حضرت کی جانب مائل نہ ہو جائیں۔ کہا۔ اے ابو محمد رطب کی تعریف کیجئے۔ اس کلام سے کیا کام۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ ہوا رطب کو چڑھاتی ہے۔ اور گرمی پکاتی ہے اور سردی پاکیزہ و لطیف کرتی ہے۔ یہ فرما کر پھر حضرت اپنے مطلب کی طرف پھر سے۔ اور کہا میں پیشہ اپنے خلیق خدا محمد مصطفیٰ ہوں پس معاویہ کو خوف ہوا۔ کہ اس کلام کے بعد کہ ایسا موعظہ حضرت نے فرمائیں۔ کہ کہیں لوگ مجھ سے مخوف نہ ہو جائیں۔ یہ خیال کر کے کہا کہ آپ نے فرمایا کافی ہے اب منبر سے نیچے تشریف لائیے۔ ایضاً بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ نے وقت وفات گم یہ فرمایا۔ کہ لوگوں نے کہا۔ اے فرزند رسول خداؐ آپ کیوں روتے ہیں حالانکہ منزلت و قرابت آپ کو رسول خداؐ سے ہے۔ اور آنحضرتؐ نے آپ کے حق میں

کہا۔ جو کچھ کہہ علاوہ اس کے پایا نہیں حج آپ نے کئے۔ اور اپنا مال فقراء کو بین باہر تقسیم کرو یا یہاں تک کہ ایک روزہ بھی آپ نے دیا تھا۔ اور سب مسائل کو دوسرے دریاہ امام حسن نے کہا۔ وہ شخصت سے میں مدعا ہوں۔ ایک بول مرگ دوسرے مفادقت دوستانہ ابن بابویہ و حمیری نے لب نہ لگے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسن نے میں حج پایا وہ کئے اور سفر میں اونٹ و کبار سے عقب آنحضرت پہنچتے سخاوت امام حسن تھے۔ ایضاً ابن ابی یونس نے لب نہ لگے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روزہ ایک شخص عثمان پاس مسجد میں آیا۔ اور سوال کیا۔ عثمان نے حکم دیا۔ پانچ دہم امداد سے دے۔ اس نے کہا کسی اور کا پتہ دو۔ عثمان نے مسجد کی جانب اشارہ کیا۔ اور کہا ہاں جاؤ اور سوال کرو۔ اس وقت وہاں حسینؑ و عبداللہ بن جعفر وہاں بیٹھے تھے۔ جب وہ شخص ان حضرات کی خدمت میں گیا۔ سوال کیا۔ امام حسن نے کہا اے شخص سوال کرنا لیسے تین چیزوں کے جائزہ نہیں۔ اول۔ کسی کا خون کیا ہو۔ اور خون نہا دینے میں عاجز ہو۔ اور پریشانی ہو۔ دوم قرض داری سے تنگ آ گیا ہو اور سوم۔ پریشانی سے خاک لیشین ہو۔ پس ان تینوں چیزوں سے کس چیز کی وجہ سے سوال کرتا ہے۔ اس سائل نے ان تینوں چیزوں میں سے ایک چیز بیان کی۔ امام حسن نے پچاس دینار طلا اس کو دیدیئے۔ اور امام حسین نے انچالیس دینار اور عبداللہ بن جعفر نے اڑتالیس دینار اس سائل کو دیدیئے۔ وہ سائل عثمان پاس پہر گیا۔ عثمان نے پوچھا کیا ہوا۔ سائل نے کہا۔ میں نے تجھ سے سوال کیا۔ اور تو نے مجھے پانچ دینار دیدیئے اور مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ اور حیب میں وہاں گیا۔ امام حسن نے پوچھا میرا حال جب میں نے جواب دیا۔ پچاس دینار مجھے عطا فرمائے۔ اور دوسرے کو ہائی نے انچالیس دینار اور عبداللہ بن جعفر نے اڑتالیس دینار مجھے عنایت کئے عثمان نے کہا۔ ایسے لوگ تجھے کہاں ملیں گے۔ یہ لوگ علم سے اس طرح سیر ہیں۔ جس طرح کچھ دودھ سے انہوں نے بیج خیرات و حکمتوں کو جنم کیا ہے۔ بیج طوسی نے خط مبارک امام حسنؑ مشتمل بر مواعظہ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ کی ایک دختر نے انتقال کیا۔ اصحاب نے تعزیت نامے لکھے۔ امام حسنؑ نے ان کے جواب میں لکھا۔ ما ابد تمہا ہے خطہ تعزیت مرگ دختر میں مجھے ہو بچے تم نے مجھے تسلی دی۔ پس اجر مصیبت دختر کو خدا سے تمہارے لئے چاہتا ہوں۔ اور قصائے الہی کو میں نے تسلیم کیا ہے۔ اور میں اسکی بلا پر صابر ہوں۔ تحقیق کہ مجھے نادمی ہلانے بہت طول کیا ہے۔ مصیبتہائے نانا اور ان دو سنوں کی منازقت میں جو میں نے صفت و محبت رکھتا تھا۔ اور وہ ہر اور جن کو میں اپنا دوست مانتا تھا۔ اور ان کے دیکھنے سے خوش ہوتا تھا۔ اور میری آنکھیں ان کے دیکھنے سے روشن ہوتی تھیں۔ ان کی جدائی سے طول اور تنگدلی ہوا ہوں۔



مصائب نے ناکامان کو گھیر لیا۔ اور لوگ ان کو اٹھا کر لٹکرائے مگر ان کے لئے اور یہ آپس میں باہم مدد  
 لہا اور میں بغیر اس کے کہ آپس میں کوئی آشنا ہو۔ یا ایک دوسرے کی ملاقات کریں۔ ایک دوسرے سے ہوں  
 ہوں اور ایک دوسرے کی زیارت کو جائیں۔ باوجودیکہ گھرانے کے ایک دوسرے سے نزدیک ہیں۔ ان کے  
 خاندان نے بدلی لپٹے صحابوں سے خالی اور دوستوں یا دلوں نے ان سے دوری کی ہے۔ مثلاً ان کے گھروں  
 کے کوئی گھر میں نے نہیں دیکھا۔ اور مثل ان کے قزارگاہ کے میں نے دوسرا مکان نہیں دیکھا۔ ان کے گھروں  
 میں رحمت الگیر مسکن ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے گھروں سے محبت و الفت کی بجائے دوری اختیار کی۔ ان کے  
 دوستوں نے بغیر دشمن کے ان سے مفارقت کی ہے۔ ان کو ہمسویہ اور کہنہ ہونے کے لئے گڑھے میں ڈال دیا  
 ہے۔ اور وہ دختر میری اس راہ گئی جس راہ گزشتگان گئے۔ اور آندگان جاہلیں گئے والسلام۔ عصارہ وغیرہ  
 نے بسند اعلیٰ معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ نے منبر پر فرمایا خدا کے دو پسر  
 ہیں سلیم مغرب میں و سراسر شرق میں۔ اور ان دو پسروں میں سے ایک قلعہ آہن میں ہے اور دوسرے میں ہزار  
 روادے ہیں۔ اور ہر روادے سے ہزار آدمی مائل ہوتے ہیں۔ اور ہر شہر میں ہزار ذباہیں کہ ہر گروہ ایک دوسرے  
 سے علیحدہ زبان میں کلام کرتا ہے۔ اور میں ان کی سب زبانیں جانتا ہوں۔ اور ان دو لوگوں میں سے ایک  
 ساکنوں پر بغیر میرے اور برادر حسینؑ کے کوئی دوسرا حجت امام نہیں قطب ماورائی نے روایت کی ہے ایک  
 روز عبد اللہ بن عباس خدمت امام حسنؑ میں دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک اٹھی اس دسترخوان میں  
 گئی امام حسنؑ سے ابن عباس نے پوچھا۔ اس اٹھی کے پروں پر کیا لکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا اس کے  
 پروں پر لکھا ہے میں وہ خدا ہوں کہ بغیر میرے دوسرا خدا نہیں کہی میں اٹھی کو ہموگوں کے لئے جہت ہوں۔  
 کہ ان کو کپڑے کہا جائیں اور کہی ایک گروہ پر از روئے غضب بھیجتا ہوں۔ کہ وہ ان کی زیارت کہا جائیں۔  
 پس ابن عباس اٹھ کھڑے ہوئے اور سر کا بوسہ لے کر کہا کہ یہ مکتوب علم سے ہے۔ محاسن برقی  
 بیان خصوع و خشوع امام حسنؑ میں بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک  
 شخص جناب امیر کی خدمت میں آیا اور کہلایا امیر المومنین میری ایک دختر ہے اور امام حسنؑ امام حسینؑ  
 و عبد اللہ بن جعفر نے اس کی خواستگاری کی ہے۔ میں آپ سے مشورہ کرتا ہوں کہ اپنی دختر کسی سے نہ  
 نے فرمایا جس سے مشورہ کرتے ہیں گویا اس کو امین کہہ دیتے ہیں۔ کہ خیانت و کفر سے حسنؑ عورتوں کو طلاق  
 بہت دیتا ہے پس تو اپنی دختر حسینؑ کو دے کہ وہ تیری دختر کے لئے بہتر ہے۔ شرح مفید نے روایت  
 کی ہے کوئی مثل امام حسنؑ کے رسول خدا سے زیادہ شہید تھا۔ کتاب روئے الراضیین وغیرہ میں روایت کی  
 ہے کہ امام حسنؑ حبیب منور کہتے تھے۔ اخصائے بدن مبارک کا پتہ اور رنگ مبارک زر و پوجا تھا۔

لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت نے جواب دیا۔ جو شخص نزدیک پروردگار عرض بندگی کے لئے کھڑا ہوا  
 ہو چاہئے اس کا رنگ زرد ہو جائے۔ اور اعضائے بدن کا پینے لگیں۔ اور جب حضرت دروازہ مسجد  
 پر پہنچتے تھے کھڑے ہو کر کہتے تھے۔ الہی صنیفک ببا بک یا محسن قد اتاک  
 المسنی فتجاوز عن صبیح ما عندی یجمیل ما عندک یا کسیر۔ یعنی  
 خداوند ایزد بلند و مہمان تیرے سامنے تیری درگاہ کے کھڑے ہے۔ اے فیکو کار تیرے پاس بگوار آیا  
 ہے۔ پس انجمن میری برائیوں سے درگزر کر۔ اور اپنی نیکیوں پر نظر کر۔ زعمشری نے کتاب فائقین  
 روایت کی ہے۔ جب امام حسن نماز صبح سے فارغ ہوتے تھے کسی سے ماطلوع آفتاب کلام ذکر کرتے  
 تھے ہر چیز کوئی بڑی حاجت ضروری ہوتی تھی۔ ابن شہر آشوب نے جناب صادق سے روایت  
 کی ہے کہ امام حسن نے پچیس حج پیادہ کئے تھے۔ دیگر دو مرتبہ راہ خدا میں سارا مال دے دیا اور تین مرتبہ  
 آپ نے نصف لیا اور نصف فقرا کو یہاں تک کہ ایک موزہ ٹھو لیا۔ اور دو سال موزہ فقرا کو دے دیا۔  
 حکایت زین بدویہ۔ ایضا۔ روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسن اپنے خیمہ میں منزل ابوا میں جو مدین  
 مکہ مدینہ کے نماز پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ زن بدویہ کہ نہایت خوبصورت تھی حضرت کو دیکھا۔ اور عاشق  
 ہوئی آنحضرت ہو گئی۔ بتایا کہ خیمہ حضرت میں چلی آئی۔ پس حضرت نے نماز کو مختصر کیا۔ اور جب فارغ  
 ہوئے پوچھا کیا حاجت ہے۔ اس نے کہا آپ کے جمال سے بیتاب ہو گئی ہوں۔ اور رٹو ہوا رہی نہیں  
 ہوں۔ میں چاہتی ہوں۔ مجھے اپنی موصلت سے شاد کیجئے۔ امام حسن نے فرمایا۔ دُور ہو اور مجھے مستوجب  
 عذاب الہی ذکر پس وہ عذبت مجھ و مبالغہ کرتی اسدنی یعنی اہل حضرت بھی روتے اور الکار کرتے تھے۔  
 یہاں تک کہ طرفین پر گریہ شدید طاری ہو گیا۔ ناگاہ امام حسین آئے اور اپنے بڑا بڑا گرائی کر رہے تادیکر کہ خود  
 بھی روتے لگے۔ اور جو اصحاب میں سے آتا تھا بغیر دریافت کئے وہ بھی روتے لگتا تھا۔ یہاں تک کہ ہولے  
 گریہ خیمہ آنحضرت سے بلند ہوئی۔ اور وہ اعراب نے نا امید و مایوس ہو کر خیمہ سے باہر چلی گئی۔ اور حضرت نے  
 اس منزل سے کوچ کیا۔ پس امام حسین نے بمینال تنظیم و جلالت آنحضرت حالت گذشتہ کا سوال نہ کیا۔  
 ایک رات امام حسن خواب سے بیدار ہوئے اور روتے لگے۔ امام حسین نے سب گریہ کا پوچھا۔ حضرت  
 نے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں تم کسی سے بیان  
 نہ کرنا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت یوسف ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ اور لوگ ان کے تماشائے جمال کو  
 آ رہے ہیں۔ میں بھی گیا۔ اور جب وہ در جمال حسن ان کا مشاہدہ کیا۔ روتے لگا۔ جب حضرت یوسف نے مجھے  
 روتے دیکھا۔ کہا۔ اے بلور ماور۔ پدیر سے آپ پر سے نڈا ہوں آپ کیوں روتے ہیں۔ میں نے کہا۔ قصہ دلیانا

مجھے یاد آیا۔ اور اس کا آپ کے جمال پر عاشق ہونا۔ اور آپ کو تزلزل میں جو مصائب اس کی ذات سے پہنچے۔ اور آپ کے پدر کی حالت جو آپ کی مفارقت میں تھی۔ ان امور کو یاد کر کے میں رونے لگا۔ اور حال زلیخا سے میں نے تعجب کیا۔ حضرت یوسفؑ نے کہا۔ آپ اس زمن بدویہ کے حال پر کیوں گریہ نہیں کرتے کہ وہ منزل ابو پر آپ کے جمال پر عاشق ہوئی تھی۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ ایک سیان سخاوت امام حسنؑ۔ شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کچھ سوال کیا۔ امام حسنؑ نے حکم دیا۔ پچاس ہزار درہم اور پانچ سو روپے اس شخص کو دے دیئے جائیں۔ وہ شخص مزدور ملا کر لایا کہ وہ روپیہ اٹھا کر لے چلے۔ امام حسنؑ نے روانے مبارک اتار کر اس شخص کو دے دی۔ اور فرمایا۔ یہ مزدوری میں دے دینا۔ ناگاہ۔ در اعرابی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قبل اس کے وہ سوال کیا۔ حضرت نے حکم دیا۔ جو کچھ میرے خزانہ میں ہے۔ اس کو سب دے دو۔ پس تیس ہزار درہم اس اعرابی کو دیئے۔ اعرابی نے کہا۔ اے مولا۔ آپ نے مجھے اپنی مدح و ثنا کہنے دی ہوئی۔ اور میری حاجت مستی ہوئی۔ حضرت نے یہ سن کر چند شعر ارشاد فرمائے جن میں بعض کا مضمون یہ ہے جس کو اکثر بولوی نے یوں نظم کیا ہے ۵

ہم اہل بیت مصطفیٰ کرتے ہیں یوں عطا  
سائل نہ ہم سے رکھتا ہوا امید و آرزو  
بے عزتی سوال کے کرنے میں ہوتی ہے  
خشش میں کہنے اس لئے قبل از سوال ہم  
جانے اگر کچھ بھی میری بخشش و عطا  
ہر آئینہ اپنے عرق و خجالت میں عرق ہو

ایضاً روایت ہے۔ امام حسنؑ و حسینؑ حج کو جاتے تھے۔ عبداللہ بن جعفر بھی ہمراہ تھے۔ ناگاہ کسی منزل پر اونٹ جس پر کھانا لادا ہوا تھا۔ گم ہو گیا۔ اور بھوکے پیاسے رہے۔ ناگاہ ایک خیر ویکھائی دیا جب قریب گئے۔ ایک بڑھیا اس خیر میں تھی۔ اس سے پانی مانگا۔ اس صنیف نے کہا۔ یہ گو سفند حاضر ہے۔ دو ہوا اور پو۔ بعد اس کے کھانا اس سے طلب کیا۔ اس نے جواب دیا۔ ایک گو سفند زنگ کر۔ میں طعام تمہارے لئے تیار کروں۔ پس ان گو سفندوں میں سے ایک گو سفند کو زنگ کیا۔ اور اس صنیف نے کھانا تیار کر دیا۔ جب تناول کر چکے۔ اس کے خیر میں آرام کیا۔ اور جب قصداً کوچ ہوا۔ کہا۔ ہم قریبی میں اور حج کو جاتے ہیں۔ جب ہم واپس آئیں ہمارے پاس آنا۔ ہم ان تیرے احسانات کا عوض دیں گے۔ جب اس صنیف کا شوہر آیا۔ اور اس حال پر مطلع ہوا۔ صنیف کو بہت آزار دینے۔ بعد ایک مدت کے وہ صنیف قصاب و قیر ہو گیا۔ اور دینے میں کافی۔ جب امام حسنؑ نے اسے دیکھا۔ ہزار گو سفند اور ہزار طلا دینا۔ اسے عطا فرمائے اور کسی کے ہمراہ امام حسینؑ پاس بھیجا۔ امام حسینؑ نے بھی ایک ہزار گو سفند اور ایک ہزار طلا

دینار اسے دینے۔ بعد اس کے صفیہ کو عبداللہ بن جعفر پاس بھیجا اور انہوں نے بھی اسی قدر کو سفندہ دینا ملا ان کو دینے۔ کوثرہ بصری نے کیا خوب کہا ہے۔

یوں بختین کی نظر کریم اسس پہ ہو گئی      مثل زلیخا لوڑھیا کی قسمت بدل گئی  
دولت نے یوں طواف کیا آ کے فخر کا      ذرہ کی قدر تاج سکندر سے بڑھ گئی

ایضاً روایت کی ہے۔ ایک سائل نے امام حسنؑ سے سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس سائل کے لئے پارسو درہم لکھے جائیں۔ لکھنے والے نے شبیہ سے چار سو دینار لکھے جب وہ حضرت پاس ہر کو آیا فرمایا۔ یہ لکھنے والے کی بخشش ہے۔ بیس چار ہزار درہم اضافہ کر کے ہر فرائی۔ ایضاً روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے حدود بنت اشعث کو جس نے حضرت کو شہید کیا۔ تزیوج کیا۔ فرمایا۔ پارسو درہم موافق سنت مہر مقرر کر کے اس کو ایک ہزار دینار بطور بخشش بھیجے۔ اور روایت کی ہے کہ ایک ذوبہ کے لئے حضرت نے ایک سو کنیزیں اور ہر کنیز کے ہمراہ ایک ہزار درہم بھیجے۔ ایضاً روایت کی ہے۔ کہ دو عورتیں حضرت کے حوالہ نکاح میں تھیں۔ ایک تیسری و دوسری جو صفیہ اور دونوں کو حضرت نے ایک وقت میں طلاق دیا کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ ان سے بے کر موار رکھے اور ہر ایک کو دس ہزار درہم اور بہت اجناس عطا فرمائے۔ جب یہ خبر زن جعفریہ کو پہنچی انہوں نے حسرت آہ کھینچی اور کہا۔ اس قدر مہر اور غلام بعد از مفارقت ایسے یاد اور دوست کے بہت کم ہے۔ اور اس دوسری عورت نے کچھ نہ کہا۔ جب یہ خبر حضرت کو پہنچی حضرت نے ایک ساعت تساہل کیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ اگر طلاق کے بعد پھر جو عورت سے میں کرنا تحقیق کر میں اس عورت سے رجوع کرنا ایضاً روایت ہے۔ امام حسنؑ ایک دفعہ معاویہ پاس شام میں گئے۔ اتفاقاً اس وقت بہت مال و متاع کسی موضع سے اس کے پاس لائے تھے۔ جب فہرست معاویہ کو دی مولویہ نے امام حسنؑ کو دسویں رجب حضرت معاویہ سے اٹھ کر ماہر آئے۔ وہ فہرست مال و متاع کی خادمان معاویہ میں سے کفن جس نے حضرت کی اٹھائی تھی۔ اسے بخشش فرمائی۔ ایضاً روایت کی ہے جب معاویہ مدینہ میں آکر مجلس عام میں بیٹھا۔ اشرف مدینہ کو بلا یا اور ہر شخص کو پانچ ہزار درہم اس کی بیعت کے پانچ ہزار درہم سے سو ہزار درہم تک دینے۔ امام حسنؑ بالکل آخر میں پہنچے۔ معاویہ نے کہا۔ آپ میرے کر کے اس وجہ سے آئے کہ مجھے کچھ جو سونچیل تباہی نے یہ کہہ کر معاویہ نے اپنے خزانچی سے کہا۔ اب تک جس قدر میں نے تقسیم کیا۔ اس سب کے برابر امام حسنؑ کو دیا جائے۔ میں سپر تہد ہوں غلام حسنؑ نے فرمایا۔ میں نے سب تجھے پاس کر دیا۔ کیونکہ میں سپر خاطرہ فخر محمدؐ ہوں۔ کتب تو ایسے میں حکایت ابن ابی علقمہ لکھا ہے ایک دن مروان نے کہا۔ میں امام حسنؑ کا شتر لینا چاہتا ہوں۔

اور ان سے نہیں لے سکتا۔ ابن ابی عتیق نے کہا اگر میں تجھے لا دوں۔ تو میری عین حاجتیں بر لائے گا۔ مروان نے کہا ہاں۔ ابن ابی عتیق نے کہا جس وقت لوگ جمع ہوں۔ میں اس مجلس میں سخاوت قریش کا حال بیان کروں گا۔ اور امام حسنؑ کا کچھ ذکر نہ کروں گا۔ تو مجھ سے پوچھنا۔ سخاوت حسنؑ تو نے کبوں نہ بیان کی جب مجلس ہوئی۔ ابن ابی عتیق نے سخاوتیں قریش کی بیان کیں۔ مروان نے کہا امام حسنؑ کی سخاوتیں کبوں نہیں بیان کرتا اس لئے کہ ان کے مناقب و فضائل و سخاوت سب سے زیادہ ہیں۔ ابن ابی عتیق نے کہا میں نے اسرافت قریش کا ذکر کیا۔ اگر مناقب و فضائل پیڑوں کے بیان کرتا۔ امام حسنؑ کا ذکر بھی کرتا۔ اور ان کا نام سب پر قدم رکھتا۔ جب امام حسنؑ مجلس سے باہر تشریف لائے۔ اور چال سوار ہوں۔ ابن ابی عتیق آیا۔ اور حضرت کو سوار کیا۔ امام حسنؑ نے جب طلب اس کا سنا۔ تبسّم ہوئے اور کہا تیری کوئی حاجت ہے۔ ابن ابی عتیق نے کہا۔ یا حضرت میں چاہتا ہوں یہ سن کر امام حسنؑ استر سے اترے اور وہ استرا سے بخش و یاد منقول ہے ایک مدونا امام حسنؑ قصہ مرو شامی سوار تھے۔ ایک مرو شامی حضرت کے سامنے آیا۔ اور بہت کچھ آنحضرت کو سخت کست کہا۔ حضرت نے جواب اس کا نہ دیا۔ یہاں تک وہ چپ ہوا۔ پس امام حسنؑ نے اس کی جانب دیکھ کر سلام کیا۔ اور تبسّم فرما کر کہا۔ اے مرویہ میرے گمان ہے تو مرویہ غریب ہے۔ اور گویا تجھے چند امور میں شک ہے اگر تو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے۔ میں تجھے عطا کروں۔ اگر مجھ سے طلب و ہدایت و ارشاد کرے تجھے ہدایت کروں اگر مجھ سے کوئی سواری مانگے۔ تجھے عطا کروں۔ اگر تو مجھ کو کاپے تجھے میری کراں مانگے۔ اگر کاپے کپڑا پہنا دوں۔ اگر محتاج ہے غنی کہ دوں ساگر تجھ کو کسی نے نکال دیا ہے میں پناہ دوں۔ اگر کوئی حاجت رکھتا ہے میں بر لاؤں۔ اگر اپنا اسباب التلاشے اور میرے گھر چلے اور میرا مہمان ہو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ اس لئے کہ ہمارا گھر وسیع ہے۔ اور جو کچھ تجھے درکار ہو سب ہمارے پاس موجود ہے۔ جب اس شخص نے کام حضرت کا مشاوارہ نہ لگا۔ اور کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ زمین پر خلیفہ خدا ہیں۔ اور خدا خوب واقف ہے کہ خلافت و رسالت کے لئے کون بیکہ لائق ہے۔ قبل اس کے میں آپ کو آپ کے باپ کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا تھا۔ اور اب سب خلق سے زیادہ آپ مجھے محبوب ہیں۔ پس اپنا اسباب حضرت کے گھر میں لایا۔ اور جب تک مدینہ میں رہتا تھا حضرت کا مہمان رہتا تھا۔ اور حضرت ان مہمان اہل بیت حکایت مرویہ پرورد سے ہوا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جناب امیر نے بروز جنگ جبل محمد بن حنفیہ کو بلایا۔ انہا تینوں ان کے ہاتھ میں دسے کہ حکم دیا جاوے۔ اور یہ تینوں حضرت عائشہ پر گواہ جب محمد بن حنفیہ نے ایک شتر مالک ہوئے۔ قبیلہ بنی امیہ نے نہادہ مدی کی اور مانع ہوئے۔ جب جناب امیر نے اس آئے امام حسنؑ نے ان کے ہاتھ سے نہو لیا۔ اور جانب شتر مالک پر کھینچے اور نیزہ باخون کا اور خدمت جناب امیر

میں کثرت لائے۔ یہ دیکھ کر محمد بن حنفیہ کا چہرہ بخالت سے متغیر ہو گیا۔ جناب امیر نے فرمایا اس کا شک دکرو جو کام مجھ سے نہ ہو سکا وہ امام حسن نے فرمایا اس لئے حسنؑ فرزندِ نبیؐ ہے اور تم میرے فرزند ہو۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے ایک روز امام حسنؑ طواف کعبہ کر رہے تھے۔ سنا کہ ایک شخص کہتا ہے۔ یہ سرفرازِ ظہر ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس طرح کہہ کر یہ فرزندِ علیؑ ابن ابی طالب کے اس لئے کہ میرا آپ میری ماں سے بہتر ہے کہ شرفِ النعمہ میں روایت ہے ایک روز امام حسنؑ خوشبو لگائے جا رہے تھے ناگاہ ایک مرد میرے ہتھے دوست و احباب غمگین گراہ گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے مدینہ میں جاتے تھے۔ ناگاہ ایک مرد میرے پہوڑی پہننے پر لہٹیاں حال سامنے آیا اور حضرت کو اس حشم و خدم سے دیکھ کر کہنے لگا۔ اے فرزندِ رسولؐ خدا ایک ساعت توقف کیجئے اور میری ایک بات سن لیجئے۔ امام حسنؑ نے باگ روک لی۔ اور کھڑے ہو گئے۔ اس یہودی نے کہا۔ آپ ہی نصیحت کیجئے کہ آپ کے ناما نے کہا ہے دنیا مومن کے لئے زندان اور کافر کے لئے بہشت ہے۔ آپ اپنے کو مومن اور مجھے کافر جانتے ہیں۔ آپ اس راحت و نعمت میں بسر کرتے ہیں۔ اور میں اس محنت و مشقت میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ امام حسنؑ نے جواب دیا۔ اسے مرد میرا گروہ تیری آنکھوں کے آگے سے اٹھا دیا جاوے اور تو وہ مسلمان دیکھے۔ جو خدائے ہمارے لئے اور ہمیں مومنین کے لئے حور و قصور و عیاشی و خلد مہیا کئے ہیں۔ پھر تجھے معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میری ماں وجود اس حشم و خدم کے زندان ہے اور اگر تو وہ دیکھے جو خدائے تیرے لئے اور تمام کافروں کے لئے آتشِ حشم و الزاع عذاب و وبالِ آخرت مہیا کیا ہے پھر تو جانے گا کہ یہ حالت جس میں تو بسر کرتا ہے۔ اس حالت کے سامنے بہشت ہے۔ ایضا روایت کی ہے ایک روز امام حسنؑ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ سنا کہ ایک شخص پہلو میں دعا کر رہا ہے۔ خداوند اس ہزار درہم مجھے روزی کرے حضرت جب گھر میں پہنچے وہ ہزار درہم اس شخص کے لئے بھیج دینے کتابِ توبہ میں روایت کی ہے۔ ایک روز ایک شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے فرزندِ رسولؐ ہم پر ایک شخص بیرحم سنگار ہے کہ وہ بڑھوں کی حرمت و عزت نہیں کرتا۔ اور بچوں پر رحم نہیں کرتا جب حضرت نے سنا فرمایا۔ بیان کرتے کرتے دشمن کو ن ہے کہ تیرا انتقام اس سے لوں۔ اس نے کہا۔ میرا دشمن تنگ دستی پر لسانی ہے۔ حضرت نے ایک ساعت مرہاہک حج کایا پھر خادم کو بلا دیا اور فرمایا۔ جو کچھ میرے مال میں سے باقی ہے حاضر کرے خادم لایا ہزار درہم لایا۔ حضرت نے وہ سب روپیہ اس مرد مفلس کو دے دیا اور اس کو قسم دی کہ میں وقتِ دشمن تک پرستم کرتے۔ مجھ سے اگر اس کی شکایت کرنا میں اس کا تم تجھ سے مدد کروں گا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ کا گروہ فقرہ

پہنچا۔ وہ کچھ ٹکڑے خشک روٹی کے زمین پر رکھے کھا رہے تھے جب ان تیسروں نے حضرت کو دیکھا۔ صلح  
 کی حضرت گھوڑے سے اترے اور فرمایا۔ خدا تکبریں کو دوست نہیں رکھتا۔ پس فقرا کے پاس بیٹھ گئے  
 اور ان کے ہمراہ ان کے کھانا میں سے تناول فرمایا اور حضرت کی برکت سے اس کھانے میں طاق کمی نہ  
 ہوئی حضرت نے ان فقرا کی دعوت فرمائی۔ اور بہت عمدہ کھانا ان کو کھلایا۔ اور بخلتھانے فاعرہ ان کو زمین  
 بیان تو اضع و فروغنی امام حسنؑ کے رخصت کیا۔ بعض کتب معتبرہ میں لکھا ہے ایک  
 روز امام حسنؑ بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اور ایک کتا سامنے کھڑا تھا۔ ایک فقیر آپ تناول  
 فرماتے اور دوسرا اس کتے کے سامنے ڈالتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی یا حضرت آپ مجھے  
 اجازت دیجیے۔ اس کتے کو چھکادوں حضرت نے فرمایا۔ ہنسنے دو۔ مجھے خدا سے شرم آتی ہے۔ کہ کوئی  
 جاندار میرے کھانے کی جانب دیکھے اور میں اس کو کھانا نہ دوں۔ اور چھکادوں۔ منقول ہے حضرت  
 کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خیانت کی۔ کچھ تو مزیاب ہونے کا مستحق ہو گیا۔ حضرت نے چاہا  
 اس سے قصاص لیں۔ اس غلام نے پڑھا۔ والکاظم بین العیظہ حضرت نے فرمایا۔ میں نے  
 اپنے غصہ کو فرو کیا۔ اس غلام نے کہدوالعافین عن الناس حضرت نے فرمایا۔ میں تیرے گناہوں  
 سے درگنہا۔ اس غلام نے کہا۔ واللہ یشیب املحسینین حضرت نے فرمایا۔ میں نے تجھے آزاد کیا۔  
 اور پہلے سے دو تاؤ لیکر مقرر کیا۔ کتاب عدوتوبہ میں روایت ہے۔ امام حسنؑ بوجہ آداب واحرام اپنے  
 والد کے سامنے کم بات کرتے تھے۔ بعض اہل کوفہ نے جناب امیر سے کہا۔ امام حسن کلام کرنے سے اجز ہیں۔  
 یشون کہ جناب امیر امام حسنؑ کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ لوگ ایسا کچھ کہتے ہیں۔ منبریر جاؤ اور اپنا فضل ان پر  
 ظاہر کرو۔ امام حسنؑ نے عرض کیا۔ یا امیر المؤمنین آپ کے سامنے مجھے یارائے کلام نہیں۔ جناب امیر نے  
 فرمایا۔ اے فرزند میں تیرے سامنے سے ہٹ جاتا ہوں پس حکم جناب امیر لوگوں کو جمع کیا۔ اور امام حسنؑ منبر پر  
 تشریحات لے گئے۔ اور خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور حاضرین کو مرعظہ شافیہ فرمائے۔ خود ش حاضرین  
 مسجد سے بلند ہوا۔ پس فرمایا ان اللہ اصطفیٰ اذہ و بنو حواء ال ابراہیم وال محمد علی  
 العالمین۔ فدیتہ لبعضھا من بعض واللہ سمیعٌ علیم۔ واضح ہو کہ زیت بگنہ  
 آدم و سلانہ نوح و یزیدہ آل ابراہیم و فرزند پسریدہ اسمعیل وال محمد ہیں۔ ہم تم میں بلند مثل آسمان ہیں۔  
 کہ ہم سے فیض و رحمت تم پر برستی ہے۔ اور ہم بہتر و خورشید انور میں کہ جہاں کو جز ہدایت روشن کیا ہے۔  
 اور ہم شجرہ زبیرہ ہیں کہ خدا نے قرآن میں اس کی مثال دی ہے۔ اور برکت یاد کیا ہے کہ نہ مشرق میں  
 ہے نہ غرب میں۔ پیغمبر اس درخت کی جڑ اور علی شاخ اور ہم بجز اسو گندہ اس درخت کے میوہ ہیں۔ پس جو کوئی

اس وقت کی شائقوں میں سے ایک شاخ کو اختیار کرے وہ ناجی بنے اور جو اس وقت سے دور ہے۔ وہ ناری بنے۔ پس جناب امیر شریف لائے اور منبر پر جا کر درمیان دو دیدہ امام حسنؑ بوسہ دید اور کہا۔ یا ابن رسول تم نے اپنی حجت قوم پر تمام کی۔ اور اپنی اطاعت ان پر واجب کی۔ پس وائے اس پر جو تہماری مخالفت کرے۔

## فصل چوتھی۔ بیان نصوص امامت و معجزات امام حسنؑ

فریقین نے بسدائے معتبر و متذکرہ روایت کی ہے جب وقت وفات جناب امیرؑ ہوا۔ امام حسنؑ اور سب فرزندان اور اپنے شیعوں کو حضرت نے طلب کیا اور امام حسنؑ کو اپنا خلیفہ فرمایا۔ اور اسرار علوم الہی و انانت لائے حضرت رسالت پناہی سپرد کئے اور قریب بلا کر اسرار حق تعالیٰ ان کے کان میں کہے۔ اور اہل سنت کو بھی خلافت امام حسنؑ میں بھی اختلاف نہیں۔ اور سب قائل ہیں کہ امام حسنؑ انصاف امیر المؤمنین و بیعت مسلمین مستحق خلافت ہیں۔ کلینی وغیرہ نے سلیم بن قیسؑ ہلالی سے روایت کی ہے کہ میں وقت وصیت جناب امیرؑ امام حسنؑ حاضر تھا۔ جناب امیرؑ نے اپنی وصیت پر امام حسینؑ و محمدؑ بن حنفیہ ادا پائے سب فرزندان اور اہل بیت اور خاص خاص شیعوں کو گواہ کیا پس علوم اور اسرار حضرت رسولؐ ان کے سپرد فرمائے اور کہا۔ اے فرزند مجھے رسول خدا نے حکم دیا ہے کہ تم کو اپنا وصی کروں۔ اور کتب و سلاح اپنے تم کو سپرد کروں۔ جس طرح حضرت رسولؐ نے مجھے اپنا وصی کیا۔ اور کتب و سلاح اپنے مجھے سپرد کئے۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں حکم دوں جب تمہارا وقت، وفات آئے۔ ان تبرکات کو اپنے بھائی حسینؑ کے سپرد کرنا۔ اور ان کو اپنا وصی و خلیفہ کرنا پس جناب امیرؑ نے امام حسینؑ سے کہا تم کو رسول خدا نے حکم دیا ہے کہ اس تبرکات کو اپنے فرزند علی بن حسینؑ کے سپرد کرنا پس وصیت علی بن حسینؑ کی ہے کہ تم کو رسول خدا نے حکم دیا ہے کہ اس کو اپنے فرزند محمدؑ بن علی باقرؑ کے سپرد کرنا۔ اور رسول خداؐ میری جانب سے ان کو سلام کہنا۔ ایضا بسدائے معتبر امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے۔ جب ہنگام وفات جناب امیرؑ ہوا۔ اور اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا۔ میرے قریب آؤ کہ میں چند روزہ اپنے پہاں جو رسول خداؐ نے مجھے تعلیم فرمائے تھے تم سے بیان کروں۔ اور ان چند امور پر تم کو امین کروں جن پر رسول خداؐ نے مجھے امین کیا پس امام حسنؑ قریب گئے۔ اور جناب امیرؑ نے اسرار الہی ان کے کان میں کہے۔ یعنی طبری نے روایت کی ہے جب جناب امیرؑ جانب عراق جاتے تھے۔ اپنے کتب اپنے



زوجہ رسول خدا کے سپرد کرتے تھے۔ اور جب امام حسنؑ عراق سے مراجعت کرتے تھے ام سلمہ کتب جناب امیر اہل  
 کے سپرد فرماتی تھیں۔ بروایت زبانی میں کہ احادیث نص امامت امام حسنؑ بکثرت ہیں ماوراء ان میں سے اکثر  
 بیان معجزات امام حسنؑ حیات القلوب جلد سوم میں لکھے ہیں۔ صفادہ قطب راوندی وغیرہ نے  
 جناب صادق سے روایت کی ہے جب امام حسنؑ سفر حج کو جاتے تھے ایک شخص فرزند ان زہیر سے کہتا اے  
 ہمارے حضرت تھا۔ حاضر رہتا تھا پس بعض منازل سے کسی منزل پر گئے ہوا کہ وہاں دو خانہ نما بھی تھے۔ اور  
 بغیر ان کے خشک ہو گئے تھے۔ پس امام حسنؑ کے لئے ایک درخت کے نیچے فرش بچھوایا۔ اور فرزند زہیر کے لئے  
 دوسرے درخت کے نیچے بچھوایا۔ فرزند زہیر نے درخت کی طرف دیکھ کر کہا اگر یہ درخت خشک ہو گیا ہوتا تو ہم  
 میوہ کھاتے۔ امام حسنؑ نے فرمایا تجھے خواہش طیب ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ امام حسنؑ نے ہاتھ جانب آسمان  
 بلند کئے۔ اور دعا کی۔ کہ وہ شخص نہ سمجھا۔ ناگاہ وہ درخت خشک باعجاز حضرت سبز ہو گیا۔ اس پتے نکل آئے اور  
 رطب بھی لگے۔ حال جواز تک کہینتا ہے وہ بھی ہرگز تھا۔ اس نے کہا بخدا سو گند انہوں نے حادہ کیا ہے۔  
 حضرت نے فرمایا واٹے ہو تو میرے حادہ نہیں۔ لیکن خدا نے اپنے پیغمبر کے فیوض کی دعا سے رطب فرمایا  
 ہے پس اس قدر رطب اس درخت سے توڑے کہ اہل قافلہ کو کافی ہوئے۔ قطب راوندی نے جناب  
 معجزہ ذریعہ موافق ارشاد امام حسنؑ صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ نظام  
 حسین و عبداللہ بن جعفر سے فرمایا۔ خراج معاویہ کی جانب سے تم کو پہلی تاریخ کو پہنچے گا جب پہلی تاریخ  
 ہوئی حضرت نے جس طرح فرمایا تھا۔ اسی طرح خراج پہنچا اور امام حسنؑ بیت قرینہ رکھے جو کچھ حضرت  
 کے لئے اس نے بھیجا۔ اس سے اپنا قرض ادا کیا۔ اور باقی اہل بیت اور اپنے شیعوں پر تقسیم کر دیا۔ اور  
 امام حسینؑ نے بھی اپنا قرض ادا کیا۔ اور جو کچھ باقی رہا۔ اس کے تین حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے اہل بیت  
 اور شیعوں کو دیا۔ اور دو حصے اپنے عمال کے لئے بھیجے اور عبداللہ بن جعفر نے بھی اپنا قرض ادا  
 کیا۔ اور جو کچھ باقی بچا۔ وہ معاویہ کے ملازم کو دیا۔ بطور انعام اور جب یہ خیر معاویہ کو پہنچی اس نے عبداللہ بن  
 جعفر کے لئے بہت ساناں انعام بھیجا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ  
 خیر وادان امام حسنؑ بہ نزول حبشی۔ امام حسنؑ مکہ سے پانچ روزہ میں آتے تھے اٹلے راہ میں  
 پانچ مہک پر دم آگیا حضرت سے عرض کیا۔ سوار ہو بیٹے۔ کہ دم میں کچھ خفینت ہو جائے حضرت نے انکا  
 کیا۔ اور فرمایا جب میں اس منزل پر پہنچوں گا۔ ایک حبشی میرے استقبال کو آئے گا۔ اس کے پاس ایک  
 روغن بھی ہو گا۔ کہ وہ اس دم کو نافع ہے۔ پس وہ روغن اس سے مول لے لینا۔ اور وہ قیمت جو وہ مانگے اسے  
 دینا۔ یہ سن کر دوستان آنحضرت سے ایک شخص نے تعجب کیا۔ اور کہہ جس منزل پر ہم جا رہے ہیں وہاں کوئی

روغن فروش نہیں حضرت نے فرمایا بہت جلد آئے گا۔ جب چند میل ماہ طے ہوئی اس حبشی کی سیاحتی دور سے دیکھائی دی حضرت نے غلام سے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا اور ماہ اس سے روغن خرید کر لے کہ جب غلام اس حبشی پاس گیا۔ اور اس سے روغن طلب کیا۔ اس نے کہا۔ روغن کس کے لئے چاہیئے۔ اس نے کہا۔ حسن بن علی کے لئے دیکھا ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے خدمت کی خدمت میں سے چلو۔ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہا۔ یا ابن رسول اللہ! میں آپ کا محب و شیوہ ہوں۔ اس روغن کی قیمت دلوں گا۔ لیکن دعا کیجئے۔ کہ حق تعالیٰ ایک فرزند مستوی الخلقیت مجھے کرامت کرے۔ کہ وہ آپ اہل بیت کا محب و شیوہ ہو۔ اس لئے کہ جو میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں میری ذمہ کو درودہ نقد حضرت نے فرمایا۔ اپنے گھر جا۔ حبیب تو اپنے گھر پہنچے گا۔ فرزند مستوی الخلقیت پائے گا۔ پس وہ آدمی جلد گھر کو واپس گیا۔ پھر خدمت حضرت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت کو دعا شے خریدی۔ اور کہا۔ جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ پس حضرت نے روغن اپنے پائل پر ملا۔ اور قبل اس کے کہ اپنی جگہ سے اٹھیں اس درم کا نشان بھی نہ رہا۔ ایہ صفا۔ معجزہ امام حسنؑ بابت سوالات باقاصد معاویہ۔ روایت ہے کہ ایک روز جناب امیر کو نہ میں بھلا رہا بیٹھے تھے۔ ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا۔ میں آپ کی رعایا اور باندے ہوں۔ جناب امیر نے کہا۔ تو بھولتے کہتا ہے۔ میری رعایا اور باندے نہیں لیکن تجھے بادشاہ دم نے معاویہ پاس بھیجا ہے۔ چند مسائل دریافت کرنے کے لئے۔ اور وہ جواب نہ جانتا تھا۔ اب معاویہ نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے کہ مجد سے ان مسائل کے جوابات دریافت کرے۔ اس شخص نے کہا۔ یا حضرت آپ سچ فرماتے ہیں۔ معاویہ نے پوشیدہ مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور کوئی اس راہ پر بغیر خدا مطلع نہیں۔ آپ نے باہام حق تعالیٰ جانا۔ پس حضرت نے فرمایا۔ میرے ان دو فرزندوں میں سے حسینؑ سے جس سے تو چاہے سوال کرے۔ اس نے کہا۔ میں امام حسنؑ سے سوال کرتا ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ تو وہ یافت کرنے آیا ہے۔ کہ حق و باطل میں کس قدر فاصلہ ہے۔ اور زمین سے کس قدر آسمان تک مسافت ہے۔ اور مشرق مغرب سے کتنی دور ہے اور قوس قزح کیا چیز ہے اور غنٹ کسے کہتے ہیں۔ اور وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو ایک دوسرے سے زیادہ سخت ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ ہاں میں اسی کے دریافت کرنے کو آیا ہوں پس امام حسنؑ نے فرمایا۔ حق و باطل میں چاند انگشت کا فاصلہ ہے جو آنکھ سے تو دیکھتا ہے وہ حق ہے اور کلن سے باطل بہت سستا ہے اور زمین آسمان و زمین بقدر زمین مظلوم فاصلہ ہے اور بقدر آسمان نگاہ ہے اور مشرق و مغرب میں فاصلہ بقدر مسافت ایک دورہ آفتاب ہے۔ اور قزح شیطان کا نام ہے اور یہ قوس بنام شیطان نہیں بلکہ قوس خدا

پہا اور علامت فریادانی رمدی کی ہے۔ اور اہل زمین کے لئے غرق ہونے سے ان بنے اور نشت وہ ہے کہ معلوم نہ ہو۔ کہ مرد بچے یا عورت اور دونوں مقام اس کے ہوں۔ تا بلوغ انتظار کریں۔ اگر عتلم ہو مرد بچے اور اگر عتلم ہو عورت بچے اور بچہ ہو۔ عورت بچے۔ اگر اس سے بھی عطا ہو۔ تو دیکھنا چاہئے۔ مگر بچوں کی وہاں سیدی ہو۔ مرد بچے۔ اور اگر بچہ لہلہ خستہ ہو۔ لیکن وہ دس چیزیں جو ایک دوسری سے زیادہ سخت ہیں۔ پس پتھر کو خدا نے پیدا کیا ہے سخت اور وہ ہے کہ پتھر سے زیادہ سخت پیدا کیا ہے۔ کہ پتھر کو توڑتا ہے اور آگ کو زیادہ سخت کیا ہے کہ لوہے کو کھلاتی ہے۔ اور پانی کو زیادہ سخت کیا ہے کہ آگ کو بجھاتا ہے اور پانی سے زیادہ امیر کو سخت پیدا کیا ہے کہ حکم اس کا پانی پر جاری ہے اور ہوا کو پانی پر مسلط کیا ہے کہ اس سے حرکت و قیام ہے اور ہوا سے زیادہ سخت وہ فرشتہ ہے کہ ہوا اس کے حکم میں ہے۔ اور اس سے زیادہ سخت ملک الموت ہے جو اس کی روح حقیقہ کرتا ہے اور ملک الموت سے زیادہ سخت موت ہے کہ خود ملک الموت اس سے روٹتا ہے اور موت سے زیادہ سخت حکم خدا ہے کہ اس کے فرمان سے آتی ہے اور وہ بھی پوجائی ہے۔ معجزہ امام حسنؑ در طفولیت۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ جب ابو سفیان مدینہ میں آیا اور چاہا حضرت رسولؐ سے امان طلب کرے۔ جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا اور کہہ آپ شفاعت کیجئے حضرت نے قبول فرمایا۔ جناب امیرؑ پر وہ میں تھیں اور امام حسنؑ ایک مہینہ کے تھے اور گھٹنوں چلتے تھے۔ ابو سفیان نے کہہ اے دختر محمدؐ اس فرزند کو میرا شخص کیجئے۔ کہ اپنے نانا سے شفاعت کریں۔ پس امام حسنؑ نے آگے سے آکر ایک ہاتھ سے اس کی ناک اور دوسرے سے اس کی داڑھی پکڑ کر بقدرت حق تعالیٰ کلام کیا اور کہا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ تو کہہ میں اپنے نانا سے تیری شفاعت کروں۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے آل محمدؐ کو مثیل و نظیر حضرت یحییٰ بن زکریا فرمایا۔ نبی اکرمؐ کی حق تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے۔ واثینا۔ احکمر صبیحا۔ روایت کی ہے۔ ایک روز معجزہ امام حسنؑ۔ شیعوں نے امام حسنؑ سے زیادہ بن امیہ کی شکایت کی۔ پس حضرت نے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور کہا۔ خدایا زیادہ بن امیہ سے ہمارے اور ہمارے شیعوں کا انتقام لے اور اسے بہت جلد معذب کر۔ بدستیکہ تو سب چیزیں برباد ہے۔ پس اسی روز اس کے انگوٹھے میں زخم پڑا۔ اور گردن تک دم پہنچ کر مگیا ایضاً۔ روایت کی ہے۔ ایک شخص نے ہزار دینار کا امام حسنؑ پر دعویٰ کیا۔ اور حضرت کو شریک قاضی پاس لے گیا۔ حضرت نے اور شریح نے اس کو قسم دی۔ جب اس شخص نے قسم کھائی اور روہیہ پایا اٹھ کھڑا ہوا۔ اٹھتے ہی زمین پر گر پڑا۔ اور اصل ہنجم پڑا۔ ایضاً جناب صادق سے روایت ہے۔ ایک روز بعض شیعوں نے امام حسنؑ سے کہہ آپ اس قدر تحمل مشقت و مضرت معاویہ کیوں ہوتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا۔ میں اپنے خدا کے حکم کی اطاعت کرتا ہوں مادہ اگر خدا سے کہوں کہ شام کو عراق اور عراق کو شام اور راکو عورت اور عورت کو مرد کرے۔ میری دعا خدا قبول کرے گا۔ ایک مرد شامی بھی موجود تھا اس نے کہا۔ کون ایسا ہے امام حسن نے فرمایا تجھے منہ نہیں آتی کہ عورت ہو کہ مردوں میں بیٹھی جیسے جب اس مرد نے خیال کیا کہ یہ عورت ہو گئی ہے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ ابڑ اور گھر جا۔ کہ تیری عورت مرد ہو گئی ہے اور تجھ سے محبت کرے گی۔ اور تیرے فرزند محنت پیدا ہو گا۔ پس جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا۔ واقعہ ہوا اور وہ دونوں حضرت کی خدمت میں آئے اور توبہ کی۔ حضرت نے ان کے لئے دعا کی کہ دونوں اپنی پہلی حالت میں آگئے۔ ایضاً سید ابن طاووس نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک روز میں امام حسن کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک گائے کو نبی حضرت کے سامنے لے آیا تھا اور نرہ لگا گئے حاملہ ہے۔ اور اس کے پیٹ میں بچھیا ہے۔ اور اس کے ماتھے پر سفیری ہے۔ اور دم کی ٹوک بھی سفید ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں میں قصاب کے ہمراہ روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے گائے کو قریح کیا۔ اور ایک بچھیا اس کے پیٹ سے جیسی حضرت نے فرمائی تھی نکلی۔ پس میں حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور کہا۔ خدا فرماتا ہے۔ جو ماں کے پیٹ میں ہے ہم اسے جانتے ہیں آپ نے کیونکر جانا۔ امام حسن نے فرمایا۔ میں نے باہام خدا مانا۔ ایضاً امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ ایک گروہ اصحاب امیر المؤمنین بعد نماز ات آنحضرت امام حسن کی خدمت میں آئے۔ اور کہا۔ ہمیں وہ عجاب دکھاؤ جو تمہارے والد دیکھا کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تم کو وہ عجاب دکھاؤ تو ایمان لاؤ گے۔ انہوں نے کہہ دیا۔ امام حسن نے فرمایا۔ اگر میرے پلہ کو دیکھو پیمانہ گے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ پس امام حسن نے پردہ اٹھایا۔ اور کہا۔ اس گھر میں دیکھو۔ جب اس گھر میں نظر کی دیکھا۔ جناب امیر بیٹھے ہیں۔ امام حسن نے کہا۔ تم پہنچا سکتے ہو۔ یہ جناب امیر ہیں۔ سب نے کہا۔ ہاں ہم نے پہچانا اور گواہی دیتے ہیں کہ آپ ولی خدا بحق و راستی ہیں اور آپ بعد اپنے پلہ کے امام ہیں۔ اور تحقیق کہ آپ نے امیر المؤمنین کو بعد ان کی وفات کے دیکھایا۔ جس طرح آپ کے پردے رسول خدا کو ان کی وفات کے بعد سجدتیں دیکھایا۔ پس امام حسن نے فرمایا کیا تم نے قول خدا نہیں سنا۔ کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ **وَلَا تَقْتُلُوا الْمَنِّقَتِلَةَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَسْوَاتِ بِل اَحْيَاء وَّلَا مَيِّتٍ لَّا تَمْتَدُّ عَرُودٌ** یعنی جو لوگ راہ خدا میں شہید ہوتے ہیں ان کو یہ نہ کہو کہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ولیکن تم نہیں جانتے۔ امام حسن نے فرمایا۔ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں آیا ہے۔ جو راہ خدا میں قتل ہوتے ہیں۔ پس میرے حق میں کیا عجیب کہتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا۔ ہم ایمان لائے۔ اور اسے فرزند رسول خدا۔ آپ کی ہم نے تصدیق کی۔ ایضاً بسند

معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کی۔ ایک روز نخلستان میں بیٹھے تھے معاویہ نے کہا میں نے سنا ہے۔ رسول خداؐ نے فرمودے میں تختہ کیا ہے اور وہ تختہ ٹھیک ہوا ہے۔ آیا وہ علم آپ بھی جانتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کے شیعوں دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ آپ سے آسمان تا زمین کسی چیز کا علم نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ حضرت رسولؐ تختہ میاں سے فرماتے تھے۔ اور میں تجھ سے فرمودے کا شمار بیان کرتا ہوں۔ معاویہ نے کہا تمہارا اس وقت میں کس قدر غم ہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ چار ہزار اور چار ہزار میں۔ معاویہ نے حکم دیا۔ اس وقت کے غم سے تو ذکر شمار کرو۔ جب سب کو تو ذکر شمار کیا۔ چار ہزار اور زمین غم سے نکلے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میں نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا۔ اور فرودغ خالی طرف سے نہیں کہتی۔ بیشک ایک خدا کسی نے چھپا دیا۔ جب تلاش کیا۔ ایک خرمہ عبداللہ بن عمر کے ہاتھ میں تھا۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اسے خدا معاویہ اگر ایسا ہی سینکا ہرگز کیا نہ لائے گا۔ تحقیق میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ تو اس کے بعد کرے گا۔ زیادہ حضرت رسولؐ میں صادق کرتے اور تکذیب دہرتے تھے۔ اور تو باوجودیکہ معائنہ ایسا کہتا ہے۔ کہ کب تم نے اپنے نام سے سنا۔ حالانکہ تم کو دکھتے قسم بخدا کہ زیادہ کہ اس کے باپ سے تو نے ملحق کیا۔ اور مجھ سے عدی تو قتل کرے گا۔ شیعوں کے سترے پاس شہروں سے آئیں گے۔ پس جو کچھ حضرت نے اس روز فرمایا۔ واقع میں آیا۔ صفادہ و قطب راوندی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ دو شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر تھے حضرت نے ایک سے کہا۔ تو نے کل کی رات اپنے گھر میں یہ باتیں کہیں۔ اس شخص نے متعجب ہو کر کہا۔ آپ سب جانتے ہیں۔ پس فرمایا۔ خداوند ذوالجلال نے رسول خداؐ کو علم حلال و حرام تعلیم فرمایا۔ اور تنزیل و تامل قرآن پر جو کچھ نامور قیامت واقع ہوگا۔ اس پر مطلع کیا۔ اور حضرت رسولؐ نے سب جانا جناب امیرؑ کو اور جناب امیرؑ نے سب مجھ کو تعلیم کیا۔ کتاب عدد و قویہ میں حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ ایک روز کہ حرنی یا کسی اور پہاڑ پر بیٹھے تھے اور جناب امیرؑ و ابو بکر و عمر و عثمان بھی وہاں بیٹھے تھے۔ اور ایک گروہ ہاجرین و انصار بھی وہاں موجود تھے۔ ناگاہ امام حسنؑ کو دو بیکھا کہنایت بانگین وہاں آتے ہیں۔ جب حضرت رسولؐ نے دیکھا۔ فرمایا۔ جبرئیل حسن کو ہدایت کرتے ہیں اور کائیل وہ ست دیکھتے ہیں۔ حسنؑ میرا فرزند اور میری جان اور میری سپلیوں میں سے ایک سپلی ہے اور میرا فرزند اور نوید دیدہ ہے۔ میرے پند و مادہ اس پر خداوں پس حضرت رسولؐ اٹھے اور ہم بھی حضرت کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے اور امام حسنؑ کا استقبال کیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے حسنؑ تم میرے باغ کے صیب اور میرے صیب اور میری جان و دل ہو۔ پس امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑنے کے لئے اور اپنے پاس بٹھایا۔

اور ہم لوگ حضرت کے گرد بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اور حضرت بخیر امام حسن کو دیکھتے تھے۔ پھر فرمایا یہ فرزند  
 بدبیر سے ہدایت کنتہ اور ہدایت یافتہ ہوگا۔ اور یہ فرزند خدا کی جانب سے میرے مدیر سے ہے۔ میری  
 جانب سے لوگوں کو خبر دے گا۔ اور میرے آثار پسندیدہ اور نہیں پہنچائے گا۔ میری سنت کو زہر دیکھے گا میرے  
 کاموں کا متولی ہوگا۔ اور نظر لطف خدا اس کی طرف ہوگی پس خدا اس پر رحمت کرے۔ جو اس کی قدر جانے اور  
 اور اس کے حق میں محمد سے نیکی کرے گا۔ اور اس کے گرامی رکھنے سے مجھے گرامی رکھے۔ ہنوز من حضرت تمام  
 نہ ہوا تھا کہ ایک اعرابی دور سے آکھائی دیا۔ کہ اپنے نذرہ کو ہانا تھا۔ جب حضرت کی نظر اس پر پڑی فرمایا۔  
 تمہاری طرف ہر شخص آتا ہے جو تم سے ایسی سخت کلامی کرے گا پس وہ اعرابی آیا۔ اور سلام نہ کیا پھر حجام میں  
 محمد کو ان سے ہم نے کہا کیا مطلب ہے حضرت نے فرمایا۔ اسے کہتے دو۔ اعرابی نے کہا۔ اسے محمد میں اس  
 سے پہلے تم کو دشمن رکھتا تھا۔ اور اب تم کو دیکھ کر میں زیادہ دشمن ہوا۔ اور غضب آلود ہوں۔ حضرت رسولؐ  
 متبسم ہوئے۔ لوگوں کے حجام۔ اس کو آواز دیں۔ حضرت نے منع فرمایا۔ اعرابی نے کہا۔ اے محمد تم پہنیری  
 کا دعویٰ کرتے ہو۔ میریوں پر مدعی کہتے ہو۔ اور کوئی حجت و دلیل اپنی نہیں پر تم نہیں رکھتے۔ حضرت  
 نے فرمایا تم کو کیا معلوم میں دلیل نہیں رکھتا۔ اعرابی نے کہا۔ کیا دلیل ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو دلیل  
 چاہتا ہے۔ تو میرے اعضا میں سے ایک عضو تجھے خبر دے گا۔ یہاں تک کہ میری دلیل محکم نہ ہو۔ اعرابی نے  
 کہا۔ آیا عضو آدمی کا کلام کر سکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں پس امام حسنؑ سے خطاب فرمایا۔ اٹھو اور  
 حجت اس اعرابی پر تمام کرو۔ اعرابی متعجب ہوا۔ اور کہا۔ بچے کو مکم دیا ہے کہ مجھ سے گفتگو کرے۔ حضرت نے  
 فرمایا تو اس کو دکھ کر عالم دانا پائے گا۔ پس امام حسنؑ نے ابتدائی اور فرمایا اسے اعرابی فاضل و حامل سے  
 تو سوال نہیں کرتا بلکہ ایک فقیر و دانا سے سوال کرتا ہے۔ اور خود تو حامل و نادان ہے۔ یہ فرما کر چند شعر  
 نہایت فصیح و بلیغ اپنی مغائرت اور علم و فضل و جلالت پر فی البدیہہ الشافر لٹے۔ اور کہا۔ اے اعرابی  
 تو نے اپنی زبان کھولی اور اپنے اندازہ سے گذر گیا۔ اور تیرے نفس نے تجھے فریب دیا۔ لیکن اس مجلس  
 سے تو حرکت دکرے گا۔ تا آنکہ انشاء اللہ ایمان ملائے۔ پس اعرابی متبسم ہوا۔ اور کہا۔ وہ کہو جو میرا سبب  
 اسلام ہو۔ امام حسنؑ نے کہا تم لوگ مع اپنی قوم کے ایک مجلس میں جمع ہوئے۔ اور ادرود نے جہالت و  
 سفاقت محمد صلعم کو یاد کیا۔ اور کہا۔ سب عرب ان کے دشمن ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی تمام عرب سے دشمنی  
 کرتے ہیں ان کا و غیر لازم ہے۔ اگر وہ مارے جائیں گے۔ اور کوئی ان کا خون طلب نہ کرے گا۔ پس ان  
 لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے کچھ کو مقرر کیا۔ کہ تو آنحضرتؐ کو قتل کرے۔ اور تو اپنا نیزہ اٹھا مارا وہ قتل  
 آنحضرتؐ آیا۔ اور مخالفت و ترساں تھا کہ کوئی مطلع نہ ہو جائے اور تو یہ جانتا تھا کہ خدا تجھے ایک

امریز کے لئے لایا ہے۔ کہ اس نے تیرے لئے ارادہ کیا ہے۔ اب میں تجھے ان امور کی خبر دیتا ہوں جو  
تجھ پر سفر میں گذرے۔ اسے عربی تو اپنی قوم میں سے جانتی رات کو جڈا ہڑا۔ ناگاہ آندھی آئی اور اندھیرا  
آگیا۔ ابرو دیکھائی دیا اور میندو سے ہر سا۔ تو حیران ہوا۔ اور راہ بھول گیا۔ نہ قدرت آگے جانے کی وہی  
اور نہ پھر جانے کی رہی کسی کے پاؤں کی آہٹ نہ آتی تھی اور نہ روشنی دیکھائی دیتی تھی۔ ابرو محبط  
آسمان پر تھا۔ اور ستارے چھپ گئے تھے۔ کبھی تجھے ہوا پھیرے لاتی تھی۔ اور کبھی خار و خاشاک  
سے ایزد پھونکتی تھی۔ بجلی کے چمک سے آنکھوں میں چمکا چونڈ ہوتی تھی۔ اور پھر سے پاؤں مجروح ہوتے  
تھے۔ ناگاہ ان شدتوں سے تو نے رٹائی پا کر اپنے کو ہمارے پاس دیکھا پس آنکھیں تیری روشن ہوئیں  
اور نالہ و میندو سی ساکن ہوئی۔ اعرابی نے کہا۔ یہ سب باتیں آپ نے کیونکر جانیں تم نے میرے دل کی  
خبر بیان کی۔ گویا اس سفر میں تم میرے ہر راہ تھے۔ امد میرے امد میں سے کوئی چیز تم پر مخفی نہ رہی۔ گویا غیب  
کی باتیں کرتے ہو۔ اب کہو اسلام کیا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ امام حسن نے فرمایا کہہ۔ اشہد ان  
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اعترفت ان محمداً عبداً و رسولہ  
پس اعرابی نے کلمہ پڑھا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اور اسلام اس کا نیک ہوا کہ خود رسول کریم نے خود اسے  
متمم قرآن تعلیم فرمایا۔ اعرابی نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اپنی قوم پاس پھر جاؤں۔ اور ان کو ہدایت کروں۔  
اور شراعیہ دین انھیں تعلیم کروں۔ حضرت نے اجازت دی جب وہ اعرابی اپنی قوم میں پہنچا۔ ایک جماعت  
کو حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور وہ بھی مسلمان ہوئے۔ پس بعد اس واقعہ کے جب لوگ امام حسن کو دیکھتے  
تھے کہتے تھے۔ خدا نے امام حسن کو مرتبہ عطا کیا ہے۔ جو خلق میں کسی دوسرے کو عطا نہیں کیا۔ ایضا قطب  
راوندی نے روایت کی ہے۔ ایک روز عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا۔ امام حسن کلام کرنے میں عاجز ہیں۔  
جب منبر پر جاتے ہیں۔ اور لوگ ان کی طوت دیکھتے ہیں۔ خجالت ان کو کلام کرنے میں منع کرتی ہے۔  
پس معاویہ نے امام حسن سے کہا۔ منبر پر جا کر مجھے موعظہ کیجئے۔ امام حسن منبر پر نہ شریعت لائے۔ اور بعد موعظہ  
شانہ اور اظہار حرب و نسب و جلالت و قدر و منزلت پر ہیبت کچھ فخر کیا۔ اور کہا۔ میں ہی فرزند بہترین  
فرزند ابن فاطمہ و خیر رسول خدا ہوں۔ میں ہی فرزند رسول خدا و فرزند سراج منیر و فرزند لبیبہ و زینبہ و  
فرزند جنتہ للعالین و فرزند بقیۃ الرحمن ہوں۔ میں ہی فرزند بہترین خلق خدا بعد از رسول خدا ہوں۔  
میں ہی فرزند صاحب فضائل و دلائل ہوں۔ میں ہی فرزند امیر المؤمنین ہوں کہ حق میرا خصم کیا ہے۔  
میں ہی ایک وہ بہترین جوانان ہیبت سے ہوں۔ میں ہی فرزند شفیق مطاع ہوں میں ہی اس کا فرزند  
ہوں جس کے ہمراہ فرشتوں نے قتال کیا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جس نے سامنے سب قریشی شافع

ہوئے میں ہی فرزندِ پیشوائے خلق ہوں پس معاذیہ ڈرا کہ کہیں لوگ امام حسنؑ کے ساتھ نہ ہو جائیں۔ اور مجھ سے پھر جائیں۔ کہا۔ اسے ابو محمد منبر سے اتر آئیے۔ جو کچھ آپ نے بیان کیا۔ بہت ہے۔ امام حسنؑ منبر سے نیچے تشریف لائے معاذیہ نے کہا، تمہارے گمان میں تم خلیفہ ہو۔ اور حالانکہ تم کو قابلیتِ خلافت کی نہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا خلیفہ وہی ہے جو کتابِ خدا پر عمل کرے۔ اور متابعتِ سنتِ رسول کرے۔ وہ خلیفہ نہیں جو درمیانِ مردم بچہ رو ظلم سلوک کرے۔ اور سنتِ ہائے رسولِ خدا کو مطلق چھوڑ دے۔ اور دنیا کو پر و مار سمجھے۔ بادشاہی کرے۔ اور بعد چند روز کے بخود وارد ہو۔ اور بعد اس کے وہ لذتِ اس سے منقطع ہو جائے۔ اور عورتِ اس کے لئے باقی رہے پس ایک جوانِ قوم بنی امیہ سے جو اس مجلس میں حاضر تھا مختصر میں ہوا۔ اور بہت سخنانِ نامزا امام حسنؑ کو اور اہل بیتؑ کو اس شقی نے کہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا خداوندِ اپنی نعمت کو اس سے متغیر فرما۔ اور اسے عورت کر دے۔ تاکہ اور لوگ اس کے حال سے عبرت حاصل کریں جب اس شقی نے اپنے تسم پر نظر کی دیکھا۔ عورت ہو گیا ہے۔ مقامِ بولِ مثلِ عورتوں کے مبدل ہوا۔ اور ریشِ تیس بھی صفا چٹ ہو گئی پس امام حسنؑ نے فرمایا اے عورت۔ دروہ کیوں مردوں کی مجلس میں بیٹھی ہے۔ یہ کہہ کر حضرت نے کہا کہ مجلس سے تشریف لے جائیں عمرو بن عاص نابکار نے کہا ابھی توقف کیجئے۔ آپ سے چند مسائل دریافت کروں گا امام حسنؑ نے فرمایا۔ جو جا ہو پوچھ لو۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ مجھے خبر دیکھئے کہ کرمِ بخیریت و مروت کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا۔ و لیکن کرم پس نیکی کرنا ہے کہ قصدِ عوم نہ ہو۔ اور قبل سوال عطا کرنا ہے۔ و لیکن بخت یعنی رفعت اپنے دشمنوں کو اپنے حارم سے دفع کرنا۔ اور مقام میں کمروا ہت میں صبر کرنا ہے۔ و لیکن مروت، مردی پس وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کو نگاہ رکھے۔ اور اپنے نفس کو کثافت و کلوگی سے حفظ کرے۔ اور بادائے حقوقِ خلق و خداقیام کرے۔ اور جسے دیکھے۔ سلام کرے یہ ارشاد فرمایا کہ حضرت تشریف لے گئے پس معاذیہ نے عمرو بن عاص کو ملامت و فحش کی اور کہا۔ تو نے اہل شام کو فاسد کر دیا۔ اور فضائلِ امام حسنؑ پر مطلع کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ ان ہاتھوں کو چھوڑ دو۔ اہل شام تم کو دین و ایمان کے لئے دوست نہیں رکھتے بلکہ دنیا کے لئے دوست رکھتے ہیں۔ تم شہر و مالِ تمہارے لائق ہیں ہے سخنانِ امام حسنؑ مفید نہ ہوں گے۔ پس اس جوان بنی امیہ کا قصد لوگوں میں منتشر ہوا۔ اور اس کی زوج امام حسنؑ کی خدمت میں آئی۔ اور تضرع و زاری استغاثہ فرماد اپنے شوہر کے عورت ہو جانے پر بہت کی۔ امام حسنؑ بھی اس کے دروہ پر روئے لگے۔ اور دعا کی۔ پس وہ پھر مرد ہو گیا۔



## فصل پانچویں بیان احوال امام حسنؑ و سہارا امیر صلح معاویہ

ہانا ہا بیٹے کہ بعد ندرت عصمت و جلال آئمہ ہدی لازم ہے جو کچھ ان سے واقع ہوا۔ مومنین اسے تسلیم کریں اور اعتراض و شبہہ نہ کریں۔ اور جانیں جو کچھ خدا کا فعل ہے وہ اوجانب خدا ہے اور اعتراض ان پر کتنا خدا پر اعتراض کرنا ہے۔ جیسا کہ سابقاً معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک صحیفہ خدا نے رسول خدا کے لئے بھیجا۔ اور اس صحیفہ پر بارہ مہریں تھیں۔ پس ہر امام اپنی مہریں اکھوتے۔ اور جو کچھ اس میں لکھا پاتے اس پر عمل کرتے تھے۔ اور کس طرح جائز ہے کہ اپنے عقول ناقص سے اس گروہ پر اعتراض کریں جو حجت انہی خدا زمین پر ہیں اور ان کا کہا خدا کا کہا اور ان کا کیا خدا کا کیا ہے۔

خطبہ حضرت امام حسنؑ۔ ابن بابویہ و شیخ مفید و شیخ طوسی و ابن شہر آشوب و غیروں نے روایت کی ہے۔ کہ بعد شہادت جناب امیر امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ طبع فرمایا۔ جو مشتمل بر صلوات ربانی و حقائق سبحانی اور ان کے فرمایا۔ ہم ہی حزب اللہ ہیں۔ کہ غالب ہیں اور ہم ہی عزت رسول خدا ہیں کہ ہم سب سے با محضرت زیادہ نزدیک ہیں۔ اور ہم ہی اہل بیت رسالت ہیں کہ ہدی اور گناہوں سے معصوم و مطہر ہیں۔ اور ہم ہی ان دو چیز بزرگ سے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا اپنی جگہ امت میں چھوڑ گئے۔ اور فرمایا۔ اخی تاریخاً فی کما الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیٹی۔ اور ہم ہی ہیں۔ رسول خدا نے ہم کو دین کتاب خدا کہا۔ اور علم تنزیل و تاویل قرآن ہم کو دیا۔ اور ہم قرآن میں یقین رکھتے ہیں اور ہمیں دیکھنا تلاویل قرآن نہیں کرتے۔ پس ہماری اطاعت کرو ہماری اطاعت خدا کی مانند ہم پر واجب ہوئی ہے اور خدا نے ہماری اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ مقرون کیا ہے۔ اور فرمایا ہے یا ایھا الذین آمنوا اذیعوا للہ و اذیعوا للرسول و اولی الامر منکم بعد اس کے حضرت نے فرمایا اس شب وہ شخص دنیا سے گیا۔ کہ عمل غیر رحیم کے با یقین نے سبقت دئی اور ان کی۔ ہم کو ہدی تک کوئی سعید نہ پہنچ سکے گا۔ تحقیق کہ رسول خدا کے ہمراہ انہوں نے جہاد کیا۔ اور اپنی جانوں پر خدا پر قربان کی۔ اور رسول خدا اپنا علم دے کر ان کو جس طرف بھیجتے تھے۔ ہمیں ان کی وہ اپنی طرف اور میکائیل جانب بائیں رہتے تھے۔ اور پھر گرد آتے تھے۔ جب تک خدا ان کے ہاتھ سے فتح دکر تا تھا۔ اور اس دولت کو انہوں نے بجا لیا ہمارا حلت کی۔ جس رات کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر گئے اور شیخ بن نون و وصی حضرت موسیٰ نے اس رات کو انتقال کیا اور کچھ فلا و نقرہ انہوں نے نہیں چھوڑا۔ مگر سات سو رہم کہ ان کی بخشش

سے زیادہ کہتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ایک خادم اپنے اہل بیت کے لئے خریدیں۔ تاہم ایک گریہ حضرت سکر کے  
 تھا۔ اور خودش لوگوں سے اٹھا۔ پھر فرمایا۔ میں ہی فرزند بشیر و نذیر ہوں۔ میں ہی فرزند دعوت کنندہ  
 ہوں۔ خدا ہر ظالموں میں ہی فرزند سراج منیر ہوں۔ میں ہی اس خاندان سے ہوں جس کو خدا نے  
 جس سے دور کیا۔ اور ان کو معصوم و مسلمہ فرمایا ہے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں کہ خدا نے اپنے کتاب  
 میں جن کی عودت خدا نے واجب کی۔ اور فرمایا قُلْ لَا اسْتِغَاثَ لَكُمْ عِندَ اجْرَائِیْ اَلْمَوْتِ فِی  
 الْقَبْرِ بِنِیْ وَمَنْ یَّقْتُوْا حَسَنَةَ فِزْدَلِہٖ فِیْہَا حَسَنًا وَّ خِیْرًا وَّ خِیْرًا حَسَنًا وَّ حَسَنًا وَّ حَسَنًا  
 ہے۔ مراد اس سے محبت ہماری ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عباس اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے گروہ  
 مروان یہ تمہارے پیغمبر کا فرزند ہے۔ تمہارے امام کا وصی ہے۔ اس سے بیعت کرو۔ یہ سن کر لوگوں نے  
 قبول کیا۔ اور کہا کس قدر یہ ہماری طرف محبوب ہیں۔ اور کس درجہ ہم پر ان کا حق ہے۔ اور جلد جلد  
 امام حسن سے بیعت خلافت کی۔ اور امام حسن نے ان سے شرط کی تینوں میں سے صلح کروں تم بھی صلح  
 کرو۔ اور جس میں جنگ کروں تم بھی جنگ کرو۔ ان لوگوں نے قبول کیا۔ اور یہ واقعہ اکیسویں ماہ مبارک  
 رمضان کا ہے۔ سال پہلیم ہجرت سے بروز جمعہ ہوا۔ اور اس وقت عمر شریف امام حسن شہینشاہ کی یعنی بعد  
 اس کے امام حسن منبر سے نچے تشریف لائے۔ اور حکام اطراف کو اسی میں روادار کے سب جگہ مقرب کئے اور عبداللہ بن عباس  
 بیان خلافت و بیعت کر بھیج دیا۔ یہ شرح مفید ابن ابی یوسف قطب رندنی کو ابن شہر آشوب وغیروں  
 روایت کی ہے۔ کہ جب بعد شہادت جناب امیر لوگوں نے امام حسن سے بیعت کی اور بیعت کرنے کی جو معاویہ کو  
 پہونچی اس نے وہ جاسوس ایک بصر کی جانب اور دو سرا بطرف کو فرار کیا۔ کہ جو کچھ واقع ہو لکھا کریں اور جب  
 امام حسن مطلع ہوئے۔ دونوں کو بلا یا اور ان کو قتل کیا۔ اور ایک نامر معاویہ کو لکھا کہ مجھ سے بیعت کہے۔ اور اپنے  
 فضائل و استحقاق خلافت کو بیخبرانے شافی دے کیا۔ اور لکھا کہ تو نے جاسوس بھیجے اور حیلہ سازی و مکاری کی۔  
 میں گمان نہ ہے کہ تیرا ارادہ جنگ ہے۔ اگر واقعی تیرا ارادہ ہے تو میں بھی موجود ہوں۔ جب یہ نامر معاویہ پاس پہونچا۔  
 اس کے کلمات سخت و درشت اور جو بقتضائے کفر و نفاق تھا اس نامر میں لکھا۔ اور امام حسن کی خدمت  
 میں پہونچا اور لکھا کہ گراں لے کر متوجہ عراق ہوا۔ اور چند جاسوس کو فہ میں منافقوں اور خداجیوں میں مل کر جو بن ہریش  
 راضی بن قیس بن شیبہ بن ربیعہ وغیرہ پاس بھیجے کہ وہ لوگ اصحاب امام حسن میں تھے۔ اور کوفہ شمشیر جہرا اطاعت  
 قبول کی تھی۔ اور ان منافقین و خداج کو معاویہ نے لکھا کہ جو امام حسن کو تم میں سے قتل کرے گا میں اسے  
 وہ لاکھ ہجرت ایک اپنی دستزد نکلا۔ اور ایک لشکر لکھا کہ تمہارے قتل کروں گا۔ اس فریب حیلہ سے  
 اکثر منافقین کو اس نے اپنی طرف مائل اور امام حسن کی جانب سے منحرف کر دیا۔ یہاں تک کہ امام حسن ایک زندہ

دوں گا۔ اور پانچ سو درہم بھی اس لئے بیٹھے۔ اس شقی نے جب رو پیہ دیکھا۔ اور عدوہ حکومت سنا۔  
 دین کو دنیا پر بیچ ڈالا۔ اور رو پیہ لے کر رخ دہ سو نفر کے اپنے عزیزوں اور محضوں میں سے معاویہ پاس چلا  
 گیا اور امام حسن سے مخرف ہو گیا۔ جب یہ خبر امام حسن کو پہونچی حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ اس مرد  
 کندی نے مجھ سے مکر کیا اور معاویہ پاس چلا گیا۔ اور میں نے مکر رقم سے کہا کہ تمہارے عہد کو دفاتنیں اور تم  
 سب بندہ دنیا ہو۔ اب میں دو سرے شخص کو کھینچتا ہوں۔ اور ہانتا ہوں۔ کہ وہ بھی ایسا ہی کرے گا۔ پس ایک  
 مرد کو قبیلہ مراد سے مع چار ہزار مرد روانہ کیا۔ اور اس سے عہد پر بیان لیا کہ غزوہ مکر کرے۔ اور اس نے تمہیں  
 کھائیں۔ کہ میں فریبہ و دفتانہ کروں گا۔ جب وہ رستا ہوا آیا یہ بھی مثل مرد کندی مکر کرے گا۔ جب یہ مرد مرادی  
 پہونچا معاویہ نے قاصدا اور نامے اسے بھیجے اور پانچ ہزار درہم بھی بھیجے اور وعدہ حکومت و امارت جہاں  
 کی وہ پسند کرے لکھا۔ پس وہ بھی امام حسن سے مخرف ہو کر معاویہ پاس چلا گیا۔ جب یہ خبر امام حسن کو پہونچی  
 خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ میں نے تم سے مکر کیا کہ تم لوگ با وفا نہیں ہو۔ دیکھو مرادی نے بھی مجھ سے مکر کیا اور  
 معاویہ پاس چلا گیا۔ پس عبداللہ بن عباس کی سہراہ قیس بن سعد بارہ ہزار آدمی پر سردار کر کے دیر عبدالرحمن  
 سے جانب معاویہ بھیجا۔ اور فرمایا۔ اگر عبداللہ بن عباس میرا ہو قیس بن سعد میرا ہو۔ اگر وہ بھی میرا ہو جسے سعید پر  
 قیس امیر ہو۔ اور عبداللہ کو وصیت کی کہ قیس بن سعد و سعید بن قیس کی صلاح و مشورہ پر عمل کرے اور  
 خود بھی حضرت نے وہاں سے کوچ کیا۔ اور سا باط مدائن کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں پہونچ کر  
 چاہا۔ اپنے اصحاب کا امتحان کریں اور ان کے کفر و نفاق اور عیوفانی کو لوگوں پر ظاہر کریں۔ پس لوگوں  
 کو جی کیا۔ اور حمد ثنائے الہی بجا لاکر فرمایا۔ امانت تحقیق کہ میں بعد رحمت خدا امیر رکھتا ہوں کہ اس کی نجات  
 پر غرور اتہرین بہترین موم ہوں۔ اور کسی مسلمان کی طرف سے میرے دل میں کینہ نہیں اور کسی طرف سے میرے  
 دل میں باروہ بدی نہیں۔ اور مسلمانوں کی جمعیت کو پر آگے گی سے بہتر جانتا ہوں۔ اور جو صلاح تم حق میں اپنے  
 بہتر مانتے ہو۔ اس سے میں بہتر جانتا ہوں۔ پس لازم ہے میرے حکم کی مخالفت نہ کرو۔ اور میری رائے کو  
 اپنے حق میں رد نہ کرو۔ امید ہے خدا مجھے اور تمہیں بخش دے۔ اور میں تمہیں جس میں اس کی محبت و  
 خوشنودی ہے۔ ہدایت کرے۔ جب ان منافقین نے یہ کلام حضرت سے سنا۔ ایک نے دوسرے پر نظر  
 کی۔ اور کہا۔ اس کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو معاویہ سے صلح منظور ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ خلافت  
 مناد یہ کو دیں۔ پس سب اٹھ کھڑے ہوئے اور مل کر ایسا کہا۔ اب امام حسن کو کوٹ لیا۔ یہاں تک کہ ہاتھ  
 حضرت کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لی۔ اور درادوش مبارک سے اتاری۔ پس امام حسن نے اپنا  
 گھوڑا طلب کیا۔ اور سوار ہوئے۔ اور اہل بیت و آنحضرت نے تقویٰ سے شیعوں کے ہمراہ حضرت کو بیچ

میں لے لیا اور جب سا باطل ملائین میں پہنچے جراح بن سنان اسدی شقی نے نگام اسہب آنحضرت پکڑ لی۔ اور ایک خنجر ران مہارک پر مارا کہ استخوان ننگ شکافہ ہو گیا۔ اور بروایت دیگر پہلو پر خنجر مارا۔ پس ملا مان و موالیان و دوستان امام حسن نے اس ملعون کو پکڑ کر قتل کیا۔ اور حضرت کو عمار ہی میں بٹھا کر ملائین میں لے گئے۔ اور سعد بن مسعود ثقفی کے گھر میں کہ وہ حضرت کی طرف سے والی مدائن وقتا نزول اجلال فرمایا۔ اور وہ مختار کا چچا تھا۔ پس مختار اپنے چچا پاس آیا۔ اور کہا چلو امام حسنؑ کی ہم معاویہ کو بیسے وہیں بٹھائیے معاویہ اس کے عو حق میں ہم کو ولایت دے دے سعد نے کہا تیرا بڑا ہونے یہ کیا بکباتا ہے میں امام حسنؑ اور ان کے پاپر بزرگوار کی طرف سے مدائن کا حاکم ہوں۔ ان کا حق نعمت فراموش کروں۔ اور فرزند رسول خداؐ کو معاویہ کو دے دوں جب شیطان امام حسنؑ نے یہ کلام سنا چالا مختار کو قتل کر کے آخر بشاعت عم مختار اس کی تقصیر سے روگندہ کیا۔ پس سعد ایک جراح کو لایا۔ اور وہ ظم کا علاج کیا۔ اکثر رؤساء لشکر امام حسن نے معاویہ کو لکھا کہ ہم تمہارے سے صلح و منقاد ہیں۔ تم جلد متوجہ عراق ہو۔ جب نزدیک پہنچو گے ہم امام حسنؑ کو پکڑ کے تم کو دے دیں گے۔ ناگاہ خیرائی جب عبداللہ بن عباس ہرا پر لشکر معاویہ پہنچے معاویہ نے ایک تاصدان کے پاس بھیجا۔ اور دو ہزار درہم کا وعدہ کیا کہ نصف اسی وقت دے دیند اور نصف جب کو نہ میں آٹے دیند پس اسی شب اپنے لشکر سے بھاگا۔ اور معاویہ کے لشکر میں جا ملا جب صبح ہوئی اس کو اس کے خیمہ میں نہ دیکھا۔ پھر براہ قبس بن قبس نماز صبح ادا کی۔ اور قبس نے خطبہ پڑھ کر لوگوں کو کہا کہ اگر اس خائن یعنی..... نے اپنے امام سے خیانت کی لادم بنے کہ تم خیانت نہ کرو۔ اور خدا و رسول کے غضب سے اندیشہ کرو۔ اور دشمنان خدا سے جنگ کرو۔ ان لوگوں نے بظاہر قبول کیا۔ مگر ہر شب لوگ امام حسنؑ کے لشکر سے بھاگ کر معاویہ کے لشکر میں جا ملتے تھے۔ اس کے بعد وہ و مرانا معاویہ نے امام حسنؑ پاس بھیجا اور فہرست اسمائے منافقین اصحاب آنحضرتؐ ہونے اسے لکھا اور اظہار اطاعت و انقیاد کیا تھا۔ اپنے نام میں ملفوف کر کے بھیج دی اور لکھا تمہارے اصحاب نے تمہارے سے باپ سے وفات کی۔ اور تم سے بھی وفات کریں گے۔ فہرست ملاحظہ ہو جب امام حسنؑ نے نام معاویہ اور فہرست منافقین اصحاب پڑھی۔ اور..... کی بیوفائی اور اپنے لشکر کی کستی و لاشاق پر مطلع ہوئے پھر تمام حجت کے لئے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم لوگ مکاد ہو۔ و سیکن میں حجت خدا تم پر تمام کرتا ہوں۔ لادم بنے کہ کل فلاں موضع میں جمع ہوں۔ اور بعینہ نہ توڑو بخوف الہی سے ڈرو پس دس روز تک اس موضع میں توقف فرمایا۔ اور چار ہزار سے زیادہ لوگ حضرت کے پاس جمع نہ ہونے۔ امام حسنؑ منہر توشرفین لے گئے۔ اور فرمایا مجھے اس گزہ سے تعجب ہے جو نہ جبراء کہتے ہیں۔ اور نہ المیان تم پر داتے ہو۔ بخدا سو گندہ معاویہ جس بات کا میرے قتل

پر عفا من ہونا چاہیے اس پر وفادہ کرے گا۔ اور میں تمہا سے لئے چاہتا تھا۔ کہ دین حق کو برپا کروں۔ مگر تم نے میری  
 مدد نہ کی۔ میں تمہا عبادت خدا کر سکتا ہوں۔ ولیکن قسم بخدا اگر میں امر خلافت معاویہ کے سپرد کرتا ہوں  
 ہرگز تم لوگ دولت بنی امیہ میں خوش و شاد سال نہ رہو گے۔ انواع عذاب تم پر کریں گے اور لوگوں یا میں تمہا سے  
 فرزندوں کو دیکھ نہ پاؤں۔ کہ ان کے گھروں کے دروازوں پر کھڑے کھانا پانی مانگ رہے ہیں اور وہ ان  
 کو نہیں دیتے۔ قسم بخدا اگر میں یقیناً جانتا۔ تو معاویہ کے لئے یہ حکومت نہ چھوڑ دیتا۔ اس لئے کہ بخدا رسول  
 قسم کھاتا ہوں کہ خلافت بنی امیہ پر حرام ہے۔ اسے بندگان دنیا تم پر نظر میں ہو۔ اور جلد اپنے اعمال مجال  
 میں لگے قدر ہو گے۔ حیب امام حسن اپنے اصحاب سے یا اس دن ائید ہوئے معاویہ کو جواب دیکہ کہ میں جانتا  
 تھا حق کو زندہ اور باطل کو مرنہ کروں۔ اور کتاب خدا و سنت رسول خدا کو حامی کروں۔ لوگوں نے مجھ سے  
 موافقت نہ کی۔ اب میں تجھ سے چند شرائط پر صلح کرنا ہوں۔ اور مجھے معلوم ہے کہ تو ان شرطوں پر وفادہ کرے گا۔  
 اس بادشاہی پر جو تجھے میسر ہوئی خوشی نہ ہو۔ کہ بہت عیال و پشیمان ہو گا۔ جس طرح اند لوگوں نے غصہ خلافت  
 کی۔ اور پشیمان ہوئے۔ ان کی پشیمانی ان کو نفس نہ بخشنے گی۔ یہ لکھ کر اپنے پیغمبر عبد اللہ بن حارث کو معاویہ کو پاس  
 بھیجا کہ عہد و پیمان اس سے لیں اور نامہ صلح لکھیں۔ اس وقت نامہ اس طرح لکھا گیا۔  
 مصفقون صلح نامہ یا معاویہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسن بن علی بن ابی طالب  
 نے معاویہ بن ابوسفیان سے ان شرائط پر صلح کی۔ کہ درمیان مردم بکتب خدا و سنت رسول خدا پر برحق  
 عمل کرے اور شرط یہ ہے کہ بعد اپنے اس کام پر کسی کو مقرر نہ کرے۔ اور شام و عراق و حجاز و یمن اور ہر جگہ کے  
 لوگ اس کے شر اور عند سے بیخوف رہیں۔ اور اصحاب علی ابن ابی طالب اور ان کے شیعہ اپنی جان و مال  
 و زمان و اولاد سے بیخوف رہیں۔ پس معاویہ سے ان شرائط پر اند اس امر پر بھی عہد و پیمان خدایا گیا کہ حسن  
 بن علی امدان کے برادر حسین اور محسن اہل بیت و عزیزان رسول خدا سے معاویہ کوئی ٹکرو عہد نہ کرے۔ اور پشیمان  
 مانگنا نہ کرے۔ اور ان میں سے کسی کو کسی مقام پر نہ ڈرائے۔ اور ہر خندان کا حق اسے سپرد نہ کرے۔  
 اور ہر سال خراج ملک سے پچاس ہزار درہم آنحضرت کو پہنچائے اور جناب امیر کو ہر ماہ لکھیں اور تنونت  
 نمازیں۔ نامہ جناب امیر امدان کے شیعوں کو مہیا کہ ان لوگوں کا قاتل وہ تھا نہ کہیں اور جب نامہ لکھا گیا خدا  
 اور رسول کو گواہ کیا۔ اور عبد اللہ بن حارث و عمرو بن ابی سلمہ و عبد اللہ بن عامر و عبد الرحمن بن ابی ثر و وغیرہ نے  
 اس نامہ پر گواہی دی۔ اور جب صلح منعقد ہو گئی۔ متوجہ کو نہ ہوا۔ یہاں تک کہ مدینہ کو بخیر نکلے جس آواز۔ اور وہاں  
 نماز پڑھ کر خطبہ پڑھا۔ اور آخر خطبہ میں کہا میں نے تم سے اس وجہ سے قتال نہیں کیا۔ کہ تم لوگ نرا نہ پڑھو یا وہ  
 دکھوادا کو آواز دے۔ مجھے اس سے مطلب نہیں۔ ولیکن میں نے تم سے اس سبب سے قتال کیا کہ میں تم پر امیر ہو جاؤں۔

اور خزانے مجھے مارت دی۔ ہر چند تم نے بد چاہا۔ اور چند شرطوں میں نے امام حسن سے کہیں اور سب شرطوں میں سے  
 پاؤں کے نیچے میں۔ اور ان میں سے میں ایک پر بھی وفانہ کروں گا۔ بعد اس کے کہ وہ میں داخل ہوا۔ اور بعد کئی  
 روز کے مسجد میں آیا۔ اور امام حسن کو منبر پر بھیجا۔ اند کہا۔ بیان کیجئے کہ خلافت حق معاویہ کا ہے جبکہ امام حسن  
 منبر پر تشریف لائے۔ محمد بن حنفیہ نے الہی بیچا لائے اور بدو اہل بیت و حضرت رسول پر بھیجا۔ اور فرمایا۔ ایہا الناس  
 اگر جاؤ اور جا بسا میں ایسا آدمی تلاش کرو۔ جس کا نام رسول خدا اور باپ علی رضی اللہ عنہما ہے اور میرے  
 برادر حسین کے ناپاؤں کے خزانے تم کو رسول خدا سے ہدایت کی۔ اند تم ان کے اہل بیت سے دستبردار ہوئے۔ تحقیق  
 کہ معاویہ نے اس امر میں جو مجھ سے مخصوص اور جس کا میں سزاوار تھا۔ منازعہ اور غاصبہ کیا۔ اور جب میں نے کوئی بار  
 دیا۔ گناہ پایا۔ یا مجال اصلاح و حفظ خون ہائے امت آپ دستبردار ہو اور تم نے مجھے بیعت کی تھی کہ میں جس سے  
 صلح کروں تم بھی اس سے صلح کرو۔ جس سے میں جنگ کروں تم بھی اس سے جنگ کرو۔ اور میں نے مصلحت  
 امت کی اس میں دیکھی کہ اس سے صلح کروں اور حفظ خون ہائے مردم و خویشی سے بہتر سمجھا۔ اور میری عرض۔  
 تہدی اصلاح تھی اور جو کچھ میں نے کیا۔ ان پر عبت ہے جو تم تکبان امور کے ہوں۔ اور فتنہ مسلمانوں کے لئے ہے۔  
 اور منافقوں کے لئے فتح قلیل ہے جب تک کہ خدا حق کو غالب کرے اور اس کے اسباب مہیا کرے۔ پس معاویہ  
 اٹھا اور نسبت جناب امیر کے کلمات نامترا کہے۔ امام حسینؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور چاہا۔ معترض جواب دیا  
 ہوں۔ امام حسن نے ان کا ہاتھ پکڑ کے بٹھایا۔ اور خود کھڑے ہو کر فرمایا۔ اس شخص کو معلوم ہو جو علی ابن ابی طالب  
 کا نام لیتا ہے اور مجھے نامترا کہتا ہے۔ میں حسن ہوں اور پھر بزرگوار میرے علی ابن ابی طالب ہیں اور تو معاویہ  
 ہے اور میرا آپ منحرف ہے اور میری ماں فاطمہ زہرا ہیں۔ اور تیری ماں ہندہ ہے میرے جد رسول خدا ہیں اور تم سے  
 جد و جہد ہیں۔ میری جدہ خدیجہ ہیں اور تیری جدہ قتیلہ ہے۔ پس خدا اس پر لعن کرے۔ جو مجھ میں اور تجھ میں ہے  
 تر نام و نسب میں زیادہ ہو۔ اور جس کا حسب است حراد کہہ جس کا قدیم تر اور نفاق جس کا زیادہ تر اور حق میں کا  
 اسلام اور اہل اسلام پر کتر ہو پس اہل مسجد سے فتنہ خردش بلند ہوا۔ اور کہا میں بعض کتب معتبرہ میں روایت  
 ہے۔ بعد صلح کے امام حسینؑ روتے ہوئے۔ امام حسنؑ پاس گئے اور ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے لوگوں  
 نے سبب دریافت کیا۔ فرمایا میں اپنے امام پاس گیا۔ اور سوال کیا۔ کہ معاویہ کو خلافت دینے کا کیا باعث  
 ہوا۔ فرمایا جو باعث تھا اسے پھر بزرگوار کو ہوا۔ پس میں راضی و خوشنود ہوا۔ اور باہر آیا۔ ایہذا  
 معاویہ کا امام حسینؑ سے اصرار بیعت۔ روایت کی ہے جب امام حسنؑ اور معاویہ میں صلح  
 ہوئی اس وقت معاویہ نے امام حسینؑ سے بیعت کو کہا۔ امام حسنؑ نے معاویہ سے کہا۔ حسینؑ سے کچھ کام نہ کرو کہ  
 وہ بیعت نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ شہید ہو۔ اور وہ شہید نہ ہو گا جب تک سب اہل بیت اس کے شہید نہ ہو

لیں اور اہل بیت اس کے شہید نہ ہوں گے۔ جب تک کہ اہل شام قتل نہ کریں۔ پورا اس کے معاویہ سے نفیس  
 بن محمد کو بیعت کے لئے طلب کیا۔ اور نفیس تو مند اور مذہبی بلند قامت تھے۔ جب گھوڑے پر سوار ہونے لگے  
 باؤل زمین پر لگتے تھے۔ معاویہ سے نفیس نے کہا۔ میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ اس سے ملاقات نہ کروں گا۔ مگر یہ کہ میرے  
 اور اس کے درمیان نیزہ و شمشیر ہو۔ معاویہ نے اس کی قسم آوارے کو نیزہ و شمشیر منگائی۔ اور نفیس کو طلب کیا۔ اور نفیس  
 مع چار ہزار آدمیوں کے علیحدہ معاویہ سے بمقام جنگ لگے۔ جب دیکھا۔ امام حسنؑ نے صلح کی۔ مضطرب ہو کر  
 معاویہ پاس آئے۔ اور متوجہ امام حسینؑ ہوئے۔ اور پوچھا بیعت کروں۔ امام حسینؑ نے ارشاد امام حسنؑ کی طرف  
 کیا اور فرمایا وہ میرے امام ہیں۔ اور انہیں اختیار ہے۔ ہر چند لوگ کہتے تھے۔ مگر نفیس بیعت کے لئے ہاتھ نہ  
 پھیلانے لگے۔ یہاں تک معاویہ کرسی سے نیچے آیا۔ اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا۔ اور روایت کی ہے معاویہ  
 جب خیلہ سے منور ہو کر نہ ہڑا۔ خالد بن عرفطہ آگے آگے معاویہ کے جانا تھا۔ اور عیب بن مجاز ابن کفر و ضلالت ہاتھ  
 میں لئے آگے آگے جانا تھا۔ یہاں تک کہ اب الفیل سے داخل مسجد کو نہ ہونے۔ پس لوگوں کو حکم جناب امیرؑ  
 آیا کہ حضرت نے اس واقعہ کی خبر دی تھی۔ جس طرح کہ فریقین نے عطا بن مسائب سے روایت کی ہے۔ اس نے  
 اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ ایک شخص مدینہ  
 سے اندر آیا۔ اور کہا۔ خالد بن عرفطہ مر گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ قسم بخدا انہیں مرا۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا۔ اور  
 کہا۔ خالد مر گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ نہیں مرا اور نہ مر گیا۔ جب تک کہ اس روز مسجد سے اندر آئے۔ اور عیب  
 بن مجاز روایت کفر و ضلالت اٹھائے اس کے ہمراہ میر۔ یہ سن کر عیب منبر کے نیچے سے اٹھا۔ اور کہا۔ میں ہی  
 عیب ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ وہی ہو گا۔ جو میں نے کہا ہے۔ اس وقت صدق جناب امیرؑ حاضرین پر ہوا۔  
 خطبہ معاویہ برائے بیعت امام حسنؑ کا خطبہ بلکہ یہ جو اب معاویہ پر شیخ طوسی نے سند  
 معبر امام زین العابدین سے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ عازم صلح معاویہ ہوئے اور ملاقات کی معاویہ منبر پر  
 گیا اور خطبہ پڑھا۔ اور کہا۔ ایہا الناس حسن فرزند علی ابن ابی طالب و خاطر ذہرائے مجھے لائق خلافت جانا اور اپنے  
 کو لائق خلافت نہ جانا۔ اور سزاہش و وضبت آئے ہیں کہ مجھ سے بیعت کریں۔ پس امام حسنؑ سے اٹھے اور خطبہ  
 بلکہ مشتمل بر محمد و عارف و بشیر و در و وسید باہر و اکثر طہاراد کیا۔ اور بعد حمد و صلوة فرمایا۔ اے گمراہ  
 میں جو کتابوں تم سُنو دل اور کان میری طرف کرو اور لکھو۔ کہ ہم وہ اہل بیت ہیں جن کو خدا نے بسبب اسلام  
 گزری رکھا۔ اور تم اہل خلافت سے برگزیدہ کہے اختیار کیا۔ اہم سے جس کو عزت اور ہم کو پاک کیا۔ جو حق  
 پاک کرنے کا ہے۔ اور جس کے معنی رشک کے ہیں۔ پس میں خدا نے برحق اور اس کے دین پر شک نہیں کیا۔  
 اور مجھے خدا نے ہر دروغ و ضلالت سے پاک کیا ہے۔ اور مجھے اور میرے آباء و اجداد کو تا حضرت آدمؑ شرک

ادھر بیٹوں سے پاک کیا۔ ہرگز دگر وہ نہ تھے۔ مگر یہ کہ ہم بہترین گروہ ہوتے۔ پس امور منترتب اور اسباب سبب ہوئے یہاں تک کہ خدا نے حضرت رسولؐ کو یہ پیغمبری مبعوث کیا۔ اور ان کو برسات اختیار کیا۔ اور ان پر اپنی کتاب بھیجی کہ وہ لوگوں کو جانب خدا دعوت کریں پس سب سے پہلے حسین نے دعوت اسلام خدا کے لئے قبول کی وہ میرے پد بزرگوار تھے۔ وہ سب سے پہلے خدا پر ایمان لائے اور پیغمبر خدا کی تصدیق کی اور خدا قرآن میں فرمایا ہے **ما من کان علیٰ بئینة من ربہ ویبتلواہ شامداہنا** پس مراد بئینہ سے رسول خدا ہیں کہ از جانب پروردگار لیل در ہناتھے اور میرے پد بزرگوار علیؑ بعد مرتبہ نبوت ان کی حقیقت پر گواہ تھے۔ اور ان سے تھے اس لئے کہ جب حضرت رسولؐ نے سورۃ برات دے کر ابوبکر کو جانب کر لیا۔ میرے پد بزرگوار کو اس کے عقب میں روانہ کیا کہ سورہ اس سے بیکراہل مکہ پر پڑھیں۔ اور فرمایا مجھے حکم فرمایا ہے۔ اس سورہ کو یا تو میں لے جاؤں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ وہ لے جائے اور یا علیؑ تم ہی وہ شخص ہو جو مجھ سے ہو۔ پس علیؑ رسول خدا سے اور رسول خدا علیؑ سے تھے جس وقت رسول خدا نے درمیان جناب امیرؑ و جعفرؑ و زید بن حارثہؑ و بابہؑ و خیرہؑ حکم کیا فرمایا لیکن یا علیؑ پس تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے پد بزرگوار کی اور مولائے ہر مومن ہو۔ میرے پد جناب امیرؑ نے سب سے پہلے رسول خدا کی تصدیق فرمائی۔ اور مثل اپنی جان کے کئی حفاظت کی اور رسول خداؐ ہر جگہ ان کو پہلے بھیج دیتے تھے۔ اور بوجہ زیادتی و حقوق و اعتماد ہر شدت میں ان کو آمادہ کرتے تھے سب سے زیادہ رسول خدا کے نزدیک جناب امیرؑ مقرب تھے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے **والسابقون**

**السابقون** اولئک المقربون پس میرے پد امیرؑ زمین میں جانب خدا رسولؐ سے پہلے ترین سابقین اور مقرب ترین قرآن تھے اور پھر خدا فرماتا ہے **لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک و اعظم حوجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا** یعنی راہری نہیں کہہ سکتے اس شخص کی جس نے قبل فتح مکہ خدا میں انفاق کیا۔ اور کفہ سے جہاد کیا۔ ان کا مرتبہ عظیم ہے ان لوگوں سے جنہوں نے بعد فتح مکہ انفاق و مقاتلہ کیا۔ امام حسنؑ نے فرمایا پس میرے پد سب سے پہلے اسلام اور ایمان لائے۔ اور سب سے پہلے خدا اور رسول خداؐ کی طرف ہجرت فرمائی اور سب سے پہلے بقدر وسعت و اطاعت راہ خدا میں انفاق کیا اور حق تعالیٰ فرماتا ہے **والذین حیاءوا من بعد ذلک لیتولون ربنا اغض لنا وللاخواننا الذین سبقونا بالاحسان** پس سب امتوں کے لوگ تا روز قیامت میرے پد امیرؑ زمین کے لئے استفادہ کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ سب سے پہلے خدا اور رسول خدا پر ایمان لائے۔ پھر خدا فرماتا ہے **اجعلتہم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کونامن باللہ والیومہ الآخر و جاہدنی سبیل اللہ** پس امیرؑ زمین راہ خدا میں بحق و راستی جہاد کرنے والے تھے۔ اور یہ تھے



ان کی شان میں نازل ہوا ہے۔ اور ان سب میں سے جنہوں نے تصدیق رسولِ خدا کی مان کر چاہتے اور اپنی  
 عم جعفر تھے پس دونوں مرد اور شہداء کے شہید ہوئے۔ خدا نے ان دونوں کو اپنی کرامت سے مخصوص کیا۔ عمرہ کو  
 سید الشہداء کہید اور جعفر کو دروغ نیت کئے کہ ہمراہ ملائکہ چاہاں چاہیں پڑا نہ کریں۔ اور یہ کہ امتیں بخیاں قرابت رکھ  
 خدا ان سے مخصوص کیوں اور حضرت رسول نے درمیان ساثر شہداء سے احد عمرہ پر ستر لانا پڑھیں۔ اور اس طرح زنان  
 رسول خدا کے لئے سبب زدگی آنحضرت مقرر کیا۔ کہ ان کا حسنا اوروں سے و دنا اور بال ان کا اوروں سے دو برابر  
 ہوا۔ اور مسجد رسول میں نماز پڑھنا برابر نماز اب ہزار نمازوں کے فرمایا۔ بغیر مسجدِ محرم کے کہ وہ مسجد حضرت ابراہیم  
 خلیل اللہ کی بنے پڑھی ہوں اور یہ فضیلت اس وجہ سے یعنی کہ وہ مسجد مخصوص آنحضرت سے اسی اور خدا  
 نے اور پچیس مومنین کے مدد دیکھنا حضرت رسول پر واجب کیا اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کس طرح  
 آپ پر مدد پڑھیں حضرت نے فرمایا۔ اس طرح بھیجو۔ اللہ ہر صالحے علی محمدی والی محمدی پس مسلمان  
 پر واجب ہے کہ رسول خدا کے ہرہ ہمارے اور پچیس مدد دیکھے اور خدا نے اپنے رسول کے لئے خمس غنیمت حاصل فرمایا۔  
 اور اپنی کتاب میں ان کے لئے مقرر کیا اور ہمارے لئے بھی خمس میں حصہ مثل اپنے پیغمبر کے اسی قدر مقرر کیا۔ اور  
 آنحضرت پر صدقہ حرام کیا اور ہم پر بھی تصدق حرام کیا ہم کو اس میں داخل کیا ہے جس میں اپنے پیغمبر کو داخل کیا۔  
 اور ہم کو اس سے باہر کیا جس سے باہر اپنے رسول کو کیا اور یہ ایک ایسی کرامت ہے جو خدا نے ہم کو اس سے لائی  
 کیا اور ایک ایسی فضیلت ہے جس سے خدا نے سب بندوں پر ہم کو زیادتی دی ہے جس وقت کافران اہل  
 کتاب یعنی نصاریٰ نے انکار نہت کیا۔ اور ان سے عجت کی۔ خدا نے یہ آیت بھی۔ فقل تعالوا اذنی ع  
 ابنائنا و ابنائکم و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبھل فنجعل  
 لعنة اللہ علی الکاذبین پس حضرت رسول اپنی جان کے عوض میرے پد امیر المومنین اور مجھے  
 میرے برادر حسین کو اور عورتوں سے میری ماہ فاطمہ کو بوند مبادلہ لے گئے۔ ہم اہل بیت رسول اور گشت و  
 خون اور جان ان کی یعنی۔ وہ ہم سے اور ہم ان سے ہیں۔ پھر خدا نے فرمایا۔ انما یر اللہ لیدلعب عنکم  
 الروح اهل البيت و طہرکم تطہیرا جب یہ آیت تمہیں نازل ہوا۔ مجھے اور میرے پد امیر المومنین  
 و بلند مومنین ہوا و فاطمہ کو ام سلمہ کے گھر میں ایک جگہ کیا۔ اور ہم چاروں کو اپنے ہمراہ عبا کے اندر داخل کیا۔  
 اور کہا۔ خداوند علی میرے اہل بیت اور اہل عورت میرے ہیں۔ ان سے جس کو برطرف کر۔ اور ان کو پاک کر۔  
 جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ پس ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ میں بھی جان کے ہمراہ داخل جہانوں۔ رسول خدا  
 نے فرمایا خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ تم بخیر ہو اور تمہاری عاقبت بخیر ہے۔ اور میں تم سے بہت رخصتی ہوں لیکن  
 یہ لڑکھ سے اور میرے اہل بیت سے مخصوص ہے۔ پس بعد نزول آیت تطہیر تا وقت وفات جناب محل خدا

ہو وہ وقت طلوع صبح ہمارے دروازہ پر آتے اور کہتے تھے الصلوٰۃ یسبحکم اللہ اور آیتہ تطہیرہ کی تلاوت فرماتے تھے اور کثرت فرماتے تھے! اور جناب رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ اور لوگوں نے جن کو دروازے مسجد کی جانب کھولے ہیں۔ بغیر ہمارے دروازہ کے سب بند کر دیں جب اس بارہ میں لوگوں نے حضرت رسول ﷺ کے گفتگو کی حضرت رسول ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی طرف سے تمہارے دروازے بند کرنا اور علی کا دروازہ بند نہ کرنا کھلا رہنے کا حکم نہیں دیا۔ لیکن میں حکم خدا کی متابعت کرتا ہوں جو خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم سب کے دروازے بند کر دوں۔ اور دروازہ علی کھلا رکھنے دوں۔ لہذا اس کے کوئی مٹھن بغیر رسول خدا ﷺ اور پیر امیر المؤمنین داخل مسجد نہ ہوتا تھا۔ اور یہ ایسی فضیلت و کرامت تھی کہ خدا نے ہمارے لئے مخصوص کی۔ اور اب دروازہ پیر امیر المؤمنین ﷺ اور حضرت رسول ﷺ کے پہلو میں ان کی مسجد میں ہے۔ اور ہمارے منازل ان کے منادل میں ہیں۔ اس لئے کہ جب خدا نے حضرت رسول ﷺ کو مسجد بنانے کا حکم دیا ہر الہی دس گھر آنحضرت ﷺ نے اپنی مسجد کے پہلو میں، اپنے اور اپنے اندام کے لئے تعمیر کئے اور رسول مکان سب کیسے ہیں ہمارے پیر امیر المؤمنین کے لئے تعمیر کیا۔ اور مراد بیت سے مسجد آنحضرت ہے۔ اور ہم اہل بیت اہل مسجد ہیں۔ اور ہم ہی وہ ہیں۔ جن کے لئے خدا نے پاک و پاکیزہ کیا ہے۔ اجماع الناس اگر ساہا سال فضائل و مناقب جن سے خدا نے ہم کو مخصوص کیا ہے۔ ہم بیان کریں تحقیق جانو کہ تمام دوہنگے۔ اور میں ہی فرزند نبی و سربراہ نبیوں کہ خدا نے ان کو رحمت عالمیان اور میرے پیر کو ولی مومنان کیا ہے۔ اور میرے پیر مثل و شبیہ ہا دن ہیں۔ معاویہ پیر حضرت دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اسے مستحق خلافت اعلیٰ بننے کو اہل نہیں جانو۔ وہ حیوث کہتے کہ تم نبیوں سے بغاوت کتاب خدا و سنت رسول خدا میں اولیٰ و افضل ہو۔ لیکن ہم اہل بیت۔ جس دن سے رسول خدا نے رحلت کی۔ آپ تک ہمیشہ خلافت و مظلوم رہے۔ خدا ہمارے اور ان کے درمیان حکم کرے۔ جنہوں نے ہم پر ظلم کیا۔ اور ہمارا حق غضب کیا۔ اور ہمیں مجبور کیا۔ اور لوگوں کو ہم پر مسلط کیا۔ اور ہم کو ہمارے حصہ میں سے جو قرآن میں ہمارے لئے خمس و عقیقت سے منقو کیا ہے۔ منع کیا۔ اور ہماری ماؤں و باپوں کو ان کے پیر رسول خدا کی میراث سے منع کیا۔ اور میں کسی کا خاص نام نہیں لیتا۔ لیکن لوگ اگر سخن خدا اور رسول خدا سنتے تحقیق آسمان اپنی برکت ان پر ہر سانا۔ اور وہ ہمیشہ اس امت میں ایک دوسرے کے منہ میں نہ بھینچ سکتے۔ اور تحقیق تمہارے خدا کو تار و زقیامت بشاوی و خوشحالی اہمیت کو متزلزل کیا ہے۔ قریش نے آپس میں درباب خلافت متنازعہ کیا۔ اور دست بستہ لیا جس طرح مثل گیند کے میدان سے اٹھائیں۔ یہاں تک کہ تمہارا ایسے لئے اے معاویہ طرح خلافت کی۔ اور بغیر سے اصحاب تیرے طرح کریں گے۔ اور تحقیق کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہر امت جس کو اپنا حاکم و ولی کریں۔ اور ان میں اس طریق سے رانا تہرہ محمد ہمیشہ ان کا امیر مائل ہے۔ یہاں تک کہ پھر اس کی

طوت منوجہ میں جس کو ترک کیا تھا تحقیق کہ بنی اسرائیل نے ہارون پر اور وہی موسیٰ کو ترک اور گو سالہ پرستی اٹھانت  
سامری اختیار کی۔ باوجودیکہ مانتے تھے، ہارون خلیفہ موسیٰ میں۔ اور اس امت نے حضرت رسولؐ سے سنا کر میرے  
پد سے کہتے تھے، اسے علیؑ نام مجھ سے منزلہ ہارون موسیٰ سے ہو۔ مگر یہ کہ میرے بعد پیغمبری نہیں ہے کہ تم پیغمبر ہو۔  
اور فذیرم میں نہ دیکھا۔ کہ رسول خداؐ نے امیر المؤمنینؑ کو اپنا وصی کیا۔ اور سب نے سنا کہ ہدایت امیر المؤمنین کے  
لئے مقرر کیا۔ کہ علیؑ ابن ابی طالب ولی اور مولائے ہر مومن و مومنہ ہے۔ اور بالذات ارشاد کیا۔ کہ حاضرین غائبین  
کو یہ حکم پہنچادیں۔ اور حضرت رسولؐ انھوں سے قوم کے فائدہ میں گئے۔ جب جانب خداؐ کو دعوت فرماتے  
تھے، اور امت نے ارادہ قتل کیا۔ اور آنحضرتؐ نے کوئی دوست دیا نہ پایا کہ جہاد کرنے اور اگر دوست  
یاد پاتے بیشک جہاد کرتے۔ اسی طرح پدم امیر المؤمنین نے بعد وفات حضرت رسولؐ اپنے اصحاب سے  
استغاثہ اور طلب نصرت دیا۔ اور یہی کی۔ اور جب کوئی ناصو یا اور نہ پایا۔ خلافت سے دست بردار ہوئے۔ اور اگر  
ناصر دیا پاتے بیشک جہاد کرتے اور خدا نے انہیں معذور رکھا۔ اسی طرح امت نے مجھے بھی چھوڑ دیا۔  
اور میری نصرت دیا وہی نہ کی۔ اور نجد سے اے پسر عرب بیعت کی۔ اگر میں ناصران دیا اور ان مخلص پاتا۔  
کہ وہ مجھ سے فریب دکر سکتے ہیں مجھ سے صلح دکر تا۔ اور جس طرح خدا نے ہارون کو معذور رکھا جبکہ ان کی قوم  
نے ان کو صنعت کیا اور ان سے دشمنی کی۔ اسی طرح میں اور میرے بعد بھی حق تعالیٰ کے نزدیک ہیں معذور۔  
در حالیکہ امت ہم سے دست کش ہوئی۔ اور غیر شخص سے متابعت کی۔ اور ہم نے کوئی ناصو یا اور نہ پایا۔  
اس امت کا حال مثل امتہائے گذشتہ ایک ہے۔ ایما الناس۔ اگر یہ میان مغرب و مشرق  
ڈھونڈو گے۔ کوئی شخص جس کا نام رسول خداؐ اور پدروسی رسول خداؐ ہو۔ یعنی میرے اور میرے بھائی  
حسینؑ کے نپاؤ گے۔ پس خدا سے اللہ داو اور بعد اس کے گراہ نہ ہو۔ اس حالت میں کیونکہ اطاعت حق  
کو گے اور ہرگز نہ کر گے تحقیق کہ میں نے اس سے صلح کی۔ اور اشارہ معاویہ کی طوت فرما کے کہا۔ یہ تمہارا  
واسطے فتنہ اور منفعت تمہیں ہے۔ یہاں تک کہ مر جاؤ۔ اور اس وقت حق تم پر ظاہر ہو۔ ایما الناس  
وہ شخص عجب نہیں کیا جاتا۔ جو اپنا حق اور کو دیدے۔ بلکہ وہ شخص عیب کیا جاتا ہے۔ جو کسی اور کا حق  
کرے۔ اور ہر امر حق نفع پہنچانے والا اور ہر امر باطل اسنے اہل کو ضرر پہنچانے والا ہے۔ پس  
جناب امام حسن عاودہ ان حج بانہ کے علاوہ اور دلائل بھی بیان فرما کر منبر سے اتر آئے۔ معاویہ نے کہا۔  
قسم بخدا حسن منبر سے نیچے نہیں آئے۔ مگر یہ کہ زمین چھو۔ تا ایک ہو گئی۔ اور میں نے چاہا۔ کہ انہیں ضرر  
پہنچاؤں۔ مگر میں نے خیال کیا غصہ کھانا عاقبت سے نزدیک ہے۔ ابن ابیہ نے بسند معتبر و  
مصالح با معاویہ۔ کی ہے کہ سید مصیبتی نے امام محمد باقر سے کہا کہ امام حسن کیونکر امام میں

حالا کہ انہوں نے خلافت معاویہ کو دے دی، امام محمد باقر نے فرمایا: چُپ رہ امام حسن نے جو کیا اس سے خوب واقف تھے، اگر ایسا نہ کرتے تو سب شیعہ سپاہ اور مصالح ہر جلتے۔ اور اگر عظیم حدیث ہوتا۔ ایضاً روایت ہے۔ ایک شخص جسے ابو سعید کہتے تھے امام حسن کی خدمت میں آیا، اے کہا، آپ کے دیکھوں کسٹی کر کے معاویہ سے صلح کی جلا کہ معلوم تھا کہ حسن آپ کا ہے اور وہ ظالم و داعی ہے، حضرت نے فرمایا: آیا میں خلق خدا پر حجت اور امام دین بنائے موم بعد اپنے پڑکے نہیں ہوں۔ اُس نے کہا: ہاں آپ نے سچ کہا۔ امام حسن نے فرمایا: آیا میں وہ نہیں ہوں۔ کہ جناب رسول خدا نے میرے اہل براءم حسین کے حق میں فرمایا۔ دونوں امام ہیں۔ خواہ با امر امامت قیام کر میں۔ اور خواہ بیٹھے رہیں۔ اس نے کہا: ہاں حضرت نے فرمایا پس بقول رسول خدا میں امام ہوں۔ خواہ با امر امامت قیام کروں۔ خواہ بیٹھے رہوں۔ خواہ صلح کروں۔ خواہ جنگ کروں۔ بعد اس کے فرمایا: علت صلح معاویہ، مثل علت صلح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی امیہ سے ہے۔ اور علت صلح جواہل مکہ سے کی کہ جس وقت مدینہ سے بازگشت کی، وہ لوگ متنزیل قرآن کافر تھے، معاویہ اور اس کے اصحاب بتاویل قرآن کافر ہیں۔ لے ابو سعید جبکہ میں خدا کی طرف سے امام ہوں۔ کسی کو جائز نہیں کہ میری رائے کو جو میں کام کروں بسناہت و نادانی نسبت سے خواہ مصالح کروں خواہ معاویہ کروں۔ ہر چند وجہ حکمت جو میں نے کہا ہے۔ اس میں مخفی ہو آیا تجھے نہیں معلوم جب خضر نے کشتی کو توڑا اور اس لڑکے کو مار ڈالا۔ اور دیوار کھڑی رہنے دی۔ موسیٰ نے ان افعال خضر پر اعتراض کیا، اس لئے کہ وجہ حکمت ان افعال میں مشتبہ تھی۔ اور جب ان امور کی حکمت موسیٰ پر ظاہر ہوئی، راضی ہو گئے۔ اسی طرح میرے کام بھی ویسے ہی ہیں تو میرے فعل کی عدم واقفیت سے میرے پاس جسیں جسبیں شکمیں آیا ہے، اگر میں معاویہ سے صلح نہ کرتا، ایک میرا شیعوں میں پر باقی نہ رہتا، مگر یہ کہارا جاتا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے، جب امام حسن نے معاویہ سے صلح کی۔ لوگ حضرت کی خدمت میں آئے اور بعضوں نے معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کی، حضرت نے فرمایا: تم پر داسے ہو، تم نہیں جانتے میں نے تمہارے لئے کیا کام کیا ہے، قسم بخدا جو کچھ میں نے کیا ہے۔ میرے شیعوں کے لئے اس سے بہتر ہے کہ آنتاب تنس پر طالع ہو تا ہے، آیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا امام واجب الاطاعت ہوں۔ اور بارشاد حضرت رسول ایک بہترین جوان جو ان ہیشت سے ہوں۔ سب نے کہا: ہیں۔ پس کہا: آیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ خضر نے کیا، وہ موجب غضب موسیٰ ہوا، اس لئے کہ وجہ حکمت ان پر مخفی تھی۔ اور جو کچھ خضر نے کیا، خدا کے نزدیک عین حکمت و صواب تھا، آیا تم نہیں جانتے کہ ہم سے کوئی نہیں، مگر یہ کہ اس کی گردن میں بیعت خلیفہ جو زمان سے واقع ہوئی ہے، مگر عمارتے قائم آل محمد ہدی کہ عیسیٰ ان کے پیچھے ناز پڑھیں گے۔ اس لئے کہ خدا نے ولادت ان کی مخفی کی اور ایک شخص ان لوگوں سے پہاں کرے گا۔ اس لئے کہ کسی کو ان کی گردن میں بیعت نہ ہو۔ اور وہ لوگوں خضر نہ حسین سے

ہے۔ خدا ان کی غیبت کو ظہور لانی کرے گا۔ بعد اس کے ان کو اپنی قدرت سے بصورت ایک جوان کے چائے  
 سے عمر اس کی کم ہو، عیاشان و ظاہر کرے گا۔ تاکہ لوگ جانیں کہ خدا سب چیز پر قادر ہے۔ ایضاً روایت کی ہے۔  
 جب امام حسنؑ پر مدائن میں خنجر مارا۔ نذیر بن وہبؓ بنی امام حسنؑ کی خدمت میں آیا۔ اس وقت حضرت کو  
 درہ الہ تھا۔ نذیر نے کہا۔ یا بن رسول اللہؐ کیا مصلحت ہے تحقیق کہ لوگ اس کام میں متحیر ہیں۔ حضرت  
 نے فرمایا: قسم بخدا اس جماعت سے میرے لئے معاویہ بہتر ہے۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں اور  
 میرا مادہ قتل کیا۔ میرا مال لوٹ لیا۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے میں عہد کروں اور اپنا خون حفظ کروں۔ اور اپنے  
 اہل و عیال میں سے بے خوف ہو جاؤں۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں۔ اور میرے اہل و  
 عیال و عزیز قریب مضائقہ ہو جائیں۔ قسم بخدا اگر میں معاویہ سے جنگ کروں۔ یہی لوگ مجھے اپنے اہل و  
 کپڑے کے معاویہ کو دے دیں۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے صلح کروں اور عزیز ہوں۔ اس سے بہتر ہے کہ اس کے ہاتھ میں  
 آجاؤں اور وہ مجھے بذلت و خوارگی قتل کرے۔ یا محمدؐ پر احسان کرے کہ مجھے چھوڑ دے اور ناز و قیامت بنی ہاتھ میں یہ  
 علم باقی رہے اور ہمیشہ فرزندان معاویہ ہمارے فرزندان اور ہمارے مردوں نندوں پر احسان کریں۔ راوی نے کہا۔  
 یا بن رسول اللہؐ اپنے شیعوں کو مثل ان کو سفروں کے آپ چھوڑ دینے میں جن کا کوئی محافظ نہ ہو۔ حضرت نے  
 فرمایا: کیا کروں۔ میں اس سے بہتر جانتا ہوں جو ثقافت اور سچوں سے مجھے پہچانتے۔ تحقیق کہ ایک روز مجھے امیر المؤمنینؑ  
 نے شاد و غم دیکھ کر فرمایا۔ اے حسنؑ تم خوشی کرتے ہو۔ اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جب اپنے باپ کو غمزدگی ہوگی۔  
 بلکہ اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جس وقت خلافت بنی اُمیہ میں پہنچے گی۔ اور ان کا امیر ایک شخص فراخ کھرا اور  
 کشادہ شکم ہوگا۔ کہ جس قدر کھانا کھائے سیر نہ ہو۔ اور جب وہ جاسے زمین و آسمان میں عند کسی کہنے والے کا نہ ہوگا۔  
 پس منقرض و مغرب پر حاکم ہو۔ ہر گاہی خدا اس کی اطاعت کرے۔ ہر باد شاہی اس کی طو لانی ہو۔ ہر سنتہائے بدعت  
 و فضولت عمل کرے۔ درین حق کو باطل اور سنتہائے رسول خداؐ کو ضائع کرے۔ ہاں خدا اپنے عزیزوں اور دوستوں

لے یہاں پر وہی لوگ مراد ہیں جو صحابان اہل بیعت اور شیعیت کی رو میں بلوس جماعت معاویہ اور قتل حسن کی سازش  
 کو تیز کر رہے تھے امام ان لوگوں کو علم الامت جانتے تھے۔ لیکن ان کے اپنے لشکر سے اس لئے علیحدہ کرتے تھے۔  
 اور قتل کر دیتے تھے کہ خود ان کے نانا نے یہ کام نہ کیا تھا۔ بلکہ جب حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن ابی سؤل کے قتل  
 کے لئے کہا۔ تو رسولؐ نے فرمایا۔ عمرؓ شیک بنے ان منافقوں کو لگ میرے صحابی جانتے ہیں لہذا اس کے قتل سے پہلے  
 اپنے کلمہ پڑھنے والوں کو بھی قتل کروا دیتا ہے۔ بخاری جلد دوم۔ امام حسنؑ خلیفہ رسولؐ تھے۔ نانا کے نقش قدم پر چل کر صحابہ  
 میں جن خلعت ہا کہ ہے اقصیٰ لے نہ مزادی کہ لوگ کہیں گے حسنؑ نانا کی امت کو قتل کرتے ہیں۔ دکنہ بھر پڑھی

کوڑے۔ اور بحق لوگوں کو زد سے۔ اپنی بادشاہی میں مومنوں کو ذلیل اور فاسقوں کو قوی کرے۔ بندگان خدا کو اپنا خدو متکاہ و غلام کرے۔ اس کی سلطنت میں حق کہنے اور باطل غالب ہو جائے۔ صحابوں پر لعنت کریں۔ جو امر حق میں اس سے دستبردار ہوئے۔ اسے وہ قتل کرے۔ جو امر باطل میں اس سے دوستی کرے اسے وہ گرامی و عزیز رکھے۔ روزگار اسی طرح فاسد رہے گا۔ یہاں تک کہ زمانہ آخر میں خدا ایک مرد کو جب روزگار مردم پر بہت شدید ٹوٹا ہوگا۔ اور نادانی لوگوں پر غالب ہوگی۔ ظاہر کرے گا۔ پس خدا اس شخص کی اپنے ملائکہ سے نصرت و مددگاری کرے گا۔ اور اس کے بارہاں کو نگاہ رکھے گا اور اس کو اپنی آیات سے نصرت دینگا۔ اور اس کو تمام روئے زمین اور اہل زمین پر غالب کرے گا۔ اگر وہ پامیں اطاعت کریں۔ انہا گنہ گریں۔ زمین کو عدالت اور نور و برہان سے بھر دے۔ اور اہل جمع بلاد اس کے فرما برادر ہوں۔ اس کے زمانہ میں کوئی کافر باقی نہ رہے مگر یہ کہ ایمان لائے۔ اور کوئی فاسق نہ رہے مگر یہ کہ صالح ہو جائے۔ اس کے زمانہ میں ذرہ سے آپس میں صلح کریں۔ زمین اپنی گھاس اگلائے۔ آسمان اپنی برکتیں نازل کرے۔ اور خزانہ ہائے زمین اس پر ظاہر ہوں۔ اور چالیس سال تک زمین کا مالک رہے۔ پس خوشحال اس کا جسے اس کا نمانہ نصیب ہو۔ اور اس کی اطاعت کرے۔ شیخ کشی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی۔ ایک روز ناما تم سن اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک سوار آیا کہ اسے ابو سفیان بن لیث کہتے تھے۔ اس نے کہا۔ اے ذلیل کنزہ مومنان السلام علیکم۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اونٹ سے نیچے آجلدی کرے پس وہ نیچے اُترتا۔ اور اونٹ کا پاؤں ہانڈہ کر حضرت کی خدمت میں بیٹھا حضرت نے فرمایا۔ تیرے کینڈکے جاننا کہ میں ذلیل کنزہ مومنان ہوں۔ اس نے کہا۔ اس وجہ سے کہ امرات آپ نے اپنی گردن سے گرا دیا۔ اور خلافت معاویہ طاعنی کو دے دی۔ کہ وہ خلافت خدا حکم کرے امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں تجھے خبر دوں کہ میں نے کس لئے ایسا کیا۔ اپنے پدر بزرگوار سے میں نے سنا کہ کہتے تھے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ شب و روز نہ گریگا۔ تا آنکہ اس امت پر ایک مرد فرخ گلو سیدہ کشادہ حاکم ہو۔ اور کھانے سے سیر نہ ہو۔ پس وہ معاویہ ہے۔ میں نے اس وجہ سے ایسا کیا کہ عانتا امتقادہ حاکم ہوگا۔ اور میری سہمی اور کشتش مفید نہ ہوگی۔ پھر فرمایا۔ تو میرے پاس کس لئے آیا۔ اس نے کہا۔ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں حضرت نے کہا۔ قسم بخدا اس لئے تو نہیں آیا۔ اُس نے کہا۔ قسم بخدا اسی لئے آیا ہوں حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا مجھے کوئی شخص دوست نہیں رکھتا۔ کینڈکے کوئی شخص درمیان ولیم امیر ہو۔ مگر یہ کہ ہماری محبت اسے نصیب ملتی ہے۔ تحقیق کہ ہماری محبت ہی آدم سے گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جس طرح ہوا و رخت سے چوڑے گراتی ہے۔ کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ کا معاویہ سے صلح کرنا اس امت کے لئے دنیا و مابینہا سے بہتر تھا۔ قسم بخدا یہ آیت در باب صلح آنحضرتؐ نازل ہوا ہے۔ **المد تنزل الی اللذین قبلہم**

كفوا ايديكم واقموا الصلوة و اتوا بكموة فلما كتب عليه المقتال قالوا لوك  
 اخسرتنا الى اجل قريب پس حضرت نے یہ آیتہ کی تفسیر فرمائی انا ما حسن میں کہا۔ اطاعت  
 اپنے لام کی کرو اور لڑائی سے دستبردار ہو۔ نماز کو برباد نہ کرو اور زکوٰۃ دو۔ مگر وہ راضی نہ ہوئے پس جب نثار نام  
 حسین میں بہادری واجب ہوا۔ کہا کس لئے جہاد میں نازمانہ حضرت قائم تاخیر نہیں فرماتے بیسیدہ لفظی نے  
 روایت کی ہے جب امام حسن نے معاویہ سے صلح کی بشیوع آپس میں اظہارِ ناسف و حسرت کرتے اور کہتے  
 قتال رکھتے تھے جب صلح کے بعد دو سال گزرے حضرت کی خدمت میں آئے اور سلیمان بن مردخزاعی  
 نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ ہمارا تعجب معاویہ سے صلح کرنے میں بہر طرف نہیں بیتا۔ حالانکہ  
 چالیس ہزار مردان کو فوج کہ اہل کاہنہ انا آپ کے ہمراہ تھے کہ وہ آپ سے تنخواہ لیتے تھے اور اپنے گھروں  
 میں لیتے اور اسی فائدہ ان کے فرزندان دیا ورنہ آپ کے ہمراہ تھے بغیر ان لشکروں کے جو بصرہ اور مجاہدین  
 تھے۔ باوجودیکہ اس کے آپ نے معاویہ سے سپمان محکم صلح نامہ میں نہ لیا اور بہرہ کامل عطا میں نہ لکھوایا۔  
 اگر وقت مصالحت مصلحہ ہل مشرق و مغرب کو آپ گواہ کرتے اور تو مشیتہ اس سے لیتے کہ بعد اس کے خلافت  
 آپ میں ہوتی۔ ہمارا کام بہت آسان تھا۔ لیکن اس کے اور آپ کے درمیان ایسے جہد عہد ہوئے۔  
 کہ لوگ اس پر مطلع نہ ہوئے۔ اس نے اپنے ایک عہد پر بھی وفاتہ کی۔ اور علامتہ اس نے کہا میں نے چند  
 شرط اور وعدہ اس لئے کئے کہ آتش فتنہ دہی ہو۔ اور اب جبکہ بادشاہی محمد پر قائم ہوئی وہ نثر اٹھ اور  
 وعدے میرے ہاتھوں کے بچھے ہیں۔ اگر چاہوں وفا کروں اگر چاہوں وفاتہ کروں۔ اور عرض اس کی اس  
 سے وہ وعدے لکھے جو آپ سے کئے جب اس نے عہد شکنی کی۔ اگر آپ چاہیں اپنے وعدوں سے  
 درگندہ کریں۔ کہ مددہ جنگ کرو حیلہ پر ہے۔ اور مجھے حکم دیکھئے کہ کو فوج میں جاؤں اور عامل و حاکم معاویہ کو  
 خارج کروں۔ اور اظہار کروں ہم نے معاویہ کو خلافت سے خاہ و کید اور اس سے مقاتلہ کیجئے تحقیق کہ خدا فرشتہ  
 کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور معاویہ نے آپ سے خیانت کی۔ پس سب شیعوں نے بھی امام حسن  
 سے اسی طرح خیانت کی حضرت نے فرمایا تم میرے دوست اور شیوعہ ہو اگر میں بے عقل و اندلیذہ امر دنیا میں عمل  
 کرتا۔ اور بادشاہی دنیا کے لئے فکر و تدبیر کرتا۔ معاویہ کی عظمت و شہادت مجھ سے زیادہ اور عقل و تدبیر اس کی  
 مجھ سے زیادہ اور قصد و عزیمت اس کی مجھ سے حکم زیادہ نہ ہوتی۔ لیکن میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔  
 اور میری عرض اطاعت حکم خداوند رحمان و حنیفہ خونہائے مسلمانان ہے پس بقتنائے خدا یعنی ہو اور اس  
 کے امر کو قبول کرو۔ اپنے لشکر میں رہو۔ اور جنگ منازعہ و فتنہ سے دست بردار نہ ہو۔ یہاں تک کہ ایک  
 بیکو کار اپنی مرگ سے استراحت پائے یا لوگ ایک بیکاد کے مرنے سے راحت پائیں۔ ابن ابی الحدید نے

مدیت کی ہے۔ ایک روز امام محمد باقر نے اپنے بعض اصحاب سے کہا کہ تم قریش اور ان کا اتفاق ہم پر کس قدر ہونا اور ہمارے شیعوں اور مجاہدوں نے کس قدر ایذا میں اٹھائیں۔ جب جناب رسول خدا نے انتقال کیا۔ اس وقت لوگوں کو بخروسی بھی کہ ہم ہمیں خلافت سے یا امامت و خلافت سزاوار نہ زیادہ میں پس قریش نے ہمارے حق منصب کرنے اور خلافت و بیعت سے ہمیں لینے پر اتفاق کیا۔ اور قریش دست بردار دیتے رہے کہ یہاں تک کہ پھر ہم تک پہنچے جب امیر المؤمنین سے بیعت کی۔ پھر ان سے بیعت شکستہ کی۔ اور شیران پر کھینچی اور امیر المؤمنین ہمیشہ ان سے بھگام حاد رہا و مجاہد کہتے۔ اور ان سے آزار و مشقت پائے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو شہید کیا۔ اور ان کے فرزند امام حسن سے بیعت کی۔ اور بعد بیعت کرنے کے ان سے مکہ و مدینہ اور چاہا۔ ان کو نہ منون کو دیں۔ اہل عراق سامنے آئے اور شیران کے پہلو پر لگایا۔ اور شیران کا لوٹ لیلہ یہاں تک کہ ان کی کینز کے پاؤں سے غمناک تک آتا۔ اور ان کو مضطرب پریشان کیا۔ تا آنکہ انہوں نے معاویہ سے صلح کر لی۔ اپنے اور اہل بیت کے خون کی حفاظت کی۔ اور ان کے اہل بیت بہت کم تھے۔ پس پسر ہزار مردم عراقی نے امام حسین سے بیعت کی۔ اور جنہوں نے بیعت کی تھی۔ خود انہوں نے تلوار امام حسین پر کھینچی۔ اور ہنوز بیعت ہانے امام حسین ان کی گردنوں میں تھی۔ کہ امام حسین کو شہید کیا۔ اور بعد ان کے ہمیشہ ہم اہل بیت پرستم کئے ہم کو ذلیل کیا۔ اور ہمارے حق سے ہم کو دور و احوال سے محروم کیا۔ ہمارے مارنے میں کوشش کی۔ اور مخالفت و بڑھاس دکھا ہم اپنے خون اور اپنے دوستوں کے خون پر امین نہ تھے۔ جھوٹوں اور منکروں نے ہم کو محل و دروغ و انگارہ قرار دیا۔ ہم برد و دروغ و افترا باندھنے میں اپنے قاصدوں اور والیوں اور حاکموں اور ہر شہر و دیار والوں سے تقرب حاصل کیا۔ اور ہمارے ہر دروسانی کے لئے حدیثیں وضع کیں۔ اور جھوٹے بائیں ہم پر باندھیں کہ ہم نے نہ کہی تھیں اور چند کام ہم سے ایسے منسوب کئے جو ہم نے نہ کئے تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو ہمارا دشمن کر دیا۔ اور ان افعال شنیعہ میں سے بہت بڑا فعل شنیعہ زمانہ معاویہ میں بعد وفات امام حسن واقع ہوا۔ کہ ان کے شیعوں کو جہاں جس شہر میں تھے۔ تہمت لگائی۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور جس نے ہمارے محبت کا اظہار کیا۔ یا میل خواہش ہمارے طرف دیکھی اسے قید کر دیا۔ اور مال اس کا لوٹ لیلہ گھر اس کا پھین لیا۔ اور ہمیشہ ہم پر ہمارے شیعوں پر مصیبت و بلا شدید اور عظیم رہی۔ یہاں تک کہ عبد اللہ بن زیاد اور یزید بن معاویہ نے امام حسین کو شہید کیا۔ بعد اس کے حجاج ان پر مسلط ہوا۔ اور ان کو بالذات سیاست قتل کیا۔ ہر حیلہ و بہانہ سے ان کو اذیتیں پہنچائیں۔ یہاں تک جس کسی کو کہتے تھے یہ محمد بن زیندین یا کافر ہے وہ بہت خوش ہوتا تھا۔ بخلاف اس کے کہ شیعہ علی کہیں اور احادیث و دروغ درمیان مردم اس درجہ شائخ ہوئیں کہ جس کسی کو لوگ پینکی یاد کرتے تھے۔ اور شاید فی الواقع وہ راستگو اور پرہیزگار بھی ہوں۔ اس کے عوض میں والیان جو اور غاصبان خلافت کے



فضائل باحارث مجیبہ اور نخلان گذشتہ کے حق میں روایت کرتے تھے۔ اور فی الواقع ان احادیث ضعیفہ میں کوئی صحیح نہ کنتی۔ اور ان احادیث مرفوعہ کو حضرت رسولؐ پر افتر کرتے تھے۔ اور جس سے بیان کرتے تھے۔ وہ بسبب اس کے بہت سے لوگوں سے سنتا تھا۔ بیچ جانتا تھا اور گمان استی لوگوں سے بیان کرتا تھا۔

مکالمہ عبداللہ بن عباسؓ با معاویہ یہ کتاب احتجاج طبری و کتاب سلیم بن قیس میں روایت ہے کہ جب معاویہ یا ام حکومت میں حج کو گیا۔ اور مدینہ میں آیا لوگ استقبال کو آئے۔ اس نے دیکھا۔ کہئی قریش نہیں آیا۔ اس وجہ سے ناخوش ہوا۔ کہ لوگ کم اس کے استقبال کو آئے۔ اور کہا انصاف کیا ہو گئے۔ اور کیوں میرے استقبال کو نہ آئے۔ لوگوں نے کہا۔ وہ پریشانی و محتاج ہیں۔ سواری ان کے پاس نہیں۔ معاویہ نے کہا۔ ان کے شتر ہائے اب کٹش کیا ہو گئے۔ قیس بن سعد نے جو کہ اس وقت بزرگ انصاف تھا۔ کہا۔ انہوں نے روز جنگ احد و بدر اپنے اونٹوں کو ضائع کر دیا۔ حضرت رسولؐ کی

خدمت میں تجھ سے ایذا نیر سے پد سے جنگ کرتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کی گنہگار سے اسلام کو غالب کیا۔ ہر جنہم نہ چاہتے تھے۔ یہیں کہ معاویہ پھپھو گیا فقیس نے کہا ہم کو رسول خدا نے خبر دی ہے کہ بعد ان کے سزا گار ہم پر غالب ہونگے معاویہ نے کہا پھر تم کو کیا حکم دیا ہے۔ فقیس نے کہا ہم کو حکم صبر دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان سے ملاقات کریں۔ معاویہ نے کہا پس ان کی ملاقات تک صبر کرو۔ یہ کہہ کر معاویہ ایک حلقہ میں پہنچا۔ جہاں قریش جمع تھے۔ سبب بغیر عبد اللہ بن عباس معاویہ کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے معاویہ نے عبد اللہ بن عباس سے کہا تم کو نطمینا اٹھنے سے کوئی چیز سوا اسے کہ نہ جنگ حنین جو تمہارے دل میں ہے۔ مانع نہ ہوتی تم آندہ نہ ہو کہ میں نے طلب خون عثمان کیا ہے اس لئے کہ عثمان بہ ستم مارا گیا ہے۔ ابن عباس نے کہا عمر بھی مارا گیا۔ اس کا خون کیوں نہ طلب کیا معاویہ نے کہا عمر کو کافر نے نہ مارا تھا۔ ابن عباس نے کہا عثمان کو کس نے مارا معاویہ نے کہا مسلمانوں نے اسے مارا ابن عباس نے کہا یہی بخت نیر سے سکوت کو کافی ہے معاویہ نے کہا میں نے اطراف و جوانب میں حکمت سے بھیجے ہیں کہ تمام لوگ فضائل و مناقب علی ترک کر دیں۔ اور تم بھی ترک کرو۔ ابن عباس نے کہا۔ تو مجھے قرآن کی تلاوت سے منع کرتا ہے اس نے کہا نہیں۔ ابن عباس نے کہا۔ تو مجھے قرآن کے معنی کہنے سے منع کرے گا معاویہ نے کہا۔ ہاں۔ ابن عباس نے کہا قرآن کا پڑھنا۔ یا اس پر عمل کرنا دونوں میں سے کون سا واجب ہے۔ معاویہ نے کہا۔ زیادہ تر عمل کرنا واجب تر ہے۔ ابن عباس نے کہا جب تک ہم اس کے معنی نہ جانیں کیونکہ اس پر عمل کر سکتے ہیں معاویہ نے کہا۔ قرآن کے معنی اس شخص سے پوچھو جو اس کی تائید کرے۔ بغیر اس تائید کے جو تم اور تمہارے اہل بیت کرتے ہو۔ ابن عباس نے کہا۔ قرآن ہمارے اہل بیت پر نازل ہوا ہے۔ اور ہم اس کے معنی آئی الہ عثمان سے پوچھیں۔ اسے معاویہ آیا تو مجھے حلال و حرام قرآن پر عمل کرنے سے منع کرتا ہے۔ اگر امت کے لوگ معنی قرآن نہ دریافت کریں۔ ان میں اختلاف ہوگا۔ اور ہلاک ہو جائیں گے۔ معاویہ نے کہا۔ قرآن پڑھو اور تائید بھی کرو۔ مگر ان آیات کی لوگوں سے روایت نہ کرو۔ جو تمہاری شان میں نازل ہوئیں۔ اور علاوہ ان کے جو کچھ ہے اس کی روایت کرو۔ ابن عباس نے کہا۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ چاہتے ہیں نور خدا کو اپنے دہنوں سے بجھائیں۔ اور خدا حفظ کرتا ہے۔ مگر یہ کہ اپنے نور کو تمام کرے۔ ہر جنہم کافر نہ چاہیں معاویہ نے کہا۔ اسے سپر عباس ہوش میں آؤ۔ اپنی زبان سننا لو۔ اور اگر کہو مخفی کہو۔ آشکارا نہ کہو۔ اس کے بعد معاویہ گھر میں گیا۔ اور سو نہرا درہم بطور خوشامد ابن عباس کے پاس بھیجے اور مذاہلوں کو حکم دیا۔ نہ کہیں۔ ان اس شخص سے برطرف ہوگی۔ جو کسی سے کوئی حدیث مناقب علی اور ان کے اہل بیت کے حق میں روایت کرے گا۔ اس وقت بلا اور شدائد اہل کو فریاد ہوئے۔ اس لئے کہ وہاں شیوہ اور جگہ سے زیادہ تھے پس معاویہ نے

زیادہ کو بصو اور کوفہ کا دالی کیا۔ چونکہ زیادہ پلیدی شیعوں کو پہناتا تھا۔ اور جہاں پاتا تھا ان کو قتل کرتا تھا شیعوں کو ڈراتا تھا۔ اور ہاتھ پاؤں ان کے کاٹتا تھا۔ اور وہ تختان خرماب میں لٹکا کر پھانسی دیتا تھا۔ اور شہر سے نکال دیتا۔ اور آواز وطن کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سب شیعوں کی عراق سے نکال دیا۔ اور عراق میں کوئی شیعوں نہ رہا۔ مگر یہ کہ مارا گیا۔ یا سولی دیا گیا۔ یا قید کیا گیا۔ یا آوارہ وطن کیا گیا۔ معاویہ نے اپنے بیان بدعتہائے معاویہ۔ اعمال اور امر اور کوشیروں میں حکمائے کعبہ کے گواہی کسی شیعوں علیؑ اور ان کے اہل بیت کی قبول نہ کریں۔ اور شیعیان عثمان و محبان عثمان کو اور ان کو جو لوگ مناقب و فضائل عثمان بیان کرتے ہیں۔ جہاں پاؤں ان کو اپنا مقرب کر واؤ اپنے قریب بٹھاؤ۔ اور ان کی عزت و توقیر کرو۔ اگر مناقب عثمان میں کوئی شخص کوئی حدیث وضع کرے یا روایت کرے۔ اس شخص کا اور اس کے پوہ و قبیلہ کا نام مجھے لکھو۔ تاکہ میں اسے خلعت دوں اور نوازش کروں۔ پس منافقان عرب نے ایسا ہی کیا۔ اور بکثرت احادیث فضائل عثمان میں وضع کیں اور معاویہ نے خلعت ہائے گراں و جائزہ ہا و بخششائے عظیم و نراویان کذاب کے لئے بھیجے۔ پس یہ حدیثیں ہر شہر میں بکثرت مشہور ہوئیں۔ اور مردمان دین فروش مال و اعتبار دنیا کے لئے احادیث وضع کرتے اور لوگ زحمت کرتے تھے۔ اور کوئی کسی شہر سے آتا۔ اور حق عثمان میں کوئی منقبت و فضیلت بیان کرتا تھا۔ اس کا نام لکھ لیتے تھے اور اس کو مقرب بارگاہ کرتے تھے۔ اور اس کو املاک و انعام و جاگیر و زمین دیتے تھے۔ جب ایک مدت تک یہی کیفیت رہی۔ تب اس نے اپنے اعمال و حکام کو لکھا۔ کہ احادیث و بارہ عثمان بکثرت ہوئیں اور سب شہروں میں منتشر ہو گئیں۔ اب لازم ہے کہ لوگوں کو اس پر ترغیب و ترغیب نہ کرے کہ احادیث معاویہ کی فضیلت میں وضع کرو۔ کہ مجھے یہ بات بہت مرعوب و پسند ہے۔ اور میں اس امر سے بہت خوش ہوں گا۔ اور اہل بیت رسولؐ پر بہت شاق گذرے گا۔ اور ان کی عمریں کو یہ احادیث وضعی برہم کر دیں گی۔ پس عمال و امرائے ہر شہر میں وہ حکم پڑھ کر سنایا اور اشیاء نے وضع احادیث و فضائل معاویہ شروع کیں۔ ہر قصبہ و شہر میں احادیث موعودہ لکھ کر بھیجتے تھے اور کتب خانوں میں دیتے تھے۔ کہ معلم یہ احادیث اطفال کو تعلیم کریں جس طرح قرآن تعلیم کرتے ہیں۔ اور لوگ اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو سکھائیں۔ کہ محبت اس کی سب کے دل میں راسخ و مستحکم ہو جائے۔ جب اس حالت کو مدت گذری۔ زیادہ شخصی نے معاویہ کو نام لکھا۔ کہ قبیلہ حضرت مبین دینہ حکم علی پر ہیں معاویہ نے جواب میں لکھا۔ جو شخص علیؑ اور ان کے حکم پر ہو۔ اسے قتل کرو۔ پس زیادہ ظالم نے شیعیان علیؑ کو قتل کیا۔ اور ان پر ظلم و ستم کئے اور معاویہ نے سب شہروں میں لکھا کہ تلاش کرو۔ اور

جب بدیل و بران جانا کہ یہ علیؑ اور ان کے اہل بیت کو دوست رکھتا ہے اس کا نام دیوان سے ہو  
 کہ وہ لوہے اس کے دوسرا نام لکھا کہ جسے علیؑ کی محبت پر آم کرے ہر چند ثابت نہ ہو قتل کر ڈالو اور جس پر شکن  
 مشہور اور گمان دوستی علیؑ ہو جہاں اسے باؤ مار ڈالو۔ پس یہی طریقہ جاری ہوا کہ ہر شخص کو ہمت لگا کر وہ  
 ڈالتے تھے۔ اور لوگ جسے نسبت کھر و زندہ سے دیتے تھے اسے گرامی و بزرگ رکھتے تھے اور اس کے  
 معترف نہ ہوتے تھے۔ اور جس کسی کو نسبت پر تشلیع دیتے تھے۔ وہ شخص کسی شہر میں اپنی جان سے  
 بیخوف نہ تھا۔ خصوصاً کوفہ و بصرہ میں یہاں تک کہ کوئی شیعو کوئی بھید کسی دوسرے شیعو سے کہنا چاہتا  
 تھا۔ ہوتا تھا۔ اس کے گھر میں جا کر اس کے کان میں کہتا تھا۔ مگر بعد اس کے کہ قسم لے کر مغلظہ اسے  
 دیتا تھا اور عہدہ پیمان ہٹے و قاس سے لیتا تھا۔ کہ پویشی و رکھے اور مٹا ہر نہ کرے پس وہ برونہ ہی  
 حالت ترقی پر تھی۔ یہاں تک کہ معاویہ ان جوہر و ظلم بکثرت ہوئے۔ اور احادیث موضوعہ لوگوں میں بکثرت منتشر  
 ہوئیں۔ اور اطفال کا اس حال پر نشوونما ہوا۔ اور ان اشقیاء میں بدترین مروج قاریان قرآن تھے۔ کہ اولاد کم و زیاد  
 حمید ظہار شروع و شروع کرتے اور لوگوں کو بصورت پر ہرگز گمان دکھاتے تھے۔ طبع دنیا اور خوشامد و الیان جوہر  
 کی وجہ سے احادیث دروغ وضع کرتے تھے اور اسے اپنا سبب تقرب قاصدین و الیان ظہر جانتے تھے اور  
 اس وسیلہ سے مقرب ہوتے تھے۔ اور اموال و منازل و دیہات ان احادیث کے صلہ میں لیتے تھے۔ اور  
 لوگ بسبب سنیوں جو ان سے رکھتا تھا۔ یا احادیث ان سے سن کر روایت کرتے تھے۔ اور حق سمجھتے تھے۔  
 اور اگر کوئی ان احادیث موضوعہ کی تردید کرتا یا اظہار شک کرتا تھا۔ اس سے یہ اشقیاء دشمنی کرتے تھے۔ اور  
 یہ احادیث ہر کسی جماعت ویندار کے ہاتھ آتیں۔ اور یہ نہ چاہتے کہ افسر رسول خداؐ پر بائد میں پس ثانی  
 ان احادیث کو قبول کر لیتے اور گمان کرتے تھے۔ یہ حق ہیں۔ اور اگر جانتے یہ احادیث موضوعہ اور باطل ہیں۔  
 اس وقت روایت نہ کرتے اور ان پر اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ اور جو کوئی ان پر اعتقاد رکھتا تھا۔ اسے  
 دشمن نہ رکھتے تھے پس ان کے نزدیک اس زمانہ میں جو حق ہے وہ باطل ہے۔ اور جو باطل ہے۔  
 وہ ان کے نزدیک حق ہے۔ سچ ان کے نزدیک جھوٹ اور جھوٹ ان کے نزدیک سچ ہے اور جب  
 لام حسینؑ ہتھیار ہوئے۔ بلا وقتہ شدید ہوا۔ اور کوئی دوست و دوستان خدا سے نہ رہا۔ مگر یہ کہ ترسان و  
 خلف تھا یا قتل کئے جاتے یا نکالے جاتے یا آوارہ وطن کئے جاتے تھے پس در سال قبل مرگ معاویہ  
 حضرت امام حسنؑ نے ہلو عبداللہ بن جعفر راوہ حج کیا۔ اور عبداللہ بن عباس و امام حسینؑ نے زمانہ نبی ہاتھ  
 کو جمع کیا اپنے شیعوں اور دوستوں کو طلب کیا۔ جنہوں نے حج کیا تھا۔ اور جنہوں نے دیکھا تھا اور جو شہر  
 میں تھے۔ کہ حضرت اور اہل بیت کو پہچانتے تھے اور جمع اصحاب حضرت رسولؐ و فرزندان اصحاب تابعین

انصار کو جو معروف بصلالاح و سلام تھے سب کو جمع کیا اور سب کو تکلیف عجز دی یہاں تک کہ معنی میں ایک  
 ہزار سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور امام حسینؑ اپنے سر پر یہی تھے اور اکثر اس جماعت میں سے تالیان و فردنلاب  
 صحابہ تھے جب سب خیمہ کا حضرتؑ میں جمع ہوئے امام حسنؑ اُٹھے اور خطبہ پڑھا حمد و ثنائے الہی اور فرمایا  
 اور لڑنا دیکھا معاویہ نے جو کچھ ہم سے اور تم سے کیا تم نے جاننا اور دیکھا تم حاضر تھے اور سنتے تھے اور تم کو خبر  
 معنی میں چاہتا ہوں تم سے چند سوال کروں۔ اگر میں سچ کہوں۔ میری تصدیق کرو۔ اور اگر جھوٹ کہوں میری  
 تکذیب کرو۔ میرا کلام سنو اور میری بات پر خود کرو۔ اور اپنے شہروں اور قبیلوں میں جاؤ۔ جو کوئی ایمین اور  
 بے خوف ہو اور تم کو اس پر اعتماد ہو۔ اسے اس پر دعوت کرو جو تم نے جاننا اس لئے کہ مجھے خوف اس کا ہے۔  
 کہ یہ دین حق کہیں مندوس نکہت نہ ہو جائے اور نور خدا کا تمام کرنے والا ہے۔ ہر چند کفار نہ چاہیں پس امام حسنؑ  
 نے کوئی آیت قرآن جو اہل بیت کی شان میں نازل تھا باقی نہ رکھا۔ جو ان کو نہ سنایا ہو۔ اور اس کی تفسیر نہ  
 بیان کی ہو۔ اور جو آیات قرآنی و احادیث نبویؐ جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ اور اہل بیت کے حق میں وارد ہوئی  
 تھیں ان سب کو ان لوگوں کے سامنے روایت کیا۔ اور جس آیت و حدیث کو امام حسنؑ بیان فرماتے تھے  
 صحابہ اس کی تصدیق کرتے تھے کہ اسی طرح سے ہم نے سنی اور اس وقت حاضر تھے۔ اور تابعین کہتے تھے  
 ہاں ہم نے ان سے سنا ہے جنہوں نے ہم سے روایت کی ہے۔ اور ہم ان پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اور جمع عبتائے  
 بالغان سے بیان کریں۔ پھر آخر میں فرمایا میں تم کو قسم بخدا دیتا ہوں کہ جب تم اپنے اپنے شہروں میں جاؤ۔  
 جو کچھ میں نے بیان کیا اس کو جس پر تم اعتماد رکھتے ہو اس سے نقل کرو۔ یہ فراگر امام حسنؑ منبر سے اتر آئے۔  
 اور لوگ متفرق ہو گئے۔ شیخ مفیدؒ و طوسیؒ نے روایت کی ہے جب خلافت معاویہ پر قائم ہوئی بشیر  
 بن اساطہ کو شیعوں کو بلانے کے لئے مجاہد بھیجا۔ اس وقت والی مکہ عبداللہ بن عباس تھے۔ جب انہیں  
 تلاش کیا اور نہ پایا۔ ان کے دو طفل جو نہایت حسین و جمیل تھے مروں پر گیسو تھے پکڑ لیا۔ اور ان دونوں  
 طفل بے گناہ کے سر کاٹ ڈالے جب یہ خبر ان بچوں وغیر کی ماں کو پہنچی۔ نزدیک تھا کہ اس کی جان  
 مفارقت کر جائے۔ اور ایک مرتبہ دونوں فرزندوں کی مصیبت میں انشا کیا جب عبداللہ معاویہ پر  
 گئے۔ اس مجلس میں بشیر سے ملاقات کی معاویہ نے کہا۔ اے عبداللہ اس مروں پر کوئی پیمانے ہو۔ اسی نے  
 تمہارے دونوں فرزندوں کے سر کاٹے ہیں۔ بشیر نے کہا۔ ہاں میں ہی ان کا قاتل ہوں کیا کر سکتا ہے عبداللہ نے  
 کہا۔ کاش میرے پاس تلوار ہوتی بشیر نے کہا۔ تلوار میری ہو جو رہے۔ اور چاہا اپنی تلوار دیدے معاویہ نے منع  
 کیا۔ اور کہا۔ اے مروں پر تمہارے تفت ہو تو کس قدر اگمق بنے اپنی تلوار اس کے ہاتھ میں دیتا ہے جس کے دونوں  
 فرزندوں کو آرتے قتل کیا گیا تو شجاعت بنی ہاشم سے واقف نہیں بخدا اگر تلوار اسے دیکھا۔ اول مجھے

اور بعد مجھے قتل کرے گا۔ عیوب اللہ نے کہا۔ قسم بخدا پہلے تجھے اور بعد اس کے بشیر کو قتل کروں گا۔  
 حدیث عمرو بن مکتوم خزاعی۔ شیخ مکششی نے اسے سند معتبرہ روایت کی ہے کہ حضرت رسول نے کسی طرف  
 ایک کمر بھیجا اور فرمایا۔ فلاں ساعت رات کو راہ بھول جاؤ گے پس بائیں جانب جانا جب اس طرف سے  
 جاؤ گے۔ گو سفندوں میں ایک شخص کو دیکھو گے اس سے راستہ دریافت کرنا۔ وہ کہے گا۔ جب تک میرا  
 کمانا دکھاؤ گے۔ راہ نہ بناؤں گا۔ ایک گو سفند تہا سے لئے وہ ذبح کر لیکھ اور تہا سے ضیافت کرے گا۔ بعد  
 اس کے تم کو راہ بتائے گا۔ پس میرا سلام اس شخص کو پہنچانا۔ اور اس سے کہنا میں مدینہ میں ظاہر ہوا ہوں  
 جب لشکر مذکور روانہ ہوا جو کچھ آنحضرت نے فرمایا تھا۔ واقع ہوا۔ اور جب بائیں جانب گئے۔ عمرو بن  
 مکتوم خزاعی کو دیکھا ان کی انہوں نے دعوت کی۔ جس طرح آنحضرت نے فرمایا تھا۔ عمرو نے جب لشکر کو  
 راہ بتائی۔ سلام حضرت کا پہنچانا بھول گئے۔ عمرو نے پوچھا۔ آیا کوئی پیمبر مدینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ کہا۔  
 ہاں۔ پس حاضر خدمت حضرت ہوئے اور ایمان لائے۔ بعد ایک مدت کے آنحضرت نے عمرو سے فرمایا۔  
 اپنے مقام پر جاؤ۔ اور جب علی ابن ابی طالب والی و حاکم ہوں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونا۔ پس عمرو بن مکتوم  
 خواہی اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور جب جناب امیر کو فہ میں گئے۔ اس وقت تک موجود تھے۔  
 پس کو فہ میں جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک روز جناب امیر نے ان سے پوچھا۔ آیا  
 کوئی گھر تہا رہا ہے انہوں نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا۔ اپنا گھر فروخت کر۔ اور درمیان فادہ مانے قبیلہ  
 اند گھر خرید کر۔ جب میں تم سے مصافحت کروں۔ کل میرے بعد والیان جو وہ ظلم تم کو طلب کریں گے۔ اس  
 وقت قبیلہ اند تہا رہی حمایت کریں گے۔ یہاں تک کہ تم کو فہ سے موصل جاؤ گے۔ راہ میں ایک مرد مشول  
 پاس پہنچو گے۔ وہاں بیٹھ کر اس سے پانی مانگو گے۔ وہ تم کو پانی دے گا۔ اور تم سے تہا را حال دریافت  
 کرے گا۔ اس سے اپنا حال کہنا۔ اور دعوت اسلام کرنا۔ پس وہ مشول مسلمان ہو گا۔ تم اپنے ہاتھ اس کی  
 دلوں پر ہند۔ وہ میرے اعجاز سے شفا پائے گا۔ اور تہا را رفیق ہو گا۔ اور تہا سے ہمراہ آئے گا۔ جب تم تھوڑی  
 راہ طے کرو گے۔ لیکہ اندھے پاس پہنچو گے۔ اور اس سے پانی مانگو گے۔ وہ اندھے کو پانی دے گا۔ اور تہا را  
 حال پوچھے گا۔ اس سے اپنا حال کہنا۔ اور دعوت اسلام کرنا۔ جب وہ اندھا مسلمان ہو جائے۔ اپنا ہاتھ  
 اس کی آنکھوں پر پھیرنا۔ میرے اعجاز سے اس کی آنکھیں مدینہ میں ہو جائیں گی۔ اور وہ بھی تہا را رفیق ہو گا۔  
 اور یہ دونوں رفیق تمہیں دفن کریں گے۔ بعد اس کے کچھ سو را تہا سے عقب سے تم کو پکڑنے آئیں گے۔ اور  
 نزدیک قلعہ موصل فلاں موضع میں تم تک وہ سو را پہنچ جائیں گے۔ جب ان کو دیکھا گھوڑے سے نیچے  
 آنا۔ اور ایک گڑھے میں جو وہاں سے نزدیک ہے اتر جانا۔ واضح ہو کہ تہا سے خون میں فاسقان جن و

اس شریک ہو گئے۔ حبیب جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے اور عاملان معاویہ نے عمرو بن حق خزاعی کو طلب کیا کہ شہید کریں۔ وہ کوفہ سے موصل گئے۔ امد جو کچھ جناب امیر نے فرمایا تھا۔ وہ سب واقع ہوا۔ حبیب قریب قلعہ موصل پہنچے۔ اپنے اُن دونوں رفیقوں سے کہا۔ بلندی پر حماد امد جانب کوفہ نظر کرو۔ جو چہرہ دیکھو مجھ سے بیان کرو۔ ان دونوں نے کہا۔ کچھ سو امد اس طرف آتے معلوم ہوتے ہیں یہ سن کر عمرو بن حق گھوڑے سے نیچے آئے اور غار میں اتر گئے۔ گھوڑے کو بھوڑ دیا۔ حبیب غار میں گئے سیاہ سانپ نے کاٹا۔ سوار بھی موجود ہوئے۔ گھوڑے کو بکھڑا لیا۔ امد کہا۔ یہ گھوڑا اسی کا ہے یہ کہہ کر عمرو کو تلاش کرنے لگے۔ حبیب غار میں پہنچے۔ ان کے جس عضو پر مانتہ رکھتے تھے وہ جلا ہوا جاتا تھا۔ پس ان کا مرکاٹ لیا۔ اور معاویہ پاس لائے۔ معاویہ نے حکم دیا۔ مرتزہ پر چڑھایا جائے۔ اور سب سے پہلے جو مرتزہ پر چڑھا یا گیا۔ وہ عمرو بن حق خزاعی کا سر تھا۔ طعش کشی کرنے شہادت حجر بن عدیؓ۔ حسن بصری سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ زمانہ معاویہ میں ناسان کی طرف میں لڑائی نہ لیا ہوا تھا۔ اور ہیرا سردار تابعین میں سے ایک شخص تھا۔ ایک روز نماز ظہر ہم نے اس کے ساتھ ادا کی۔ حرب نماز سے وہ فارغ ہوا۔ وہ منبر پر گیا۔ اور بعد حمد و ثنائے کہا۔ ایھا الناس ایسا حادثہ عظیم حادث ہوا۔ اور ایسی بدعت واقع ہوئی۔ جب سے حضرت رسولؐ جلالت کی ہے۔ اب تک ایسا امر شنیع ظہور پذیر نہیں ہوا تھا۔ میں نے سنا ہے کہ حجر بن عدی اور ان کے اصحاب کو کہ ہر گان دین سے تھے بے تقصیر معاویہ نے قتل کر ڈالا اگر مسلمان اس بدعت کے مٹانے پر نکل کھڑے ہوں۔ بیہان کی نصرت و اعانت کریں گا۔ اور اگر کیلی اس بدعت کا انکار نہ کریں گے میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ میری جلد روح قبض کرے۔ جب منبر سے نیچے وہ شخص آیا۔ اور گھر گیا۔ دعا اس کی مستجاب ہوئی۔ اور قبل اس کے دوسری نماز کے لئے باہر آئے۔ حدیثے زعم و نذاری اس کے گھوسے بلند ہوئی۔ اور ہجرت الہی واصل ہوا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے۔ جب معاویہ حجرت مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب کو شہید کیا۔ اس سال حج کو آیا۔ امام حسینؑ سے ملاقات کر کے کہا۔ اے ابو عبد اللہ تم نے سنا میں حجرت مدنی اور ان کے اصحاب اور تمہارے پدر کے شیعوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کیا سلوک کیا ہے۔ معاویہ نے کہا۔ میں نے سب کو قتل کیا ہے۔ اور کفنا کرنا نہ پڑھی۔ امد دن کر دیا۔ امام حسینؑ متبسم ہوئے۔ اور فرمایا یہ سب لوگ تیرے دشمن ہو گئے۔ ہر روز قیامت اور تجھ سے اپنا خون طلب کریں گے۔ لیکن حبیب میں قابو پاؤں گا۔ اس وقت تیرے شیعوں کو قتل کروں گا۔ اور ان کو کفن بھی نہ دوں گا۔ اور نماز بھی نہ پڑھوں گا۔ اور دفن بھی نہ کروں گا۔ اور جو جو تودہ بارہ علیؑ ابن

امی طالب اور ہم اہل بیت اور بنی ہاشم کے حق میں عیب لگاتا ہے۔ میں نے سب سنا ہے لازم ہے کہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے۔ اور خود انصاف کرے۔ کہ وہ عیب تجھ میں ہیں یا ہم میں۔ اور اپنی بدکاریوں پر نظر کر۔ اور اپنی مقدار سے ننگد اور ہم سے عداوت نہ کر۔ اور تدبیر عمر و عاص شقی پر ہمارے حق میں عمل نہ کر کہ بہت جلد تو اپنے وبال اعمال کو دیکھے گا۔

## فصل چھٹی۔ بیان کیفیت شہادت امام حسن علیہ السلام

زیادہ تر مشہور ہے۔ اور روایت اول مشہور علمائے امامیہ میں یہ ہے کہ شہادت آنحضرتؐ آخر ماہ صفر میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ساتویں ماہ صفر کہی ہے۔ اور بعضوں نے اٹھائیسویں تاریخ کو سال قبل و نہم ہجرت میں لکھا ہے اور عمر مزین آنحضرتؐ اس وقت سینتالیس سال کی تھی اور سنہ پچاس ہجری تھا۔ اور ابو جعفر رسول کے چالیس سال زندہ رہے۔ ابن ابی الحدید و ابوالفرح الصغبانی نے جب صلوق سے روایت کی ہے۔ کہ پچاس سال کی تھی۔ کتاب استعجاب میں لکھا ہے کہ زمانہ وفات آنحضرتؐ میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں۔ سال قبل و نہم ہجرت میں واقع ہوئی۔ اور بعض سال پچاہم اور بعض سال پچاھم و نیم بھی کہتے ہیں۔ اور عمر شریف کو بعض پچاس سال اور بعض اسی سال چار ہجرت اسیس رو دیکھتے ہیں۔ کتاب کشف الغم میں جناب امام محمد باقر و جناب امام صلوقؑ لہما السلام سے روایت کی ہے۔ کہ عمر شریف امام حسن علیہ السلام وقت وفات سینتالیس سال کی تھی۔ اور درمیان امام حسنؑ اور امام حسینؑ بقدر مدت محل فاصلہ تھا۔ اور مدت محل امام حسینؑ پچاھ ماہ اور امام حسنؑ اپنے نانا کے پچاھ سات سال رہے اور بعد ان کے انتقال کے جناب امیر کے ساتھ تین سال رہے۔ اور بعد وفات جناب امیر علیہ السلام دس سال زندہ رہے۔ ابن شہر آشوب نے اختیار شہادت زبانی امام حسنؑ۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ نے اپنے اہل بیت سے فرمایا کہ واضح ہو میں زہر سے شہید ہو گیا۔ جس طرح جناب رسول خداؐ ہر سے شہید ہوئے۔ اہل بیت نے کہا کون آپ کو دہرے گا کہل یا میری کینز یا میری زوجہ تجھے زہر دے گی۔ اہل بیت نے کہا۔ اس ملعونہ کو اپنے ملک سے باہر کر دیجئے حضرت نے فرمایا کیونکر اسے باہر کر دوں۔ حالانکہ میری موت اسی کے ہاتھ سے ہو گی۔ بعد اس سے چاھ نہیں۔ اہل گراسے باہر کر دوں۔ پھر اُس کے مجھے اور کوئی زہر نہ دے گا کہ ایسا ہی مقدمہ تھا ہے۔ پس بعد اتوار کے زمانہ کے معاویہ نے دو حیرت آنحضرتؐ باس زہر بھیجا۔ امام حسنؑ نے اپنی زوجہ سے پوچھا۔ تم کو دودھ کا شربت ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں ہے۔ پس وہ زہر معاویہ نے بھیجا تھا۔ دودھ میں ڈاکر امام حسنؑ کو



دید جب حضرت نے نوش کیا۔ اپنے بدن میں اسی وقت زہر کا اثر دیکھ کر فرمایا اے دشمن خدا تو نے مجھے مارا۔  
 قسم بخدا تجھے میرے مارنے کا عوض نہ ملے گا۔ اور معاویہ دشمن خدا سے برگزیدہ نپاٹے گی۔ کلینتی نے جناب  
 صادق سے روایت کی ہے کہ اشعث بن قیس جناب امیر کے خون میں شریک تھا۔ اور اس کی دختر ابو جعد نے  
 امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اور بیٹا محمدؑ خون امام حسینؑ میں شریک ہوا۔ قطب راوندی نے جناب صادق سے روایت  
 کی ہے کہ امام حسنؑ نے اپنے اہل بیت سے کہا۔ میں مثل رسول خدا ہر سے شہید ہونگا۔ اہل بیت نے کہا کہ کون  
 شہید کرے گا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میری زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس مجھے زہر دیگی۔ اور معاویہ اس کے  
 پاس پوچھو زہر بھیجے گا۔ ایذا حکم سے گا۔ وہ مجھے زہر پلا دے۔ اہل بیت نے کہا۔ اس کو اپنے گھر سے نکال دیجئے۔  
 اور اپنے پاس سے علیحدہ کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ کیونکہ اسے گھر سے نکال دوں۔ حالانکہ ابھی کوئی فعل  
 واقع نہیں ہوا۔ اور اگر اسے نکال بھی دوں۔ تو بغیر اس کے مجھے اور کوئی زہر دے گا۔ پس بعد ایک مدت کے  
 معاویہ نے زہر پلا بل اور بہت سا مال جعدہ پاس بھیجا۔ اور کہا کہ اگر تم امام حسنؑ کو پلا دیگی۔ تو میں تجھ کو سو ہزار  
 مدیم دوں گا۔ اور اپنے فرزند یزید سے تیرا عقد کر دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ زہر امام حسنؑ کو دیا۔ اور گری بہت  
 تھی۔ اور وقت انتظار آنحضرت بہت پایا سے تھے۔ جعدہ نے حضرت کے لئے دو دو کاشربت لائی۔ اور وہ  
 زہر اس شربت میں ملا دیا تھا۔ جب امام حسنؑ نے وہ شربت پیا۔ اور فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے مجھے مارا۔  
 خدا تجھے مارے۔ قسم بخدا خلق میں کسی کو مجھ سے بہتر نہ پائے گی۔ معاویہ نے تجھے فریب دیا۔ خدا تجھے اور معاویہ  
 کو اپنے عذاب سے سزا دے۔ پس دو روز امام حسنؑ کو دو عالم میں زندہ رہے۔ اور بعد اس کے اپنے جعدہ کو  
 اور پد مالی مقدار سے ملتی ہوئے۔ اور معاویہ نے اس ملعونہ سے اس عہد پر وفانہ کی۔ بروایت دیگر انعام اس کو  
 کو دیا۔ اور یزید سے تزویج نہ کیا۔ اور کہا۔ جس نے امام حسنؑ سے بھی وفانہ کی وہ میرے فرزند سے بھی وفانہ کرے گی۔  
 بیان زہر وادان امام حسنؑ کلینتی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جعدہ دختر اشعث نے امام حسنؑ کو  
 زہر دیا۔ اور کنیزان آنحضرت میں سے ایک کنیز کو بھی زہر دیا۔ اس کنیز نے قے کی اور اچھی ہو گئی۔ اور امام حسنؑ  
 کے شکم بولک میں وہ زہر رہ گیا۔ اور جگر کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے کہ ایک شخص امام  
 حسنؑ کی خدمت میں آیا اور کہا۔ ہماری گردنوں کو آپ نے ذلیل کیا۔ اور ہم شیعوں کو غلامان بنی امیہ بنایا۔  
 حضرت نے فرمایا کہ نہ کر۔ اس نے کہا۔ اس وجہ سے کہ خلافت آپ نے معاویہ کو دے دی۔ حضرت نے  
 فرمایا۔ قسم بخدا میں نے کوئی تاجر دیا۔ اور نہ پایا۔ اگر تاجر دیا۔ یا با۔ ات دن معاویہ سے جنگ کرتا۔ یہاں تک کہ خدا  
 میرے اور اس کے درمیان حکم کرتا۔ لیکن میں نے اہل کو نہ کہ بچا یا اور امتحان کیا۔ اور جان لیا کہ یہ لوگ میرے  
 کام دہائیں گے اور ان کے عہد و پیمان پر وفا۔ اور ان کے گفتار و رفتار پر اعتماد نہیں۔ ان کی زبانیں میرے

بمراہ اور ان کے دل بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ یہ باتیں حضرت کہ ہی سہے تھے۔ ناگاہ خون حلق مبارک سے جاری ہوا۔ پس آیا سے طشت منگایا۔ وہ طشت خون سے بھر گیا۔ راوی نے کہا۔ یا بن رسول اللہ یہ خون کیسا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ معاویہ نے زہر پہنچا تھا۔ اور وہ مجھے کہلا دیا ہے۔ وہ زہر میرے جگر میں پہنچا۔ اور یہ ٹکڑے میرے جگر کے ہیں۔ جو طشت میں گرے ہی۔ میں نے کہا۔ یا حضرت کچھ دوا کیجئے۔ امام حسن نے فرمایا۔ اس سے قبل مجھے دو مرتبہ زہر دیا تھا۔ اور یہ تیسری دفعہ زہر دیا ہے۔ اس دفعہ قابلِ دوا نہیں۔ معاویہ نے بادشاہ روم کو لکھا تھا۔ کہ زہر کشندہ بھیج دے۔ بادشاہ روم نے اسے لکھا کہ تمہارے مذہب میں جبارت نہیں۔ کہ جو ہم سے لڑیں ذہم اس کے قتل پر امانت کریں۔ معاویہ نے لکھا۔ میں جس شخص کو اس زہر سے مارنا چاہتا ہوں۔ وہ اس شخص کا فرزند ہے۔ جو مکہ میں ظاہر ہوا۔ اور دعویٰ پیغمبری کیا۔ اب اس نے خرد کیا ہے۔ اور اپنے پورے بارشاری طلب کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ زہر اسے کھلا دوں۔ اور خلافت کو راحت پہنچا دوں۔ اور بہت بڑا یاد تھا۔ اس کے لئے بھیجے۔ پس بادشاہ روم نے یہ زہر بھیجا۔ اور اس زہر کے عیض میں عہد و شرائط اس سے لئے۔ کتاب کفایہ میں بسند معتبر علامہ ابن ابی عمیر سے روایت ہے کہ جس رخص میں امام حسن نے دنیا سے ولت کی۔ میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ دیکھا کہ سامنے طشت رکھا ہے اور حضرت جگر کے ٹکڑے اس میں داخل رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ اسے میرے مولا آپ اس کا کیوں علاج نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے بند خدا موت کا علاج کس چیز سے کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پس آنحضرت میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ مجھے جناب رسول خدا نے خبر دی کہ بعد ان کے بارہ غلیفے اور امام ہونگے۔ گیاہ امام فرزند ان علی و فاطمہ ہیں۔ اور یہ سب تیغ یا زہر سے شہید ہوں گے۔ جب طشت سامنے سے اٹھالیا۔ حضرت گریاں ہونے لگیں۔ میں نے کہا۔ یا حضرت ہم کو موعظہ کیجئے۔ فرمایا۔ یہاں سے سفر آخرت رہو۔ اور توحہ سفر قبل اجل پہنچنے کے کرو۔ اور واضح ہو کہ تم دنیا کو طلب کرتے ہو۔ اور موت تم کو طلب کرتی ہے۔ اس روز کے اندر وہ کو یاد نہ کرو۔ جس روز تم ہو اور وہ نہیں آیا۔ واضح ہو کہ جو کچھ مال اپنی قوت سے زیادہ تحصیل کرو گے۔ اس میں تمہارا حصہ نہ ہوگا۔ بلکہ دوسرا خزانہ وار ہوگا۔ واضح ہو کہ حلال دنیا میں حساب اور حرام دنیا میں عذاب ہے اور منکسب شہادت دنیا ہونا موجب عتاب ہے۔ لہذا دنیا کو اپنے نزدیک بمنزلہ مردار جانو اور اس سے نہ لو۔ مگر جس قدر تم کو کافی ہو۔ اگر حلال ہوگا۔ اس میں زہد نصیب ہوگا۔ اور اگر حرام ہوگا۔ گناہ اور وبال ہوگا۔ جو کچھ لینگا۔ تجھ پر ہوگا۔ جس طرح ضرورت میں مردار حلال ہوتا ہے اور اگر عذاب ہوگا۔ دنیا میں ایسا کام نہ کرو۔ کہ گویا ہمیشہ یہاں رہتا ہے۔ بلکہ آخرت کے لئے ایسا کام کرو کہ گویا کل مرنا ہو گے۔ اگر چاہو بے قوم و قبیلہ عزیز رہو۔ اور بے سلطنت و حکومت و باہمایت و نصیب رہو۔

میں بذلتِ مصیبتِ خدا سے لبوٹے طاعتِ خدا تو مجھ پر اور جب کبھی کوئی حاجت پیش آئے اور مضطرب ہو کہ لوگوں سے مصاحبت کرو۔ پس اس شخص کے مصاحب ہو کہ اس کی مصاحبت تمہاری ذمیت ہو۔ اگر تم اس کی خدمت کرو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے۔ اگر اس سے نصرت و یاری چاہو۔ وہ نصرت و یاری کرے۔ اگر تم کوئی بات کہو وہ تصدیق کرے۔ اگر دشمن پر حملہ کرو وہ تمہاری تقویت کرے۔ اگر تم مالتی ہو۔ وہ بھی باحسان ہاتھ دلا کرے۔ اگر تمہارے احوال میں کوئی دقت ظاہر ہو وہ اس کا انسداد کرے۔ اگر تم سے نیکی دیکھے انہیں مٹا کرے اور ظاہر کرے۔ اگر اس سے سوال کرو۔ وہ عطا کرے۔ اگر سائل بہ سوال نہ کرو وہ خود اہتہ کرے۔ اگر اس پر کوئی بلا وارد ہو تو تم بھی ملوث رہو۔ لازم ہے تم کو اس سے مصیبتیں نہ پہنچیں۔ اور اس کی وجہ سے تم پر بلائیں وارد نہ ہوں۔ اور جب حقوق ضروریہ درپیش ہوں تو نہ چھوڑو۔ اگر کسی تقسیم میں باہم نزاع کرو۔ تم کو اپنے اوپر مقدم رکھو جب محتاجانِ عبادت یہاں اس مقام تک پہنچے۔ سانس حضرت کی پھول لٹی اور رنگ زرد ہو گیا۔ پس امام حسینؑ ہمراہ اسود بن ابی الاسود وہ واہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے ہلاد بند گواہ گواہوں میں لے کر سردارک انحضرتؑ اور دونوں آنکھوں کے درمیان پو لیا اور نرہ یک بیٹھے۔ اور آپس میں بہت ردا کہے۔ ابو الاسود نے کہا۔ انا بلتہ وانا الیہ راجعون۔ گویا نرہ نانا امام حسنؑ پہنچے۔ پس امام حسینؑ کو وہی کیلاد اور لراہت ان سے کہے اور امانت ہائے خلافت ان کے سپرد کئے۔ بعد اس کے روم مقدس نے بروز پنجشنبہ آخر ماہ صفر سال پنجاہم ہجری میں بریاض قدس بڑا کید اور عمر مہدک اس وقت سنیا الیس سال کی تھی۔ یقین میں دفن ہوئے۔ کتاب کشف الغمیں عمرو بن احنی سے روایت ہے کہ میں ایک شخص کے ہلہ عیادت امام حسنؑ کو گیا حضرت نے فرمایا۔ جو چاہو مجھ سے سوال کرو۔ میں نے کہا۔ قسم بخدا سوال نہ کروں گا۔ جب تک کہ خدا آپ کو صحت عطا نہ فرمائے۔ حالت صحت میں آپ سے سوال کروں گا۔ پس اٹھ کر میں کسی کام کو چلا گیا۔ اور پھر حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ اچھ سے سوال کرو۔ قبل اس کے کہ سوال کا موقع نہ پاؤ۔ میں نے عرض کی۔ خدا صحت آپ کو عطا کرے گا۔ اس وقت میں سوال کرونگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس وقت میرے جگر کا ٹکڑا کٹ کر گر پڑا۔ مجھے کئی مرتبہ زہر دیا تھا۔ اور کسی دفعہ کا دہر ایسا تھا۔ جب دوسرے روز میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ دیکھا حضرت کا وقت آخری ہے۔ امام حسینؑ نے بیٹھے ہیں۔ امام حسینؑ نے ہلہ ہوا۔ اسے براہ زہر گوارا آچکا گمان اس زہر دینے میں کس طرف ہے۔ امام نے فرمایا۔ کیوں پوچھتے ہو۔ آیا منلولو ہے کہ اسے قتل کرو۔ کہا۔ ہاں یہی عرض ہے۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اگر وہ ہے جس کی طرف میرا گمان ہے۔ پس عذاب خدا اس کے لئے عفویت دنیا سے سخت تر ہے اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری وجہ سے ہلہ اہلے۔ ایضا روایت کی ہے جب وقت وفات

امام حسن مجتبیٰؑ کی یاد فرماید مجھے صحرا میں لے چلو کہ میں اطراف آسمان پر نظر کروں۔ جب آپ کہ صحرا میں لے گئے۔ فرمایا  
 خدا دنیا میں اپنی جان کو کہ عیدِ عزیمت جانوں کی میرے نزدیک ہے۔ اسے میں نے تیری رمضان میں دیا۔ اور اپنے قصاص  
 سے تیری رمضان کے لئے دگندہ اگر کسی کو میرے لئے قصاص کریں اس سے پہلی حدیث میں بیفرمانا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی  
 بے گناہ میری وجہ سے مارا جائے۔ اس کا صاف مطلب کچھلی حدیث میں بیان فرمادیا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ قاتل کو مگر  
 رمضانِ خدا کے لئے قصاص نہیں لیتا۔ اگر وہ چاہے تو مزدِ محمد میرے خونِ ناحق کا قصاص لے گا۔  
 بیان دھمایا اے امام حسنؑ کیلئے نے بسند معتبرہ امام محمد باقر سے روایت کی ہے جب وقت اختصار  
 امام حسنؑ ہوا۔ امام حسینؑ کو بولایا۔ اور کہا۔ اسے براہِ گرامی میں تم کو چند وصیتیں کرتا ہوں۔ تم میری وصیتوں کی حفاظت  
 کی حفاظت کرو۔ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ مجھے غسل دینا کفن کرنا۔ اور میرے نانا رسولؐ کے پاس لے جانا۔  
 کمان کی زیارت کروں۔ اور اپنا عہد ان لے تازہ کروں اس کے بعد مجھ کو میری ماورِ قافلم کے پاس لے  
 جانا۔ بعد ازاں مجھے قبرستانِ یقین میں سے جا کر دفن کرنا۔ اور واضح ہو کہ عائشہ سے چند امور ایسے  
 ظاہر ہونگے۔ کہ اس کی دشمنی خدا و رسول اور ہم اہل بیت سے لوگوں پر ظاہر ہو جائے گی۔ جب امام حسنؑ نے  
 رحلت فرمائی۔ غسل دیا۔ اور کفنا کر کہاں مردوں پر نماز پڑھتے تھے۔ وہاں لے گئے اور جناب امام حسینؑ نے  
 امام حسنؑ پر نماز پڑھی۔ اور حسبِ نذرانے فارغ ہوئے۔ جنازہ اٹھایا اور مسجد میں لاکر نزدیک قبر رسولؐ  
 رکھا۔ کسی نے جا کر عائشہ کو خبر کی۔ عائشہ اس خبر کے سننے سے استر پر سوار ہوئی۔ دیکھنے جو عورت زمین پر  
 سوار ہوئی وہ عائشہ تھی اور بیتِ جلد نزدیک قبر رسولؐ خدا موجود ہوئی۔ اور کہا۔ حسن بن علیؑ کو میرے  
 گھر سے اٹھا کر لے جاؤ۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے گھر میں دفن ہوں۔ اور پروردگار رسولؐ خدا وسیع ہو گیا  
 حسینؑ نے فرمایا بسا اہا سال ہوئے تو نے اور تیرے باپ نے پردہِ رسی کی۔ اور آنحضرتؐ کے گھر میں ان  
 لوگوں کو داخل کیا جن کا قرب رسولؐ خدا نہ چاہتے تھے۔ اور جو کچھ تو نے کیا۔ خدا قیامت میں اس کا تجھ سے  
 سوال کرے گا۔ اے عائشہ میرے برادر نے مجھے حکم دیا ہے کہ بعد وفات ان کو قبر رسولؐ پاس بلاؤں کہ وہ لہنا  
 عہد اپنے رسولؐ خدا سے تازہ کریں۔ واضح ہو کہ میرے بھائی امام حسنؑ مجھ اور رسولؐ دانا ترین مردم تھے۔ اور قبائلی  
 کتاب خدا بیان تمہارا تھے۔ اس سے کہ جنگِ حجاب بہرہ رسولؐ خدا کریں۔ اس لئے کہ خدا نے منج کیا ہے۔ بے  
 رخصت داخل خدا آنحضرتؐ ہوں۔ اور قرآن میں فرمایا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت  
 النبی الا ان یدعونکم الیہن منکرمون لعلکم تریہن غیر رخصت رسولؐ خدا لوگوں کو ان کے گھر میں داخل کیا۔ اور خدا  
 نے منج کیا ہے کہ آواز حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں بلند کریں۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے۔ یا ایہا  
 الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ اور میں قسم کھاتا ہوں۔ تو نے اپنے باپ

اور عمر کے لئے نزدیک گویش حضرت رسولؐ بیچے زمین پر ماسے۔ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو اپنی آواز نزدیک رسول خداؐ پست کرتے ہیں۔ وہ لوگ وہی ہیں جن کو خدا نے بے پرہیزگاری امتحان کیا ہے۔ اور تحقیق تیرے باپ اور عمر نے بسبب اپنی نزدیکی کے حضرت رسولؐ کو اذیت دی۔ اور جو خدا نے وہ باپ حق رسول خداؐ اور خود آنحضرتؐ نے اپنی زبان مبارک سے ان دونوں کو حکم فرمایا تھا۔ اس کی رعایت نہ کی۔ اس لئے کہ خدا نے مومنوں کے لئے جو عمر نے کے بھی حرام کیا ہے جو ان کی حیات میں حرام تھا۔ اور اسے عائشہ قسم بخدا جس طرح امام حسنؑ کے دفن سے ان کے نانا پاس تو کراہت رکھتی ہے۔ اگر ان کے اور خدا کے درمیان حائل ہو جاتا۔ اس وقت معلوم ہو جاتا۔ کہ تیرے مندر پر یہاں امام حسنؑ دفن ہوتے ہیں پس محمدؐ نے کہا۔ اسے عائشہ تیرا کچھ بٹھیر کا نہ نہیں کبھی استرد خجری پر اور کبھی اونٹ پر سوار ہوتی ہے۔ عداوت بنی ہاشم سے ایک بات پر قائم نہیں۔ عائشہ نے کہا۔ اسے سپر حنفیہ یہ فرقہ ان فاطمہ میں۔ جو گفتگو کرتے ہیں۔ تم کسی حسب و نسب پر کلام کرتے ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ محمد بن حنفیہ کو فاطمہ سے دودنہ کرو۔ کہیں فاطمہ ان کی ماں میں۔ فاطمہ دختر عمران بن عابد بن عمرو بن مخزوم و فاطمہ بنت اسد و فاطمہ دختر زینبہ بنت ابی اسلم پھر امام حسینؑ کو عائشہ نے کہا۔ اٹھالے جاؤ۔ کہ تم لوگ حضرت میں نہایت جہالت رکھتے ہو۔ اور میں تم سے جہالت نہیں ہو سکتی۔ پس امام حسینؑ جنازہ امام حسنؑ کو نزدیک قبر جناب فاطمہ لے گئے اور وہاں سے لے چاکر قبرستان بقیع میں دفن کیا۔ ابن بابویہ نے بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے چاہا کہ امام حسنؑ کو نزدیک قبر رسول خداؐ دفن کریں۔ اور اکثر لوگوں کو اس کام کے لئے جمع کیا۔ پس ایک شخص نے کہا میں خود امام حسنؑ سے سنا فرماتے تھے میرے برادر حسینؑ سے کہو۔ ایسا دکرنا کہ میرے جنازہ کی وجہ سے خون زمین پر گرے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا امام حسینؑ دست بردار نہ ہوتے اور امام حسنؑ کو مزدان کے نام کے پہلو میں دفن کرتے۔ اور جناب صادق نے فرمایا۔ اول جو عورت استریم بعد وفات حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی۔ وہ عائشہ تھی کہ دفن امام حسنؑ سے اکرا لے ہوئی۔ شیخ مفید و شیخ طوسی و دیگر علمائے ابن عباس و غیرہ سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے جدہ سے دو بزرگ مدہم اہل بیت سے مواضعات حلہ و کوفہ کا وعدہ کیا اور اس کے پاس نہ بھیجا کہ امام حسنؑ کے طعام میں ملاوے۔ جب جدہ ملو و طعام ہاں حسنؑ کے سامنے لائی۔ اور ہر روایت دیگر بعد تناول فرماتے کے امام حسن علیہ السلام نے کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ طاقات محمد سید المرسلین و پدم سید الوصیین و مادرم فاطمہ زہراؑ چچا جعفر جو ہمیشہ میں پیدا کرتے ہیں اور عمرہ سید الشہداء سے فائز ہوا۔ امام حسینؑ ملا ہے امام حسنؑ کے آٹے اٹھا لے لے بلو آپ اپنا حال کیا دیکھتے ہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں اپنے کو اول روزہ روزائے آخرت ادا فرماد

مردمانے دنیا سے پاتا ہوں اور جانتا ہوں کہ اپنی اصل پر کسی ہوشی نہیں کر سکتا اپنے پیداوار بعد اس حالت میں تہہ پدا  
اور وہ توں اور پڑندوں کی مفاہقت کو مکروہ جانتا ہوں۔ اور اس گفتار سے استفادہ کرتا ہوں بلکہ خواہان سطر ہوں۔  
اس لئے کہ اپنے بعد رسول خدا اور اپنے پدرا امیر المؤمنین اور اپنی مادر فاطمہ زہرا اور اپنے دو چچا حمزہ و جعفر سے  
ملاقات کروں۔ اور خدا عوض ہر گز شستہ اور ثواب خدا ہر مصیبت سے تسلی دینے والا ہے اور جو فوت ہوا  
بچے اس کا تارک کہنا ہے۔ اے برادر میں نے اپنا جگر طشت میں دیکھا اور جانا کہ کس نے یہ کام کیا ہے اور اصل  
اس کی کہاں سے ہوئی ہے۔ اگر میں تم سے کہوں تم اس کے ساتھ کیا کرو گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا قسم بخدا میں کو  
قتل کروں گا۔ یہ سن کر امام حسن علیہ السلام نے فریاد میں تم سے وہ خبر کہوں گا یہاں تک کہ اپنے نانا رسول خدا  
سے ملاقات کروں گا لیکن میرا وصیت نامہ اکھو کہ حسن بن علی بن ابی طالب اپنے برادر حسین بن علی بن ابی  
طالب سے وصیت کرتا ہے میں پدا احدانیت خدا کو ای دیتا ہوں کہ وہ اپنی خداوندی میں شریک نہیں رکھتا  
اور وہی لایع پرستش ہے معبودیت میں شریک نہیں رکھتا۔ اور پادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ  
محتاج کسی کی اعانت کا نہیں۔ سب چیزوں کو اس نے پیدا کیا ہے۔ اور سب چیزوں کو اس نے مقرر کیا  
ہے۔ اور وہ ہی عبادت سزاوارترین معبودین اور عبادت سزاوارترین محمودین ہے جو اس کی اطاعت کرے۔  
رسدگار ہے اور جو کوئی اس کی معصیت کرے گنہگار ہے اور گمراہ ہے اور جو اس کی طاعت کرے  
ہدایت پاتا ہے پس اے برادر حسینؑ میں تم کو ان کے حق میں وصیت و سفارش کرتا ہوں جن کو اپنے بعد  
اپنے اہل اور اپنے فرزندوں اور تہا سے اہل بیت سے چھوڑے جاؤ ہوں کہ ان کے گناہگاروں کے گناہ  
سے درگزر کرنا۔ اور ان کے احسان نیکو کار کو قبول کرنا۔ مثل میرے فرزند کے ان سے رہنا۔ اور مثل پدرا  
ہریان ان پر رہنا۔ اور مجھے حضرت رسولؐ پاس انہیں دخن کرنا۔ اس لئے کہ میں آنحضرتؐ اور خانہ آنحضرتؐ  
کا ان لوگوں سے زیادہ ہوں جن کو بے رخصت داخل خانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جلا کہ  
خدا نے منع کیا۔ اور قرآن میں فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ  
يُؤْذَنَ لَكُمْ فَمَنْ بَخَّرَ رَسُولَ فَدَانِے ان لوگوں کو اپنی حیات میں بے رخصت اپنے گھر میں جانے کی اجازت  
نہیں دی۔ اور اپنی وفات کے بعد بھی ان کو اجازت نہیں دی اور تم کو اجازت دی ہے۔ جو کچھ آنحضرتؐ  
سے تم کو میراث میں ملا ہے اس میں تم متصرف ہوں لہذا اگر عائشہ تم کو منع کرے۔ میں تم کو قسم بقرابت  
ورحم دیتا ہوں۔ کہ میرے جنازے کی وجہ سے ذرا سا خون بھی زمین پر نہ پھینے پائے یہاں تک کہ اپنے  
نانا سے ملاقات کر کے ان کے سامنے فیصلہ کروں۔ اور جو کچھ ظلم و جور منافقوں سے بعد ان کی وفات  
کے تم کو پہنچے اس کی شکایت کروں۔**

بیانِ دفنِ امامِ حسن علیہ السلام۔ ابن عباس نے کہا جب امام حسنؑ نے بیالم بھار حیدر حق تعالیٰ رحلت فرمائی۔ اس وقت امام حسینؑ نے مجھے اور عبداللہ بن جعفر اور علی میر سے فرزند کو طالب کیا۔ اور امام حسنؑ کو غسل دے کر چھانگا۔ کر دوازہ روزہ رسولِ خداؐ کھولیں۔ اور چنانچہ امام حسنؑ روزہ روزہ رسولؐ میں لے جائیں۔ ناگاہ مروان ہمدانی فرزند ان ابو سفیان و عثمان و بنو امیہ جمع آکر مانع ہوا۔ اور کہا یہ ہرگز نہ کرنے دیں گے۔ کہ عثمان بیدترین حال بقیع میں دفن ہوا۔ اور حسینؑ بن علی رسولِ خداؐ کے پاس دفن ہوں۔ یہ نہ ہوگا۔ جب تک ملو اور پتلے اور ترکش تیروں سے خالی نہ ہو جاؤں۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے فرمایا۔ حق اس خدا کے جس نے مکہ کو محترم کیا۔ امام حسنؑ فرزند علی علیہ السلام دفن نہ ہوا سلام اللہ علیہا اور رسولِ خداؐ صلعم اور ان کے گھر سے بہ نسبت ان لوگوں کے جو بے احازت دفن ہوئے۔ بہت ذبحتی ہیں۔ اور قسم بخدا کہ امام حسنؑ بہ نسبت عثمان خطا کا دے کہ اس نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے بے گناہ نکال دیا۔ اور عمار ابن مسعود کی بے حرمتی کی۔ اور حضرت رسولؐ نے جس کو نکال دیا تھا۔ ان کو پناہ دی۔ نہ بخت زیادہ ہیں۔ بروایت دیگر مروان استر ممانعت عائشہ از دفنِ امامِ حسن علیہ السلام۔ پر سواد جو کہ عائشہ کے پاس گیا اور کہا حسینؑ بن علی اپنے بھائی کو لائے ہیں کہ پیغمبرِ خداؐ کے پاس دفن کریں۔ اگر حسینؑ بن علی کو دفن کر دیا تو یقین جانتا قیامت تک تمہارے باپ اور عمر کا فخر بظرت ہو جائے گا۔ عائشہ نے کہا کیا کروں مروان نے کہا چل کر منع کرو۔ عائشہ نے کہا کیونکر مانع ہوں۔ پس مزان استر سے نیچے اُترا۔ اور عائشہ کو اپنے استر پر سواد کر کے قہر رسولِ خداؐ کے پاس لایا۔ چھینا چلا تا تھا۔ اور مبنی امیہ کو زغیب دلاتا تھا۔ کہ حسنؑ بن علی کو ان کے نانا رسولِ خداؐ کے پہلو میں دفن نہ ہونے دو۔ ابن عباس نے کہا۔ اس حیض میں میں ناگاہ ہم نے ایک آواز سنی اور ایک شخص کو دیکھا کہ اثر شرفتنہ اس سے ظاہر ہو گیا اور چلا آتا ہے۔ جب ہم نے نظری دیکھا۔ عائشہ مع چالیس سواروں کے آئی ہے۔ اور لوگوں کو جنگ و جدال پر تھریں کرتا ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا۔ بلایا۔ اور کہا۔ اسے پس عمر اس تم سب نے مجھ پر جرات و جسارت ہم پہنچائی ہے اور ہر روز مجھے آزاد دیتے ہو۔ اور چاہتے ہو اسے میرے گھر میں داخل کرو۔ جسے میں دوست و عزیز نہیں رکھتی۔ اور نہیں چاہتی۔ میں نے کہا۔ واسوا تاہ کسبى اور نط پر سواد اور کسبى خیر پر سواد ہوتی ہے اور چاہتی ہے نہ وہ خدا کو بجا دے اور دوستان خدا سے جنگ کرے اور دوستان رسولِ خداؐ دوستان رسولِ خداؐ حاصل ہو۔ پھر عائشہ قریب قبر رسولِ آئی اور استر سے کود کر چلانے لگی۔ کہ قسم بخدا جب تک میرے سروں با یک بال رہے گا۔ میں حسنؑ بن علی کو یہاں دفن نہ ہونے دوں گی۔ بروایت دیگر چنانچہ امام حسنؑ کو تیر ہلاں کیا۔ یہاں تک شتر تیر چنانچہ امام حسنؑ سے باہر نکل گئے۔ یہ دیکھ کر بنی امیہ نے چاہا۔ شمشیر کھینچیں اور جنگ کریں! امام حسینؑ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے برادر کی وصیت

کو مصلح کر کے۔ اور ایسا نہ کر دے کہ خونریزی ہو۔ بعد اس کے ان اشقیاء سے خطاب کیا۔ کہ اگر میرے برادر کی وصیت ہوتی، مزاربان کو میں یہاں تہجدی بند پر دفن کرتا پس جنازہ امام حسنؑ لے گئے اور بقیع میں اپنی جہد فاطمہ بنت اسد بیان وفات امام حسنؑ زبانی رسولؐ کے پاس دفن کیا۔ ایضاً ابن عباس نے رعایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب میرے فرزند نعت بگم حسنؑ کو زہر سے شہید کریں گے۔ اس وقت ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس پر روئیں گے۔ اور سب چیزیں روئیں گی۔ یہاں تک کہ عرفان ہو اور نامیاب دنیا اس پر گریہ کریں گے۔ اور جو اس پر روئے گا۔ اس کی آنکھیں کود نہ ہوں گی۔ جس روز سب کی آنکھیں کود ہوں گی ماہد جو کوئی اس کی مصیبت پر اندوہ ناک ہوگا۔ اس کا دل اندوہ ناک نہ ہوگا۔ جس دن سب دل اندوہ ناک ہوں گے۔ اور جو بقیع میں اس کی زیارت کرے گا۔ اس کا قدم صراط پر ثابت ہے گا۔ جس روز سب قدم صراط پر لرزوں ہوں گے۔ قرب الاسناد میں بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت ہے کہ امام حسینؑ ہر آخری تجوہ کو قبر امام حسنؑ کی زیارت کو جاتے تھے۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے دو پاس اور بروایت دیگر۔ بین سو عورتوں سے نکاح کیا۔ یہاں تک کہ جناب امیر نے منبر پر فرمایا۔ کہ میرا فرزند حسنؑ مطلق یعنی مطلق دینے والا ہے۔ اپنی دختروں کو اس سے تزویج نہ کرو۔ لوگ کہتے تھے۔ اگر وہ ایک شب کے لئے ہمدی دختر کو تزویج کریں۔ ہمارے فخر کے لئے کافی ہے اور جب امام حسنؑ نے

یہ روایت جناب امیرؑ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ سقیانی شہینری کی تیار کردہ ہے۔ زندگی حضرت علیؑ میں امام حسنؑ نے کسی بوی کو طلاق نہیں دیا۔ کوئی تاریخ یہ ثابت نہیں کرتی۔ اپنے بعد وفات پڑ بزرگوار زیادہ عقیدت کئے۔ اور طلایق میں لوگ کہتے ہیں۔ مولانا امام حسنؑ عیاش تھے جو اتنے نکاح پر نکاح کرتے تھے نہیں وجہ یہ تھی طلاق دینے کی حکومت جس کو خلافت کہا جاتا تھا۔ امام حسنؑ میں نہ ہر بلائی کا پالاکن ہوں کا مجموعہ غفلت و گندگی کی لپٹ بن گئی تھی۔ معاویہ سے صلح میں امام حسنؑ کی تیسری شہولہ تھی کہ بعد معاویہ حکومت کے مالک امام حسینؑ ہو گئے۔ <sup>۳۳۰</sup> امام استہباب۔ <sup>۳۳۱</sup> اصراعن محرقہ۔ <sup>۳۳۲</sup> اسامت والاماتہ (میکن معاویہ نے قسم کھا کہ کسی بھی آدمی میں جانا منظور حکومت امام حسینؑ کو نہیں دینی اور ان کے پاس دو حربے تھے کامیابی کے لئے زہر اور روہیہ۔ لہذا حسنؑ کو چہرہ و فہرہ دیا گیا۔ اور نہ دینے والا ہے کا بہترین ذلیقہ تھی زوجہ بنتا معاویہ زہر دوانے کی جس بوی سے ساز باز کرتے اور امام کو شہد گذرانا آپ اس کو طلاق دے دیا کرتے تھے۔ کہہ کر خنجر سے سزا نہیں دی جا سکتی۔ شرفاً طلاق عورت سے علیحدگی کا ذریعہ تھا۔ جو آپ کے لئے ہر روز عورت سے نکاح کر لیا۔ جب پھر ان پر شک گنا طلاق دے دی۔ اس طرح اتنے نکاحوں تک امام کی ذہنت آئی۔ آخر معاویہ نے امام کو چین دینے دیا۔ جہد بنت اشعث ابن قیس خلیفہ اول ابوہریرہ کی لجاجی سے زہر دوانے میں کامیاب ہو گئے۔ <sup>۳۳۳</sup> مروج الذهب جیب امیر صلح دوم۔ <sup>۳۳۴</sup> تاریخ الیہ الفضا جلد اول۔ <sup>۳۳۵</sup> وغیرہ کتب شاہد میں معاویہ نے زہر دوا دیا۔ (دکٹر شہر علی معنی عنہ)



انتقال کیا۔ جمع زنان آنحضرت جن کو طلاق دیا تھا عقب جنازہ پابریہ آئی تھیں۔ اور گریہ و زاری کرتی تھیں۔ روایت ہے کہ جب امام حسنؑ کا ہنگام وفات ہوا۔ امام حسینؑ نے کہا۔ اے برادر میں چاہتا ہوں آپ کے وقت احتضار سے مطلع ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے فرماتے تھے ہم اہل بیت کی عقل مفارقت نہیں کرتی۔ جب تک روح ہمارے بدن میں ہے۔ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو۔ جب میں ملک الموت کو دیکھوں گا۔ تمہارا ہاتھ چھوڑ دوں گا۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے اپنا ہاتھ امام حسنؑ کے ہاتھ میں دے دیا۔ بعد ایک ساعت کے امام حسن علیہ السلام نے امام حسینؑ کے ہاتھ کو چھوڑی سی حرکت دی۔ جب امام حسین علیہ السلام اپنا کان امام حسنؑ کے منہ کے پاس لے گئے امام حسنؑ نے فرمایا۔ ملک الموت مجھے کہتے ہیں۔ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ تم سے راضی ہے۔ اور تمہارے نانا شیخ روز جزا ہیں۔

## جلد اول ختم شد

